کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع (او کما قال)
آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات بیان کرتا پھرے

مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت

حصہ سوم

قرآن، حدیث، تاریخ اور فن رجال کی روشنی میں

تالیف
علامہ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

شائع کردہ
الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ رجسٹرڈ
7/3 - 8 - 1 ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰ ـ فون: ۶۶۰۴۱۰

(جملہ حقوق محفوظ)

نام کتاب ———— مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت (حصہ سوم)

مصنف ———— علامہ حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی ؒ

کتابت ———— حافظ عبدالستار واحدی

صفحاتِ کتاب ———— ۵۲۰ صفحات

تعدادِ کتاب ———— ۶۰۰

قیمت ———— پچاسی روپیہ صرف (-/۸۵)

مطبع ———— روحانی ڈائجسٹ پریس۔ ناظم آباد۔ کراچی

—— ناشر ——

الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مکان نمبر ۳ – ۷ – ۱ – اے، بلاک نمبر ۱، ناظم آباد، کراچی --۷۴۶

فون: [illegible]

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عرضِ ناشر

اُس اللہ بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے اس ناچیز ادارہ کو "مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" کا تیسرا حصہ ہدیہ ناظرین کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

موضوعِ تالیف اور مدعائے تحریر کے متعلق تو کتاب ہذا کے پہلے اور دوسرے حصے میں عرضِ ناشر کے زیرِ عنوان "گذارشِ احوالِ واقعی" میں "اظہاریہ" قدرے وضاحت کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لایا جا چکا ہے اس پر مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت تو نہ تھی پھر بھی رسمًا اور تبرکًا چند تاثرات پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ امر باعثِ تعجب نہیں کہ جب "مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" کا پہلا اور اس کے بعد دوسرا حصہ منظرِ عام پر آیا تو اس کی پذیرائی نہ صرف اہلِ علم اور دینی شغف رکھنے والے حضرات نے کی بلکہ ہمارے علوم دینیہ کے مدارس نے بھی کتاب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اصرار کیا کہ اس سلسلہ کو مزید وسعت دی جائے۔ اور وہ تمام غلط عقائد اور موضوع روایات جو ہمارے معاشرے میں مذہبی تقدس حاصل کر چکی ہیں انہیں نقد و نظر کی کسوٹی پر رکھ کر اس کی اصل پوزیشن عوام الناس کے سامنے لائی جائے۔ یہ بڑا ہی صبر آزما اور کٹھن کام تھا۔ لیکن دوسری طرف مسلمانوں میں عقائد اور فکر و نظر کی جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں اس کے پیشِ نظر اس پر خطر گھاٹی سے گذرنا بھی ضروری تھا۔ ان موضوع روایات کا تواتر کے ساتھ عوام الناس کے کانوں تک پہونچانے کا فریضہ بڑے سلیقہ کے ساتھ ہمارے بیشتر صوفیائے کرام نے اپنی عقیدت اور سادگی کی بنا پر اور ہمارے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

واعظانِ خوش الحان نے اپنی سحر بیانی کے ساتھ انجام دیا ہے اس میں مزید چاشنی کا کام ہمارے نعت اور منقبت گو شعرائے کرام نے ادا کیا ہے۔ پھر اس کو گائیکی کے روپ میں شہر شہر قریہ قریہ ایسے والہانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ کیا عوام اور کیا خواص سب ہی اس سحر سے متاثر ہوئے ہیں۔

روایت اور درایت کا فن گو بڑا قدیم ہے لیکن اس بات کی کم ہی کوشش کی گئی ہے کہ اس پورے ذخیرۂ علم سے سچ اور جھوٹ کو علیحدہ کیا جائے۔ عربی زبان میں تو اس سلسلہ میں کافی مواد موجود ہے۔ لیکن اردو زبان میں "موضوعات" پر سوائے دو ایک کتابوں کے اور وہ بھی عربی سے اردو میں ترجمہ کے علاوہ کوئی وقیع کام نہیں کیا گیا! علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے البتہ اس طرف توجہ دی تھی لیکن ایک تو ان کے پاس کام کی کثرت تھی یا ہجوم مشاغل اور دوسرے یہ کہ عمر نے وفا نہ کی اس لئے زیادہ کام نہ ہو سکا۔ موجودہ زمانے میں محترم علامہ حبیب الرحمٰن صاحب صدیقی کاندھلوی یقیناً مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی پیرانہ سالی کے باوجود جوانِ عزم انتھک محنت اور شب و روز کی دیدہ ریزی کے بعد صحیح سمت میں ایک مثبت کوشش کی ہے اور اردو داں طبقہ کے مطالعہ کے لئے خاصا مواد فراہم کیا ہے۔ ان کی اس کاوش کو سراہنے کا وقت تو شاید اس سال کے بعد ہی آئے گا لیکن جو نگاہ دوررس رکھتے ہیں انہوں نے ابھی سے محسوس کر لیا ہے کہ یہ پودا یقیناً بار آور ہوگا اور پھل پھول لا کر ایک نئی بہار کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ کم سواد اخبارات و رسائل اور حکومت کے ذرائع ابلاغ جو بیشتر کم علم حضرات کی بلا تحقیق، دین کے نام پر لکھی ہوئی موضوع روایات پر مبنی مواد، شائع اور نشر عام کرتے رہتے ہیں اس کے اثرات کو کم کر سکنے کے لئے دین کی صحیح سمجھ رکھنے والے اہل علم و فضل علماء اور دانشور سامنے آئیں۔ اور اس

چھان پھٹک کے کام میں اپنی توانائیاں صرف کریں، اور سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کر کے عوام الناس میں صحیح دینی مواد فراہم کریں۔ ساتھ ہی حکومت (مرکزی، صوبائی، بلدیاتی) کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ذرائع ابلاغ اور اسکول اور کالج کی سطح پہ لکھی جانے والی نصابی کتابوں میں ضروری ردّو بدل کر کے آئندہ آنے والی نسلوں کو ان دیومالائی داستانوں سے محفوظ کرنے میں سرگرمی سے عمل پیرا ہو۔

وما علینا الا البلاغ

نظام الدین خان   ۲۴ مئی ۱۹۹۸ء

وضاحت

بعض حضرات کو یہ اعتراض ہے کہ میں بہت سی روایات کے بارے میں اپنی کوئی رائے نہیں لکھتا۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اگر وہ روایات میرے نزدیک درست نہ ہوتیں تو میں انہیں مذہبی داستان میں نقل نہ کرتا۔ گویا اس کتاب میں کسی روایت کا نقل کرنا خود اس امر کی دلیل ہے کہ روایت مذکور میرے نزدیک صرف ایک داستان ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

(علامہ) حبیب الرحمٰن صدیقی (کاندھلوی)

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

علامہ امین احسن اصلاحی کا تجزیہ

مخدومی حضرت علامہ صاحب زید مجدکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پچھلے ماہ کے "اشراق" میں جب جناب جاوید صاحب نے "مذہبی داستانیں اوران کی حقیقت حصہ دوم" کا مقدمہ چھاپا تو علامہ اصلاحی صاحب نے پڑھ لیا بس پھر کیا تھا اپنے قریبی ساتھیوں کو معہ جناب جاوید صاحب بلا لیا اور فرمانے لگے "میں نے زندگی میں صرف دو آدمی اس لفظ" علامہ" کے مستحق دیکھے ہیں ایک علامہ عباسی مرحوم اور دوسرے علامہ حبیب الرحمٰن صاحب" تو حضرت یہ تھا تبصرہ اصلاحی صاحب کا۔ چند دن پہلے حضرت کا تازہ تبصرہ ایک صاحب مجھے لکھوا کر گئے ہیں وہ بھی سُن لیں۔ پہلی بات تو حضرت نے یہ پوچھی" کہ یہ نوجوان جنہوں نے" مذہبی داستانیں" لکھی ہے میری طرف سے ان کو کہیں کہ جیسے آپ نے میلادی حدیثیں دیکھی ہیں ایسی ہی فقہی حدیثوں کو بھی دیکھیں" جب ان کو بتایا گیا کہ یہ نوجوان نہیں بلکہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں تو فرمانے لگے: "بھائی یہ تو بہت صدمے کی بات ہے ان کی تحریر تو جوان ہے"۔ پھر بآواز بلند ایک گھنٹہ تک دعائیں کرتے رہے۔ اور سب کو تلقین کی۔ "میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں آپ لوگ جہاں تک پہنچا سکیں ان کی کتابیں خاص کر علماء حضرات تک پہنچائیں"۔ اور فرمانے لگے: "میں ایک گھنٹے سے زیادہ مطالعہ نہیں کرسکتا لیکن ان کی کتاب لیکر بیٹھتا ہوں۔ جب تھک جاتا ہوں تو ادھر اُدھر پھر پھرا کر پھر مطالعہ شروع کردیتا ہوں"۔ اور یٰسین صاحب نے آپ کی کتاب پیش کی تھیں اُن کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں: "اس نے مجھے چھنسا دیا ہے میں کسی اور کتاب کو دیکھنے سے بھی رہا"۔ جب

حضرت سے یہ کہا گیا کہ تیسری جلد بھی چھپ رہی ہے تو فرمانے لگے: "ان سے میری طرف سے درخواست کریں کہ جتنی جلد ہو سکے جلدی چھاپیں اور دعا کریں کہ میں پڑھ کر مروں۔" آخر میں سب سے کہا کہ "سب سن لو اگر تم نے ان کتابوں کو جگہ جگہ پھیلانے میں کوتاہی کی تو تم اللہ کے مجرم ہو گے۔"

تو حضرت یہ تھا تبصرہ علامہ اصلاحی صاحب کا جو میرے ذمہ لگایا گیا تھا کہ آپ حضرت کا جلانی صاحب کو کراچی خط لکھیں۔ تو حضرت میں تو ان پڑھ آدمی ہوں۔ جیسے ٹوٹے پھوٹے الفاظ مجھ سے لکھے جاتے تھے لکھ دیئے ہیں۔ رمضان کی بابرکت راتوں میں آپ کی صحت اور عمر میں برکت کی دعائیں کر رہے ہیں۔۔۔ — اللہ تعالیٰ امت پر رحم فرمائے اور آپ سے دین کا اتنا کام لے کہ سب کی نجات کا ذریعہ بن جائے۔

فقط والسلام

محمد معاویہ

حاجی پورہ ، باغبان پورہ

لاہور

۱۰ مئی ۱۹۸۸ء

۵

سرخیاں

عنوان	صفحہ نمبر
مآثر علمی	۳۷
مقدمہ مصر - پروفیسر ڈاکٹر محمود ابوریہ مرحوم	۳۱
پنجتن - علامہ عبدالقدوس ہاشمی	۶۳
واقعہ مباہلہ - علامہ حبیب الرحمن صدیقی	۹۹
اصلاحات اور ان کی تشریح	۱۰۵
حضرت علی سے متعلق وضعی روایتیں	۱۱۰
جعفر بن سلیمان	۱۱۲
میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں۔	۱۱۶
میمون ابو عبداللہ	۱۱۷
عدی بن ثابت۔	۱۱۸
علی بن زید بن جدعان	۱۱۹
سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علیؓ ہیں۔	۱۲۰
عمرو بن میمون۔	۱۲۲
ابراہیم بن اسحٰق الرازی۔	۱۲۵
محمد بن حمید الرازی۔	۱۲۸
ابو بلج الفزاری۔	۱۲۹

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت علیؓ کی امارت حج۔	۱۳۰
حفص بن المعتمر	۱۳۰
انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔	۱۳۳
اے علیؓ جو تجھ سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔	۱۳۴
پرندے کا گوشت کھانا۔	۱۴۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے میں مجھ سے ابتدا فرماتے۔	۱۴۶
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چار شخصوں کی محبت فرض تھی۔	۱۴۸
اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری	۱۵۰
میرا قرضہ صرف علیؓ ادا کر سکتے ہیں۔	۱۵۰
حضرت علیؓ کی فضیلت۔	۱۵۰
عمر بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن۔	۱۵۲
حضرت سعدؓ کا حضرت علیؓ کے بارے میں فیصلہ۔	۱۵۵
حاتم بن اسماعیل۔	۱۵۸
موسیٰ بن مسلم بن روعان	۱۵۹

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابومعاویۃ الضریر۔	۵۹	کپڑے استعمال فرماتے۔	
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے	۶۲	عثمان بن ابی شیبہ۔	۸۰
زیادہ محبوب حضرت علیؓ تھے۔		محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ۔	۸۰
جمیع بن عمر التیمی۔	۶۳	اوصیاء کا خاتمہ حضرت علیؓ اور ان	۸۱
جمیع بن عمیر۔	۶۴	کی اولاد کے ذریعہ ہوا۔	
ابوالجحاف	۶۵	ہر نبی کا ایک جانشین ہوتا ہے	۸۲
جعفر بن زیاد الاحمر التیمی الکوفی۔	۶۶	حکیم بن جبیر۔	۸۳
عبداللہ بن عطاء۔	۶۷	سلمۃ بن الابرش۔	۸۳
جوتے سجانے والا۔	۶۸	محمد بن حمید الرازی۔	۸۴
سفیان بن وکیع۔	۷۰	علیؓ کے دروازے کے علاوہ	۸۵
قاضی شریک۔	۷۱	سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔	
حضرت علیؓ منافقین کی پہچان	۷۲	عمرو بن میمون۔	۸۶
کا ذریعہ ہیں۔		یحییٰ بن ابی سلیم الفزاری	۸۷
ابوہارون العبدی	۷۳	ابراہیم بن المختار الرازی۔	۸۸
جعفر بن سلیمان الضبعی	۷۵	میمون ابوعبداللہ۔	۸۹
اے اللہ مجھے اس وقت تک	۷۶	عوف الاعرابی۔	۸۹
موت نہ دینا جب تک میں علیؓ		خثیمہ بن خلیفہ۔	۹۰
کو نہ دیکھ لوں۔		خثیمہ بن محمد الانصاری۔	۹۰
جابر بن صبیح	۷۶	خثیمہ بن ابی خثیمہ۔	۹۱
ابوالجراح البہزی۔	۷۷	خثیمہ بن عبدالرحمٰن الکوفی۔	۹۱
ابوعاصم۔	۷۸	حضرت علیؓ کو علم کے ایک ہزار باب	۹۲
حضرت علیؓ سردیوں میں گرمیوں کے	۷۸	تعلیم دیئے گئے۔	

عبداللہ بن لہیعہ۔	۱۹۴	حضرت علیؓ سید العرب ہیں۔	۲۱۶
حضرت علیؓ کی زرہ کا قصہ۔	۱۹۶	محمد بن حمید۔	۲۱۶
حکیم بن حزام	۲۰۱	خارجہ بن مصعب۔	۲۱۷
حضرت علیؓ نے نبوت کے دوسرے روز نماز پڑھنی شروع فرمادی تھی۔	۲۰۱	میری اولاد علیؑ کی پشت سے پیدا کی گئی ہے۔	۲۱۸
علی بن عابس۔	۲۰۳	یحیٰی بن العلاء۔	۲۱۸
اسمٰعیل بن موسیٰ۔	۲۰۳	میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔	۲۱۹
اللہ تعالیٰ نے باشندگان زمین سے صرف دو شخصوں کو پسند کیا ہے	۲۰۳	عمر بن عبداللہ بن یعلی۔	۲۲۰
ابراہیم۔	۲۰۴	حضرت علی ہر مسلم کے مولیٰ ہیں۔	۲۲۱
عبدالسلام بن صالح۔	۲۰۴	اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی مخصوص طور پر مغفرت فرمائی ہے۔	۲۲۲
عبدالرزاق بن ہمام	۲۰۵		
زید بن یثیع۔	۲۱۰	عباد الکلبی۔	۲۲۳
حضرت علیؓ سے سرگوشی۔	۲۱۱	حضرت علیؓ تاویل قرآن پر جنگ کریں گے۔	۲۲۳
علی بن المنذر۔	۲۱۲		
محمد بن فضیل بن غزوان۔	۲۱۲	اسمٰعیل بن رجاء۔	۲۲۴
اے علیؓ تو عیسیٰ بن مریم کی طرح ہے،	۲۱۳	مومن کے صحیفہ کا عنوان علیؓ ہیں۔	۲۲۴
حکیم بن عبدالملک۔	۲۱۳	اے علیؓ تیرا ایک بیٹا ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔	۲۲۴
خالد بن مخلد۔	۲۱۳		
سفیان بن وکیع۔	۲۱۳	حسن بن بشر۔	۲۲۵
تیرا بھائی علیؓ بہتر بھائی ہے۔	۲۱۴	میں نے اللہ تعالیٰ سے علیؓ کے بارے میں پانچ امور کا سوال کیا تھا	۲۲۵
مسلم بن خالد المخزومی۔	۲۱۵		

عیسیٰ بن عبداللہ۔	۲۲۶
اے علیؑ تیری منزل میری منزل کے سامنے ہوگی۔	۲۲۶
عمار بن سیف الضبی۔	۲۲۶
محاربی۔	۲۲۶
عمار بن سیف۔	۲۲۷
علیؑ بن ابی طالب جنت میں صبح کے تارے کی طرح چمکتے ہوں گے	۲۲۸
علیؑ تمہیں صراطِ مستقیم پر چلائیگا۔	۲۲۹
علیؑ مقتول ہو کر مریں گے۔	۲۳۰
ناصح۔	۲۳۱
اسمٰعیل بن ابان۔	۲۳۱
ناصح بن عبداللہ۔	۲۳۲
اسماعیل بن ابان۔	۲۳۲
علیؑ تو حضورؐ کا نفس ہیں۔	۲۳۲
خالد بن اسماعیل۔	۲۳۳
محمد بن المہدی۔	۲۳۳
سب سے پہلے جس کی روح نے مجھے سلام کیا وہ علیؑ کی روح تھی۔	۲۳۳
عبداللہ بن ایوب۔	۲۳۳
ایوب بن ابی علاج	۲۳۴
رکوع کی حالت میں زکوٰۃ کی ادائیگی۔	۲۲۴
عیسیٰ بن عبداللہ۔	۲۲۵
حضرت علیؑ کو مولیٰنا کا خطاب۔	۲۲۶
مفضل۔	۲۲۷
حضرت حسنؑ اور حضرت علیؑ کا مکالمہ	۲۲۸
بشری بن اسماعیل۔	۲۳۳
شعیب۔	۲۳۵
سب سے اوّل حوض پر حضرت علیؑ آئیں گے۔	۲۳۵
ابو معاویہ الزعفرانی۔	۲۳۵
اے علیؑ تو میرا وارث ہے۔	۲۳۷
علیؑ کی خلافت۔	۲۳۸
مینا۔	۲۳۹
ہمام۔	۲۳۹
اے علیؑ جب تم عائشہ پر غالب آؤ تو اسے امن کی جگہ پہنچا دینا۔	۲۳۹
ابو اسماء۔	۲۵۰
محمد بن ابی یحییٰ۔	۲۵۰
فضیل بن سلیمان۔	۲۵۰
پیتل کا بت اکھاڑنا۔	۲۵۰
ابو مریم۔	۲۵۰

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نعیم بن حکیم۔ ۲۵۲
اسباط بن محمد القرشی۔ ۲۵۲
آخری وصیتیں۔ ۲۵۳
سورۃ توبہ کا قصہ۔ ۲۵۴
زید بن یثیع الہمدانی۔ ۲۵۴
حنش۔ ۲۵۵
سماک۔ ۲۵۶
محمد بن جابر۔ ۲۵۶
اے اللہ اس آنے والے کو علیؓ بنا دے۔ ۲۵۷
اللہ اعلیٰ ہے اور علیؓ علی ہیں۔ ۲۵۹
جعفر بن احمد۔ ۲۶۰
صدیق اکبر حضرت علیؓ ہیں۔ ۲۶۰
فارع۔ ۲۶۱
صدقہ بن موسیٰ بن تمیم ۲۶۲
عباد بن یعقوب۔ ۲۶۳
علی بن ہاشم۔ ۲۶۳
محمد بن عبید اللہ۔ ۲۶۳
علی بن ہاشم بن البرید۔ ۲۶۴
اے علیؓ میرا اور تیرا جھگڑا نبوت میں ہے۔ ۲۶۵
بشر بن ابراہیم۔ ۲۶۵
حضرت علیؓ کی محبت شجر و حجر پر لازم ہے۔ ۲۶۶
جُندی۔ ۲۶۷
حوض کوثر پر حضرت علیؓ کا جھنڈا ۲۶۷
ابو عبد الرحمٰن المسعودی۔ ۲۶۸
حارث بن حصیرہ۔ ۲۶۹
قیامت کے روز میرا جھنڈا علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ ۲۶۹
لاہز بن عبد اللہ۔ ۲۷۰
ناصح بن عبد اللہ المحلمی۔ ۲۷۰
بغض علیؓ کے باعث اس امت سے بارش روک لی جائے گی۔ ۲۷۱
ابو سعید التستری۔ ۲۷۱
حسن بن عثمان۔ ۲۷۲
تازہ کھجوروں کی شاخ۔ ۲۷۲
اسحاق بن ابراہیم ۲۷۲
علیؓ سے بغض رکھنے والا خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔ ۲۷۲
علی بن قرین۔ ۲۷۳
جارود بن یزید۔ ۲۷۳
علیؓ کے محافظ فرشتے دیگر فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔ ۲۷۴

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

علیؓ قیامت تک حجت ہیں۔ ۲۷۳

مطر بن ابی مطر۔ ۲۷۴

اے علیؓ میں دجال نہیں ہوں۔ ۲۷۵

موسیٰ بن قیس۔ ۲۷۶

اہلِ فضل کو اہلِ فضل ہی پہچانتے ہیں ۲۷۷

محمد بن ذکریا الغلابی۔ ۲۷۸

ذارع۔ ۲۷۸

عباس بن بکار۔ ۲۷۸

صدقۃ بن موسیٰ۔ ۲۷۸

میرے لئے صحیفہ اور دوات لاؤ۔ ۲۷۹

عطیہ العوفی۔ ۲۸۰

نصر بن مزاحم۔ ۲۸۰

حضرت علیؓ کی ذریت قیامت تک اوصیا کو ختم کرے گی۔ ۲۸۱

حسن بن محمد الغنوی۔ ۲۸۱

ابراہیم بن عبداللہ۔ ۲۸۱

حضرت علیؓ کا نام قرآن میں موجود ہے۔ ۲۸۱

حضرت علیؓ میں پانچ انبیاء کی خصوصیات۔ ۲۸۳

ابو عمر۔ ۲۸۳

حضرت علیؓ کی محبت برائیوں ۲۸۳

کو کھا جاتی ہے۔

محمد بن مسلمۃ الکنانی۔ ۲۸۴

حضرت علیؓ سید المرسلین ہیں۔ ۲۸۵

علی بن عابس۔ ۲۸۵

حارث بن حصیرہ۔ ۲۸۶

ابراہیم بن محمد بن میمون۔ ۲۸۷

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ۔ ۲۸۷

محمد بن احمد بن علی۔ ۲۸۸

علیؓ اور فاطمہؓ کی منت۔ ۲۸۹

اصبغ بن نباتہ۔ ۲۹۰

محمد بن کثیر الکوفی ۲۹۱

میں (علیؓ) سترہ رمضان کو زخمی ہوں گا۔ ۲۹۱

اصبغ بن نباتہ۔ ۲۹۲

سعد الاسکاف۔ ۲۹۲

میری شرمگاہ علیؓ کے علاوہ کوئی نہ دیکھے۔ ۲۹۳

یحییٰ بن یعلی الاسلمی۔ ۲۹۳

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو علیؓ آپ کے سینہ سے چمٹے ہوئے تھے۔ ۲۹۴

مسلم الملائی۔ ۲۹۵

حضرت علیؑ عرش کے بائیں طرف کھڑے ہوں گے۔ ۲۹۶
حکم بن ظہیر ۲۹۶
حکم بن ظہیر الفزاری۔ ۲۹۸
حضرت علیؓ قیامت کے روز ایک منبر پر بیٹھے ہوں گے۔ ۲۹۸
اسماعیل بن موسیٰ۔ ۲۹۹
دوزخ پر سے گزرنے کے لئے پاسپورٹ کی ضرورت ہے۔ ۲۹۹
محمد بن فارس العبدی۔ ۲۹۹
اے علیؓ تو اور تیرے شیعہ جنت میں جائیں گے۔ ۳۰۰
جمیع۔ ۳۰۰
سوار۔ ۳۰۰
علیؓ کے پروانے کے بغیر کوئی جہنم پر سے نہیں گذر سکتا۔ ۳۰۱
ابراہیم بن عبداللہ الصاعدی۔ ۳۰۹
اے علی جس سے تم بغض رکھو اسے جہنم میں داخل کر دو۔ ۳۰۲
اسحاق النخعی۔ ۳۰۳
یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی الکوفی۔ ۳۰۴
دوزخ سے نجات کا پروانہ۔ ۳۰۵
جنت میں حضرت علیؓ کی سواری ۳۰۵
اصبغ بن نباتہ۔ ۳۰۷
عبایۃ الاسدی۔ ۳۰۷
قیامت کے روز چار اشخاص سوار ہو کر آئیں گے۔ ۳۰۷
علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ ۳۰۸
حسن بن علی العدوی۔ ۳۰۹
حضرت علیؓ اور ان کے بھائی جعفر کا ایک خاص واقعہ۔ ۳۱۰
محمد بن جریر الکوفی۔ ۳۱۳
علیؓ خیر البشر ہیں۔ ۳۱۴
تم نے عثمانؓ کی بیعت کی اور علی کو چھوڑ دیا۔ ۳۱۴
سفیان بن وکیع۔ ۳۱۵
مسند احمد کی ایک پر لطف کہانی۔ ۳۱۶
عمرو بن بہلول۔
ابو بلج۔ عمرو بن بہلول۔ ۳۱۸
حضرت علیؓ صدیق اکبر ہیں۔ ۳۲۰
محمد بن اسماعیل۔ ۳۲۲
عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی۔ ۳۲۲
علاء بن صالح التیمی الکوفی ۳۲۳

منہال بن عمرو الکوفی۔	۲۲۳
عبّاد بن عبداللہ الاسدی الکوفی	۲۲۴
خلیفہ کی پہچان۔	۲۲۵
ثابت بن ابی صفیہ۔	۲۲۷
حضرت علیؓ کا محل کہاں ہوگا۔	۲۲۹
حضرت علیؓ کے لیے عرش پر قبہ لگایا جائے گا۔	۲۳۰
داؤد بن حصین۔	۲۳۰
علیؓ کا گوشت میرے گوشت سے بنا ہے۔	۲۳۰
داھر	۲۳۰
عبایۃ بن ربعی۔	۲۳۱
میں نے عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا.....	۲۳۲
حضرت علیؓ خیر البریہ ہیں۔	۲۳۲
حسن بن محمد۔	۲۳۳
دیری۔	۲۳۴
میرے بعد علم علیؓ اور سلمانؓ سے حاصل کرنا۔	۲۳۵
اے علیؓ وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور تجھ سے بغض رکھتا ہے	۲۳۵
حسین بن سلیمان۔	۲۳۶
عبدالملک بن عمیر۔	۲۳۶
حضرت علیؓ سے محبت کرنیوالے کو موت کے وقت کوئی حسرت نہ ہوگی۔	۲۳۷
حضرت علیؓ کے ذریعہ اللہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔	۲۳۷
علی بن الحسین الہاشمی۔	۲۳۷
لیث بن ابی سلیم۔	۲۳۸
مدینہ میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لائق نہیں۔	۲۳۹
اونٹ کی خریداری۔	۲۴۰
حفص بن اسلم الاصغر	۲۴۱
مجھے تین قسم کے لوگوں سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔	۲۴۲
حکم بن جبیر۔	۲۴۲
فطر بن خلیفہ۔	۲۴۲
عبیداللہ بن موسیٰ۔	۲۴۴
علیؓ کے باعث مجھے پانچ خوبیاں دی گئیں۔	۲۴۴
خلف بن المبارک	۲۴۵
شریک بن عبداللہ	۲۴۶

حارث الاعور۔	۳۴۶
حضرت علیؓ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے۔	۳۴۹
جو میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا۔	۳۴۹
آل محمدؐ نبوت کے درخت ہیں۔	۳۵۰
ضحاک۔	۳۵۱
جویبر۔	۳۵۱
بحر بن کثیر۔	۳۵۲
اہل بیت سے بغض رکھنے والا قیامت کے دن یہودیت کی حالت میں اٹھے گا۔	۳۵۳
سدیف	۳۵۵
حسب ابن الحسن الطحان۔	۳۵۵
شیعہ جب قبروں سے اٹھیں گے تو گناہوں سے پاک ہوں گے۔	۳۵۵
محمد بن سالم۔	۳۵۶
محمد بن علی۔	۳۵۶
محمد بن علی الکندی۔	۳۵۶
میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔	۳۵۷
وطن کی محبت ایمان میں داخل ہے	۳۵۷
جو شخص حضرت علیؓ کی جنگوں کے بارے میں شبہ کرے وہ کافر ہے	۳۵۸
سوید۔	۳۵۸
حضورؐ کی تائید حضرت علیؓ سے کی گئی۔	۳۵۹
عباس بن بکار۔	۳۶۰
محمد بن السائب۔	۳۶۰
علیؓ سے منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔	۳۶۰
ربیع بن سہل۔	۳۶۱
احمد بن صبیح۔	۳۶۱
دلال۔	۳۶۱
اے علیؓ تجھ سے مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کر سکتا۔	۳۶۱
عبداللہ بن عبدالرحمان۔	۳۶۲
مساور الحمیری۔	۳۶۲
حضرت علیؓ وصی رسولؐ ہیں۔	۳۶۳
ابو عصام خالد بن عبید البصری۔	۳۶۳
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کی تخلیق ایک درخت سے ہوئی۔	۳۶۳

عثمان بن عبداللہ الاموی الشامی۔ ۲۶۴
عثمان بن عبداللہ۔ ۲۶۵
ہمام۔ ۲۶۵
مینا ابن ابی مینا۔ ۲۶۶
عبدالرزاق۔ ۲۶۶
صباح بن یحییٰ۔ ۲۶۷
حارث بن حصیرہ۔ ۲۶۷
جمیع بن عفان۔ ۲۶۷
سابقین تین ہیں۔ ۲۶۷
حسین بن حسن۔ ۲۶۸
حسین بن ابی السری العسقلانی۔ ۲۶۹
حضرت علیؓ تمام نیک لوگوں کے امام ہیں۔ ۲۷۰
احمد بن عبداللہ بن یزید الحرانی۔ ۲۷۰
عبدالرزاق بن ہمام ۲۷۰
عبداللہ بن عثمان بن خثیم ۲۷۰
حاکم ذہبی کی نظر میں۔ ۲۷۱
اے علیؓ تیرے علاوہ مجھے کوئی غسل نہ دے۔ ۲۷۲
عبدالصمد بن النعمان۔ ۲۷۳
کیسان ابو عمرو۔ ۲۷۳
یزید بن بلال۔ ۲۷۳
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہارونؑ اور حضرت علیؓ ایک مٹی سے پیدا ہوئے۔ ۲۷۷
محمد بن خلف۔ ۲۷۷
حضرت علیؓ کے علاوہ کسی کا عمل اوپر نہیں چڑھتا۔ ۲۷۸
محمد بن عبیداللہ۔ ۲۷۹
عباد بن عبدالصمد۔ ۲۷۹
حضرت علیؓ نے اس امت سے پانچ یا سات سال قبل اللہ کی عبادت کی تھی۔ ۲۸۰
حبۃ بن جوین۔ ۲۹۰
اجلح۔ ۲۸۱
علیؓ اہل نجران کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ ۲۹۱
خلف۔ ۲۹۲
قیس بن الربیع۔ ۲۹۳
اشعث بن سوار۔ ۲۸۴
جنگ صفین میں ستر بدری موجود تھے۔ ۲۹۷
ابراہیم بن عثمان۔ ۲۹۷
حضرت علیؓ امیرالمومنین ہیں۔ ۲۹۹

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابراہیم بن محمد۔	۲۸۹	صوحانی کھجور کا اعلان۔	۲۹۷
قاسم بن جندب۔	۲۸۹	احمد بن نصر۔	۲۹۸
حارث بن حصیرہ۔	۲۸۹	صدقہ۔	۲۹۹
علی بن عابس۔	۲۹۱	علی رضا۔	۲۹۹
محمد بن عثمان بن ابی شیبہ۔	۲۹۱	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے۔	۳۰۰
رافضیوں کو قتل کردو۔	۲۹۱		
ابوالجحاف۔	۲۹۲	میرے بعد فتنہ واقع ہوگا لہٰذا تم علی کو لازم پکڑ لینا۔	۳۰۱
میں معاویہؓ کے ساتھ صلب کے لئے رکوں گا۔	۲۹۳	میں نے رسول اللہؐ کی تائید حضرت علیؓ کے ذریعہ کی ہے۔	۳۰۲
تین قسم کے لوگوں سے جنگ کرنا	۲۹۴		
اصبغ بن نباتہ۔	۲۹۴	حضرت علیؓ کو شیطان ایک شخص کی شکل میں نظر آیا۔	۳۰۵
علی بن الحزور۔	۲۹۴		
مجھے قاسطین اور مارقین سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔	۲۹۴	ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔	۳۰۶
		شریک۔	۳۰۶
خلیل بن مرہ۔	۲۹۴	ابن اسحاق۔	۳۰۷
علی بادی رہیں	۲۹۴	سلمۃ الابرش۔	۳۰۷
حسن بن الحسین	۲۹۵	حمید الرازی۔	۳۰۷
معاذ بن مسلم	۲۹۵		
عطا بن السائب	۲۹۶	ابو ربیعۃ الایادی۔	۳۰۷
اے علیؓ تجھے جو غصہ دلانے کا ہیں اس کے باپ کو اس کی ماں کے رحم میں شریک بنا دوں گا۔	۲۹۵	حضرت علیؓ خیر البشر ہیں۔	۳۰۷
		عطیہ۔	۳۰۷
		صالح الخیاط۔	۳۰۷
اسحاق بن محمد النخعی۔	۲۹۶	حضرت علیؓ کو دو سپید کپڑے پہنائے	۳۰۸

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جائیں گے۔		علیؓ میری جگہ ایسے ہی ہیں جیسے میرا سر میرے بدن پر۔	۴۱۳
عبدالمومن بن القاسم الانصاری۔	۴۰۸	حسین الاشقر	۴۱۴
ابان بن تغلب۔	۴۰۸	قیس بن الربیع	۴۱۴
عمران بن مقسم	۴۰۸	حسین الاشقر	۴۱۴
منہال بن عمرو۔	۴۰۸	علیؓ سے حسد رکھنے والا مجھ سے حسد رکھتا ہے۔	۴۱۵
اے علیؓ تو قیامت کے روز لوگوں کو حوض کوثر سے ہنکائے گا۔	۴۰۸	سلام۔	۴۱۵
سلام بن سلیمان۔	۴۰۹	سب سے پہلے حوض کوثر پر حضرت علیؓ آئیں گے۔	۴۱۶
زید العمی۔	۴۰۹	مآرل۔	۴۱۶
حضرت علیؓ دوبارہ قتل ہونگے۔	۴۰۹	علیؓ سے قیامت تک منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔	۴۱۶
حضرت علیؓ دنیا و آخرت میں سردار ہیں۔	۴۱۰	نفیع بن الحارث النخعی الکوفی الاعمیٰ۔	۴۱۷
میرے بعد جو خود کو رسول کا بھائی کہے وہ کذاب ہے۔	۴۱۱	حارث بن حصیرۃ الازدی۔	۴۱۸
حارث بن حصیرۃ الازدی۔	۴۱۱	قیامت کے روز حضرت علیؓ جھنڈا اٹھائیں گے۔	۴۱۹
جو شخص میری طرح سے زندگی گزارنا چاہے وہ علیؓ سے دوستی رکھے۔	۴۱۲	ناصح بن عبداللہ البجلی۔	۴۲۰
بشر بن مہران الخصاف۔	۴۱۲	اسماعیل بن ابان الغنوی۔	۴۲۰
علیؓ کے فضائل بیس ہزار کے قریب ہیں۔	۴۱۳	علیؓ سے کیا عہد لیا گیا تھا۔	۴۲۱
عیسیٰ بن عبداللہ۔	۴۱۳	موسیٰ بن قیس	۴۲۱
		مالک بن جعونہ	۴۲۱

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

قیامت کے روز سب سے اوّل علیؓ مجھ سے ملاقات کریں گے۔	۴۲۲	اہل بیت میں دو فرقے ہونا۔	۴۳۲
		نور لی جعفری۔	۴۳۲
اے اللہ! علیؓ سے مدد طلب کر اور اس سے مدد کی خواہش کر۔	۴۲۲	جنّت میں تیرا باغیچہ اس باغیچہ سے بہتر ہے۔	۴۳۲
مہلبل عبدی۔	۴۲۳	یونس بن خباب الاسیدی الکوفی۔	۴۳۳
حضرت علیؓ کی آنکھوں میں تھوک لگانا۔	۴۲۳	حضرت علیؓ امام المتقین ہیں۔	۴۳۴
معلیٰ	۴۲۳	بلال بن ابی حمید۔	۴۳۵
علیؓ خلق الٰہی پر اللہ کی حجت ہے	۴۲۴	عمرو بن الحصین العقیلی	۴۳۵
عبداللہ بن سویط۔	۴۲۵	جنّت کے خزانے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوں گے۔	۴۳۵
حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو حکومت نہیں مل سکتی۔	۴۲۵	الجزار ابوعمرو التیمی۔	۴۳۶
اسحاق بن یحییٰ۔	۴۲۶	بغض علیؓ کا انجام۔	۴۳۶
عثمان بن فائد۔	۴۲۶	شیعہ فردوس کے ایک چشمے سے پیدا ہوئے۔	۴۳۷
خیبر کے روز تلوار جبرائیلؑ کے ہاتھ میں تھی۔	۴۲۷	عبید بن مہران۔	۴۳۸
علیؓ انبیائے کرام کا ایک نمونہ۔	۴۲۷	تو مجھ سے جنگ کریگا حالانکہ تو ظالم ہوگا۔	۴۳۸
مسعر بن یحییٰ النہدی۔	۴۲۸	عبداللہ بن مسلم الرقاشی	۴۳۹
حضرت علیؓ بادلوں میں۔	۴۲۸	عبداللہ بن محمد الرقاشی۔	۴۳۹
مسعدۃ	۴۲۹	جعفر بن سلیمان الضبعی۔	۴۳۹
اے اللہ! تو علیؓ سے دوستی رکھ	۴۲۹	علیؓ سے زیادہ مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا۔	۴۳۹
...ن بن بسطام المروزی	۴۳۰		
حضرت علیؓ کے کان...	۴۳۰		

- عبدالرحمان بن محمد الحاسب۔ ۴۴۰
- حضرت علیؓ کی شب عروسی کا بستر بھیڑ کی کھال تھی۔ ۴۴۰
- عبداللہ بن میمون القداح۔ ۴۴۰
- قتل عثمان کے روز علیؓ دلدل پر سوار ہو کر آئے۔ ۴۴۱
- ابراہیم بن علی الرافعی۔ ۴۴۱
- جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے علیؓ سے بھی محبت کرنی چاہیئے ۴۴۲
- عبداللہ بن حفص الوکیل۔ ۴۴۲
- حضرت علیؓ کے عمامہ باندھنا۔ ۴۴۲
- عبداللہ بن بشر الحرانی الحمصی۔ ۴۴۳
- علیؓ تمام مخلوق سے اسی طرح افضل ہیں جیسے بنفشہ کا تیل۔ ۴۴۳
- مسلم بن خالد الزنجی۔ ۴۴۴
- میرا قرض ادا کرنے والا علیؓ ہے ۴۴۴
- سماک بن حرب۔ ۴۴۵
- حضرت علیؓ باب حطہ ہیں۔ ۴۴۶
- شریک۔ ۴۴۸
- جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ علیؓ رسول اللہ کے بھائی ہیں ۴۴۹
- کادح بن رحمہ۔ ۴۴۹
- جنت میں داخلہ کے لئے علیؓ کی محبت لازمی ہے۔ ۴۵۰
- یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی الکوفی۔ ۴۵۰
- عمار بن زریق۔ ۴۵۰
- ابو اسحاق سبیعی۔ ۴۵۰
- زیاد بن مطرف۔ ۴۵۱
- اے علیؓ تیری جانب سے لوگوں کے دلوں میں کینہ ہے ۴۵۱
- فضل بن عمیرۃ القیسی۔ ۴۵۲
- میمون۔ ۴۵۲
- اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے ۴۵۳
- فضال بن جبیر ۴۵۳
- آگ سے بچاؤ کا ذریعہ حضرت علیؓ کی محبت ہے۔ ۴۵۳
- فارس بن حمدان بن عبدالرحمٰن العبدی ۴۵۳
- شریک بن عبداللہ النخعی۔ ۴۵۴
- لیث بن ابی سلیم۔ ۴۵۴
- علیؓ کے فضائل حد شمار سے باہر ہیں۔ ۴۵۴
- محمد بن شاذان۔ ۴۵۵
- محمد بن زکریا الغلابی۔ ۴۵۶

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

فضائل علی کا شمار ممکن نہیں۔ ۴۵۶
محمد بن احمد۔ ۴۵۶
جو شخص علیؓ سے دشمنی رکھتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ۴۵۷
قریش کے دو بدبخت۔ ۴۵۷
اے اللہ جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ ۴۵۸
عمرو ذو مر۔ ۴۵۸
جابر بن سمرہ۔ ۴۵۸
مخول بن ابراہیم ۴۵۸
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں۔ ۴۵۹
یاذان بن نصر۔ ۴۵۹
سماک بن حرب۔ ۴۵۹
عکرمہ مولیٰ ابن عباس۔ ۴۶۰
حضرت علیؓ چار انگوٹھیاں پہنتے تھے۔ ۴۶۰
ابوجعفر الرازی۔ ۴۶۰
میرے بعد علیؓ کے پاس بیٹھا کرو۔ ۴۶۱
مالک بن مالک۔ ۴۶۱
ضرار بن صرد۔ ۴۶۱
حسین بن الحسن الاشقر الکوفی۔ ۴۶۲
حضرت علیؓ ابوبکرؓ سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے۔ ۴۶۲
کثیر بن یحییٰ بن کثیر ۴۶۲
علیؓ کا منبر تمام انبیاء کے منبروں سے بڑا ہوگا۔ ۴۶۳
کثیر بن حبیب الیمنی۔ ۴۶۳
اے علیؓ! امت تیرے ساتھ غداری کرے گی۔ ۴۶۴
کامل بن العلاء السعدی۔ ۴۶۴
ثعلبہ بن یزید الحمانی۔ ۴۶۴
علیؓ سے محبت کرنیوالے کو پسینہ کے ہر قطرہ کے بدلے جنت میں ایک شہر ملے گا۔ ۴۶۴
علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے ۴۶۵
محمد بن اسماعیل الرازی۔ ۴۶۵
موسیٰ بن نصر الرازی۔ ۴۶۵
تین شخصوں نے اللہ کیساتھ کبھی کفر نہیں کیا۔ ۴۶۶
محمد بن المغیرہ ۴۶۶
یحییٰ بن الحسین۔ ۴۶۷
رحمت الٰہی سے مراد علیؓ ہیں۔ ۴۶۸

ستدی۔	۴۶۹	اے علیؓ جس شخص نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔	۴۷۶
کلبی۔	۴۶۹		
حضرت علیؓ سے دوستی نہ رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔	۴۶۸	صلصال۔	۴۷۶
محمد بن عبداللہ البلوی۔	۴۶۹	دس حصوں میں سے نو حصے حکمت علیؓ کو دی گئی۔	۴۷۷
ابراہیم۔	۴۶۹	احمد بن عمران بن سلمہ	۴۷۷
آسمان سے اخروٹ کا نزول۔	۴۷۰	سیب کی حور۔	۴۷۸
محمد بن ابی الزعیزعہ۔	۴۷۰	محمد بن السائب المعروف بہ کلبی۔	۴۷۸
چار افراد ایک مخصوص مٹی سے پیدا ہوئے۔	۴۷۰	خدیجہؓ اور علیؓ کے علاوہ کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔	۴۸۱
فرشتے سات سال تک علیؓ پر درود پڑھتے رہے۔	۴۷۲	کیا کسی کی زوجہ میری زوجہ کے مانند ہے	۴۸۳
عباد بن عبدالصمد	۴۷۲	حارث بن محمد	۴۸۴
حضرت علیؓ امیر البررہ ہیں۔	۴۷۳	زافر بن سلیمان	۴۸۵
احمد بن عبداللہ۔	۴۷۳	اپنی اولاد کو حب علیؓ پر پیش کرو۔	۴۸۵
عبدالرزاق بن ہمام۔	۴۷۳	اے علیؓ تیرے لئے مسجد میں وہ	
ابن خثیم المکی۔	۴۷۴	امور حلال ہیں جو میرے لئے حلال ہیں	۴۸۶
عبدالرحمان بن بہمان	۴۷۴	حرام بن عثمان	۴۸۷
ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔	۴۷۴	سوید بن سعید	۴۸۷
محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع۔	۴۷۵	قیامت کے روز اہل بیت کے بارے میں سوال ہوگا۔	۴۸۷

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حارث بن معکوف۔	۴۸۸	حضرت علیؓ دابتہ الارض ہیں۔	۴۹۶
ابوبکر بن عیاش۔	۴۸۸	رشید الہجری۔	۴۹۶
معروف بن خربوذ۔	۴۸۸	میں اس کا دشمن ہوں جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔	۴۹۸
شیعہ درخت کے پتے ہیں۔	۴۸۹		
میثا بن ابی میثا۔	۴۸۹	زکریا بن یحییٰ۔	۴۹۹
ہمام۔	۴۸۹	معلی بن عرفان۔	۴۹۹
سابقین اولین سے کیا مراد ہے۔	۴۹۰	مومنین کے لئے علیؓ کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا کافی ہے۔	۴۹۹
حسن بن علی۔	۴۹۰		
تخلیق آدم سے چار ہزار سال قبل میں اور علیؓ نور تھے۔	۴۹۱	عباد بن یعقوب۔	۵۰۰
		سوید۔	۵۰۱
حسن بن علی بن زکریا بن صالح۔	۴۹۲	خم غدیر کی ایک اور کہانی۔ براء بن عازب کی زبانی۔	۵۰۳
خراش۔	۴۹۳		
ابوالاشعث۔	۴۹۴	ابواسحاق سبیعی۔	۵۰۵
زاذان۔	۴۹۴	یونس بن ابی اسحاق۔	۵۰۵
قاسم بن مطیب۔	۴۹۴	احوص بن جواب۔	۵۰۶
حسن بن عمرو بن سیف۔	۴۹۴	ہم دونوں نور سے پیدا ہوئے	۵۰۷
اگر زمین و آسمان ایک پلے میں اور علیؓ کا ایمان ایک پلے میں رکھا جائے تو علیؓ کا ایمان بھاری ہوگا۔	۴۹۵	جعفر بن احمد۔	۵۰۷
		رافضی گروہ کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔	۵۰۸
		تلید بن سلیمان الکوفی۔	۵۰۸
محمد بن تسنیم۔	۴۹۵	پل صراط پر عباسؓ، حمزہؓ اور علیؓ بیٹھے ہوں گے۔	۵۰۹
جس نے حضرت علیؓ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔	۴۹۵	عاصم بن سلیمان۔	۵۱۰

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جویبر۔ ۵۱۰
ضحاک بن مزاحم البلخی۔ ۵۱۱
علیؓ تو میرا نفس ہیں ۵۱۱
حجاج بن ارطات۔ ۵۱۱
علیؓ میرے علم کا تھیلا ہیں۔ ۵۱۲
ضرار بن صرد الکوفی۔ ۵۱۲
یحییٰ بن عیسیٰ الرملی۔ ۵۱۲
عبایہ۔ ۵۱۳
اے علیؓ تیرے بعد جو اختلاف ہو گا تو اسے ظاہر کریگا۔ ۵۱۳
زکریا بن یحییٰ الکوفی۔ ۵۱۴
یاقوت کی سرخ شاخ۔ ۵۱۴
اے علیؓ تجھے جس نے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔ ۵۱۵
ابو الحجاف۔ ۵۱۵
علیؓ امام الاولیاء ہیں۔ ۵۱۵
اے علیؓ! عنقریب تیرے دونوں ستون گر جائیں گے۔ ۵۱۶
کدیمی۔ ۵۱۶
حماد بن عیسیٰ الجہنی۔ ۵۱۷
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں تہتر کھجوریں آئیں۔ ۵۱۷
قاسم ملطی۔ ۵۱۸

ماخذ علمی

القرآن المجید		امیر معاویہ کی سیاسی زندگی	حکیم تقی احمد
الاصابہ فی احوال الصحابہ	ابن حجر	اغاثۃ اللہفان فی مکائد الشیطان	علامہ ابن القیم
اسد الغابہ	ابن اثیر		
الاکمال فی اسماء الرجال	ولی الدین خطیب	الاستدراکات	دار قطنی
اصح السیر	حکیم عبدالرؤف دانا پوری	الانصاف فی بیان سبب الاختلاف	شاہ ولی اللہ
احکام القرآن	ابوبکر جصاص رازی		
ابن ماجہ اور علم حدیث	مولانا عبدالرشید نعمانی	بانگ درا	ڈاکٹر سر محمد اقبال
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ عبدالحق دہلوی	البدایۃ والنہایۃ	حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی
آیات بینات	سید مہدی علی خان	تورات	
اشرافِ قریش		تاریخ الامم والملوک	محمد بن جریر طبری
انساب الاشراف	بلاذری	تاریخ العرب قبل الاسلام	
ازالۃ الخفا	شاہ ولی اللہ دہلوی	تقیید المہمل	ابو علی غسانی
اخبار الطوال	ابو حنیفہ دینوری	التتبع	دار قطنی
اصول کافی	کلینی	تدریب الراوی	جلال الدین سیوطی
الاحتجاج	طبرسی	تہذیب سنن ابی داؤد	علامہ ابن القیم
الامامۃ والسیاسۃ	ابن قتیبہ	تقریب	حافظ ابن حجر

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تفسیر القرآن	محمد بن جریر طبری	السنن	دارقطنی
تذکرۃ الموضوعات	محمد طاہر پٹنی	خلفاء راشدین	شاہ معین الدین ندوی
" "	ابو الفضل المقدسی	خلافت و ملوکیت	علامہ مودودی
تاریخ الکبیر	امام بخاری	رحمۃ للعالمین	سید سلمان منصور پوری
تفہیم القرآن	علامہ مودودی	روضۃ الاحباب	
تمیز الطیب من الخبیث	عبد الرحمن بن علی الشیبانی	ربیع الابرار	جار اللہ زمخشری
جمہرۃ الانساب	ابن حزم	رفع الملام عن ائمۃ الاعلام	ابن تیمیہ
ناسخ التواریخ		رسالہ نجم الہدیٰ	
الجواہر المضیہ	حافظ عبد القادر قرشی	الروض الانف	سہیلی
سیرت النبی	شبلی و سید سلیمان ندوی	زاد المعاد	علامہ ابن قیم
السنن	نسائی	الزہرہ	خان بہادر اولاد دہلوی
السنن	ابو داؤد	شرح نہج البلاغہ	ابن ابی الحدید
السنن	ابن ماجہ	شرح مسلم	امام نووی
السنن	ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن	شرح الفیہ	حافظ عراقی
	الدارمی المتوفی ۲۵۵ھ	الشرح الکبیر	حافظ عراقی
سیرت البخاری	عبد السلام مبارکپوری	الشافی	شرح اصول کافی
السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ	ناصر الدین البانی	الشفاء	قاضی عیاض
السیرت	عبد الملک بن ہشام	الصحیح	مسلم بن الحجاج
سیرت عائشہ	سید سلمان ندوی	الصواعق المحرقہ	ابن حجر ہیثمی
السیرۃ النبویہ	ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر	الضعفاء والمتروکین	دارقطنی
سیر اعلام النبلاء	حافظ ذہبی	الضعفاء الصغیر	بخاری

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

الضعفاء الصغیر	نسائی
طبقات	ابن سعد
العلل	محمد عیسیٰ ترمذی
العواصم من القواصم	ابوبکر ابن العربی
عمدۃ القاری	بدرالدین عینی
غریب الحدیث	خطابی
فتح الباری	ابن حجر
فتح القدیر	کمال الدین بن ہمام
الفوائد المجموعۃ فی بیان ما وقع فی مسلم من الاحادیث المقطوعہ	حافظ رشید الدین عطار
قسطلانی شرح بخاری	
قواعد علوم الحدیث	مولانا ظفر احمد عثمانی
قرآنی اہل بیت	مولانا سراج الحق مچھلی شہری
القاعدۃ الجلیلۃ فی التوسل والوسیلۃ	ابن تیمیہ
قصص القرآن	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی
الکامل	ابن الاثیر
کشف الغمہ	
الکتاب الجامع	ابوالوفاء قرشی
الکفایہ فی علم الروایہ	خطیب بغدادی

لباب النقول فی اسباب النزول	سیوطی
لسان المیزان	ابن حجر
اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ	سیوطی
المعجم الصغیر	طبرانی
مجمع الزوائد	ہیثمی
محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ	خضری بک
مروج الذہب	مسعودی
مؤطا	امام مالک
المستدرک	حاکم نیشاپوری
مسک الختام	نواب صدیق حسن قنوجی
میزان الاعتدال	ذہبی
المواہب	ابن حجر
المقاصد الحسنہ	حافظ سخاوی
موضوعات کبیر	ملا علی قاری
الموضوعات	ابن الجوزی
مسند احمد بن حنبل	امام احمد
مسدس	حالی
معارف القرآن	پرویز

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مقتل حسین	ابو مخنف
مواہب لدنیہ	
معالم التنزیل	بغوی
مدارج النبوت	شیخ عبدالحق دہلوی
المحبر	ابوجعفر محمد بن حبیب
المعارف	ابن قتیبہ
معجم البلدان	یاقوت حموی
منہاج السنۃ	ابن تیمیہ
منتہی المقال	
تحفۂ حیدری	آتش لکھنوی
الوشیعہ	موسیٰ جار اللہ ترکستانی
تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی
تاریخ الخمیس	؟
تاریخ دمشق	ابن عساکر
تاریخ الامت	اسلم جیراجپوری
تنقیح المقال	علامہ نجاشی

تحفۂ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز دہلوی
تاریخ سلطان عالم	قاضی احمد میاں اختر
تفسیر ابن عباس	محمد بن السائب کلبی
تاریخ اسلام	اکبر نجیب آبادی
تاریخ اسلام والمسلمین	ڈاکٹر مسعود
تخریج مستدرک	ذہبی
تاریخ بغداد	خطیب بغدادی
حقیقت مذہب شیعہ	حکیم فیض عالم
سیرت فاروق اعظم	ابن جوزی
حیات القلوب	ملا باقر مجلسی
جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی
جلالین	محلی سیوطی
جلاء العیون	ملا باقر مجلسی
الجرح والتعدیل	عبدالرحمان بن ابی حاتم
الجامع الصحیح	محمد بن اسماعیل بخاری
الجامع لاحکام القرآن	قرطبی
روضۃ الصفا	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ماخوذ از پروفیسر محمد ایوب قادری (مرحوم)

شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی ۲۵ رمضان ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۰ ستمبر ۱۷۴۶ء کو دہلی میں پیدا ہوئے تاریخی نام "غلام حلیم" ہے علوم متداولہ کی تحصیل اپنے والد شاہ ولی اللہ سے کی، والد کے انتقال کے بعد شیخ محمد عاشق پھلتی (م ۱۱۸۷ھ) خواجہ محمد امین کشمیری (م [illegible]) ۔۔۔ اور ان کے بعد مولوی نور اللہ بڈھانوی (م ۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء) نے تربیت فرمائی، سترہ سال کی عمر میں اپنے والد کے جانشین ہوئے علوم معقول و منقول میں علامہ روزگار تھے نامور مدرس، مصنف، خطیب، واعظ، شیخ طریقت، مفتی، محدث، مفسر تھے انہوں نے علوم دینیہ اور ملت اسلامیہ کی بڑی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، وہ مرجع علماء و مشائخ تھے تمام عمر درس و تدریس، افتاء، فصل خصومات، وعظ و پند اور تلامذہ کی تربیت و اصلاح میں صرف کر دی۔

۷ شوال ۱۲۳۹ھ مطابق ۵ جون ۱۸۲۴ء کو دہلی میں انتقال ہوا اور اپنے آبائی قبرستان مہندیوں میں دفن ہوئے مومن دہلوی نے شاہ عبدالعزیز کے انتقال پر جو قطعہ تاریخ لکھا ہے اس کا آخری شعر نقل کیا جاتا ہے جس سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔

بے سروپا گشتہ اند از دست بیداد اجل

عقل و دین، لطف و کرم، فضل و ہنر، علم و عمل

ترجمہ: عقل و دین، لطف و کرم، فضل و عمل، علم و ہنر ظالم موت کے ہاتھوں بے دست و پا ہو گئے۔

۱۰+۱+۹+۲۰۰+۸۰۰+۵۰+۳۰+۴۰ = ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء

شاہ عبدالعزیز کے ایک ہم عصر وقائع نگار مولوی عبدالقادر رامپوری (م ۱۲۶۵ھ/۱۸۴۸ء) لکھتے ہیں

بقیہ صفحہ [illegible]

"مولوی شاہ عبدالعزیز علم تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت اور تاریخ میں شہرۂ آفاق
تھے اور ہیئت، ہندسہ، مجسطی، مناظرہ، اصطرلاب، جر ثقیل، طبعیات، الہیات
منطق، اتفاق، اختلافات، حل و نحو، قیافہ، تاویل، تطبیق، مختلف اور تفریق مشتبہ
میں یکتائے زمانہ تھے فن ادب اور ہر قسم کے اشعار سمجھنے میں بلند مرتبہ رکھتے تھے
منقول میں کلام اللہ اور حدیث سے دلیل پیش کرتے تھے اور معقول میں جو ثبوت
مناسب سمجھتے خواہ یونانیوں میں سے افلاطون، ارسطو اور متکلمین میں سے
فخر رازی وغیرہ کے اقوال کی تائید میں مبتلا نہیں ہوتے تھے اور اپنی تحقیقات کو
فن معقول میں صاف صاف بیان کرتے تھے چاہے وہ کسی کی رائے کے موافق ہو یا نہ ہو۔"[1]

شاہ عبدالعزیز کا زمانہ ہندوپاکستان کے مسلمانوں کے زوال و انحطاط کا دور تھا۔ وہ محمد شاہ بادشاہ (وفات ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) کی حکومت کے آخری زمانہ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے احمد شاہ (معزول ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴ء)، عالمگیر ثانی (وفات ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء)، شاہ عالم ثانی (وفات ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء) اور اکبر ثانی (وفات ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء) کا زوال پذیر دورِ حکومت دیکھا۔ یہ مغل بادشاہ اپنے وزراء اور امراء کے ہاتھوں مجبور اور بے بس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے بچپن میں احمد شاہ کو اندھا کرکے قید کر دیا گیا۔ عالمگیر ثانی کو قتل کرکے اس کی نعش جمنا کی ریتی میں پھینک دی گئی۔ شاہ عالم ثانی مدتوں پورب میں بھٹکتا پھرا۔ پھر انگریزوں سے معاہدہ کے بعد سیندھیا کی مدد سے میں اس نے دہلی کے اُجڑے تخت کو زینت بخشی مگر بابر و اکبر کا یہ جانشین حسرت و یاس کی زندہ تصویر تھا۔ اگر بصارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا کس حسرت سے کہتا ہے ؎

صرصرِ حادثہ برخاست پئے خواری ما
داد برباد سر و برگِ جہانداری ما

ترجمہ: حادثات کی صرصر ہماری ذلت و خواری کے لئے اٹھی، ہماری بادشاہت کے ساز و سامان کو برباد کر دیا۔

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) مرتبہ محمد ایوب قادری جلد اول صفحہ ۲۴۳ آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، کراچی سنہ ۱۹۶۰ء۔

۱۸۰۳ء میں دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ اکبر شاہ ثانی برائے نام پنشن خوار تھا۔ مغل سلاطین کے زمانہ میں غیر مسلم طاقتیں پوری قوت سے ملک میں ہنگامہ آرا تھیں۔ پنجاب میں سکھوں، آگرہ اور بھرت پور میں جاٹوں اور تمام ملک میں مرہٹوں نے اودھم مچا رکھا تھا۔ مرہٹوں کے ہاتھوں بستیاں ویران اور غیر آباد ہو چکی تھیں۔ کسی کی جان و مال ان سے محفوظ نہ تھا۔ مرہٹوں نے سترہ حملے تو شمالی ہند پر کئے جن میں پہلا حملہ ۱۱۵۴-۵ھ / ۱۷۴۱-۲ء اور آخری حملہ ۱۲۲۹ھ / ۱۸۰۳ء میں ہوا۔ مرہٹوں نے چھ مرتبہ بنگال پر یورش کی۔ پہلی مرتبہ ۱۱۵۵-۶ھ / ۱۷۴۲-۳ء میں آخری مرتبہ ۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۲-۳ء میں حملہ آور ہوئے۔ مرزا ظہیر الدین اظفری لکھتے ہیں[1]۔

"وہ یہ تمام خرابیاں مرہٹوں کی بدعملی اور بدنظمی کی وجہ سے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دکھنیوں کی مملکت میں آبادی کیونکر باقی رہے گی۔ ہم نے تو اپنی زندگی میں یہی دیکھا کہ جب ہمارے ملک پر دکھنیوں کا تسلط ہوا تو کوئی ایسی خرابی نہ تھی جو ملک میں نہ آئی ہو۔ غرض ہندوستان کی یہ ساری تباہی دکھنیوں کے آنے کا نتیجہ ہے۔"

مرہٹوں اور سکھوں کے مظالم کے متعلق خود شاہ عبدالعزیز نے اپنے چچا شاہ اہل اللہ (وفات ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳-۴ء) کو منظوم عربی حکایت میں لکھا ہے[2]:

"اللہ تعالیٰ سکھوں اور مرہٹوں کو ہماری طرف سے جزا دے کہ انہوں نے بہت برا فریب دیا۔ بلا تاخیر و مہلت کے ان شریروں نے اللہ کی بہت سی مخلوق کو شہید کر ڈالا، اور غریب گڈریوں تک کو اپنے ظلم و ستم سے ستایا۔ ہر سال یہ ہماری بستیوں اور شہروں پر چڑھائی کرتے ہیں اور ہم پر صبح و شام حملہ کرتے رہتے ہیں۔"

مرکزی حکومت کی کمزوری اور بدحالی سے صوبے دار خود سر ہو چکے تھے۔ بنگال میں علی وردی خاں اور اودھ میں برہان الملک سعادت خاں نے اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔ دکن پر آصف جاہ نظام الملک کا

---

[1] واقعات اظفری از مرزا ظہیر الدین اظفری مرتبہ عبدالقادر، تصحیح و ترجمہ محمد حسین محوی صفحہ ۱۰ مدراس ۱۹۳۷ء۔

[2] تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۲۹۲ بساط ادب کراچی ۱۹۵۶ء۔

اقتدار تھا۔ یہ تو سیاسی حالات کا ایک سرسری سا جائزہ ہے۔ معاشی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی حالات بہت بدتر تھے۔ اس زمانہ کی عام تاریخیں، شخصی وقائع اور روزنامچے، شعراء کے شہر آشوب اور دوسرا اہم عنصر ادب اس موضوع پر خاصی معلومات فراہم کرتا ہے۔ محمد شاہ کے زمانے میں دکن کے ایک رئیس درگاہ قلی خاں نے ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۸ء میں دہلی کی سیاحت کی۔ یہ سیاحت نامہ "مرقع دہلی" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کے پڑھنے سے مرقع دہلی کی آنکھیں جھلک جاتی ہیں اور حیرت و عبرت کو جی چاہتا ہے۔ سپاہی اور بادشاہ، عالم اور عامی ہر شخص حقیقت اور واقعیت سے فرار اختیار کرتا ہے۔ عمل سے گریز اس دور کی عام خصوصیت ہے، بدعات اور محدثات عام ہو رہے ہیں۔ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ ایسے زمانہ میں شاہ عبدالعزیز نے اپنی اصلاحی تحریک شروع کی۔ حقیقت یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز نے پوری قوت اصلاح و تبلیغ کے ہر مورچہ کو سنبھالا۔ خصوصاً شیعیت اور تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو جس کوشش اور حسن تدبیر سے روکا یہ انہیں کا حصّہ تھا اور یہ اس زمانے کا سب سے اہم مسئلہ تھا۔ آیئے اب ذرا اس مسئلہ کا تاریخ کی روشنی میں جائزہ لیں۔

مغل متاخرین کے زمانے میں شاہی دربار میں ایرانی اور تورانی (شیعہ اور سُنّی) دو مستقل پارٹیاں تھیں۔ سیاسی اثر و اقتدار کے لئے ان دونوں پارٹیوں میں مسابقت ہوتی تھی۔ ایرانی پارٹی اگرچہ اقلیتی پارٹی تھی مگر اثر و اقتدار کے اعتبار سے بہت مضبوط اور مستقل تھی، وہ بہت تدبیر اور تنظیم سے کام کرتی تھی اور اکثر غالب ہوتی تھی۔ اس کا اثر دربار سے لے کر بازار تک تھا۔ یوں تو اس تنظیم و تحریک کی بنیاد دکن کی شیعہ حکومتوں نے قائم کی مگر شمالی ہند میں ہمایوں کے دوبارہ ہندوستان آنے پر اس جماعت کو فروغ حاصل ہوا۔ اکبر کی پالیسی مذہبی معاملہ میں بڑی آزادانہ تھی، اس کا فائدہ بھی بلاواسطہ اسی جماعت کو ہوا۔ اس کے زمانے میں نوراللہ شوستری (وفات ۱۰۱۹ھ/۱۶۱۰ء) دارالسلطنت لاہور کے قاضی مقرر ہوئے تھے ان کی کتاب "مجالس المومنین" مشہور و معروف ہے، جس میں انہوں نے اہل سنت کے اکابر مشائخ و علماء کو زمرۂ مومنین میں دکھایا ہے۔ جہانگیر کے زمانے میں زمام حکومت نورجہاں کے ہاتھ میں تھی، شاہجہاں کے زمانے میں نورجہاں کے بھائی آصف خاں اور اس کے خاندان کو اقتدار حاصل رہا کیونکہ آصف خاں کی کوششوں سے شاہجہاں تخت شاہی پر متمکن ہوا تھا اور اس کی بیٹی ممتاز محل شاہجہاں کی چہیتی بیگم تھی۔

اورنگ زیب عالمگیر یوں تو متعصب سنی مشہور ہے مگر اس کے امراء مصاحبین میں اہل تشیع کی ممتاز تعداد نظر آتی ہے

اورنگ زیب کا فرزند بہادر شاہ اوّل جب تخت نشین ہوا تو اس نے شیعہ مسلک اختیار کیا۔ مؤلف سیر المتاخرین لکھتے ہیں[1]

"چوں بہ تحقیق خود مذہب شیعہ امامیہ را حق می دانست ہمیں مسلک اختیار نمودہ" در ترویج و تقویت مذہب شیعہ می کوشید۔"

چونکہ وہ اپنی تحقیق کے اعتبار سے مذہب شیعہ امامیہ کو اپنی دانست میں صحیح سمجھتا تھا، اپنے اسی مسلک کو اختیار کر کے مذہب شیعہ کی اشاعت اور استحکام کے لئے کوشاں رہا۔[2]

اس نے اپنے نام "شاہ سید" کا اضافہ کیا اور چوتھے سال جلوس ۱۱۲۲ھ / ۱۷۱۰ء میں اپنے مشہور وزیر منعم خان کے مشورے سے حکم دیا کہ جمعہ کے خطبہ میں خلفائے راشدین کے ذکر میں حضرت علیؓ کے نام کے ساتھ "علی ولی اللہ وصی رسول اللہ" شامل کیا جائے۔ اس حکم سے جمہور اہل سنت میں بددلی پیدا ہوئی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی رد سے احمد آباد گجرات میں ایک خطیب مارا گیا۔ لاہور میں بات اس سے بھی زیادہ بگڑی۔ بہادر شاہ نے علمائے لاہور کو اپنے حضور میں طلب کیا۔ مولانا یار محمد کی قیادت میں مولوی محمد مراد اور دوسرے تین علماء کے ہمراہ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خود مباحثہ و مناظرہ کیا۔ مگر مولانا یار محمد نے نہایت جرأت اور استقامت سے اعلانِ حق کیا اور اپنے موقف پر ثابت قدم رہے۔ بادشاہ نے برافروختہ ہو کر کہا: "تو بادشاہوں کے غضب سے نہیں ڈرتا" تو اس مردِ مجاہد نے جواب دیا۔[3]

"میں اپنے خدا سے چار چیزوں کی آرزو رکھتا تھا: اوّل تحصیل علم، دوم حفظ کلام اللہ، سوم حج، چہارم شہادت، الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے تین نعمتیں عطا کیں، آرزوئے شہادت باقی ہے، امیدوار ہوں کہ بادشاہ کی توجہ سے اس میں ہو جائے۔"

اس مناظرہ کے نتیجہ کے سلسلہ میں شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی لکھتے ہیں[4]

---

[1] دیکھئے سیر المتاخرین جلد دوم از غلام حسین طباطبائی ص ۳۹۸ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء [2] [illegible] تاریخ ہندوستان جلد نہم از

شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ دہلوی ص [illegible] شمس المطابع [illegible] [3] [illegible] تاریخ ہندوستان جلد نہم مولوی ذکاء اللہ ص [illegible]۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس مباحثہ میں کئی روز لگے بلکہ ایک آدھ جن میں بعض افغان تُمن دار بھی تھے حاجی یار محمد سے
متفق ہو گئے شاہزادہ عظیم الشان بھی خفیہ اس جماعت کا طرفدار تھا آخر کو جب حیدر نے خطبہ کیلئے
عرضی دی تو بادشاہ نے اس پر دستخط کئے کہ عالمگیر کے زمانے کی طرح خطبہ پڑھایا جائے اس طرح
جھگڑا ختم ہوا کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حاجی یار محمد اور مولوی اور فاضلوں کو جن سے وہ آشفتہ خاطر تھا
ایک قلعہ میں بھیج دیا۔"

اس کے بعد سید برادران قطب الملک عبداللہ خاں (ف ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۲ء) اور امیر الامراء حسین علی خاں (ف ۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۰ء) کا دور وزارت آیا ان دونوں بھائیوں نے اس قدر اقتدار اور غلبہ حاصل کیا کہ بادشاہ گر مشہور ہوئے وہ ملکی سیاست پر ہر طرح چھا گئے، ان کے معتقدانہ نظریات خوب اشاعت پذیر ہوئے اور انہیں قبول عام حاصل ہوا امیر الامراء حسین علی خان ہر مہینے کی گیارہ اور بارہ تاریخ کو مجلس منعقد کرتے تھے صمصام الدولہ شاہنواز خاں لکھتے ہیں[1]

"احداث مجلس یازدہم و —	گیارہویں اور بارہویں کی مجلس ہر
دوازدہم ہر ماہ در بلاد قلمرو دکن	مہینے حیدرآباد دکن میں شروع ہو گئیں
نمودہ کہ تا حال در سنہ ۱۱۷۱ھ جاری است"	کہ آج تک یعنی ۱۱۷۱ھ تک جاری ہے

فرخ سیر کے دور میں خان دوران خاں بخشی کے بھائی خواجہ محمد جعفر ایک متصوف تھے، ان کے حالات میں تحریر ہے کہ ان کے گھر میں ائمہ طاہرین کی منقبت میں قوالیاں گائی جاتی تھیں، بعض مریدین و معتقدین سلام کی بجائے زمین بوسی و آداب کرتے تھے اور ائمہ اثنا عشریہ کی منقبت گاتے تھے ملتان کے ایک واعظ شیخ عبداللہ دار السلطنت دہلی پہنچے تو انہوں نے اس رجحان پر گرفت کی اور کہا کہ[2]

"سجدہ سوائے معبود برحق کے کسی کو سزاوار نہیں اور سرود کا سننا بھی شریعت کے طریقہ کے خلاف ہے فقط حمد و منقبت اہل بیت کا سننا اور اصحاب کبار کے اسم اور ذکر کا نہ ہونا اسلام کے آئین اور طریقہ سے دور ہے۔"

---

[1] مآثر الامراء جلد اول از صمصام الدولہ شاہنواز خاں ص ۳۴۵ (کلکتہ ۱۸۹۰ء)

[2] تاریخ ہندوستان از شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ ج ۱۲۔

اور شیخ عبداللہ ثانی نے مسجد جامع میں جمعہ کے دن وعظ کہا کہ[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل صحابہ نہیں ہیں اور علوی کو سید نہیں کہہ سکتے اور حسین پنجتن کو پاک کہتے ہیں اہلِ سنت کے عقیدہ کے خلاف ہے نیز ائمہ اور اصحابِ کرام پاک نہ تھے۔"

انجام یہ ہوا کہ[2]

"جمعہ کے روز کچھ مغل زادے اوباش وضع کربلا کی قسمیں کھا کر اور بازو میں ڈالے ہوئے وعظ کے وقت پہنچے اس پر گمان ہوا کہ وہ شیخ عبداللہ کے قتل کرنے کو آئے ہیں، پر شیخ عبداللہ کے ہوا خواہوں نے فرخ سیر سے استغاثہ کیا جس کا فیصلہ یہ ہوا کہ عبداللہ واعظ ملتان جائے اور خواجہ جعفر شہر سے باہر نکلے۔"

دہلی میں عزاداری اور مرثیہ خوانی بڑے زوروں سے ہوتی تھی نواب درگاہ قلی خاں نے اس سلسلہ میں خاصی تفصیل دی ہے۔ جس طرح دہلی میں "قدم شریف" کے نام مجاوروں نے ایک فرضی زیارت گاہ قائم کر رکھی تھی اور مشہور کر دیا کہ یہ نقش قدم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے[3] اسی طرح امامیہ حضرات نے دہلی میں "شاہ مرداں" اور "پنجہ شریف"[4] کی زیارت قائم کیں اور مشہور کر دیا کہ یہ حضرت علی رض کا نقش قدم ہے[5] ان کی کیفیت یہ تھی کہ[6]

۱؎ و ۲؎ تاریخ ہندوستان جلد نہم صفحہ ۱۲۱

۳؎ قدم شریف کے فرضی ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو مخدوم جہانیاں جہاں گشت از محمد ایوب قادری صفحہ ۱۲۱
(ادارہ تحقیق و تصنیف، کراچی ۱۹۶۳ء)

۴؎ "پنجہ شریف" کے متعلق مشہور ہے کہ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کے نشان ہیں اور دہلی میں یہ شیعوں کا مشہور قبرستان ہے ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۴۰، ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ [illegible]۔

۵؎ ملاحظہ ہو مخدوم جہانیاں جہاں گشت صفحہ ۲۴۳، عوام کو بہکانے کے لئے ملتان، حیدرآباد (مغربی پاکستان) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم اور ٹھٹھہ میں حضرت حسین رض کے نقش قدم شیعہ مجاوروں نے مشہور کر دیئے ہیں۔

۶؎ مرقع دہلی از نواب درگاہ قلی خاں صفحہ ۳۲ (مقدمہ) مطبوعہ حیدرآباد دکن، سنِ طباعت ندارد۔

"بروزِ عشرہ زائرین اور حاجت مندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو (بروز زیارت خامس آل عبا) خصوصیت سے اہلِ عزا برسم پرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہو کر مراسم تعزیت بجا لاتے تھے اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا کہ زیارت سے محروم رہے۔"

مرثیہ خوانی کا طرز دیکھنا ہو تو درگاہ قلی خاں ایک مرثیہ خواں کے متعلق لکھتے ہیں[1]

"در جلسۂ مرثیہ بر حسب سوز و گداز	مرثیہ کی بنیاد نہایت سوز و گداز رکھتی ہے
ی گزار و مسعودن اندوہ است	درد و غم و مصائب، آلام و الم کا خزانہ ہے
و کان الم و مخزن مصیبت است	اور مجلس عاشورے کا اہتمام و انتظام کے
و گنجینۂ غم میر اہتمام عاشورخانہ	سربراہ جاوید خان ہوتے ہیں جو تعزیہ داروں
جاوید خاں است و بجز اعانت	و زیارت کرنے والوں کے لئے آرام و آسائش
زائران و تعزیہ داراں می پردازد"	بہم پہنچاتے ہیں۔

دوسرے کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے[2]

"میر عبداللہ از تعزیہ داراں	تعزیہ داروں میں میر عبداللہ جناب
جناب حضرت ابا عبداللہ الحسین علیہ	حضرت حسینؓ کی شان میں قدیم حزین
السلام است مرثیہ ہائے قدیم و	شعراء کے مرثیے نہایت دردناک انداز
حزین و اقسمے با آہنگ ہائے حزین	میں پڑھتے ہیں کہ سامعین پر بے ساختہ
می خواند کہ بے اختیار شور از نہاد	رقت طاری ہو جاتی ہے، ان کے دل
سامعان بر می خیزد از کثرت نوحہ	سے آہ و فغاں نکلتی ہے اور نوحہ اور زاری
و فریاد گوش فلک کر می گردد۔	سے گویا آسمان کے کان بہرے ہو جاتے
... در ماہ محرم مقدس ہمہ جا	ہیں۔ محرم کے مہینے کی آمد ہر جگہ پر واجب
واجب الاحترام، نوبت در	الاحترام ہے خانقاہوں کے تعزیے اور نوبت

[1] و [2] مرقع دہلی صفحہ ۵۰ - ۵۱، ۵۲

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تعزیہ خانہائے مردم عمدہ داری	خانوں میں عزاداری کی مجلس کے مراسم
شود و بتقدیم مراسم عزائی پردازند	بڑے احترام کے ساتھ کی جاتی ہے اور
خلائق در اماکن موعودہ بریک دگر	ان مقامات پر ایک دوسرے سے سبقت
سبقت جستہ ازدحام می نمایند"	لے جاتے ہیں جوق در جوق شرکت کرتے ہیں

ایک اور تعزیہ دار اور مرثیہ خوان کا ذکر ملاحظہ ہو[1]

"میر درویش حسین از تعزیہ داران	میر درویش پانچویں آل عبا کے تعزیہ داروں
جناب خامس آل عبا است و	میں سے ایک ہیں اور عزاداروں کے رسوم
در تقدیم مراسم شیوہ ہمتا	کی ادائیگی میں پیش پیش رہتے ہیں اور
آہنگ ہائے برجستہ اختیار کش	اس سلسلے میں انہوں نے نئے نئے انداز
پیش ہمہ کس مسلم الثبوت است	پیدا کئے ہیں اور ان کا انتخاب ہر ایک کیلئے
وا ایرا در ادا وحیلہ نیست	مانا ہوا ہے اس میں بناوٹ کو دخل نہیں"

دہلی میں تعزیہ داری کب سے ہوئی دہلی کے ریذیڈنٹ چارلس مٹکاف کے زمانہ (۱۲۳۵ھ تا ۱۸۲۰ء) میں تعزیہ داری کے موقعہ پر جھگڑا ہو گیا تو اس نے مفتی کرم اللہ الدین صدر الصدور دہلی رفت ۱۲۱۲ھ سے اس کے آغاز و ابتدا کے متعلق استفسار کیا تو مفتی صاحب نے بتایا کہ[2]

"ماہ محرم از قدیم است مگر	ماہ محرم تو مدتوں سے چلا آ رہا ہے مگر
تعزیہ داری نبود ہرگاہ اورنگ	اس میں تعزیہ داری نہ تھی جس وقت
زیب عالمگیر پادشاہ در دکن رفتند	بادشاہ دہلی اورنگ زیب عالمگیر
لشکریان شاہی از عبد اللہ	ملک دکن گئے شاہی لشکریوں نے
پیرزادہ دکن کردار ابنی تعزیہ	عبداللہ پیرزادہ دکن سے جو کہ وہاں

---

[1] مرقع دہلی صفحہ ۵۳

[2] میر کری از نواب کریم اللہ خان رام پوری صفحہ ۲۹۴ قلمی مخزونہ صولتیہ لائبریری رام پور

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

داری کی کردایں رسم آموختند	تعزیہ داری کرتے تھے یہ رسم تعزیہ
ازاں در شاہجہاں آباد نیز	داری سیکھ لی اور اس طرح دہلی سے
رسم تعزیہ داری جاری گردید	دہلی میں بھی تعزیہ داری کا رسم جاری ہوگئی

یہ حالات تھے کہ حکیم الامت شاہ ولی اللہ دہلوی نے رد میں "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" تصنیف کیں۔ "ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا" اور "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" تصنیف کیں "ازالۃ الخفا" کے آغاز میں شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:[1]

و درین زمان بدعت تشیع	اس زمانے میں شیعیت کی بدعت شروع
آشکار شد و نفوس عوام بشبہات	ہوگئی اور عوام کے دلوں میں ان لوگوں
ایشاں متشرب گشت	کی وجہ سے شکوک و شبہات نے جگہ پالی۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہم اس دور کی عام مذہبی زندگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امرا و وزرا کی سرپرستی میں شیعت اور تفضیلیت کو کس قدر فروغ ہو رہا تھا کہ ہر شخص اسی رنگ میں رنگا ہوا تھا مذہب اور ادب ہر شعبۂ حیات میں اس کی چھاپ نظر آتی ہے اردو شاعری کے اساطین شعرا میرؔ (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) فغاںؔ (۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء) سوداؔ (۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء) مصحفیؔ (۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸ء) میر حسنؔ (۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء) انشاؔ (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) سلیمان شکوہ سعادت یار خاں رنگینؔ (۱۲۵۱ھ) و نظیرؔ (۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء) آتشؔ (۱۲۶۳ھ/۱۸۴۷ء) ناسخؔ (۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء) سب اسی جماعت کے ارکان ہیں اور اسی فکر و نظر کے مبلغ و مناد شعرا اور متصوفین کے ذریعہ یہ افکار و خیالات خوب اشاعت پذیر ہوتے اور تفضیلی مشائخ شاہ فخرالدین دہلوی (م ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء) وغیرہ نے تو اس کو آگے بڑھایا جس کی تفصیل حسب موقع پیش کی جائے گی اسی سلسلہ میں ڈاکٹر ذاکر حسین رقمطراز ہیں:[2]

"ہندوستان میں جن حضرات نے تصوف کے پردہ میں تبلیغ دین فرمائی ان کو تمام تر سنی المذہب قرار دینا غلط ہے اس لیے کہ اثنا عشری اور اسماعیلی شیعہ بھی تصوف کے بھیس میں ایران سے ہندوستان آتے رہتے تھے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے رہتے تھے ہیں نزاری اور مستعلی

[1] ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا از شاہ ولی اللہ دہلوی حصہ اول (مطبع صدیقی بریلی ۱۲۸۶ھ)

[2] اردو مرثیہ و شاعری سرپرستی از ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی پی ایچ ڈی (رضا کارلا ہور اربعین نمبر ۱۹۶۳ء)

"اسماعیلیوں کی تبلیغ تمام تر تصوف کے پردے میں ہوئی ہے، چنانچہ نزاریوں کے پیر صدر الدین اور حسن کبیر الدین اس سلسلے میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ اثنا عشری علماء و مبلغین بھی تصوف کے پردے میں ہندوستان میں تبلیغ کرتے رہے جن کا ایک واضح اشارہ ابوالفضل نے بھی آئین اکبری میں کیا ہے۔"

یہ تو خاص مرکز دہلی کے حالات کا ایک ہلکا سا نامکمل جائزہ ہے دکن، سندھ اور بنگال کا بھی یہی حال تھا، دکن میں یہ پودا سب سے پہلے بارآور ہوا اور دکن کی شیعہ حکومتوں نے اس کو خوب پروان چڑھایا اس دور میں ایران سے امراء و علماء آئے اور دکن میں قیام پذیر ہو کر اپنے ادارے قائم کر کے امامیہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے۔ آخر میں آصف جاہ نظام الملک نے حیدرآباد دکن میں جو ریاست قائم کی اس میں شیعہ امیروں، رئیسوں، زمینداروں اور جاگیرداروں کے غلبہ و اقتدار کی وجہ سے یہ افکار و نظریات خوب پھیلے۔ سندھ میں "امیران سندھ" کا بھی یہی مسلک تھا۔ تاریخ و ادب اور شعر و شاعری سب میں ان ہی افکار و خیالات کی صدا گونجتی نظر آرہی ہے۔ سندھی ادبی بورڈ نے اس دور کا جو فارسی لٹریچر شائع کیا ہے اس میں اس کی بھرپور تفصیل ملتی ہے یہاں صرف ایک مثال ملا محمد معین سندھی (م ۱۱۶۱ھ / ۱۷۴۸ء) مصنف "دراسات اللبیب"[1] کی پیش کی جاتی ہے کہ ایک طرف تو وہ "غیر مقلدیت" کے مبلغ ہیں تو دوسری طرف "رفض و تشیع" میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور یہی اس دور کے متصوفین، شعراء اور امراء کا عام رجحان تھا۔ "امیران سندھ" کے اقتدار کی آخری نشانی "ریاست خیرپور" تھی کہ جس نے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کو پوری مستعدی سے پورا کیا، سندھ کے دوسرے امیروں اور متصوفین کا بھی یہی حال تھا۔ تاریخ اوچ کے مؤلف مولوی محمد حفیظ الرحمٰن بہاولپوری (م ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) "اوچ میں شیعیت کا آغاز" کی سرخی کے تحت رقم طراز ہیں[2]:

"جھنڈو شاہ نے سندھ میں بالغ ہو کر ایک طوائف گوہر خاتون سے نکاح کر لیا اور میر سہراب

---

[1] دراسات اللبیب کو مولانا محمد عبدالرشید نعمانی نے ایڈٹ کیا ہے اس کے مقدمہ میں انہوں نے ملا محمد معین کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں اور ان کے افکار و معتقدات کا جائزہ لیا ہے۔ ملاحظہ ہو مقدمہ دراسات اللبیب صفحہ ۲ (سندھی ادبی بورڈ، کراچی ۱۹۵۷ء)

[2] تاریخ اوچ از مولوی محمد حفیظ الرحمٰن صفحہ ۱۱۹ (دہلی ۱۹۲۲ء)

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خان تاپیر کے اثر تربیت و صحبت سے مذہب شیعہ اختیار کر لیا اور ۱۳۲۴ھ/۱۸۰۹ء میں اپنے مریدوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوچ میں وارد ہوا اور مخدوم ناصر الدین سادس کے لقب سے سجادہ نشین خانقاہ حضرت جلال (بخاری) (مخدوم جہانیاں جہاں گشت) بن گیا ... بندو ڈوہ شاہ پہلا سجادہ نشین اوچ بخاری کا ہے جس نے سندھ سے مسلک شیعہ لا کر اوچ اور ریاست بہاولپور میں مروج کیا۔[1]

جلد فیروز تک مشہور سہروردی بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۷۸۵ھ/۱۳۸۴ء کی خانقاہ کا یہ حال ہے اور اس کے سجادہ نشین اب اہل تشیع ہیں۔ بنگال اسی معاملہ میں سب سے آگے تھا۔ نظامت مرشد آباد کے بانی مرشد قلی خان ایک شیعہ امیر تھے۔ اس کے بعد جب مرشد آباد پر علی وردی خان کی بالادستی قائم ہوئی تو مرشد آباد اور عظیم آباد اس تحریک کے دو خاص مراکز قائم ہو گئے علی وردی خاں نے ان رجحانات کی اشاعت میں خاص حصہ لیا ان کے زمانے میں فضلائے ایران جوق در جوق بنگال و بہار میں پہنچے اور حکومت کی سرپرستی میں اپنے اعتقادات و افکار کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہوئے۔ نواب علی وردی خاں مہابت جنگ خود بھی روزانہ بعد عصر ان ایرانی افاضل الاکابر کے ساتھ مجلس مذاکرہ منعقد کرتے اس مجلس میں سید الافاضل میر محمد علی فاضل، آقا تقی قلی خان، حکیم ہادی خان، مرزا محمد حسین صفوی وغیرہ شریک ہوتے کتاب کافی مصنفہ شیخ محمد بن یعقوب کلینی سے دو احادیث روزانہ پڑھی جاتی اور میر محمد علی فاضل اس کی شرح کرتے تھے۔[2]

غلام حسین طباطبائی نے سیر المتاخرین کی ایک فصل میں ان افاضل ایران کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔[3] جو علی وردی خان کے زمانے میں وارد بنگال و بہار ہوئے ان حضرات کی تبلیغ کا انداز بھی خوب تھا۔ غلام حسین طباطبائی مؤلف سیر المتاخرین کے نانا کے حقیقی چچا شاہ حیدری کربلائی حاضری تھے وہ اپنے معتقدات میں بہت پختہ تھے۔

در تشیع نہایت و بے باک بود و	وہ اپنے شیعی اعتقادات میں نہایت
کمال استغنا بود	تند اور بہت بے پروا اور بڑے پختہ تھے

---

[1] ملاحظہ ہو سیرۃ المتاخرین از غلام حسین طباطبائی صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ مطبع نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء

[2] سیرۃ المتاخرین صفحہ ۶۱۵ - ۶۲۰ ۔ [3] سیرۃ المتاخرین صفحہ ۶۱۲ ۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

شاہ حیدری بھاگل پور (بہار) میں مقیم تھے وہاں کے ایک رئیس محمد غوث خاں بیمار ہوئے تو ان شاہ صاحب نے کس طرح اپنے معتقدات کی تبلیغ کی ملاحظہ ہو[۱]۔

محمد غوث خاں اتفاقاً بیمار	محمد غوث خاں اتفاقاً بیمار ہو گئے
شد و بیماریش اشتداد یافتہ	اور بیماری نے شدت اختیار کرلی
از حیاتش امید منقطع شد	زندگی کی امید نہ رہی اس وقت
دراں وقت شاہ حیدری کہ	شاہ حیدری کہ جن کو مذہب حنفیہ
از حنفیت مذہبش تنفر داشت	سے نفرت تھی لیکن ان کی بیماری
از شنیدن علتش راضی و مسرور	سے وہ راضی و خوش تھے بالآخر محمد غوث
بود بسر وقتش رسیدہ	خاں کے پاس گئے اور ان کے شیعہ
بشرط قبول مذہب تشیع	مذہب کے قبول کرلینے کی شرط پر شفا
ضامن شفا شد او شد و	کی ضمانت دی اور انہوں نے قبول
او قبول نمود و شفا یافت و	کرلیا اور اتفاق سے وہ تندرست
ارادت کامل با شاہ	ہو گئے اور عقیدت مندی کے ساتھ
حیدری بہم رسانیدہ	شاہ حیدری کے معتقد ہو گئے اور
مع اولاد و متعلقین و منتقد او گشتہ	بال بچوں سمیت ان کی پیروی
بود	کرنے لگے۔

اس کے بعد ہم اودھ کی حکومت کا جائزہ لیتے ہیں۔ اودھ میں قیام بھی زیادہ دن کا اور اس کے حکمرانوں نے اپنے حق عقیدہ کی اشاعت میں بہت سرگرمی دکھائی، اس حکومت کے بانی برہان الملک سعادت خاں (متوفی ۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۹ء) ہیں جن کو پہلے مرشد قلی خاں، ناظم مرشد آباد کی سرپرستی حاصل رہ چکی (۱۱۳۲ھ / ۱۷۲۲ء) میں اودھ کے مستقل صوبیدار ہوئے۔ برہان الملک کی پیشانی پر سب سے بڑا داغ یہ ہے کہ انہوں نے نادر شاہ کے ہاتھوں دہلی کو تباہ و برباد

[۱] سیر المتاخرین صفحہ ۹۱۳ ـ

کرایا۔ حکیم نجم الغنی خاں تاریخ مظفری کے حوالے سے لکھتے ہیں[1]:

"روز دیگر فردوس آرام گاہ خلعت	دوسرے دن بادشاہ نے نظام الملک
میر بخشی گری بہ نظام الملک	فتح جنگ کو میر بخشی کی خلعت
فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت	دی حالانکہ سعادت علی خاں
خاں برہان الملک کہ امیدوار	برہان الملک اس کے امیدوار تھے
ایں خدمت بود از حد کبیدہ خاطر	وہ نہایت رنجیدہ ہو گئے اور نادر شاہ
گشت و نادر شاہ را بر رفتن	کو دارالخلافہ دہلی جانے کی ترغیب
دارالخلافہ شاہجہاں آباد ترغیب	دی اور اس طرح نمک حرامی کا
نمود و او نمک حرامی ادا کرد و خزائن	حق ادا کر دیا اور وہاں کے پوشیدہ
و دفائن آنجا گوش زد کرد"	خزانوں اور دفینوں کی نشاندہی کی۔

مفتاح التواریخ میں بھی اس بات کی تصریح کی گئی۔

"از گفتن او (برہان الملک)	اور انہی (برہان الملک) کے
نادر شاہ از میدان قتال کرنال	کہنے پر نادر شاہ کرنال کے میدان
بہ بہانۂ ضیافت در قلعہ شاہجہان	جنگ سے دعوت کے بہانے دہلی
آباد داخل شدہ والا ارادۂ	کے قلعے میں داخل ہوئے حالانکہ
نادر شاہ چنیں نبود چنانچہ	نادر شاہ کا ارادہ ایسا نہ تھا
تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد	چنانچہ برہان الملک کی وفات
چنیں یافتہ اند، ع بے سعادت	کی تاریخ ایک حرف کے اضافے
نمک حرام مرد"	سے یہ بنی۔ ع بے سعادت نمک حرام مرد

برہان الملک کے بعد ان کے جانشین ان کے داماد ابوالمنصور خاں صفدر جنگ (۱۱۶۷ھ / ۱۷۵۴ء) ہوئے

---

[1] تاریخ اودھ جلد اول از حکیم نجم الغنی خاں، نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۹ء (ص ۲)

جنہوں نے دہلی کی مرکزی حکومت میں وزارت کا منصب حاصل کیا۔ صوبہ اودھ سے ملی ہوئی فرخ آباد اور روہیل کھنڈ کی ریاستیں تھیں جن کے حکمران بنگش اور روہیلہ پٹھان تھے مذہباً یہ لوگ سُنّی تھے۔ اختلافِ مذہب کی وجہ سے ان دونوں ریاستوں کا وجود صفدر جنگ کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور انہوں نے ان دونوں مسلم ریاستوں کو ختم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان کی اس آرزو کی تکمیل ان کے بیٹے شجاع الدولہ اور پوتے آصف الدولہ کے ہاتھوں ہوئی۔ برہان الملک اور صفدر جنگ کے زمانے میں بہت سے ایرانی اودھ میں آ گئے اور حکومت کے نظم و نسق میں ہاتھ بٹایا۔ نجم الغنی خاں لکھتے ہیں[1]

"ان (صفدر جنگ) کی سرکار میں سواران مغلیہ بیس ہزار تھے، لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادھر میلان پا کر ان کا سا لباس پہن کر بات چیت کرتے تھے اور تنخواہ پاتے تھے۔"

صاف ظاہر ہے کہ فوج کی ملازمت کے لئے ایرانی لباس و زبان ضروری تھے تو الناس علیٰ دین ملوکہم کے مصداق معلوم نہیں کتنوں نے آبائی عقائد کو خیرباد کہا ہوگا۔ اختلاف مذہب کی وجہ سے ان حکمرانوں کے زمانے میں سُنّی علماء و مشائخ کی بہت سی جاگیریں ضبط ہو گئیں۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں[2]

در تا صدر و ۱۱۳۲ھ ہنگامۂ علم	۱۱۳۲ھ کے زمانہ تک علم و علماء کا
و علما در این گل زمین (بلگرام)	ہنگامہ زیادہ تھا، بلگرام کی سرزمین
گرمی داشت تا آنکہ برہان	میں گرم تھا، یہاں تک کہ برہان الملک
الملک سعادت خاں نیشاپوری	سعادت خاں نیشاپوری محمد شاہ
در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم	کے تخت نشینی کے آغاز میں ہی اودھ
اودھ شد و اکثر بلاد و قصبہ	کا حاکم ہو گیا اور اکثر بڑے قصبے
صوبہ الہ آباد نیز در اختیار جون	علاقے الہ آباد کے صوبے کے اور
پور و بنارس و غازی پور و کڑہ	جون پور، بنارس، غازی پور، کڑہ

[1] تاریخ اودھ جلد اول از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۹۷

[2] مآثر الکرام جلد اول از غلام علی آزاد صفحہ ۲۲۲ (سنہ ۱۹۱۰ء)

و مانک پور و کوڑہ جہان آباد
وغیرہا ضمیمہ حکومت گردید و
وظائف و سیورغالات مع مواجبات
قدیم و جدید یک قلم ضبط
شدہ کار شرفا و نجبا بر
پریشانی کشید و اضطرار مردم
آنجا از کسب علم باز داشته
و رواج تدریس و تحصیل آن
درجہ نماند و مدارسے کہ از عہد
قدیم معدن علم و فضل بود یک
قلم خراب افتاد و انجمن ہائے
ارباب کمال بیشتر برہم خورد
انا للہ و انا الیہ راجعون
و بعد ارتحال برہان الملک
نوبت حکومت بخواہر زادہ
او ابوالمنصور خان صفدر جنگ
رسید و وظائف و اقطاعات
بدستور زیر ضبط ماند و در
اواخر عہد محمد شاہ ۱۱۵۹ھ صوبہ
داری الہ آباد نیز صفدر جنگ
مقرر شد و تتمہ وظائف آں صوبہ

مانک پور، کوڑہ، جہان آباد کو حکومت
کا حصہ بنا لیا پرانے اور نئے خاندانوں
کے وظیفے اور معافیات وغیرہ
یک قلم ضبط کر لیے، شریف و
نجیب خاندانی لوگوں کا حال خراب ہو
گیا اور اس پریشانی نے لوگوں کو
حصول علم سے باز رکھا اس لیے کہ
وہاں علم حاصل کرنے کا رواج و
آسانیاں پہلے کی طرح نہ رہیں اور
مدارس جو پرانے زمانے سے علم و فن
کے معدن تھے ایک دم تباہ ہو گئے،
اہل کمال کی انجمنیں اکثر درہم برہم
ہو گئیں انا للہ و انا الیہ
راجعون۔ برہان الملک کے مرنے
کے بعد حکومت ان کے بھانجے
ابوالمنصور خاں صفدر جنگ کو ملی
ان کے زمانے میں بھی وظیفے اور
جاگیریں بدستور ضبط رہیں ۱۱۵۹ھ
میں الہ آباد کی صوبہ داری بھی صفدر
جنگ کو ملی اور اس صوبے کے
تھوڑے بہت، خرچی وظائف جو

کرتا حال از آفت ضبط محفوظ — اب تک ضبط سے محفوظ تھے وہ
ماندہ بود بعضبط درآمدہ در عہد — بھی ضبط کر لئے گئے صفدر جنگ
جہاں دار شاہ صفدر جنگ — جہاں دار کے زمانے میں جو کبھی
بپایۂ وزارت اعلیٰ صعود نمود — وزارت اعلیٰ کے عہدے تک ترقی
نائب صوبہ کار برایر باب وظائف — پا گیا تو وہ ارباب وظائف کو برابر
تنگ تر گردید تا حین تحریر — ختم کرتا گیا۔ یعنی اس کتاب کی
کتاب این دیار پامال حوادث — تصنیف تک یہ علاقے زمانے کی
روزگار است" — حوادث کا شکار رہے۔

جائیداد اور املاک کی واگزاری کے لئے بہت سے قدیم خاندانوں نے اپنے آبائی مذہب کو خیرباد کہہ دیا۔ اس سلسلہ میں ماثر الکرام کے مقدمہ میں بابائے اُردو مولوی عبدالحق لکھتے ہیں[1]

"ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ ان علما و فضلا نے بلگرام میں سے جن کا اس میں ذکر ہے ایک بھی اہل تشیع میں سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانے میں رواج پایا"

حقیقت یہ ہے کہ سادات بلگرام نے معاشی اور معاشرتی مجبوری سے پہلے تفضیلیت اور پھر شیعیت اختیار کی اور آخر زمانے میں تو یہ رنگ بہت پختہ ہو گیا۔ یہاں کی تعزیہ داری نے دور دور تک شہرت پائی۔ بلگرام کے صرف ایک محلہ میدان پورہ کی تعزیہ داری کا حال ملاحظہ ہو[2]

"۱۰ محرم کو ۲ بجے تک کل محلہ میدان پورہ کے تعزیے جن کی فہرست درج ذیل معہ بانے والوں کے ہے جو تعداد میں چوبیس پچیس کے ہوتے ہمراہ سفید تعزیہ کے گشت میں شامل ہو کر کربلا جاتے مشہور تعزیوں میں پٹھوں کا تعزیہ، کنجڑوں کا تعزیہ کرم میاں چڑاوہ کا

---

[1] ماثر الکرام جلد اول رسالہ مہر صفحہ ۱۰۔

[2] تاریخ خطۂ پاک بلگرام از قاضی شریف الحسن بلگرامی صفحہ ۲۹۵ (علی گڑھ ۱۹۵۰ء)

تعزیہ رسول بخش کا، تعزیہ حیدری کا، مچھ بندر کے تعزیے تھے اس کے بعد پتھر والوں، گاڑی والوں، خیابانیوں، حلوائیوں،
جوگیوں، طوائفوں، پانی والوں، گاذروں کے تعزیے امام باڑے میں آکر شریک گشت ہوتے تھے اہل ہنود کے یہ لوگ
تعزیے بناتے تھے اور شریک عزاداری ہوتے تھے: لالہ سری شاہ بقال، ہیرالال بھوری، سوہن
بقال، گوکل تھولی، بچھمن بقال، سوہن بجار ..... قریب ۵ بجے دن کے جبکہ تعزیہ متصل مکان
مولوی محمد عالم صاحب پہنچا تو شیخ مظہر حسین مذکور مرثیہ پڑھتا۔ -

قتل جب بن میں ہوا سبط رسول الثقلین

"خاص اپنے چیدہ بازؤں کے ساتھ بہت شان سے پڑھتے اس مرثیے میں ہندی کے الفاظ کی
تلمیحیں ہیں جو بہت درد آمیز اور بھلی معلوم ہوتی ہیں، اس مرثیے کے سننے کے واسطے تمام بلگرام
کے معززین اہل ہنود اور حکام تحصیل و تھانہ آتے تھے مجمع نہایت کثیر اور پُر رونق ہوتا تھا
ہجوم مرد و زن کی وجہ سے مرثیہ خوان بمشکل ایک دو بند سے زیادہ نہیں پڑھ سکتے تھے اس مرثیہ
کا جواب بھی اہل ہنود ہی پڑھا کرتے تھے بعدہٗ واپسی تعزیہ از کربلا تمام بزرگوار و اہالیان محلہ
امام باڑہ میں موجود ہو کر غم امام علیہ السلام میں شریک ہوتے اور مجلس شربت کی ہوتی اور
یہی مجلس سوم اور چہلم کو کربلا میں ہوا کرتی تھی۔"

اودھ اور روہیل کھنڈ میں تعزیہ داری کا یہ رنگ کبھی نوابان اور شاہان اودھ کی ترغیب و تحریص
اور ان کی سرپرستی کی وجہ سے پیدا ہوا، بلگرام کی تعزیہ داری کی جو تفصیل بیان ہوئی ہے نام و مقام کو چھوڑ کر
کم و بیش روہیل کھنڈ کے شہر و قصبات میں بھی تعزیہ داری کا یہی انداز تھا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل آنولہ،
بدایوں، اوجھانی، بریلی، پیلی بھیت، رامپور اور امروہہ وغیرہ میں اسی زور و شور سے تعزیہ داری ہوتی تھی۔ آج
کراچی میں تقسیم کے بعد سے تعزیہ داری کا رنگ اس سے بھی چوکھا ہو گیا ہے بات ذرا آگے بڑھ گئی ذکر تھا صفدر
جنگ کے جائیدادوں سے ضبط کرانے کا۔ "نیر اودھ" کے مصنف مؤلف ابوالحسن مانکپوری لکھتے ہیں -

"سادات موضع بتی، پرگنہ سہوہ و فتح پور خاص میں مقیم ہو گئے مدت تک اولادان کی بر مذہب
حنفی اہل سنت قائم رہی لیکن بعہد ریاست ابوالمنصور خان صفدر جنگ مذہب امامیہ اختیار

کرتے گئے ہیں۔[1]

"اللہ رسید غلام حسین شاہی ساکن بہرائچ ایک دو پسر غلام محمد و غلام رسول شاہی ہوتے یہ معاصر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے بعد شکست بکسر کے جب صلح نامہ گورنمنٹ انگلشیہ سے ہوا نواب ممدوح الذکر نے حکم ضبطی کل معافیات صوبہ اودھ کا صادر کیا یہ دونوں بھائی بہ طمع بحالیٔ معافی بہ تبدیلیٔ مذہب آبائی (اہل سنت) پابند مذہب امامیہ ہوگئے۔"[2]

صفدر جنگ کے بعد شجاع الدولہ (ف ۱۱۸۸ھ/۱۷۷۵ء) سریر آرائے حکومت ہوئے وہ اپنی مذہبی پالیسی میں اپنے والد بزرگوار کے سختی سے پابند ہے بلکہ ان کے زمانے میں یہ پودا اور بھی برگ و بار لایا۔ انہوں نے فرخ آباد کے بنگش اور روہیل کھنڈ کے روہیلہ حکمرانوں کا پورے طور سے استیصال کیا۔ احمد خاں بنگش کے صاحبزادے نواب دلیر ہمت خاں مظفر جنگ (ف ۱۲۱۱ھ/۱۷۹۶ء) کے زمانے میں سنہ ۱۷۷۲ء میں ریاست فرخ آباد شجاع الدولہ کے ماتحت ہوگئی اور سنہ ۱۷۸۴ء میں نواب مظفر جنگ نے باقاعدہ شیعہ مسلک اختیار کرلیا۔ لوح تاریخی (تصنیف سنہ ۱۲۵۸ھ) کے مؤلف مستو علی خاں لکھتے ہیں:[3]

"کول (علی گڑھ) کی راہ میں ایک قصبہ جلالی ہے کہ سید اس میں رہتے ہیں وہاں محرم کا چاند دکھائی دیا تب نواب شجاع الدولہ نے وہیں قیام کیا اور تعزیہ داری وہیں کی۔ امام باڑہ کپڑے کا کھڑا کیا گیا اور چاندی کے تعزیے رکھے گئے جو امیروں کے ہمراہ سفر میں ہوتے ہیں، چنانچہ نواب مظفر جنگ اس مقام پر شیعہ ہوئے۔"

شجاع الدولہ نے جلالی میں ایک صاحب حکیم خیرات علی کے امام باڑے کے لیے چار گاؤں مال پور کمال پور، نورپور اور تردولی معاف کیے۔[4]

---

1. آئینۂ اودھ، از ابوالحسن مانک پوری صفحہ ۱۱۹ (مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۸۸۰ء)
2. آئینۂ اودھ صفحہ ۱۵۵۔
3. لوح تاریخی از مستو علی خاں ورق ۱۳۰، ا (قلمی) سال کتابت سنہ ۱۲۶۷ھ/مخزونہ مسلم یونیورسٹی لائبریری، علی گڑھ۔
4. حیات حافظ رحمت خاں از سید الطاف علی بریلوی صفحہ ۳۵۹ (طبع ثانی، کراچی سنہ ۱۹۶۶ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

۱۷۷۴ء میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کی مدد سے روہیلوں پر چڑھائی کر دی، روہیلہ سردار حافظ الملک حافظ رحمت اللہ خاں میران پور کٹرہ کی جنگ میں شہید ہوئے، تمام ریاست روہیل کھنڈ پر شجاع الدولہ کا قبضہ ہو گیا اور اس کی دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ اہلِ روہیل کھنڈ کو سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شہر و قصبات بُری طرح تاراج کئے گئے۔ امراء و رؤساء اور علماء و مشائخ کو سخت تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ شعائر اسلامی کی اعلانیہ بے حرمتی کی گئی۔ شیو پرشاد کی کتاب فرح بخش کے حوالہ سے نجم الغنی خاں لکھتے ہیں[1]

"مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور مقبروں میں تلنگے گوبر سے چوکا دیتے اور کھانا پکاتے ہیں، آنولہ نواب علی محمد خاں کے عہد میں دار الاسلام تھا اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتھ آبادی میں ترقی دی تھی اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ آنولہ کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہنچی کہ آخوند محمد رحیم کی مسجد میں جو ایک مقدس اور مجتہد شخص تھے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں اور اعلانیہ ان میں بیٹھ کر سب راتیں بدفعلی میں مشغول رہتیں، ان سے کوئی یہ تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔"

شجاع الدولہ نے فتح روہیل کھنڈ کے سلسلہ میں مشہور حق گو صوفی شیخ [illegible] کی جائیداد ضبط کر لی اور ان کو قید کر دیا، قید ہی میں ان کا انتقال ہوا، یہ وہی شاہ مدن ہیں جن کے متعلق مشہور ہے ؎

بڑھائی شیخ نے داڑھی اگرچہ سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

ضبطی جائیداد کے سلسلہ میں ہم عصر مؤرخ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی مرتب "رقعات" "رقعات لچھمی نرائن" لکھتے ہیں[2]

"بعد انقضائے مدت دہ سال   دس سال کی مدت گزرنے کے بعد

---

[1] تاریخ اودھ جلد دوم از نجم الغنی خاں صفحہ ۲۰۱ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۹ء)

[2] رقعات لچھمی نرائن مرتبہ منشی فیض بخش بن غلام سرور کاکوروی صفحہ ۵ (مطبع جعفری کانپور ۱۲۶۸ھ)

"رصحبت شاہ مدن بجہات شتی کہ اظہار آں محض طول مقال است از و نزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برہم خوردہ و دیہات جاگیر ایشاں کہ قریب بہ محاصل یک لکھ روپیہ بود بہ ضبط سرکار دولت مدار در آمد شاہ موصوف بایں ہمہ طنطنہ مشیخت و سیادت محبوس زنداں شدند"

شاہ مدن کی شہرت تمام اطراف میں پھیلی جس کا یہاں بیان کرنا محض بات کو طول دینا ہے اور شاہ مدن کی شہرت سے نواب شجاع الدولہ برہم ہوئے اور ان کے گاؤں کی جاگیریں جن کی آمدنی ایک لاکھ روپے تھی سرکار دولت مدار کی ضبطی میں آ گئے اور شاہ مدن موصوف تمام شان و شوکت مراتب و سرداری کے ساتھ قید خانے میں قید کر دیے گئے۔

اس سلسلہ میں مزید تفصیل نادر مظفری میں ملاحظہ ہو[1]

"شجاع الدولہ کے سالے نواب سالار جنگ جو بہو بیگم کے بھائی تھے وہ نہایت متعصب و عناد شخص تھے شاہ مدن صاحب کے احترام سے انہیں دلی عناد تھا اکثر وہ شجاع الدولہ کے دل میں شاہ صاحب کی برائیاں رچاتے تھے شاہ صاحب حافظ الملک کے ضرور طرف دار تھے" کیونکہ حافظ الملک شاہ صاحب کے ارادت مند تھے بلکہ بعض راوی حافظ صاحب کو شاہ صاحب پر حافظ الملک سے سازش رکھنے کا الزام لگایا اور ان کی جاگیر بحق ضبط کر لیں اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ یہاں تک ظلم کیا کہ شاہ آباد کے قیام میں اثاث البیت اور مستورات کے زیورات تک شاہ صاحب سے چھنوا لیے اس کے چھ ماہ کے بعد شاہ مدن صاحب نے انتقال کیا شاہ صاحب کے پیر اور حافظ الملک کے خون ناحق نے شجاع الدولہ کو ایک سال بھی خوش نصیب نہ ہونے دیا حافظ الملک کے قتل کرانے کے نو مہینے بعد اور شاہ مدن صاحب کے انتقال کے تین ماہ کے

۱۔ نادر مظفری حصہ دوم از منشی محمد مظفر حسین خاں صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱ (مطبع مجتبائی لکھنؤ سنہ ۱۹۰۲ء)

بعد عین شباب میں ۴۵ برس کی عمر میں ۲۴ ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ کو شجاع الدولہ نے انتقال کیا۔

شجاع الدولہ کے عہد کے دو واقعات کی طرف اشارہ اور ضروری ہے کہ اس کے عہد میں اس زمانے کے دو نامور فاضل ملا عبد العلی بحر العلوم (م ۱۲۲۵ھ / ۱۸۱۰ء) اور ملا محمد حسن فرنگی محلی (م ۱۱۹۹ھ / ۱۷۸۴ء) اختلافِ عقائد کی وجہ سے لکھنؤ سے خارج البلد کئے گئے، اور ان ہستیوں کو پھر کبھی اپنا وطن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ملا عبد العلی بحر العلوم نے ساری عمر شاہجہان پور، رام پور، بوہار اور مدراس میں غریب الوطنی میں گزاری اور مدراس ہی میں پیوند خاک ہوئے۔ ملا محمد حسن نے رام پور میں سکونت اختیار کرلی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ لکھنؤ کی سرزمین ان کے فضل پر فخر کرتی ہے مگر یہ حقیقت بھی ہے کہ اہلِ لکھنؤ اور حاکم لکھنؤ شجاع الدولہ نے ان کے ساتھ کیسا ننگِ انسانیت سلوک کیا۔ و بقول

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین

ملا عبد العلی بحر العلوم کے سلسلہ میں مولانا فضل امام خیر آبادی لکھتے ہیں۔[1]

"بعد ازاں بہ جہتے از اسباب لکھنؤ برآمدہ چندے در رامپور ماند و آنجا بہ افادہ و افاضہ پرداختند۔"	اور اس کے بعد کسی سبب کی بناء پر لکھنؤ سے نکل گئے اور کچھ عرصہ رام پور میں قیام کیا اور اس میں افادہ (افاضہ) کرتے رہے۔

مؤلف اغصان اربعہ اس سبب کی کسی قدر نشاندہی کرتے ہیں۔[2]

"در اوائل حال او را ملا عبد العلی بحر العلوم را سانحۂ عظیمے در وطن پیش آمد، بہ سبب آں صورت قیام در آنجا مناسب ندیدہ، ہر چند اعانت و امداد	ملا عبد العلی بحر العلوم کے ابتدائی حالات میں ایک بڑا سانحہ اپنے وطن (لکھنؤ) میں پیش آیا جس کی وجہ سے انہوں نے وہاں رہنا مناسب نہیں سمجھا اگرچہ کہ عزیز و اقارب نے

---

[1] تراجم الفضلاء از فضل امام خیر آبادی صفحہ ۱۲ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۵۶ء)

[2] اغصان اربعہ شجرۃ الطیبہ از ولی اللہ لکھنوی صفحات ۱۲۲–۱۲۳ (مطبع کارنامہ فرنگی محل لکھنؤ ۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء)

از خویشاں و عزیزاں درخواست	ان کو مدد وظیفہ کی درخواست کی
آنجا ہم شریک ادا گشتند	لیکن انہوں نے کہا کہ ہم ہمیشہ
لاکن گفتند کہ مایاں مدام در	گھر میں نہیں رہ سکتے۔ مذکورہ
خانہ نمی باشیم۔۔۔ ملا مذکور فساد	ارباب شہر کے فساد کو دیکھ کر
ارباب شہر دیدہ قیام در ہیچ	وہاں قیام نہ رکھ سکے، اور وہاں
شہر نتوانست و راہی شاہجہانپور	سے شاہجہاں پور چلے گئے۔ وہاں
گشت حاکم آنجا حافظ رحمت خاں	کے حاکم حافظ رحمت خاں مرحوم
مرحوم آمدن فرزند مولانا نظام الدین	نے مولانا نظام الدین کے بیٹے کو
در ملک خود غنیمت دانست	اپنے علاقے میں آنے کو غنیمت سمجھا
بکمال اعزاز و اکرام ادا کرفتہ وجہ	اور بڑے عزت و احترام کے ساتھ
معقول برائے معارف طلبہ علم	ان کے طلبا کے اخراجات و مصارف
مقرر ساخت و نواب شاہجہاں پور	کے لئے معقول وظیفہ مقرر کر دیا
عبد اللہ خاں مرحوم آمدہ اندرون	اور نواب شاہجہاں پور عبد اللہ
قلعہ در حویلی خود اورا جا داد تا	خاں مرحوم نے تو انکو اندرون قلعہ
حیات حافظ رحمت خاں مرحوم	اپنی حویلی میں ان کو جگہ دی۔ اور
ہمانجا سکونت	حافظ رحمت اللہ خاں مرحوم کی زندگی
داشت ؎	تک وہ وہیں مقیم رہے۔

واقعہ یہ تھا کہ ملکرام کا ایک رئیس نور الحسن خاں ملا بحر العلوم کے مدرسے کے پاس ان کے ایک عزیز مولوی محب اللہ کے مکان میں علاج کی غرض سے مقیم تھا محرم کا مہینہ آگیا اس رئیس نے وہاں تعزیہ منگوالیا اس بات پر جھگڑا ہو گیا، بحر العلوم کو مجبوراً ملک چھوڑنے کو لکھنؤ چھوڑنا پڑا اور پھر کہیں دل نصیب نہ ہوا ملا حسن بھی اسی فتنہ کے نتیجے میں لکھنؤ سے نکالے گئے مولف اغصان اربعہ لکھتے ہیں لہ

لہ اغصان الاربعہ ص

"بشرارت بعضے از حساد مفسدہ	بعض حاسدین نے وطن میں فساد
عظیم در وطن رو دادہ کہ در	عظیم برپا کر رکھا تھا اور انہیں
آں ہلاک خود را مشاہدہ ساخت	اپنی ہلاکت کا خطرہ نظر آرہا تھا
و طعام وطن ممکن ندانستہ راہی	وطن میں آب و دانہ نہ دیکھ کر روہیل
روہیل کھنڈ شد و بقیہ عمر در	کھنڈ چلے گئے اور باقی عمر اس
حمایت حکام آں ملک بسر برد و	ملک کی حمایت میں بسر کی رامپور
در رامپور وفات یافت"[1]	میں وفات پائی۔

شجاع الدولہ کے بعد نواب آصف الدولہ (۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۷ء) مسند نشین حکومت ہوئے چونکہ فتح روہیل کھنڈ کے بعد جلد ہی شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا تھا لہٰذا نظم و نسق کے قیام کی تمام پالیسی آصف الدولہ کو وضع کرنی پڑی۔ آصف الدولہ نے بڑی حد تک اپنے باپ اور دادا کی روایات کو برقرار رکھا۔ قدیم جاگیرداروں کی جاگیریں ضبط ہوئیں روہیلوں کے مرکزی مقامات کے محلات اور سرائیں ضبط ہو کر ان شیعہ عمال اور افسران کو ملیں جو آصف الدولہ کی طرف سے ان مقامات پر مقرر ہوتے تھے۔ آنولہ میں نواب علی محمد خاں کے محل میں شیعہ سادات آباد کئے گئے بریلی شہر ۱۹۴۷ء تک قلعہ کے ایک حصہ جو برجی میں قابض و دخیل رہے۔ تقسیم ہند کے بعد یہ منتشر ہو گئے سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں[2]

"شاہان اودھ کے عہد حکومت میں اہل تشیع حضرات کی مذہب و ذی علم آبادی کا کافی اضافہ ہوا۔ روہیل کھنڈ کے ہر ایک ضلع میں بجائے اثنا عشریوں کے مشہور خاندان آکر سکونت پذیر ہو گئے اور حکومت کی جانب سے ان کو معقول زمینداریاں اور جاگیریں عطا کی گئیں۔ بریلی میں حسینی باغ، گنڈے کی مسجد اور آصف الدولہ کا امام باڑہ وغیرہ اسی عہد کی مشہور یادگاریں ہیں۔"

محرم کے عزاداری کے سلسلہ میں بریلوی صاحب رقمطراز ہیں[2]

"سرزمین روہیل کھنڈ میں موجودہ زمانے کی سی دھوم دھام کی محرم داری اسی عہد میں پائے تماشہ

[1] حیات حافظ رحمت اللہ خاں (طبع دوم) صفحہ ۴۱

[2] حیات حافظ رحمت اللہ خاں (طبع دوم) صفحات ۳۲۵ - ۳۲۶ ۔

نوبت، علم، تخت، تعزیوں وغیرہ کے جلوس نکالے جاتے ہیں ان کا روہیلوں کے دورِ حکومت یا
اس سے قبل کے زمانے میں جہاں تک تحقیق کی گئی، وجود نہیں تھا اس قسم کی تعزیہ داری کا سلسلہ
بعد شہادت حافظ الملک والیانِ اودھ کے بست و ہفت سالہ عہد سلطنت میں شروع
ہوا۔ کالا امام باڑہ تعمیر کردہ نواب آصف الدولہ اور بریلی میں شیعہ حضرات کی دوسری عمارتیں
بھی اسی زمانے کی یادگار ہیں۔"

بسولی میں نواب دوندے خاں کا تعمیر کردہ شیش محل تھا اس کی ایک پرانی محل سرا میں میر مشرف علی کو مقیم کیا جو شجاع الدولہ کے زمانے میں ایران سے وارد لکھنؤ ہوئے تھے ان کی اولاد تقسیم ملک تک اس محل سرا میں رہتی تھی اور یہ حصہ حویلی سادات کہلاتا تھا اس خاندان کے آخری نمائندے سید محمود علی تھے قیام پاکستان کے بعد بسولی میں وہ فوت ہوئے اسی طرح اوجھیانی کا قلعہ جو نواب عبداللہ خاں ولد نواب علی محمد خاں کا تعمیر کردہ تھا وہ بھی شیعہ سادات کو ملا اسی خاندان کے آخری آدمی سید شبیر علی بن سید حمزہ علی تھے۔ آصف الدولہ کے زمانے میں اوجھیانی میں د محلہ سادات ہو گیا۔ ایک وسیع اور عالیشان امام باڑہ بھی بنا تھا نواب آصف الدولہ نے مقام حسین خاں متولی امام باڑہ کے خرچ کا دس بیگہ امام باڑہ وقف کئے تھے۔ سنہ ۱۹۴۷ء تک تمام عمارت ختم ہو گئی صرف صدر دروازہ باقی ہے۔ اس خاندان کے آخری آدمی مرزا صفدر حسین تھے جو کراچی میں اندھے ہو کر مرے انہوں نے امام باڑہ کی تمام موقوفہ جائداد موضع ننا کھیڑا اور بہیر پور (ضلع بدایوں) بیچ کر خرد برد کر دی تھی۔

غرض کہ آصف الدولہ کے دور میں روہیل کھنڈ میں اثنا عشری مسلک کی خوب نشر و اشاعت ہوئی حکومت کی طرح سے گو بعض وقت ترغیب و ترہیب و تخویف کے حربے بھی استعمال کئے گئے گزیٹیر مراد آباد کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ ہو[1]

"اکبر کے عہد سے والیانِ اودھ کے تسلط و حکومت کے ابتدائی زمانے تک امروہہ کے تمام سید
موضع مذکور مذہب اہل سنت و جماعت کے پابند تھے نوابان اودھ چونکہ بذات خود غالی شیعہ
تھے اس لئے امروہہ کے بہت سے سیدوں نے اپنا قدیم مذہب[2] (سنیت) پھر اختیار کر لیا اور

---

[1] گزیٹیر مراد آباد صفحہ ۱۰۴ (مطبوعہ الہ آباد سنہ ۱۹۱۱ء)

[2] گزیٹیر کا یہ بیان درست نہیں کہ ان کا قدیم مذہب شیعہ تھا بلکہ ان کا قدیم مذہب اہل سنت و جماعت تھا۔

اس طرح تبدیل مذہب کرنے سے انہیں بہت سے دنیوی فوائد بھی صحرائی و سکنائی جائداد و املاک کے حصول کی صورت میں حاصل ہو گئے۔

اس سلسلہ میں آل حسن نقشی مولف تحفۃ التواریخ کا بیان ملاحظہ ہو۔[1]

"سید علی احمد در ابتداء مذہب	سید احمد علی شروع میں اہل سنت
قدیم اہل سنت و جماعت داشت	و جماعت کا مذہب رکھتے
چوں او و دیگر سادات	تھے چونکہ ان کو اور امروہہ
جاگیرداران امروہہ را پئے استخلاص	کے دوسرے سادات کو جن کی
محال جاگیر ضبط کردہ نواب آصف	جاگیریں آصف الدولہ نے
الدولہ کہ در آں وقت متصرف	ضبط کر لی تھیں اور اس وقت
این جانب بود اتفاقاً بہ لکھنؤ	ان کے قبضے میں اپنی جائداد
افتاد و چند گاہ آنجا اقامت	کو واگزار کرنے کے لئے اتفاقاً
اختیار کردند و صحبت ہائے	لکھنؤ آنا پڑا وہاں قیام کیا
شیعیان آنجا کہ معاون کار آنان	اور وہاں کے شیعوں سے وہ ان
بودند بر داشتند الصحبۃ مؤثرہ	کے معاون تھے اور بمصداق
مذہب تشیع اختیار کردند پیش ازو در	صحبت کا اثر ہوتا ہے شیعہ مذہب
سلسلہ کسے متہم بہ شیعیت نشدہ"	اختیار کر لیا۔ ان سے پہلے وہ شیعہ نہ تھے

مولوی محب علی خاں عباسی مولف آئینہ عباسی اس مسلک کی اشاعت کا گلہ تو بہر حال اس طرح بیان کرتے ہیں[2]

"اس شہر (امروہہ) میں بعد سالار غازی کے آٹھ سو برس پورے ہوں گے اہل اسلام سادات و شرفا بود و باش رکھتے ہیں، سب کا ایک مذہب اہل سنت و جماعت تھا جیسا کہ آثار و اطوار

---

[1] بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول از محمود احمد عباسی صفحہ ۲۴۹ (دہلی ۱۹۳۰ء)

[2] بحوالہ تاریخ امروہہ جلد اول صفحہ ۲۷۸۔

"واقعات تیغ و اخبار سے بخوبی ثابت ہے اب عرصہ ۵۰ برس سے بوجہ آنے عملداری نواب وزیر کے
یہی اس مذہب کا موجد ہندوستان میں ہے بفحوائے الناس علیٰ دین ملوکہم بعض بعض نے
بہ طمع نفسانی اپنے بزرگوں کا مذہب چھوڑ کر تشیع اختیار کیا اب ہمارے سامنے اس مذہب
کی ترقی ہوئی۔"

جنہوں نے نوابان اودھ کے مذہب کو قبول نہیں کیا ان کا کیا حشر ہوا اس کی داستان بھی "نفیہ" مؤلف
تذکرہ کاملان رام پور علی برادران (مولانا محمد علی و شوکت علی مرحومین) کی ننہال کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں۔[۱]

" اودھ کے تسلط روہیل کھنڈ کے وقت امروہہ کے امرا نے تبدیل مذہب اور حاضری دربار کی
بدولت اپنی جاگیروں کو قائم رکھا اس خاندان میں سے کوئی سلطنت اودھ کے دربار میں
شریک نہیں ہوا اس لئے کثیر حصہ جائداد کا ضبط ہو گیا۔"

بدایوں میں حکومت اودھ کی طرف سے ۱۷۷۴ء میں خواجہ آفتاب خاں پہلا عامل مقرر ہوا اور اپنے
پیش رو فتح خاں خانساماں (م ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء) کی حویلی میں مقیم ہوا کیونکہ فتح خاں کا خاندان قید ہو کر لکھنؤ اور
الٰہ آباد پہنچ چکا تھا اسی زمانے سے بدایوں میں تعزیہ داری شروع ہوئی شیعہ حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے
تعزیہ داری کے جلوس حکام کی قیام گاہ محلہ بھاجی ٹولہ (حسینی گلی) سے نکالے گئے خواجہ آفتاب کے بعد سلطان
عاملوں میں خواجہ معین الدین، مہدی علی خاں، الماس علی خاں اور حسین علی خان آئے[۲] ان شیعہ حکام کے قیام کی
غرض سے اس گلی سے خاص طور سے تعزیہ داری کے جلوس گذرنے شروع ہوئے اور ان کے قیام کی وجہ سے ہی اس گلی
کا نام "حسینی" گلی پڑ گیا[۳] خواجہ معین الدین جس مسلک میں بڑے غالی تھے

" وہ ائمہ اہلبیت سے بے حد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم میں معمول تھا کہ

---

[۱] تذکرہ کاملان رام پور از حافظ احمد علی خاں صفحہ ۱۳۰۔

[۲] تذکرۃ الواصلین و تاریخ بدایوں از مولوی عبدالحی صفا بدایونی صفحہ ۲۳۹ مطبع مطلع العلوم مراد آباد ۱۳۳۵ھ

[۳] بدایوں کے اس تاریخی کوچہ "حسینی گلی" کی طرف ذرا اشارہ کرنا ضروری ہے ۱۹۳۶ء اور ۱۹۴۵ء میں [illegible] کے زمانے میں عشرہ محرم اور دسہرہ ایک ساتھ پڑے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان بعض امور پر جھگڑا ہوا ہندو مانع تھے کہ

(باقی آگلے صفحہ پر)

عاشورہ کو تمام مال و متاع و نقد و جنس اور زیورات اور اثاثہ و فرد بلکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہداء کے نام خیرات کر دیا تھا اور پھر قرض ادھار سے زر نقد پہنچا کر مول لیا تھا جس جگہ تھوڑے دنوں کے لئے جاتا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے بنوا تا۔"

بدایوں میں اس مسلک کی ترویج و اشاعت کے متعلق مولوی محمد سلیمان بدایونی (رف ۱۹۶۲ء) اپنے ایک مقالہ "بدایوں کے اہل تشیع" میں لکھتے ہیں:[1]

"صورت نگہور نے بدایوں کا چارج لے کر اندازہ کیا کہ عوام کی تالیف قلوب عطیات سے کی جائے اور علماء میں سے بھی انتخاب کر کے مخالفت کی آواز کو بالکل اٹھنے نہ دیا جائے چنانچہ اس کی نظر انتخاب مفتی محمد علی صدیقی حمیدی اور مولوی محمد علی عثمانی پر پڑی۔ مولوی صاحب (محمد علی عثمانی) نے موضع شاری پور تحصیل داتا گنج میں معافی کی اراضی لے کر سکوت اختیار کر لی۔

مفتی صاحب نے علاوہ ہدایا اور عطیات کے حکومت کا مذہب بھی اختیار کر لیا اور ان کی اولاد اس وقت تک شیعیت پر قائم ہے مفتی جی کی ترویج شیعیت سے ان کے اکثر عزیز و اقارب نے شیعیت اختیار کی مفتی جی کے بیٹے مفتی مظفر علی نے "مروج الشیعہ فی البدایوں" لکھی ایک امام باڑہ تعمیر کرایا جو بڑا امام باڑہ کہلاتا ہے یہ میرے مکان کی شمالی حد تھی۔ اس امام باڑے کے نام موضع خیر پور[2] تحصیل

اسی گلی سے تعزیے و تعلیمی جلوس بہر حال حسب معمول نکلنے چاہئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ محلہ اور راستہ قطعاً ہندوؤں کی ملکیت ہے صرف ایک دو مکان مسلمانوں کے ہیں ایک مسجد اور ایک مزار اس گلی میں ضرور واقع ہیں۔ اس جھگڑے کے موقع پر مسٹر تیل کمشنر روہیل کھنڈ کے حکم سے کسی وقت مسلمانوں نے اس مزار کا فرضی نام سید حسین شہید رکھ کر اسی نام سے حسینی گلی منسوب کیا۔ نتیجہ طلب یہ ہے کہ یہ گلی بڑا بازار ہندوؤں کی ہے اس واسطے سے مسلمانوں کے تعزیے اور جلوس کیوں نکلے جبکہ وہ کافی آباد نہیں شہر کے اور راستے ہو سکتے تھے؟ واقعہ یہ ہے کہ اودھ کے شیعہ حکام کی وجہ سے تعزیہ داری کے جلوس اسی گلی سے نکلے اور اسی وجہ سے اس گلی کا نام حسینی گلی پڑا۔ [3] تاریخ روہیلکھنڈ جلد دوم صفحہ ۱۵۳

[1] بدایوں کے اہل تشیع از مولوی محمد سلیمان بدایونی صفحہ ۹، سائیکلو اسٹائل شدہ کراچی ۱۹۵۹ء — محمد ایوب قادری۔

[2] اس امام باڑے کے لئے خیر پور (ضلع بدایوں) میں ۲۱ م ا ایکڑ اراضی وقف تھی ملاحظہ ہو۔ بدایوں کی معافیات کا فرد نامہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۴۰ء جاری شدہ صدر بورڈ آف ریونیو شمالی مغربی صوبہ آگرہ (محمد ایوب قادری)

بدایوں میں عماراتی عطیہ نواب آصف الدولہ ہے۔"

اسی زمانے میں بدایوں کے مشہور شاعر ظہور اللہ خاں نوا (ف ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۰ء) ولد مولوی علی دلیل اللہ صدیقی حمیدی نے بھی اثنا عشری مسلک اختیار کر لیا تھا۔ مدتوں لکھنؤ، حیدرآباد اور ایران کے درباروں میں رہے۔ ان ہی درباروں کے اثر سے یہ مسلک اختیار کیا ہو گا۔ بدایوں میں ایک اور امام باڑہ ۱۲۰۳ھ / ۱۷۸۸ء میں تعمیر ہوا۔ ضلع بدایوں کے قصبہ اسلام نگر میں بھی شیعہ سادات جہاں آفتی کی یادگار میں اسلام نگر میں ایک امام باڑہ بھی تھا۔ شیعہ سنی تعلقات کے سلسلے میں مولوی محمد سلیمان بدایونی لکھتے ہیں [1]:

"بدایوں میں شیعہ سنیوں میں اس وقت تک باہم دگر شادی و بیاہ ہوتے ہیں۔ عموماً شیعہ لڑکیوں کی اولاد شیعہ ہوتی ہے اور اکثر سنی لڑکیاں اپنے خاوندوں کے مذہب پر شیعہ ہو جاتی ہیں۔ بدایوں شہر اور دو میر تسپلشی الا کوئی سید شیعہ نہیں۔ جتنے بھی ہیں شیخ صدیقی ہیں و حیدری، علوی و جعفری۔"

نواب آصف الدولہ نے ۱۲۰۹ھ / ۱۷۹۴ء میں رام پور پر چڑھائی کی اور ریاست کا ایک حصہ ضبط کر لیا۔ اس واقعہ کی تہہ میں بھی مذہبی جذبہ کار فرما تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کے انتقال کے بعد ان کے فرزند نواب محمد علی خاں مسند نشین ریاست ہوئے۔ چونکہ وہ عصمت اللہ خاں کے دربار لکھنؤ میں رہ چکے تھے اس لئے نواب کی ترغیب سے انہوں نے شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ انہوں نے سرکاری حکومت کے بعد بیٹے کے عہد میں تین دن کے اندر پٹھانوں نے غلام محمد خاں کو شریک کر کے محمد علی خاں کو ختم کر دیا۔ پھر کہا تھا انگریزوں کو ساتھ لے کر آصف الدولہ نے فوج کشی کی اور مقتول کے صاحبزادے احمد علی خاں کو مسند تفویض کیا۔ اسی زمانے سے رام پور میں شیعیت کا زور ہوا اور نواب کلب علی خاں کو چھوڑ کر رام پور کے تمام نواب اثنا عشری ہوئے۔ نواب محمد سعید خاں کے زمانے میں شاندار امام باڑہ تیار ہوا۔

مارہرہ ضلع ایٹہ کا مشہور قصبہ ہے یہاں پیرزادوں کا ایک قدیم مشہور خاندان ہے جس میں نامی گرامی مشائخ گذرے ہیں۔ ان کا تعلق بلگرام کے سادات سے ہے۔ ان میں اثنا عشری مسلک کی ترویج کے سلسلے میں اسی خاندان کے ایک مؤرخ مولوی سید محمد میاں مارہروی لکھتے ہیں [2]:

---

[1] بدایوں کے اہلِ تشیع صفحہ ۸۔

[2] خاندانِ برکات از مولوی سید محمد میاں صفحہ ۸۱ - ۸۲ مطبوعہ حسنی پریس بریلی ۱۹۲۷ء۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہمارے اسلاف کرام اور ان کے اخلاف کرام سب بحمد اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے دین اسلام و
مذہب اہل سنت و جماعت سے آراستہ و پیراستہ چلے آئے تھے اور اس دین دشمن و مذہب
مخرب یا تعصب و تغلب کو مقبول و محمود جانتے اور مانتے اور بالکل بچتے تھے اور اگرچہ اودھ کی
رافضی سلطنت کے قرب اور اثر سے بلگرام اور اس کے نواح کے مقامات میں رہنے والے بعض سادات کی
نسل کے منتسبین میں شیعیت کا دخل ایک عرصۂ کثیر و دراز سے ہو گیا تھا، جو بااستمرار زمانہ بڑھتا
رہا مگر بحمدہ تعالیٰ ہمارے اجداد کرام کے علم و فضل ظاہری و باطنی اور ان کی پختگی دین و
مذہب و حفاظت شریعت نے ہمارے مارہرہ کی نسل میں اس ضلالت کو داخل نہ ہونے دیا جہاں
تک معلوم ہوتا ہے اول جھامیاں صاحب[1] لکھنؤ اور پورب کی صحبتوں سے اس طرف مائل ہوئے
اور اب ان کا بیا پختہ کی نسل کی جو جماعت ہے وہ میں اور پتا چلا کہ وہ اور حضرت سید شاہ آل
حسین سچے میاں صاحب قدس سرہٗ کے بعد ان کے دوسرے بیٹے سید محمد تقی خاں صاحب سے ان
کی نسل میں بھی شیعیت کا کچھ کچھ دخل پڑنا شروع ہوئی اور اب فقیر کے علم میں اس نسل کا
کوئی بھی ایسا نہیں جو شیعہ بتفاوت مراتب نہ ہو اور ہمارے حضرات کی صاحبزادیوں کی بھی جو نسل
مارہرہ سے باہر کوات، بلگرام، باری، سانڈی وغیرہ میں ہے ان میں بھی ایک عرصے سے شیعیت گھس گئی ہے"

چونکہ آصف الدولہ کے دور میں علاقہ روہیل کھنڈ میں خاص طور سے اثنا عشری مسلک کی تبلیغ و اشاعت
ہوئی اس لئے ہم نے اس کا قدرے تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ آصف الدولہ کو ان کے نائب سرفراز الدولہ نواب حسن رضا خاں
کی وجہ سے اس معاملہ میں خاصی دلچسپی تھی۔ مولوی سید عبد الحئی مصنف گل رعنا لکھتے ہیں[2]

"نواب آصف الدولہ کے زمانے کا یہ کارنامہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ لہو و لعب میں مشغول
ہونے کے ساتھ مذہب تشیع کی اشاعت میں انھوں نے دل سے کوشش کی ان کے نائب حسن رضا
خاں بھی مذہبی آدمی تھے وہ بھی اس کوشش میں لگے رہتے تھے ان کی کوششوں سے ہزاروں

---

[1] جھامیاں کا نام آل امام بن برکات ہے ۱۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۰ رمضان ۱۲۰۲ھ میں فوت ہوئے تفصیل کے لئے دیکھئے
خاندانِ برکات ۲۴-۲۵ ۔ [2] گل رعنا از مولوی عبد الحئی صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳ ۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خاندان سُنّی سے شیعہ ہو گئے اور ان کو جاگیریں ملیں اور جو اب تک ہند پر قائم رہے ان کی جاگیریں جو شاہانِ مغلیہ کے وقت سے چلی آتی تھیں ضبط کی گئیں۔

سید غلام علی نقوی مصنف عماد السعادت لکھتے ہیں[1]

"بانی جمعہ و جماعت در اثنا	(اثنا عشری شیعوں میں نماز جمعہ و
عشریان در لکھنؤ اور حسن رضا	جماعت کی بنا د حسن رضا
خان بود و است در ہیچ شہرے	خاں نے لکھنؤ میں رکھی ورنہ
از شہر ہائے ہندوستان نماز	ہندوستان کے کسی دوسرے شہر
جمعہ و جماعت در مذہب	میں نماز جمعہ و جماعت امامیہ
امامیہ رائج نبود بلکہ کسے را	مذہب میں رائج نہ تھی بلکہ
گمان ایں ہم نہ بود کہ در ایران	کسی کے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی
و بلاد عرب نماز جماعت در	کہ ایران اور عرب کے شہروں میں
عشریان گزاردہ می شود۔	شیعوں میں نماز ادا کی جاتی ہے

سید کمال الدین حیدر مشہدی اس واقعہ کو قدرے تفصیل سے لکھتے ہیں[2]

"دوسرا امر خلافِ دینی یہ ہوا کہ لکھنؤ میں مومنین برائے نام شیعہ تھے اور اپنی عدم واقفیت سے اعمال عوام خلاف بھی کرتے تھے اس قدر ضروریات مذہب سے آگاہ نہ تھے اور بعض جواز نا علم سے واقف تھے طریقہ ہدایت پند و وعظ و جماعت نماز ظلی روزی بالاشہاد ذکر کہہ سکتے تھے ہر چند اپنے ایمان میں کامل تھے یہ ترقی شریعت محمدی کی فقط مرزا حسن رضا خاں کی جہت سے ہوئی اتفاقاً اسی زمانے میں مرزا جواں بخت شاہزادے فرزند شاہ عالم ثانی مہمان جناب عالی آصف الدولہ تھے کسی واسطے کر وہ سُنّی تھے پہلے نماز جمعہ جماعت میں جناب عالی

---

[1] عماد السعادت از سید غلام علی نقوی صفحہ ۱۳۰ (نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۷ء)

[2] قیصر التواریخ جلد اوّل ص ۱۹۴-۱۹۵ (نولکشور پریس لکھنؤ ۱۸۹۶ء)

(آصف الدولہ) بھی شریک ہوئے جناب غفران مآب سید دلدار علی زیارت عتبات عالیات اور تحصیل کتب فقہ امامیہ اور اجازت چہار اجتہاد کی جناب میر سید علی صاحب طباطبائی کے کرا کے جو علمائے متقدمین جو اس زمانے میں صاحب احتیاط مشہور تھے ان کے صلاح و مشورت جناب غفران مآب کا جانا بھی عتبات عالیات کا ہوا تھا نظر احتیاط امامت نماز اپنی گوارا نہ کی ان کے واسطے تجویز کی تھی مگر جناب غفران مآب مرزا حسن خاں کے بیٹے کے معلم تھے غرض غفران مآب پیشوا و مقتدائے مومنین ہوئے چنانچہ ان کے فیضان صحبت سے بہت سے شیعہ نکلے بہت سے شاگرد رشید ہوئے جن کی تعلیم و تلقین سے اکثر جاہل نادانف اپنے اعمال خلاف سے باز رہے توفیق ہدایت پائی اور رواج درس و تدریس و تصانیف ہونے لگا اور رد تحفہ احکام و مسائل اثنا عشریہ جاری ہوئے۔"

دو صالحین و متقدمین کی نشاندہی کرتے ہوئے سید عبد الحئی لکھنوی لکھتے ہیں۔[1]

"شاہ اکبر علی چشتی مودودی کے مشورہ اور ملا محمد علی فیض آبادی کی تحریک سے نواب حسن رضا خاں نے جمعہ و جماعت قائم کی سب سے پہلے مولوی سید دلدار علی نصیر آبادی کے اقتدا میں ۱۳ رجب ۱۲۰۰ھ کو نماز ادا کی یہ پہلا دن ہے کہ وسط ہند میں شیعوں نے اپنا جمعہ و جماعت علیحدہ کر لیا نائب امام کی حیثیت سے مجتہدین کے ہاتھ میں زمام مذہب دی گئی۔"

ملا محمد علی فیض آبادی کی مساعی جمیلہ کے سلسلہ میں مولوی مرزا محمد علی مؤلف نجوم السما لکھتے ہیں۔[2]

"وقتیکہ جناب غفران مآب	جس وقت کہ غفران مآب نے ان شہروں
در این بلاد بنائے اقامت جمعہ	میں نماز جمعہ قائم کرنے کی
و جماعت فرمودہ و اشاعت شعائر	بنیاد رکھی اور شریعت کے طریقوں
شریعت نمودہ، باعث آں ملا	کو جاری کیا اس کا سبب
علی مذکور شد کہ بہ ترغیب و تحریص	ملا علی تھے کہ انہی کے کہنے سننے

۱؎ گل رعنا صفحہ ۲۵۹ ۔ ۲؎ نجوم السماء از مرزا محمد علی صفحہ ۳۵۱ (مطبع جعفری لکھنؤ ۱۳۰۳ھ)

و این امر خیر از نواب آصف	سے یہ کار خیر نواب آصف الدولہ
الدولہ وزیر ش نواب سرفراز	اور اس کے وزیر سرفراز الدولہ
الدولہ مرزا حسن رضا خان مرحوم	مرزا حسن رضا خان مرحوم و ملا
کہ از عقیدت مندان ملا علی بودند	علی کے عقیدتمندوں میں تھے ظہور
بظہور پیوست"	پذیر ہوا۔

ملا محمد علی فیض آبادی کی "ترغیب و تحریص" کے سلسلہ میں یہی صنعت رقمطراز ہے۔[1]

و دریں اثنا قدوۃ الافاضل و	اسی درمیان قدوۃ الافاضل فخر
فخر الاماجد و الاماثل مقبول بارگاہ	الاماجد درگاہ خداوندی میں مقبول
الٰہ ملا محمد علی کشمیری ملقب بہ	محمد علی کشمیری جن کا لقب پادشاہ تھا
پادشاہ طاب ثراہ کہ در علم فقہ	ان کی قبر کو ٹھنڈا رکھے جو علم و فقہ
علم اشتہار برافراختہ در فیض آباد	دینی میں شہرت رکھتے تھے فیض آباد
رحل اقامت انداختہ بود در رسالۂ	اقامت پذیر تھے ایک رسالہ نماز
در بیان فضیلت نماز جمعہ کہ	جمعہ کی فضیلت میں صحیح حدیثوں
از احادیث ماثورہ و غیر آن بادلہ	اور قانون شریعت سے ثابت
شرعیہ واضح است تالیف نمودہ	ہے تالیف کی اور نواب آصف الدولہ
و خطبۂ آنرا بنام نامی جناب نواب	کے نام اس کا خطبہ مزین کیا
مرحوم آصف الدولہ مزین فرمودہ	اس میں پانچ باب تالیف کئے
و در پنج باب مبوب گردانیدہ	اور اس کے چوتھے باب
باب چہارم آن را متضمن اسامی	میں تیس نام جو ان کی تحقیق کی
ہر کس را کہ بر طبق تحقیق شان دریں	بنا پر پیش نفس نہ بننے کی

[1] نجوم السماء صفحہ ۲۴۳

بلاد قابلیت پیش نمازی داشتند
نوشتہ باب پنجم وا ستقین التماس
کہ بخدمت وزیر الممالک نواب
آصف الدولہ مرحوم کردہ ورآں
رسالہ مندرج ساختہ مرسل نمودہ"

قابلیت رکھتے تھے لکھے
اور پانچواں باب وزیر الممالک
نواب آصف الدولہ سے
التماس سے متعلق تھا ارسال
خدمت کیا۔

ملا محمد علی فیض آبادی کے اس رسالہ کا خاطر خواہ اثر ہوا یہی مؤلف لکھتا ہے[1]

درسخن ملا علی در دل نواب مرحوم
(آصف الدولہ) استقرار یافت
و چناں تصمیم فرمود کہ ہرگاہ اتفاق
مراجعت جناب مولانا از وطن
بجلدہ لکھنؤ افتد تکلیف گزاردن
نماز جماعت بآں عالی جناب
نماید اتفاقاً نواب جنت مکان التماس
گزاردن نماز بجماعت فرمودہ
دریں باب مبالغہ از حد گزرانید"

ملا علی کی تجویز نواب آصف الدولہ
کے دل کو لگی اور پکا قصد کیا
کہ جب بھی جناب مولانا اپنے
وطن سے لکھنؤ آئیں نماز جماعت
ادا کرنے عالیجناب زحمت
فرمائیں۔ نواب جنت
مکان نے نماز کا حکم دیا
اور سختی سے عمل کیا۔

آصف الدولہ نے لکھنؤ میں دس لاکھ روپے کی لاگت سے ایک بڑا امام باڑہ تیار کرایا اور نجف اشرف میں دریائے فرات سے ایک نہر نکلوائی جس سے زوار کو پانی کی سہولت ہوئی آصفی دور کی سب سے اہم دریافت درگاہ حضرت عباس کا قیام ہے ایک شخص فقیر امام نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور مشہور کیا کہ مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ "حضرت عباس کے ہاتھ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلاں مقام پر دفن ہے تو اس کو نکال لے"۔ چنانچہ اس کے بعد وہ چند لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو علم نکلا رفتہ رفتہ اس بات کی شہرت

[1] نجوم السماء صفحہ ۳۴۹

ہوئی ضعیف الاعتقاد عوام منت مرادیں مانگنے لگے اتفاق سے ایک روز نواب آصف الدولہ اپنے کسی خدمت گار سے خفا ہوگیا اور کہا کہ کل تیری ناک کٹوا دوں گا۔ وہ بھی بھاگا ہوا درگاہ عباس پر منت مانگنے پہنچ گیا۔ آصف الدولہ کو دوسرے دن یاد بھی نہ رہا کچھ دنوں کے بعد وہ مہربان ہوگیا ایک روز خادم نے باتوں باتوں میں نواب کو ناک ہی کا واقعہ یاد دلاتے ہوئے کہا الحمدللہ بعنایت خدا و بہ تصدق علم جناب عباس علیہ السلام و تفضلات حضور ناک غلام کی بچ گئی۔ نواب آصف الدولہ نے علم کی کیفیت پوچھی۔ نواب آصف الدولہ نے فقیر کو بلا کر ایک ہزار روپیہ دیا۔ نجم الغنی خان لکھتے ہیں۔

"نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے معتقد ہوئے کربلا کے جان نثار بچے اس علم کی زیارت کے لئے آنے لگے اور ایک گنبد اینٹوں کا وہاں تعمیر کر دیا۔ یہ گنبد اور بھی موجب ترقی ہوا۔"[1]

نواب آصف الدولہ کے سر آرائے حکومت ہونے کے بعد ان کے بھائی سعادت علی خاں وارث (۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۴ء) دو میل لکھنؤ کا صوبیدار کو ... جب نجف پہنچے تو سعادت علی خاں نے نیت کی کہ اگر آصف الدولہ کے بعد لکھنؤ کی حکومت مجھے مل گئی تو ... جاتا ہے ... درگاہ کو رونق دوں گا چنانچہ آصف الدولہ کے بیٹے وزیر علی خاں کے معزول ہونے کے بعد سعادت علی خاں بادشاہ بنے اور ان کی دلی مراد بر آئی نواب سعادت علی خاں نے درگاہ علم عباس کے گنبد خشتی کو طلائی کیا اور درگاہ کو وسعت دی اس میں دو درجے زنانے اور مردانے قائم کئے اور وہاں کی رونق بہت بڑھ گئی اس کے بعد غازی الدین حیدر نے بند نقار خانہ بنوایا نوبت اور گھڑیال رکھے گئے اندرون درگاہ دروازہ اور منبر چاندی کے بنائے گئے اور آرائش کا سامان مکمل کیا نصیر الدین حیدر کے وقت میں ملکہ زمانیہ نے درگاہ کا باورچی خانہ تعمیر کرایا غرض اس قسم کی درگاہیں قائم کرکے عوام کے لئے عقیدت کے آستانے فراہم کئے گئے۔[2]

---

[1] درگاہ علم حضرت عباس کے ۔ ملاحظہ ہو تاریخ اودھ از نجم الغنی خاں جلد سوم صفحہ ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۳

[2] ماہنامہ معارف لاہور ستمبر ۱۹۶۲ء میں رضاکار لاہور مجریہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۲ء سے ایک مضمون نقل ہوا ہے جس کا عنوان ہے "تالاؤ بیت لاہور میں" مضمون نگار کا نام حکیم خادم اسلم ہے جنہوں نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کی صاحبزادی رقیہ زوجہ مسلم بن عقیل کی پانچ بہنوں کے ہمراہ واقعہ کربلا ۶۱ھ کے بعد ہندوستان آئیں اور لاہور میں "بیبیاں پاکدامناں" کی جو قبریں ہیں
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ہم نے اودھ کے پہلے چار حکمرانوں کے دور کا جائزہ لیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اثنا عشری مسلک کی اشاعت میں بھرپور کوشش کی۔ آصف الدولہ کے زمانے میں اس مسلک کی سب سے زیادہ اشاعت ہوئی اس کے زمانے میں نظام حکومت تو بالکل ڈھیلا پڑ گیا انگریزوں کا اثر تیزی سے بڑھتا گیا مگر اثنا عشری مسلک کی تنظیم کی بنیادیں خوب مضبوط ہو گئیں ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں۔[1]

"نواب وزیر اودھ کے خاص محل کے ذاتی اثر نے اس امامیہ مسلک کو لکھنوی تمدن کا ایک نمایاں عنصر بنا دیا۔"

اسی زمانے میں دہلی میں ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامراء (ف ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۲ء) شاہ عالم ثانی کی حکومت کے سیاہ و سپید کے مالک بنے ہوئے تھے ۱۱۸۵ھ میں جب شاہ عالم ثانی دہلی آئے تو انگریزوں نے نجف خاں کو سپہ سالار فوج کی حیثیت سے بادشاہ کے ساتھ بھیجا امراء کی آپس کی کمزوری، نا اتفاقی اور دشمنی نے موقع دیا کہ وہ سب پر حاوی ہو گئے وہ اپنے عقائد میں نہایت متصلب اور متعصب تھے مرزا محمد علی مؤلف نجوم السماء لکھتے ہیں۔[2]

"نواب نجف خاں مرحوم کہ سرآمد امرائے روزگار او از شیعیان اثنا عشریہ بود"	نواب نجف خاں جو اپنے عہد کے بڑے امراء میں سے تھے وہ شیعان اثنا عشریہ میں تھے۔

شیخ غلام ہمدانی مصحفی لکھتے ہیں[3]

"در عہد شاہ عالم بادشاہ کہ بہ سبب بودن امیر الامراء ذوالفقار	شاہ عالم بادشاہ کے عہد میں امیر الامراء ذوالفقار الدولہ بہادر

* الذین جو ائمہ کی بیں تصنیف میں کشف و کرامات اور واقعات کے سوا کچھ نہیں ہے تاریخ کا [illegible] بنا ہے۔ حیرت تو یہ ہے مدیر معارف، عبدالرحمٰن شوق مصنف تاریخ اسلام پر ہے کہ انہوں نے اپنے مرتبہ جریدہ میں کیسے نقل کر دیا ہے غلام دستگیر نامی ارشد ۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء نے اسی کی تردید فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو تاریخ جلیلہ از سید دستگیر نامی صفحہ ۲۳۲، ۲۳۳ (لاہور ۱۹۶۲ء)

[1] لکھنؤ کا دبستان شاعری از ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صفحہ ۲۰ (لاہور ۱۹۵۵ء) [2] نجوم السماء صفحہ ۳۵۳ —

[3] عقد ثریا از غلام ہمدانی مصحفی مرتبہ مولوی عبدالحق صفحہ ۵۵ (اورنگ آباد ۱۹۳۴ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

الدولہ بہادر در دہلی علوی اہل تشیع بیشتر بود"	کی وجہ سے علوی شیعہ حضرات دلی میں بہت ہوئے۔

ذوالفقار الدولہ نجف خاں امیر الامرا کا دس گیارہ سال تک دہلی میں استیلا اور غلبہ رہا ان کے زمانے میں ان کے مسلک کو بڑا فروغ اور سنیوں کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزا مظہر جان جاناں لکھتے ہیں۔ [1]

"حال مردم ایں شہر از روزیکہ نجف خاں است از شاہ تا گدا تباہ است"	جس دن سے نجف خاں یہاں شہر میں امیر و غریب سب تباہ حال ہیں۔

اکابر صحابۂ کرام مثل خلیفۂ دوم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر حضرت مظہر جان جاناں جیسے شیخ کی موجودگی میں مرثیہ خواں تبرا کرتے تھے ملفوظات مظہری میں ہے [2]

"حضرت ایشان (مرزا مظہر جان جاناں) می فرمودند کہ یکبار فقیر را بر مجمع از مرثیہ خوانان شیعی اتفاق گذر افتاد ناگاہ یکے از آنان بے ادبی در جناب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشود چوں تاب تحمل و طاقت ضبط آں نماند زمام اختیار از دست رفت"	حضرت مرزا جان جاناں فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھ فقیر کا شیعہ مرثیہ خوانوں کے مجمع کی طرف گذر ہوا اچانک ان میں سے ایک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں بے ادبی کی زبان کھولی، جس کے برداشت کی قوت نہ رہی اور اختیار کی لگام ہاتھ سے جاتی رہی۔

اس زمانے میں دہلی میں محرم کی مجالس میں صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کے بجائے حضرت

---

[1] کلمات طیبات ملفوظات و مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں مرتبہ ابو الخیر محمد اللہ مراد آبادی صفحہ ۷۵ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ

[2] معمولات مظہریہ از مولوی نعیم اللہ بہرائچی صفحہ ۵۰ مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۵ھ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

شاہ عبدالعزیز دہلوی پر تبرا ہوتا تھا۔[1] مرزا نجف خاں کے زمانے میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مشہور و معروف بزرگ اور اجل شیخ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی شہادت ہوئی۔ حضرت مرزا نے اس دور میں شیعیت کے طوفان کو بڑی پامردی سے روکا تھا اور عقائد اہل سنت کی حکیمانہ انداز میں تبلیغ کی، مرزا صاحب کے مکتوبات اس پر شاہد ہیں۔[2] ذوالفقار الدولہ نجف خاں کے ایک لشکری فولاد خاں شیعہ[3] نے مرزا صاحب کو شہید کیا ایک ہم عصر تذکرہ نگار لکھتا ہے[4]

"در دورۂ نواب نجف خاں بہ	نواب نجف خاں کے عہد میں صرف مذہبی
سبب اختلاف مذہب از دست شخصے	اختلاف کی وجہ ایک شیعہ کے ہاتھوں
شیعہ بضرب طپانچہ رخصت شہادت یافت"	بندوق کی گولی سے شہید ہو گئے۔

ایک قریب العصر مورخ مولوی عبدالقادر رامپوری لکھتے ہیں:[5]

وہ جناب مرزا کو نواب نجف خاں کے ایک نادان شیعہ لشکری نے رات کے وقت گھر
حضرت کو تنہا پا کر بندوق کی گولی مار دی اس شیعہ لشکری نے یہ کام مذہبی تعصب کی بنا
پر کیا اس زخم نے مرزا مظہر جان جاناں کو ان کے بزرگوں کے پاس پہنچا دیا کہتے ہیں کہ شاہ عالم

---

[1] اخبار رنگین اور سعادت یار خاں رنگین (مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق) صفحہ ۲۰ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی ۱۹۵۹ء) مرزا محمد رفیع سودا نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی ہجو کی ہے، قصیدہ کا مطلع ہے ؎

کرو جو چمن میں اگر جا کے منزل خالی — تو بلبل ہوں میرے چھپے کی دیوالی

تفصیل کے لیے دیکھیے "سودا" از شیخ چاند صفحہ ۲۵۵ (اورنگ آباد ۱۹۳۶ء)

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کلمات طیبات مرتبہ ابوالخیر محمد (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ) و مقامات مظہری مرتبہ شاہ غلام علی مجددی (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ) و معمولات مظہریہ مرتبہ مولوی نعیم اللہ بہرائچی (مطبع نظامی ۱۲۸۵ھ)

[3] آب حیات از شمس العلماء محمد حسین آزاد صفحہ ۱۴۴ (شیخ مبارک علی لاہور)

[4] طبقات سخن از مبتلا میرٹھی بحوالہ مرزا مظہر جان جاناں اور ان کا اردو کلام صفحہ ۹۴

[5] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول صفحہ ۲۲۹ —

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نے اس سانحہ کو سن کر انگریز ڈاکٹر کو معالجہ کے لئے تجویز فرمایا اور رحمت خاں کو تاکید کی کہ ان کے قاتل کو پکڑ کر قصاص کے لئے حضور میں پیش کرے جناب مرزا نے اس حالت میں بادشاہ کو مضمون لکھا۔

دست شیعہ کے زخم کا علاج عیسائی سے کرانا اپنے کی شکایت غیر سے ہے جس کو میں اچھا نہیں سمجھتا اور فقیر کا قاتل اگر گرفتار ہو جائے تو اس کو اعزا ہی کے حوالے کر دیں تاکہ بطریق معافی خود قصاص لے لوں۔

علی ابراہیم نے گلزار ابراہیم میں لکھا ہے[1]

"گویند بسبب تعصب مذہب
منع تعزیہ سیدالشہداء علیہ السلام
می نمود بدیں تہمت از دست
یکے از ساکنان دہلی در سنہ یک ہزار و
یک صد و نود و چہار ہجری کہ عمرش
قریب صد بود کہ مقتول شد۔"

کہتے ہیں کہ مذہبی اختلاف اور
سیدالشہداء کے تعزیے کے منع
کرنے کی وجہ سے دلی کے ایک
باشندے کے ہاتھوں ۱۱۹۴ ہجری
جس وقت آپ کی عمر سو
کے قریب تھی قتل کر دیئے گئے۔

علی لطف اس سلسلہ میں کچھ مزید گوہرافشانی فرماتے ہیں[2]

وہ کہتے ہیں کہ عشرہ روز عاشورہ کو لب بام پر اپنے گھر میں مرزا بیٹھے تھے اور کوئی سوار روہیلوں کا بھی آیا تھا واسطے ان کی ملاقات کے ناگاہ گزر شیعوں کا ان کے زیر بام سے ہوا اس روہیلے نے کھڑے ہو کر سینہ زنی بھی کی اور موافقت اسلام سے ہوا اور میرزائے مذکور جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے بلکہ متبسم ہو کر فرمانے لگے کہ بارہ سو برس

---

[1] علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد اول صفحہ ۲۲۹

[2] گلشن ہند از مرزا علی لطف (کتب خانہ) تصحیح از شبلی نعمانی مقدمہ از مولوی عبدالحق صفحہ ۲۱۴ (حیدرآباد دکن ۱۹۰۶ء)

[3] گلشن ہند صفحہ ۱۰۲ یہ تاریخ غلط ہے۔ ۷ محرم ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء کو یہ واقعہ ہوا۔

جس مقدمہ کو ہو چکے برسوں ہر سال اسے زندہ کرنا یہ بدعت ہے اور لکڑیوں کو سلام و تسلیم کرنا نہایت عقل کی خفت ہے یہ گفتگو بعینہ وہ لوگ جو علم اور رشدوں کے ساتھ تھے انھوں نے سُنی اور تعصب کی سزا سے مذکور کے امام باڑوں میں اور محفلوں میں دو تین شب گفتگو رہی آخر شب شہادت کو کہ عبارت شب چہاردہم عاشورہ سے ہے کوئی شخص ان کے دروازہ پر آیا اور ان کو باہر بلوایا جب باہر آئے تو یہ گفتگو ایک چوٹ طپنچے کی نذر کی اور کام ان کا پورا کر کے وہ راہ اپنے گھر کی لی۔"

غرض نجف خاں کی امیر الامرائی میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں جیسے اجل شیخ دن دہاڑے قتل ہو گئے جن کے ہزاروں مرید و معتقدین پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے خود دہلی میں ان کا بڑا اثر و قبول عام تھا اور پھر اس ظلم صریح کی داد نہ فریاد۔

شاہ غلام علی دہلوی لکھتے ہیں:[1]

"نجف خاں کہ بر قفائے او	نجف خاں کی شہ سے یہ جرم ہوا
مرتکب ایں امر و شہادت مرزا	اور مرزا کی موت واقع ہو گئی اس
شدہ بود نمرود سے وراجزائے	نے اس جرم پر حد جاری کرنے
سد تغافل کرد، عنقریب مرد	سے تغافل برتا وہ خود بھی مرا
و اتباع او باہم مجادلات نمودہ	اور اس کے متبعین میں باہم
رخت حیات بربستند نشانے	فسادات ہوئے وہ مرے کہ ان
از آں ظالماں پیدا نیست۔"	ظالموں کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:[2]

نجف خاں نماند و نجف خانہ اش — خدا افراسیاب و نہ ہمدانیش

---

[1] مقامات مظہری از شاہ غلام علی دہلوی صفحہ ۹۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

[2] معمولات مظہریہ از محمد نعیم اللہ بہرائچی صفحہ ۱۴۲ (مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۵ھ)

دلشکر بماند و مرزا شفیع؎ | شود حاکم تو بفضل ربیع

"در نجف خاں رہا اور نہ اس کی نجف خانی (طالمیت) بلکہ افسر اسباب باقی رہا اور اس کے بعد دور گئے۔ تذوق ہوگئی اور ایام بہار ہیں مرزا شفیع کی حکومت ہوگئی"

خود شاہ عبدالعزیز اور ان کے خاندان کو نجف خاں کے زمانے میں شدائد و مصائب اختیار کرنے پڑے اس کا سبب شاہ صاحب کا شیعیت کے خلاف قلمی و لسانی جہاد میں حصہ لینا تھا شاہ صاحب کی جائداد اور املاک ضبط ہوئی اور وہ شہر دہلی سے نکالے گئے مولف مناقب فریدیہ کا بیان ہے[1]

"فرزندان شاہ ولی اللہ	شاہ ولی اللہ مرحوم مغفور کے فرزند
مغفور درانجہ متصدیان سلطانی	شاہی عائد ہیں تھے حویلی ذاتی
حویلی علیحدہ ساختہ حویلی را	تھی جو ضبط کر لی گئی تھی
بضبط آوردہ بودند"	

امیر الروایات میں ہے[2]

"(نجف خاں) نے شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین کو اپنے قلمرو سے نکال دیا تھا اور یہ ہر دو صاحبان معہ زنانوں کے شاہدرہ تک پیدل آئے تھے اس کے بعد مولانا فخر الدین صاحب کی سعی سے زنانوں کو تو سواری مل گئی تھی اور وہ پھلت روانہ ہو گئے تھے مگر شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالعزیز صاحب کو سواری نہ ملی تھی اور شاہ رفیع الدین صاحب پیدل لکھنؤ چلے گئے تھے ــــــ ــ ــ اور شاہ عبدالعزیز صاحب

---

[1] مناقب فریدیہ از خازی الدین خاں نظام صفحہ ۱۶ (مطبع احمدی دہلی ۱۳۱۵ھ)

[2] حکایات اولیا مرتبہ مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۴۴ (مطبوعہ لاہور ۱۹۵۵ء)

شاہ عبدالعزیز اور شاہ رفیع الدین دہلوی کا دہلی سے نکالا جانا اور کسی تاریخی ماخذ یا ہم عصر لٹریچر میں نظر سے نہیں گزرا پھر دہلی سے لکھنؤ یا جونپور جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ وہاں بھی نوابان اودھ کی حکومت تھی اگر جاتے تو روہیل کھنڈ رامپور وغیرہ جاتے اور پھر لکھنؤ یا جونپور کے اس دور کے کسی شخص نے ان بزرگوں کی آمد کا ذکر نہیں کیا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

پیدل جونپور چلے گئے تھے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کو شہر بدر ہونیکا حکم تھا اور نہ ساتھ رہنے کا۔

اگرچہ یہ روایت قدرے مبالغہ آمیز ہے مگر ضبطی جائداد کا واقعہ صحیح ہے کیونکہ جائداد کے متعلق تحریری حوالہ ملتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی نے ۲۰ جون ۱۸۰۶ء کو ایک درخواست ریذیڈنٹ دہلی کے توسط سے سیکریٹری پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو دی تھی کہ دہلی میں ان کی جائداد ضبط ہو چکی ہے وہ واگذاشت کی جائے[1] اس درخواست کو قابل اعتنا سمجھا گیا چنانچہ کیفیت کے خانہ میں درج ہے ۔

The Resident, Delhi forwards copy and letter from the Superintendent of the Assigned Territory and recommends that the land in Haveli Palam formerly owned by Maulvi Shah Abdul Aziz be restored to him.

شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ درخواست منظور ہو گئی اور ۱۰ جولائی ۱۸۰۶ء کو سیکریٹری پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ریذیڈنٹ کو اطلاع دی گئی کہ گورنمنٹ شاہ عبدالعزیز کی جائداد واگذاشت ہونے کی تجویز منظور کرتی ہے[1] معلوم ہوتا ہے کہ جب شاہ عبدالعزیز صاحب کو دہلی میں دوبارہ رہنے کی اجازت مل گئی تو وہ پرانی دہلی کو چھوڑ (جہاں اور پھر حویلی خاں دوران خاں [illegible] میں مقیم رہے چنانچہ پرانی دہلی کے قیام میں بھی شیعہ حضرات کی طرف سے ایذا رسانی کا سلسلہ جاری رہا۔[2] پھر مکانات واگذاشت ہو گئے ہوں گے اور صرف جائداد باقی رہ گئی ہو گی جو انگریزی حکومت کے قیام کے بعد واگذاشت ہوئی۔ مگر ان شدائد و مصائب کے باوجود شاہ عبدالعزیز نے اپنے تبلیغی و اصلاحی مشن کو جاری

[1] جائداد اور اس کی واگذاشت ہونے کے متعلق ملاحظہ ہو پریس لسٹ آف اولڈ ریکارڈس اِن دی پنجاب سیکرٹریٹ جلد اول (دہلی ریذیڈنسی ۱۸۰۶ء – ۱۸۵۷ء) لاہور ۱۹۱۵ء ملکیت شاہ عبدالعزیز دہلوی کی یہ اصل درخواست لاہور کے ریکارڈ آفس میں موجود ہے ۔

[2] ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز ترجمہ مفتی انتظام اللہ شہابی و مولوی محمد علی لطفی ص ۹۶، ۱۹۶۰ء پاکستان ایجوکیشنل پبلشرز کراچی ۱۹۶۰ء

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مثلاً ملفوظات عزیزی کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا:[1]

"غازی الدین حیدر ملا منصب و جاگیر مجھے طلب کرے تو میں جانے کو تیار ہوں بشرطیکہ تعرض نہ کرے انشاء اللہ خلقت الہیٰ کو بڑی ہدایت ہوگی اور میں اپنی تقریروں میں مناسب تبدیلی کر کے ان کو شیعہ بنا دوں گا اور ایسے انداز کی تقریریں کروں گا جو عوام میں مقبول ہوں گی اور لوگ فریفتہ ہوں گے۔"

اسی زمانے میں تشیع کے فروغ کے ساتھ "تفضیلیت" کا بھی باقاعدہ پرچار ہوا بلکہ شیعیت کا پہلا زینہ تفضیلیت ہی ہے یہ لوگ حضرت علیؓ کو شیخین السیدین حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر من حیث الوجوہ فضیلت دیتے ہیں، پنجتن پاک اور چہاردہ معصوم کا عقیدہ رکھتے ہیں، ائمہ طاہرین کا ماتم کرتے اور محرم میں عزاداری کرتے ہیں متصوفین کے ذریعے تفضیلیت کی تبلیغ و اشاعت ہوتی ہے اکبر کے زمانے کے مشہور صوفی شیخ میر عبد الواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ) نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف سبع سنابل کا پہلا سنبلہ (باب) تفضیلی عقائد اور فضائل سادات ہی کے رد میں لکھا ہے شاہ عبد العزیز کے زمانے میں تفضیلی عقائد کی نشر و اشاعت میں حضرت شاہ فخر الدین دہلوی (م ۱۱۹۹ھ/۱۷۸۴ء) کا سب سے زیادہ حصہ رہا وہ بلا روک شیعہ حضرات کو بیعت کرتے تھے علم بانٹے جاتے ایک مدعی نذر کرتے اور پانی کی سبیل لگاتے بلکہ شیعہ لوگ ان کو شیعہ اور سنی ان کو سنی سمجھتے تھے[2] ایک مرتبہ شاہ عبد العزیز نے شیعوں کے بیعت کرنے پر شاہ فخر صاحب پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ شیعہ اس طرح بیعت کرنے سے سب و شتم اور تبرا سے باز آجاتے ہیں۔[3] اگرچہ یہ بات کسی حد تک درست ہو لیکن شیعوں کے دوسرے معتقدات کی اشاعت بھی عام سنیوں میں اسی اختلاط کی وجہ سے ہوئی اور عوام اہل سنت میں پنجتن پاک، ائمہ معصومین، چہاردہ معصومین، بارہ امام، امام ضامن، بی بی کی صحنک اور دوسرے شیعہ معتقدات و معمولات نے جڑ پکڑی اور پھر اس کا نقطۂ عروج مراسم محرم اور تعزیہ داری کی شکل میں ظاہر ہوا حضرت شاہ فخر دہلوی کے خلیفہ شاہ نیاز احمد بریلوی (م ۱۲۵۰ھ/۱۸۳۴ء) روہیل کھنڈ میں تفضیلی عقائد کے سب سے بڑے مبلغ ہیں ان کے افکار سمجھنے کے لئے صرف ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔[4]

---

[1] ملفوظات شاہ عبد العزیز صفحہ ۱۱۰۔ [2] ملفوظات شاہ عبد العزیز صفحہ ۱۴۲۔ [3] ملفوظات شاہ عبد العزیز صفحہ ۹۷۔

[4] ماخوذ از نیاز دعقد اول حالات، ملفوظات شاہ نیاز احمد بریلوی، مرتبہ نظیر الزماں خاں صفحہ ۹۹، نظامی پریس بدایوں (سال طباعت ندارد)

"ایک روز ایسا ہوا کہ آپ وقتِ معین پر خانقاہ میں تشریف نہیں لائے ظہر کا وقت گزر گیا اور عصر کا وقت قریب آ گیا۔ اس وقت خادمان و غلامان موجودِ خانقاہ اس خلافِ معمول امر سے سخت پریشان ہوئے اور زنانہ مکان کی ڈیوڑھی پر حاضر ہو کر سبب عدمِ تشریف آوری کا دریافت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ میرے خانقاہ نہ آنے کا یہ باعث ہے کہ تم خانقاہ میں ایسی کتاب لائے ہو جس میں مولا علی کی شان میں طریق گستاخانہ کا استعمال کیا ہے۔ اس کتاب کو ہماری خانقاہ سے باہر کرو جب خانقاہ میں آئیں گے یہ سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے معذرت کی کہ فی الحقیقت یہ خطا مجھ سے ہوئی ہے۔ آج دوپہر کو میں ایک دوست سے کتاب تحفہ اثنا عشریہ پڑھنے کے لئے خانقاہ میں لے آیا تھا اب فوراً کتاب واپس کرتا ہوں غرض جب کتاب خانقاہ سے چلی گئی۔ تب حضرت خانقاہ میں تشریف لائے کتاب تحفہ اثنا عشریہ درحقیقت تصنیف شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی ہے اگرچہ انہوں نے اس کو اپنے ایک شاگرد کے نام سے شائع کیا۔"

اس کے بعد مؤلف راز و نیاز ظہیر الدین صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبد العزیز کی مزید تحقیر، تنقیص یکو تبرا کیا ہے[1] اسی کے قریب زمانے میں حضرت شاہ دلدار علی مذاق بدایونی (م ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) مشہور تفضیلی بزرگ گذرے ہیں[2] انہوں نے روہیل کھنڈ میں سب سے پہلے علی کرم اللہ وجہہ کا میلاد شریف "میلادِ مصطفوی و مرتضوی" لکھا اور مروج کیا اسی طرح حضرت علیؓ کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے موقع پر گایا جاتا ہے اس سہرے کا پہلا شعر یہ ہے ؎

علی نوشہ بنا سہرا بندھا مشکل کشائی کا
ملا خلعت یہ ہے خلق کی حاجت روائی کا

اودھ میں تفضیلیت کی اشاعت تکیہ کاکوری کے مشہور قلندریہ مشائخ کے ذریعہ ہوئی انہوں نے یہ

---

[1] راز و نیاز، حصہ اول صفحہ ۴۹ ـ ۵۰ [2] شاہ دلدار علی مذاق کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ الواصلین از رضی الدین بدایونی صفحہ ۲۶۲ ـ ۲۶۳ (نظامی پریس بدایوں ۱۹۴۵ء)

صوراتی بلند آہنگی سے بھونکا کہ جس کی صدائے بازگشت آج تک سنائی دیتی ہے۔ اضلاع سہارنپور، میرٹھ، مظفر نگر اور بلند شہر میں بھی تفضیلی عقائد تیزی سے پھیلے اور بعض تو شیعہ ہوگئے[1] دیوبند میں تو تمام شیخ عثمانی تفضیلی تھے[2] نانوتہ کے صدیقی شیخ زادگان میں شیخ تفضل حسین بن شیخ علی محمد شیعہ ہوگئے تھے[3] شیعہ اور سُنی حضرات میں آپس میں شادی بیاہ ہوتے تھے مولانا محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں[4]۔

مدحوا ہے کہ زاد و بوم احقر	وہ علاقہ جو میری جنم بھومی اور
است شیعاں و سنیاں چنداں	وطن ہے وہاں شیعوں اور سنیوں
مخلوط اند کہ رشتہ و رابطہ قرابت	میں بڑا خلط ملط ہے قرابت و
فریقین را بطرفین محکم و مستحکم است "	رشتہ داری باہم مضبوط و مستحکم ہیں

دیوبند کے ایک عثمانی شیخ زادے شیخ احمد بن مولوی محمد وجیہ الدین عثمانی نے تفضیلیت کے بعد شیعہ مسلک اختیار کیا اور اس کی تبلیغ کیلئے ایک کتاب انوار الہدیٰ لکھی اس کتاب کے آغاز میں وہ خود لکھتے ہیں۔[5]

" خاکسار ذرہ بے مقدار شیخ احمد بن جناب مولانا مولوی محمد وجیہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارن پور مضافات صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق میں عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے از روئے عقیدۂ آبائی یہ عاجز متمسک طریقۂ اہل سنت و جماعت کا تھا اور اس مذہب کے حق ہونے پر نہایت درجہ غلو رکھتا تھا اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تھی مگر تاہم از مذہب ایک یہ عقیدہ کہ جناب علی مرتضیٰ جمیع صحابہ سے افضل ہیں درحقیقت ورثہ پدری میں پہنچا تھا اور اگرچہ متمسک ان طریقہ اہل سنت سے ایک کاوش تھی لیکن اس عقیدہ پہ نہایت مستقل طور سے

---

[1] حکایات اولیاء صفحہ ۱۳۱ ، [2] سوانح قاسمی جلد اول از مولانا مناظر احسن گیلانی صفحہ ۹۱

[3] سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۴۲ ، ۴۳

[4] فیوض قاسمیہ از مولانا محمد قاسم نانوتوی ۵ ، ۴ (کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سال طباعت ندارد)

[5] انوار الہدیٰ از شیخ احمد بن مولوی وجیہ الدین عثمانی صفحہ ۲ (مطبع اثنا عشری دہلی ۱۳۰۱ھ)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

قائم تھا۔ اب اس عقیدہ کا نتیجہ کیا نکلا وہ ملاحظہ ہو۔[1]

"مذہب بالکل یقین اس بات کا ہو گیا کہ مذہب اہل سنت والجماعت کسی طرح مذہب حق نہیں ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم ہوا کہ میاں جعفر زٹلی کا یہ قول صحیح ہے کہ

"السنی متمسک مذہب ناحق بزور مجادلہ"

حضرت شاہ عبدالعزیز کے زمانے میں بعض مشہور مشائخ بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے علاوہ ہم نے حضرت فخرالدین دہلوی اور شاہ نیاز احمد بریلوی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں ہم ایک واقعہ مجالس رنگین سے نقل کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ پیری مریدی کے ذریعے سے بھی اثنا عشری مسلک کس خوبی سے پروان چڑھا سعادت یار خان رنگین لکھتے ہیں۔[2]

> "مہاران پور کے قریب ایک اشرافوں کا شہر ہے اس کو نہاروں کا رام پور کہتے ہیں اس میں ایک بڑی آدھے سنی آدھے شیعہ آباد ہیں مگر ہمیشہ ان سب میں باعث دین کے نزاع رہتی ہے ہر ایک اپنے مذہب سے دل شاد ہیں ہر گاہ فرقہ سنیوں کا کچھ کاسہ کچھ زیادتی شیعوں کی سنیوں پر سنتے ہیں تو باہم نہایت غم کرتے ہیں اور آزردہ ہوتے ہیں اور جب فرقہ شیعوں کا کچھ رام پور جو افغانوں کا ہے اس میں کچھ زیادتی سنیوں کی شیعوں پر سنتے ہیں تو باہم مل کر ماتم کر کے روتے ہیں۔ قصہ کوتاہ اب کی سال جو فرقہ شیعوں نے سنا کہ میاں صابر بخش پیرزادے نے امام باڑہ بنا کر تعزیہ داری اختیار کی اور پیر محمدی صاحب کو جو بڑے مشائخ سنیوں کے تھے انہوں نے محرم میں سر بازار مجلس آرا کر اور سینہ زنی اور ماتم کر کے اپنی ماتم داری کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا: ان اس بات کی شادی کی کہ سبحان اللہ ایسے دو مشائخ زبردست گروہ سنیوں میں سے اس مذہب کو اچھا جان کر داخل ہو کر ظاہر ہوئے اور فرقہ سنی یہ سمجھ کر نہایت خوش ہوئے کہ الحمد للہ کہ جو چور ہم میں چھپے ہوئے لوگوں کو مرید کر کے گمراہ کرتے تھے ہم ان سے باہر ہوئے۔"

---

[1] انوار الہدیٰ صفحہ ۴۔

[2] اخبار رنگین صفحہ ۷۱، ۸۰۔

شاہ میر محمدی (ف ۱۲۱۰ھ/۱۸۲۱ء) حضرت شاہ فخرالدین دہلوی کے خلیفہ بھی تھے۔[1] امام بخش (ف ۱۲۳۶ھ/۱۸۲۰ء) چشتی صابری سلسلے کے دہلی کے مشہور بزرگ ہیں۔[2] حضرت شاہ فخرالدین دہلوی کے ایک مرید و خلیفہ مشہور شاعر میرزا قمرالدین منّت (ف ۱۲۰۸ھ/۱۷۹۴ء) تھے۔[3] انہوں نے کھلم کھلا شیعہ مسلک اختیار کر لیا۔ قمرالدین منّت کے متعلق مولوی عبدالقادر رامپوری لکھتے ہیں:[4]

"میر قمرالدین منّت جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے عزیزوں میں سے ہیں اور یگانۂ آفاق جناب مولوی فخرالدین اورنگ آبادی مولداً و دہلوی مرقداً طاب ثراہ کے مرید ہوئے اور ایک عالم کے مرشد ہو گئے... قمرالدین منّت نے کچھ عرصہ کے بعد لکھنؤ میں نواب حسن رضا خاں اور حیدر بیگ خاں کا تقرب حاصل کر لیا اپنے کو اثنا عشری ظاہر کیا اور اس راہ (مذہب اہل سنت) سے پھر گیا حیدر بیگ خاں کی رفاقت میں کلکتہ آیا اور مر گیا۔"

قمرالدین منّت شاہ ولی اللہ کے پرورش یافتہ اور شاہ عبدالعزیز کے عزیز اور شاگرد تھے۔[5] شاہ صاحب نے اصولِ حدیث کی مشہور کتاب "عجالۂ نافعہ" ان ہی کے لئے قلم بند فرمائی۔[6]

تعزیہ داری اور مرثیہ خوانی وغیرہ کے زور و شور کو دیکھ کر شاہ غلام علی مجددی (ف ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء)

---

۱. میر محمدی بیدار کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو: مقدمہ دیوان بیدار از جلیل احمد قدوائی صفحہ ۲-۴ (ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد ۱۹۳۵ء) نیز مجموعہ نغز از قدرت اللہ قاسم مرتبہ پروفیسر محمود شیرانی صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱ (لاہور ۱۹۳۳ء)

۲. ملاحظہ ہو علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) صفحہ ۲۶۲-۲۶۳، آثار الصنادید صفحہ ۲۲-۲۳ (باب چہارم) (لکھنؤ ۱۸۹۵ء)

۳. قمرالدین منّت کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو (۱) علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد دوم صفحہ ۲۰۰-۲۰۱ (۲) لکھنؤ کا دبستان شاعری از ابواللیث صدیقی صفحہ ۱۴۹-۱۴۲ (لاہور ۱۹۵۱ء) (۳) مجموعہ نغز جلد دوم صفحہ ۲۱۵ (۴) فخرالطالبین (ملفوظات شاہ فخرالدین دہلوی) مرتبہ نورالدین حسین صفحہ ۱۹-۲۰ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۵ھ)

۴. علم و عمل (وقائع عبدالقادر خانی) جلد دوم صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱۔

۵. قمرالدین منّت کے شیعہ ہو جانے کا اشارہ ملفوظات عزیزی میں بھی ملتا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۹۲

۶. عجالہ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی صفحہ ۲ (مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۴۵ھ)

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔[1]

اس شہر کے ایسے افراد جو خود کو	"درویشان این شہر اسماء
درویش کہتے ہیں تعویذیں لکھتے	می خوانند و تعویذ ہا می نویسند
ہیں قوالی کرتے ہیں اور اس طرح	برائے تسخیر و رجوع خلق و
مخلوق کی تسخیر کئے ہوئے ہیں اور	تفضیل جناب امیر المومنین
جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت تینوں	علی مرتضی رضی اللہ عنہ بر خلفاء
خلفاء رضی اللہ عنہم پر لاتے ہیں	ثلاثہ رضی اللہ تعالے عنہم می
تعزیے بناتے ہیں مرثیے سنتے ہیں	نمایند و تعزیہ ہا می سازند و
اور دونوں کاموں کا دوسروں	مرثیہ ہا می شنوند و امر می کنند
کو حکم دیتے ہیں طبلہ و سارنگی سننے	یاران دو کار و شنیدن طنبور و
کی بدعت کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے	سارنگی و بدعتہا طریقہ دارند"

ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔[2]

تعزیے بنانا مرثیہ و قوالی کرنا اپنے	"تعزیہ ساختن و مرثیہ خواندن
سامنے تصویر رکھنا پیغمبر صلی اللہ	و تصویر پیش خود داشتن و
علیہ وسلم کے قدم مبارک کے	تراشیدہ نام قدم پیغمبر خدا
نقش کو اس پر رکھنا مخلوق کو	صلی اللہ علیہ وسلم بر آن نہادن و
بت پرست بنانا، داڑھی کترانا	خلق را بگنبد پرست ساختن
نماز کی برکت، قیام، جلسہ کی	وقصر ریش کردن، و دمنسانہ
طمانیت کو ضائع کرنا کھیل کود	تبرک قوم و جلسہ و طمانیت

۱؎ مکاتیب شریفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مرتبہ رؤف احمد مجددی مکتوب ۱۱ (لاہور ۱۳۳۲ھ)

۲؎ ایضاً مکتوب ۱۵۹ ۔

صنائع نمودن و لہو باد و سرنگ	مرغ بازی، ستار و طنبورے کا شغل
چنگا نیدن و نغمۂ تار طنبور	جوگیوں کی سے اور ایسے اعتقادات
و اعمال جوگیان و انواع اذکار	جو قدماء سے ثابت نہیں ہیں
کہ از قدماء مروی نیست معمول	اس کو اپنا ناصحابہ کا طریقہ
داشتن طریقۂ صحابہ نیست۔"	نہیں۔

ایک اور خط میں لکھتے ہیں[1]

"شنیدن تار و نغمہ و تعزیہ یاد	تار و نغمہ سننا، تعزیہ بنانا
مرثیہ یاد صور تصاویر ساختن	مرثیہ خوانی کرنا، تصویر سازی
الله اکابر چشتیہ و قادریہ	الله کی پناہ بزرگان سلسلہ چشتیہ
رحمۃ اللہ علیہم با مریدان را	قادریہ رحمۃ اللہ علیہم نے ہم مریدوں
بایں بدعتہا نفرمودہ اند۔"	کو اس بدعت کا حکم نہیں دیا۔

یہ حضرات بعض اوقات امام مسجد اور شیعی ناظرین کر بھی جمہور اہل سنت کی مساجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے اور اس طرح اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ ایک مشہور شیعہ مشنری باقا حیدری بدایونی (سنہ ۱۹۶۴ء) اپنی خود نوشت حالات میں لکھتے ہیں[2]

"رنگوں کی مجالس کے سلسلہ میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پہلے دن چاندو صاحب رئیس مہتمم مجالس نے فرمایا کہ بنگالی مسجد کے امام چاہتے ہیں کہ آپ کی تقریر سے قبل کچھ بیان کریں میں نے منظور تو کر لیا لیکن یہ اندیشہ ہوا کہ اگر انہوں نے کچھ ہمارے عقیدے (شیعی مسلک) کے خلاف بیان کیا تو مجبوراً جواب دینا پڑے گا، بہرحال وہ جناب مجلس میں تشریف لائے ان کا حلیہ یہ تھا بہت لمبی داڑھی، عبا و قبا و جبہ و دستار سر پر، ہاتھوں میں متعدد رنگ برنگ کی تسبیحیں گلے میں ڈالے، انگلی تعظیم کو کھڑے ہوئے میں نے معمولی تعظیم کی دعا دی چند منٹ کے بعد منبر پر تشریف لے گئے پہلے ایک فارسی قصیدہ حضرت امیر المؤمنین کی شان میں تحسین تحریر کی دوسرے نامی صوفی کا

[1] ایضاً صفحہ ۲۰۔ [2] سرگزشت از آغا حیدری صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷ (کراچی سنہ ۱۹۶۳ء)

پڑھا، پھر حیدری صاحب نے کچھ فضائل اہل بیت اور خاتمہ پر جناب علی اصغر کی شہادت بیان کی
تقریر کے بعد کہنے لگے میں تقریر کرنے نہیں آیا تھا صرف حیدری صاحب کا بیان سننے
آیا ہوں، وہ منبر سے اترے اور میں نے ایک گھنٹے کے قریب فضائل و مصائب حضرات
اہل بیت اظہار بیان کئے لوگ بے حد متاثر ہوئے ختم تقریر کے بعد مجھ سے گلے ملے اور
میرے کان میں کہا "نجم الحسن[1] سے کہہ دینا کہ علی حسین ملا تھا"۔ جب میں نے لکھنؤ پہنچ کر قبلہ
دیکھتے سے یہ ماجرا و تقریر بیان کیا بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا یہ مفتی صاحب
اعلی اللہ مقامہ کے شاگرد ہیں۔"

اس دور میں جو غیر مسلم داخل اسلام ہوتے تھے وہ اثنا عشری مسلک کے متبع نظر آتے ہیں اس سلسلہ
محمد حسین قتیل فرید آبادی (ف ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء) اور مکند رام ندوی لاہور کی مثالیں موجود ہیں کہ یہ دونوں نومسلم
شیعہ تھے اور اس مسلک کا اس قدر غلبہ تھا کہ ہندو مصنفین بھی حمد و نعت کے بعد منقبت علیؑ یا ائمہ اطہار کو
ضرور سمجھتے تھے۔ وقائع عالم شاہی کا مؤلف کندن پریم کشور فراقی لکھتا ہے[2]

"صلوات بے غایات و نیاز	بے انتہا درود و نیاز حضورؐ کے چچا
بے نہایات بر ابن عم و وصی	کے بیٹے اور ان کے وصی اعظم پر
اعظم او کہ مظہر العجائب و	جو مظہر العجائب اسد اللہ الغالب
اسد اللہ الغالب و صاحب	صاحب ذوالفقار اور جنت
ذوالفقار قسیم الجنۃ والنار است"	تقسیم کرنے والے کو سزاوار ہیں"

دیا شنکر نسیم مثنوی گلزار نسیم میں لکھتے ہیں۔

پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے۔
یعنی کہ مطیع پنج تن ہے۔

---

[1] نجم الحسن مشہور مجتہد، مہتمم مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔

[2] وقائع عالم شاہی از کندن پریم کشور فراقی، مرتبہ امتیاز علی خان عرشی صفحہ ۲ (رامپور ۱۹۴۹ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

راجا رتن سنگھ زخمی (ف ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء) ایک قصیدہ ہفت بند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں (۱۲۵۴ھ/۱۸۳۹ء) میں لکھی بہاری کے آخری بند کے تین شعر درج ذیل ہیں[1]

تاب درد و غم ندارد بیش ازیں زخمی دگر
زود رحمے کن بحالش اے شہ والا مقام
تا کجا این درد غربت تا بکے این رنج سفر
در بریلی باز کے بینم دل خود را بکام
بر تو شاہا صد سلام و بر تو شاہا صد درود
زخمی غم دیدہ را بہر خدا دریاب زود[2]

زخمی اب اس سے زیادہ درد و غم برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اے شہ والا مقام (حضرت علی) میرے حال زار پر جلد رحم فرمائیے، کب تک سفر کی سختیاں برداشت کروں اور مارا مارا پھروں، اپنے وطن بریلی میں کب اطمینان و سکون کی زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو سکوں گا۔

شہ والا آپ پر سیکڑوں درود و سلام
غمگین زخمی کی مدد کو جلد پہنچیے۔

اس دور میں امارت و وزارت، جاگیرداری و منصب داری کے عہدوں پر شیعہ حضرات فائز تھے اور رفاہ معیشت بھی ان کو حاصل تھی اس کے لئے فریقین اہل سنت و اہل تشیع میں مناکحت و مصاہرت کے رشتے بھی ہوتے تھے اور اس طرح بھی ان کے مسلک کی اشاعت ہوتی تھی قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ف ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) اپنے وصیت نامہ میں ان امور کی طرف خاص طور سے نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔[3]

۔۔ از جملہ تقدیم مصلحت دینی   دینی مصلحت کو دنیوی مصلحت

---

1. قصیدہ ہفت بند حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے دیکھیے معتمد علی گڑھ بابت ماہ اپریل ۱۹۶۲ء۔
2. بعض حضرات کا خیال ہے کہ فراقی اور زخمی مسلمان ہو گئے تھے اگر ایسا ہے تو وہ وفات اور تنقل کے ساتھ معروف ہو گئے۔
3. مجموعہ وصایا اربعہ مرتبہ محمد ایوب قادری صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ (شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد سندھ ۱۹۶۴ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بر مصلحت دنیوی آنست کہ	پر فوقیت دینے کا طریقہ کار یہ ہونا
ورنہ ملاحظت دینداری کار منظور	چاہیئے کہ شادی بیاہ میں دینداری کو
دارند و چون دریں زمانہ	مقدم سمجھا جائے چونکہ اس دور اور
دریں شہر مذہب روافض	اس شہر میں شیعی مذہب بہت
بسیار شیوع یافتہ است و شرفا	زیادہ پھیل گیا ہے اور شرفا زیادہ
بیشتر بر علو نسب یا رفاہ معیشت	تر عالی نسبی اور دولت و ثروت
نظری دارند اول رعایت ایں	کو دیکھتے ہیں، پہلی فوقیت اس
باید کرد و دختر بکے رافضی یا	بات کو دینی چاہیئے کہ اپنی بیٹی کو
متہم برفض اگرچہ صاحب	رافضی یا شیعیت کے قائل شخص کو
دولت عالی نسب باشد نباید	نہ دینی چاہیئے۔ وہ کتنا ہی عالی نسب
داد روز قیامت سوائے دین	اور دولتمند کیوں نہ ہو قیامت کے دن
و تقویٰ ہیچ بکار نخواہد آمد و	تقویٰ کے علاوہ سب کچھ بیکار ہے
نسب را نخواہند پرسید"	نسب کی کوئی پرسش نہ ہوگی۔

قاضی صاحب اپنی معرکۃ الآرا تصنیف السیف المسلول کے آغاز میں "مذہب روافض بسیار شیوع یافتہ است" کی تشریح اس طرح کرتے ہیں[1]۔

"روافض خصوصاً اثنا عشریہ	رافضیوں اور خاص طور پر اثنا عشری
و زیدیہ دریں وقت و	اور زیدیوں نے اس دور اور اس ملک
دیار عرب اثنا عشریہ ظہورے	میں شیعی مذہب کو پھیلایا ہے۔ اور اپنی
پیدا کردہ و بسبب جہل و حمق	بے علمی اور جہالت کے سبب اکثر اس دور کے
اکثر اہل زمان خصوص بعضے	لوگ خصوصاً ولایت کے باشندے جن کے

۱۔ [illegible] مطبع احمدی دہلی ۱۳۲۵ھ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

از اہل بلدہ پانی پت کہ آبا و	باپ دادا سُنّی مذہب رکھتے تھے گمراہ ہوگئے
اجداد ایشاں اہل سنت و ایمان	اس لئے اس فقیر نے چاہا آسان
بودند گمراہ شدند فقیر خواست	فارسی میں ایک کتاب رافضیوں
کہ کتاب بعبارت فارسی آسان	کے رد میں لکھوں، تاکہ ہر آدمی
در ردّ روافض نویسد تا ہر عامی	اور اَن پڑھ اس سے فائدہ حاصل
ازاں نفع گیرد و شاید کہ کسے	کرے۔ شاید کہ کوئی شخص راہِ
براہ ہدایت آید و اجر و ثواب	ہدایت پائے اور اس کے لکھنے
براقم عاید گردد"	والے کو ثواب ملے۔

قاضی صاحب نے عبدالرحیم شیعی دہانی کے ردّ میں ایک اور رسالہ "شہاب ثاقب بر د الروافض الشیاطین المارد ین" تصنیف کیا جو مطبع محمدی دہلی میں طبع ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعیت و تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو اس دور میں اکابر مشائخ نقشبندیہ شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں، حضرت شاہ غلام علی نقشبندی، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم نے بڑی پامردی اور ہمت سے روکا اور ان حضرات کے بعد سب سے زیادہ کوشش اس سلسلہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز نے کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ یہ سیلاب بڑھتے بڑھتے خود ان کے خاندان میں داخل ہو چکا تھا[1] ان کے شاگرد اور رشتہ دار قمرالدین منت شیعہ ہو چکے تھے ان حالات میں شاہ عبدالعزیز نے قلمی جہاد فرمایا اس سلسلہ میں ان کے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی دو معرکۃ الآرا تصانیف ازالۃ الخفا اور قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین نے مشعلِ راہ کا کام دیا ہوگا شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد کے مشن کو جاری رکھا اور "ہر چہ پدر تمام نکند پسر تمام کند" کے مقولہ کو ثابت کر دکھایا۔ اس سلسلہ میں شاہ عبدالعزیز کی سب سے معرکۃ الآرا تصنیف "تحفۂ اثنا عشریہ" ہے جو اپنے موضوع پر نہایت مدلل، مفصل، متوازن اور واضح کتاب ہے۔ علمائے محققین اس کی تعریف میں رطب اللسان اور مخالفین اس کے دلائل و براہین کے سامنے عاجز ہیں شاہ صاحب کا انداز بیان نہایت حکیمانہ اور متاثر کن ہے، کلامی مباحث

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز صفحہ ۹۲ ۔

کو دل نشین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ رخنہ اعتدال کو کہیں ہاتھ سے نہیں چھوڑا ہے حوالے نہایت ذمہ داری اور احتیاط سے نقل کئے گئے ہیں۔

شاہ صاحب لکھتے ہیں[1]

"دریں رسالہ انچہ از کتب معتبر	اس رسالے میں جو بھی شیعوں
شیعہ منقول است احتمال	کی کتابوں سے نقل کی گئی ہے،
افترا و بہتان را دراں گنجائش	اس میں افترا اور بہتان کی گنجائش
نہ چہ زیرا کہ کتب منقول	نہیں، اس لئے کہ وہ کتابیں جن
عنہا از مشاہیر کتب شیعہ	سے نقل کی گیا ہے معتبر اور مشہور
ومعتبرات ایشاں اند باید	شیعوں کی ہیں، اس لئے ان
کہ سبب دیانتی نظر باید د نقل	سے بے اعتنائی نہ کریں اور نقل کو
را با اصل مطابقت دہد	اصل سے ملائیں اور اس سے
تا ازاں نترسد کہ اگر صحت نقل	نہ ڈریں کہ اگر نقل صحیح نکلی تو ماننا
ظاہر شود قبول آں لازم گردد"	پڑے گا۔"

تحفۂ اثنا عشریہ کے سبب تالیف کے متعلق خود شاہ صاحب لکھتے ہیں[2]

"غرض از تسوید ایں رسالہ	اس رسالے کو بیاض کرنے اور اس
وتحریر ایں مقالہ آں است	مقالے کو تحریر کرنے کا مقصد یہ
کہ دریں بلاد کہ ماساکن آنیم	ہے کہ اس ملک میں جس کے ہم
و دریں زماں کہ ما در آنیم	باشندے ہیں جس میں ہم ہیں اثنا
رواج مذہب اثنا عشریہ	عشری اور شیعیت کا رواج اس قدر
وشیوع آں بحدے اتفاق	بڑھ گیا ہے کہ شاید ہی کوئی گھر ہو

[1] تحفۂ اثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز صفحہ ۴ ؛ [2] تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲ ، فخر المطابع دہلی ۱۲۶۹ھ ؛

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اتفاده کر کم خانه باشد که یک
دو کس از آن خانه بآن مذهب
متمذهب نباشند و راغب
بآن عقیده نشوند لیکن اکثرے
از علم تاریخ و اخبار خود
غافل و از احوال اصول و
اسلاف خود بے خبر و غافل
می باشند و هرگاه در محافل
و مجالس با اهل سنت و جماعت
گفتگو می نمایند پیچ می گیرند
و شتر گربه می آرند حسبة لله
تعالیٰ بتحریر این رساله پرداخته
شد تا در وقت مناظره از جاده
خود بیرون نروند و اصول خود
را منکر نشوند و در بعضے از
امور واقعی شک و تردد را
راه ندهند و در این رساله التزام
کرده شد که در نقل مذهب
شیعه بیان اصول ایشان و
والزاماتے که عائد بایشان می
شود غیر از کتب معتبره ایشان

جہاں ایک دو شخص اس مذہب
کے پیرو نہ ہوں یا اس مذہب کی
طرف ان کا رجحان نہ ہو لیکن اکثریت
ان کی ایسی ہے جو زیور علم سے عاری
ہے اپنی تاریخ سے ناواقف اور
اپنی روایات سے بے بہرہ ہیں اور
اپنے اسلاف سے بے خبر و غافل
جبھی جب گروہ اہل سنت کی محفلوں
میں سنیوں سے کسی معاملے میں گفتگو
کرتے ہیں اول فول بکتے ہیں اور
بے سر پیر کی ہانکتے ہیں۔ یہ خالصتاً
للہ واسطے یہ رسالہ ضبط تحریر
میں لایا گیا ہے۔ تا کہ ایسی مناظرے
میں راہ راست سے نہ ہٹ
سکیں۔ اور اپنے ہی اصول کے
منکر نہ بن سکیں۔ اور بعض سچی باتوں
میں شک نہ کر سکیں اور اس میں
خاص طور پر یہ لحاظ رکھا گیا ہے
کہ مذہب شیعہ کے نقل میں اور ان
اصول کے بیان میں اور ان الزامات
میں جو ان پر عائد ہوتا ہے ان کی اپنی

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

منقول عنہ نباشد" معتبر کتابوں کے علاوہ کوئی حوالہ نہ ہو

تحفہ کو بارہ اماموں کی نسبت سے مندرجہ ذیل بارہ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

باب اوّل، درکیفیت حدوث مذہب تشیع وانشعاب آں بفرق مختلفہ

باب دوم، درمکائد شیعہ وطرق اضلال وتلبیس

باب سوم، درذکر اسلاف شیعہ علما وکتب ایشاں

باب چہارم، دراحوال اخبار شیعہ وذکر رواۃ اینہا

باب پنجم، درالٰہیات

باب ششم، درنبوات

باب ہفتم، درامامت

باب ہشتم، درمعاد

باب نہم، درمسائل فقہ

باب دہم، درمطاعن خلفائے ثلٰثہ وام المؤمنین ودیگر صحابہ

باب یازدہم، درخواص مذہب شیعہ از اوہام، تعصبات، حفوت

باب دوازدہم، درتولا وتبرا

باب اوّل، شیعہ مذہب کی جڑ اور مختلف فرقوں سے ان کا الگ ہونا۔

باب دوم، شیعوں کی حیلہ بازی ان کی گمراہ کرنے کے طریقے اور تلبیس

باب سوم، شیعہ کے قدیم علما اور ان کی کتابیں۔

باب چہارم، شیعوں کے احوال اور ان کے راویوں کا تذکرہ۔

باب پنجم، مسئلہ الٰہیات۔

باب ششم، نبوات کے بارے میں

باب ہفتم، مسئلہ امامت کے بارے میں۔

باب ہشتم، مسئلۂ آخرت کے بارے میں ۔

باب نہم، فقہی مسائل کے بارے میں ۔

باب دہم، خلفائے ثلاثہؓ کی شان میں برائی اور ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ و دیگر صحابہ کی مذمت میں ۔

باب یازدہم، شیعہ مذہب کے خواص، اوہام، تعصبات اور خرافات کے بارے میں۔

باب دوازدہم، ولایت و تبرّا کے بارے میں۔

شاہ صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ بارہویں صدی کے گذرنے کے بعد لکھا ہے خود فرماتے ہیں۔[1]

"بعد از انقضاء قرن ثانی عشر از ہجرت خیر البشر علیہ التحیۃ و السلام صورت تالیف پذیرفتہ و جلوۂ ظہور گرفتہ"

خاتمہ کتاب میں لکھتے ہیں۔[2]

"وایں نسخۂ عجیبہ کہ مسمی بہ تحفۂ اثنا عشریہ است بعد از گذشتن دوازدہ قرن صدی از ہجرت حضرت خیر الانام علیہ و علیٰ اہل بیتہ و اصحابہ التحیۃ و السلام سمت تحریر یافت نقش اختتام پذیرفت۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بارہ سو سال بعد یہ کتاب تالیف ہو کر منظر عام پر آئی، یہ عجیب وغریب نسخہ (رسالہ) جس کا نام تحفۂ اثنا عشریہ ہے

یہ عجیب وغریب کتاب جس کا نام تحفۂ اثنا عشریہ ہے بارہ صدی ہجری گذرنے کے بعد تحریر میں آئی اور اختتام پذیر ہوئی ۔

تحفۂ اثنا عشریہ ۱۲۰۴ھ (۹۰-۱۷۸۹ء) میں تالیف ہوا کسی نے تاریخ تالیف کہی ہے[3]

۱؎ تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۳-۱۰۴، ۲؎ تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۳-۱۰۴، ۳؎ ملفوظات عزیزی صفحہ ۰ ۔

تحفہ را یک فن مداں کہ ورد — سوئے ہر معرفت سراغ آمد
سوئے الفاظ معانی اش بنگر — ہست دریا کہ در ایاغ آمد
بسکہ نور ہدایت است و یقین — سال تصنیف او "چراغ" آمد

(قطعہ تاریخ) تحفہ اثنا عشریہ کو محض ایک فن پارہ نہ سمجھنا بلکہ اس سے معرفت کا پتہ ملتا ہے۔ اس کے الفاظ و معانی پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے چونکہ یہ کتاب یقین و ہدایت کا نور ہے اس لیے اس کی تصنیف کا سال "چراغ" سے نکلتا ہے

تحفہ اثنا عشریہ کے رد میں شاہ صاحب کے ایک معاصر حکیم مرزا محمد المتخلص بہ کامل دہلوی (رفت ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹-۲۰ء) نے سب سے پہلے قلم اٹھایا اور انہوں نے تحفہ اثنا عشریہ کی تالیف کے دو سال بعد ایک کتاب نزہت اثنا عشریہ ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۱ء میں تالیف کی[1] تحفہ اثنا عشریہ ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں امیر الامراء کے مرنے کے بعد لکھا گیا مرزا کا انتقال ۶ اپریل ۱۱۹۶ھ / ۱۷۸۲ء میں ہوا ہے۔

مرزا نجف خاں کے مرنے کے بعد دہلی کی سیاست پر مرزا نجف خاں کی بہن خدیجہ سلطان بیگم اور اس کی پارٹی کے چار ممتاز رکن افراسیاب، مرزا شفیع، نجف قلی خاں اور محمد بیگ ہمدانی پوری طرح اثر انداز ہے[2] اول الذکر افراسیاب اور مرزا شفیع[3] نجف خاں کے مرنے کے بعد ہی دونوں امیر الامرائی کے منصب پر قابض ہوئے ان دونوں کے خاتمہ کے بعد مہاداجی سندھیا اور غلام قادر روہیلہ کا عمل دخل ہوا مگر اس وقت بھی شیعہ امراء زین العابدین (برادر مرزا نجف خاں)، نجف قلی خاں، محمد بیگ ہمدانی اور اسماعیل بیگ ملکی سیاست پر پوری طرح چھائے ہوئے تھے[4] ان لوگوں کے اعتقاد تشیع کے عام غلبہ اور اودھ کے نواب وزیر کے سیاسی اثر و استیلاء کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں بحیثیت مصنف اپنا نام لکھنا مناسب نہ سمجھا اور

[1] نجوم السماء کی تالیف ۱۲۸۲ھ میں ہوئی ہے اور اس وقت وہ لکھتا ہے کہ نزہت اثنا عشریہ کی تالیف کو اسّی سال ہو گئے (ملاحظہ ہو نجوم السماء صفحہ ۳۵۹)

[2،3] اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صفحہ ۱۶۴، ۱۹۰ (کلکتہ ۱۹۵۲ء)

[4] اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو فال آف دی مغل ایمپائر جلد سوم صفحہ ۱۹۲، ۱۹۰ (کلکتہ ۱۹۵۲ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

انہوں نے مصنف کی حیثیت سے اپنا غیر معروف تاریخی نام "غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد"[1] لکھا ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ نے شیعیت اور تفضیلیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو رد کرنے میں بہت کام کیا۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں۔[2]

"غرض کہ منظور ردّ این مذہب	اس رسالے کا مقصد شیعہ مذہب
بود کہ مردم بدیدن این	کا رد تھا تاکہ لوگ اس کتاب کو
کتاب در آن اعتقاد سست	دیکھ کر اس مذہب کے بارے میں
شوند یا ترک نمایند الحمد للہ	سست اعتقاد ہو جائیں یا اس کو
کہ این معنی حاصل شد منظور	چھوڑ دیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ مقصد
فقیر ازین مقدمات سلوک	حاصل ہو گیا اس فقیر کے پیش
این طریق جدید براے بیان	نظر اس کتاب کے ذریعے عقلمندوں
اولی الالباب وطالبان راہ	کو راہ راست دکھانا اور حق جویوں
صواب بود الحمد للہ کہ حاصل	کو سیدھی راہ دکھانی تھی۔ اللہ کا
شد۔"	شکر کہ وہ پوری ہوئی۔

مرزا محمد علی مولف نجوم السماء لکھتے ہیں۔[3]

"چوں فاضل عزیز تحفہ خود	جب فاضل عزیز (شاہ عبدالعزیز) نے اپنے
را ظاہر نمود ضلالت شیوع	تحفۂ (تحفۂ اثنا عشریہ) کو عام کیا تو شیعوں
گرفت در مردم جہان	نے گمراہ کرنا شروع کیں اور علاقہ کے تمام حق
و تا حق بیں بطرف آں	اندیش لوگوں کو ان کی طرف کر لیا۔
گرویدند"	

---

[1] شاہ عبدالعزیز کے والد شاہ ولی اللہ دہلوی کا نام قطب الدین احمد بھی تھا۔

[2] فتاویٰ عزیزی جلد اول در بہ تصحیح مولوی محمد احسن نانوتوی (صفحہ ١٣١ ۔ مطبع مجتبائی دہلی ١٣٤٢ھ)

[3] نجوم السماء صفحہ ٣٥٠ ۔

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق سرسید احمد خاں (م ۱۸۹۸ء) لکھتے ہیں:[1]

"جو داخل حال ہیں فرقہ اثنا عشریہ نے شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے حضرت شاہ عبدالعزیز نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفہ اثنا عشریہ کہ بغایت شہرت محتاج بیان نہیں بدل توجہ قلیل بصرف اوقات وجیز سے باایں کثرت ضخامت تصنیف کی کہ وقت عبارت اس کتاب کی اس طرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا ازبر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جن کو علمائے فرقہ مذکورہ نے شاید بجز نام کے سنا نہ ہوگا باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اس پر متانت عبارت اور لطائف و ظرافت جیسے ہیں ناظرین پر ہویدا ہے۔"

سرسید احمد خاں نے ۱۸۴۴ء میں تحفہ اثنا عشریہ کے دسویں اور بارہویں باب کا اردو ترجمہ "تحفہ حسن" کے نام سے شائع کیا۔[2] یہ دونوں باب خلافت خلفائے ثلاثہ، ام المومنین اور صحابہؓ کے مطاعن کے جواب اور تولا و تبرا کے بیان میں ہیں۔ سرسید نے یہ ترجمہ اپنے استاد مولوی نورالحسن صاحب کی مدد سے کیا تھا چنانچہ سید صاحب خود اس میں لکھتے ہیں:

"مجھ میں ایسی قابلیت نہ تھی کہ جو میں اس کتاب کا ترجمہ کر سکتا لیکن استاذی مولوی نورالحسن کاندھلوی کی مدد سے یہ کام انجام کو پہنچا۔"[3]

یہ تحفہ اثنا عشریہ کا جزوی طور سے پہلا اردو ترجمہ ہے جو سرسید احمد خاں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوا کہ جنگ آزادی سے دس بارہ سال پہلے بھی اس مسلک کا اس قدر زور تھا کہ سرسید احمد خاں جیسے معتدل مصلح نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھنی ضروری سمجھی، حالانکہ جب علامہ شبلی نے "الفاروق" کی تالیف شروع کی تو سرسید احمد خاں کو خیال ہوا کہ کہیں شیعہ و سنی بحث پھر شروع نہ ہو جائے۔

---

[1] تذکرہ اہل دہلی (آثار الصنادید باب چہارم) از سرسید احمد خاں، مرتبہ احمد میاں اختر جوناگڑھی صفحہ ۵۳، ۵۴ (انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی ۱۹۵۵ء)

[2] سیرت فریدیہ از سرسید احمد خاں (مرتبہ حکیم محمود احمد برکاتی مقدمہ) (پاک اکیڈمی کراچی ۱۹۶۴ء)

[3] سرسید کا علمی کارنامہ از قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی صفحہ ۲۵ (آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ۱۹۶۴ء)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تحفہ اثنا عشریہ کے متعلق شیخ محمد اکرم لکھتے ہیں [1]

"تحفہ اثنا عشریہ فی الحقیقت ایک معرکہ آفرین کتاب ہے اور شاہ عبدالعزیز نے اس کی تالیف میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام لیا۔ اس سے پہلے مختلف شیعہ سنی مسائل پر کتابیں تصنیف ہوئیں خود شاہ ولی اللہ صاحب نے قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، ازالۃ الخفاء اور بعض رسائل میں ان مسائل سے بحث کی تھی لیکن ایسی جامع و مانع کتاب کوئی نہ تھی۔ فی الحقیقت تحفہ اثنا عشریہ شیعہ سنی مسائل کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے کتاب کا مطبوعہ نول کشوری ایڈیشن بڑی تقطیع کے ساڑھے چھ سو صفحوں پر محیط ہے لیکن چونکہ بیان میں بڑے ایجاز و اختصار سے کام لیا گیا ہے اس لیے مطالب و معانی اور دلائل و حوالے بے شمار آگئے ہیں۔ کتاب کے جامع و مانع ہونے کے علاوہ اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ روایات و بیانات کے بیان میں فقط مستند اور معتبر شیعہ کتب پر انحصار کیا گیا ہے اور تواریخ و تفسیر میں سے فقط ان ہی چیزوں کو چنا ہے جن پر شیعہ سنی دونوں فریق متفق ہیں کتاب کی زبان اور طرز بیان بھی متین اور سنجیدہ ہے"

علمائے شیعہ نے تحفہ کے رد میں پوری کوشش کی ہے مگر اس کے ساتھ ہی شاہ عبدالعزیز کے علمی وقار و مرتبہ کو بھی مجروح کرنے کی مذموم سعی کی ہے کبھی تو یہ الزام تراشا کہ اس کی تصنیف میں دوسرے علماء بھی شریک رہے ہیں اور یہ بات کو شہرت دی کہ یہ کتاب سرقہ ہے "خواجہ نصر اللہ کابلی کی صواعق محرقہ" کا فارسی ترجمہ ہے [2] لکھنؤ میں یہ اعتراض بڑی شد و مد سے کیا گیا چنانچہ شاہ صاحب نے اپنے تلمیذ رشید مرزا حسن علی محدث لکھنوی (۱۲۵۵ھ / ۱۸۳۹ء) کے ایک استفسار کے جواب میں ایک طویل مکتوب ارقام فرمایا ہے جس سے نہ صرف یہ بے بنیاد اعتراض رفع ہو جاتا ہے بلکہ تحفہ اثنا عشریہ کے ماخذ اور اس کی ترتیب پر بھی روشنی پڑتی ہے شاہ صاحب لکھتے ہیں [3]

"در وقت تصنیف تحفہ اثنا ___ تحفہ اثنا عشریہ کے تصنیف کے

---

[1] رود کوثر از شیخ محمد اکرم صفحہ ۵۷۲، ۵۷۵ (لاہور ۱۹۵۸ء)

[2] نجوم السماء صفحہ ۳۵۳، ۳۵۸ [3] فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۱۲۹، ۱۳۱

عشرۂ از کتاب ہائے اہل سنت
کہ در رد مذہب شیعہ و کتب
شیعہ کہ در رد مذہب اہل سنت
تالیف شدہ بر قسم بہم رسیدہ
بود قسم اول در جا دلہ ایں
مسئلہ خاص یعنی اثبات خلافت
خلفائے ثلاثہ و رد آں مشتمل
بر نواقض الروافض و مرافض
الروافض و صواعق محرقہ
و شرح تجرید از طرف اہل سنت
و مصائب النواصب و رد
شبہات الاعور و اظہار الحق
و سفینۃ النجات از طرف شیعہ
قسم دوم آں کتاب ہاست
کہ در مسئلہ امامت و شروط
آں و موانع آں بہ تفصیل
تصنیف شدہ مثل بحث
امامت در شرح مقاصد و
شرح مواقف و طوالع الانوار
و اربعین از طرف اہل سنت
و تصانیف علامہ حلی و مقداد

دفت اہل سنت کی کتابیں جو مذہب
شیعہ کے رد میں تھیں اور شیعوں
کی کتابیں جو اہل سنت کے جواب
میں تھیں ان کی تین قسمیں پیش نظر
تھیں، پہلی قسم اثبات خلافت
خلفائے ثلاثہ کے جھگڑے سے، اور
اس کے رد میں سنیوں کی طرف
سے جو کتابیں سامنے تھیں وہ
نواقض الروافض و رافض الروافض
وصواعق محرقہ و شرح تجرید از
طرف اہل سنت و مصائب النواصب
ورد شبہات الاعور و اظہار الحق
سفینۃ النجات شیعوں کی طرف سے
دوسری قسم ان کتابوں کی جس میں
مسئلہ امامت اس کی شرائط اور
موانع مفصل تصنیف ہوئی تھی
امامت کی بحث سے متعلق سنیوں
کی جانب سے شرح مواقف
طوالع الانوار و اربعین اور
تصانیف علامہ حلی و مقداد اور
شیعوں کی جانب سے صواعق موبقہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

و صواعق موبقہ در رد صواعق	صواعق محرقہ کے جواب میں ہیں
محرقہ ومقدار از طرف شیعہ	تیسری قسم ان تصانیف کی ہیں کہ
قسم سوم آن است کہ تمام	جس میں تمام شیعوں کے مذہبی
مذہب شیعہ را ہم در الٰہیات	اعتقادات الٰہیات اور آخرت
وہم در معاد و ہم در امامت	حدیثوں کے روایت کو رد کیا ہے
وہم در روایت احادیث وہم	
در اصول رد نمود	

تمت بالخیر

پنجتن

علامہ عبدالقدوس ہاشمی

سورۂ نوح میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝

اور وَدّ۔ سُوَاع۔ یَغُوث۔ یَعُوق اور نَسر کو نہ چھوڑو۔

اس آیت میں قوم نوح کے پانچ بتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وَدّ۔ سُوَاع۔ یَغُوث یَعُوق اور نَسر یہ پانچوں حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے گھر والوں کو شیطان نے سمجھایا کہ ان کی یادگار منانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی قبریں بناؤ اور اس پر معتکف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اس طرح یہ پانچوں افراد قوم نوح کی ایک نمایاں شخصیت بن گئے۔ پانچوں قبریں حضرت ادریس علیہ السلام کی اولاد کے ذریعہ قوم نوح کو ورثہ میں ملیں۔ جیسا ایک تقلید پرست قوم اپنے بزرگوں کو کیسے چھوڑتی۔ لہٰذا یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے کہ ان بزرگانِ دین کو نہ چھوڑنا۔ ورنہ کہیں کے نہ رہو گے۔

گویا یہ پانچوں شخصیتیں قوم نوح کی نمایاں شخصیتیں تھیں جو بقول ابن عباسؓ قوم نوح کو ادریس علیہ السلام کے ذریعہ ورثہ میں ملی تھیں۔ اور قوم نوح نے انہیں معبود کا درجہ عطا کر دیا تھا۔ اس

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

طرح یہ قوم نوح کے الٰہ بن گئے تھے۔ ان میں سے سواع نامی ایک عورت تھی۔ جسے دیوی قرار دیا گیا۔ اور اس طرح تاریخ کے اولین پنج تن وجود میں آ گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آنے والی اقوام میں پانچ دیوتاؤں اور دیویوں سے لے کر ہر قوم نے ایک مجموعہ پنج تن یا پنجا قائم کیا۔ اور دیومالائی کہانیوں میں انہیں ایک بڑا اور محترم مقام حاصل رہا۔ حیرت تو اس پر ہے کہ توراۃ میں اگرچہ بہت سی ترمیمات ہو چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج جو کچھ بھی ہے اور جتنی بھی ہے اسے یہود نے پانچ حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے اور اس مجموعہ کو خمسہ کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ یہودیوں کے پانچ مقدس فرائیم کی نسبت سے ہوا ہے۔ اس طرح ہندوؤں کا پنچ جنا جپ بھی ایک دیوی سیتا جی اور چار بزرگوں کے ناموں کا ذکر جہری ہے جو ایک خاص شکل میں بیٹھ کر سورج دیوتا کی طرف منہ کر کے کیا جاتا ہے۔ اور آخری اس ذکر میں بائیں طرف سر جھکا کر قلب پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ جیسے ہمارے صوفیا اور ذاکرین دل پر ضرب لگاتے اور خاص شکل میں بیٹھتے ہیں۔

رام بھگتی۔ یہ جپ پانچ اشخاص کے دو مجموعوں سے لگائی جاتی ہے۔ جس کی شکل حسب ذیل ہے۔

۱۔ جے رگھونندن، جے سیاورام، لو، کیشو، سیتا رام

۲۔ جے رگھونندن، جے سیاورام، بھرت، شترگھن، سیتا رام

پہلے مجموعہ میں چندر، لچھمن اور سیتا کے دونوں بچوں کے اسماء گرامی شامل ہیں۔ اور دوسرے مجموعہ میں سیتا کے دونوں فرزندوں کی بجائے رام چندر جی کے دونوں سوتیلے بھائیوں بھرت جی اور شترگھن جی کے نام شامل کئے گئے ہیں۔ الغرض ہر دو مجموعوں میں پانچ افراد ہیں۔ جن میں ایک خاتون سیتا جی شامل ہیں۔

اسی طرح مختلف اقوام قدیمہ کی دیومالائی کہانیوں میں ہمیں پانچ مقدس ہستیوں کا نشان ملتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ قوت، تسلط اور گرفت ظاہر کرنے کے لئے کہیں پنجہ کا نشان بنایا گیا ہے اور کہیں پانچ رنگ الگ نشانات بنائے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ آشوریوں نے اپنے مقدس بیل کے پانچ پیر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

رکھتے تھے۔ ان کے بیل کا بت سرزمین عراق میں دستیاب ہوا ہے۔ اس بیل کے دو ڈینے رکھتی بھی ہیں ہوسکتا ہے کہ سرزمین نینوا کے باشندوں نے اس پنجتن کو جنم دیا ہو۔ کیونکہ فرقہ سبائیہ کے نزدیک ان کے ائمہ علوم نینوئی کے وارث تھے۔ لہٰذا یہ پانچ ٹانگوں کے بیل کو پوجنے والے اسلام میں بھی اس پنج جنا کو گھسیٹ لاتے۔ اور اس طرح پانچ ٹانگوں کے بیل کو پنج تن کے روپ میں ڈھال دیا گیا۔ حتیٰ کہ اگر آپ شیعہ کتب کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت حسینؓ کو شہید نینوا بھی کہا جاتا ہے حالانکہ کربلا اور نینوا میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر ہم حضرت حسینؓ کو شہید نینوا مان لیں تو یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ حضرت حسینؓ کی شہادت نہ کربلا میں ہوئی اور نہ ماہ محرم میں ہوئی۔

ظاہر ہے کہ دو کوہان والا پانچ پیروں کا بیل تو اشوریوں یعنی عراقیوں کو کہاں ملا ہوگا۔ یہ ان کی کافرانہ صورت گری کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

دیوی اور دیوتا کی پوجا کرنے والی اقوام کے دیومالائی تخیلات کے اظہار کی بڑی عجیب عجیب صورتیں مختلف دیومالاؤں میں ملتی ہیں۔ کہیں اس کرۂ ارض کو اپنے دانتوں پہ اٹھائے ہوئے سور نظر آتا ہے اور کہیں ایک سینگ پر اٹھائے ہوئے ایک گائے ملتی ہے۔ اور اسی لئے ہندو گئو ماتا کے پجاری ہیں اور جب وہ بیچاری گائے تھک ہار کر زمین کو دوسرے سینگ پر لیتی ہے تو زمین میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ اور کہیں کنول کے پھول پر بیٹھی ہوئی کشتی دیوی نظر آتی ہے۔

انسان جب سرچشمۂ ہدایت یعنی کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بیگانہ ہو کر سوچتا ہے تو عقل انسانی کو جولانیوں کی چھوٹ مل جاتی ہے۔ اور شیطان کی توہمات انسانوں کے افکار کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ

انسانی اور جناتی شیاطین دھوکہ دہی کے غرض سے دھوکہ دہی کی باتیں القا کرتے رہتے ہیں۔

قیاس یہ کہتا ہے کہ پانچ کے تقدس اور اس کی اہمیت کا ابتدائی تصور انسانی ذہن میں خود اپنے ہاتھ کی انگلیوں اور انگوٹھے سے آیا ہوگا۔ انسان نے جب یہ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں چار انگلیاں

اور ایک انگوٹھا ہے اور وہ ہر چیز انہی سے پکڑتا ہے لہٰذا اس نے اقتدار و قوت کا سرچشمہ ان پانچ انگلیوں کو قرار دیا۔ اور پنجہ بھی اقتدار اور گرفت کو بولا جانے لگا۔ حتیٰ کہ فارسی، پارسی اور اردو زبان میں بھی پنجہ گرفت اور اقتدار کے لئے ہی بولا جاتا ہے۔

بت پرست انسان نے جب خالق کائنات کی صفات کو محسوس کیا۔ اور انہیں قابلِ ذکر اشخاص میں مشخص کیا۔ تو اس کارخانہ عالم کو چلانے کے لئے اس نے پانچ دیوتا گھڑے جو پورے اللہ تو نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی محدود قوت کے حامل ضرور تھے۔ اور اس طرح وہ اللہ کے معین و حامی قرار پائے کوئی بارش کا مالک ہے۔ کوئی زمین کے نظم و نسق کا ذمہ دار ہے۔ کوئی دولت کی دیوی ہے اور کوئی علم و ہنر کی اس طرح انسان کے تخیلات نے اللہ تعالیٰ کی وزارت بنائی۔ اور اس کے پانچ ارکان مقرر ہوئے اس طرح دیوتاؤں کی بھرمار ہو گئی۔ پھر رفتہ رفتہ پانچ کے عدد کو ایسا تقدس حاصل ہوا کہ نئے والے بت پرست اپنے گزرے ہوئے بزرگوں کی دیومالا میں پہنچتے چلے گئے۔

جب انسان کے علم میں اضافہ ہوا۔ اور اس نے اجرام فلکی کا مطالعہ شروع کیا تو اس نے چاند اور سورج کے علاوہ مزید پانچ ستارے معلوم کئے۔ ان ستاروں کو خمسہ متحیرہ کا لقب دیا گیا اور یہ تسلیم کیا گیا کہ زمین و آسمان میں جتنے حوادث پیش آتے ہیں وہ ان پانچ ستاروں کے تصرفات کے تحت ہوتے ہیں۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم اپنے مسلم ہونے کے دعویدار ہیں لیکن حق بات تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ ہر قسم کی طاغوتیت پر ایمان رکھتے ہیں۔ آج بھی اخبار جنگ اور دیگر جرائد اسی ستارہ پرستی کی تعلیم میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اور شاید کوئی اخبار اس کفر سے پاک ہو۔ اور جب سے ہمارے اخبار و رسائل پر رافضی اور شیعہ برادری کا قبضہ ہوا ہے۔ وہ اپنے اس مجوسی مسلک کو پھیلانے میں مصروف ہیں تاکہ قوم کا جو اللہ سے برائے نام تعلق ہے وہ بھی کالعدم ہو جائے۔

مختلف اقوام کے پنج تن

قوم نوح کی پانچ مقدس ہستیاں۔ ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ اور نسر۔ ان

ہیں سے تشوآتی نامی ایک دیوی ہے۔ اور باقی چار دیوتا ہیں۔ یہ سب سے پہلے پنج تن ہیں جو ہمیں قرآن میں ملتے ہیں۔

۲۔ سمیرین قوم کے پنج تن۔

ان لیل۔ ان کی۔ ننا۔ اتو۔ ننا

ان میں سے ماما دیوی ہے۔ اور باقی چار دیوتا ہیں۔ تہ مائر مابعد میں ننا کو بھی دیوی پکارا جانے لگا۔

۳۔ اکادی قوم کے مقدس پانچ ارکان۔

ننگے۔ موتکے۔ ہیا۔ مردوکی۔ ادو۔

ان میں سے ننگے دیوی ہے۔ اور باقی چار دیوتا ہیں۔

۴۔ بابلیوں کے مقدس پنج تن۔

شمس۔ سنی۔ نیبو۔ امرتوک۔ اتی

ان میں سے شمس دیوی ہے۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک عربی زبان میں شمس کو مونث بولتے ہیں۔ اور بقیہ چار دیوتا ہیں۔

۵۔ اشوریوں کے مقدس پنج تن۔

اشور۔ انو۔ لبعل۔ ہیا۔ ودل۔

یہ پانچوں دیوتا ہیں۔ ان میں کوئی دیوی نہیں۔ اشوریوں کا بہود تبیل کی پانچ پاؤں کا ہے جو پانچ اشخاص کی قوت کا مظہر ہے۔

۶۔ قدیم مصری دیومالا کے پنج تن۔

ایسیرس۔ ہورس۔ اسیلین۔ را۔ آتم

ان میں سے اسیس نامی دیوی ہے۔

۷۔ چینی دیومالا کے پنج تن۔

پانگ۔ آسمان۔ سورج۔ چاند۔ ہوا۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ان میں سے پاتھگ یعنی دھرتی ماتا دیوی ہے۔

۸۔ ہند دیومالا کے مقدس پنج تن۔

پاربتی۔ ہری ہرا۔ برہما۔ وشنو۔ مہیش رشیو

ان میں سے پاربتی (مادر عالم) دیوی ہے۔

۹۔ ایرانی دیومالا کے مقدس پنج تن۔

اہورامزدا۔ اہرمن۔ آگ۔ سورج۔ زمین۔

ان میں سے زمین دیوی ہے۔

۱۰۔ یونانی دیومالا کے مقدس پنج تن

زیوس۔ پوسیڈان۔ ایرس۔ اپولو۔ ڈیمیٹر

۱۱۔ رومن دیومالا کے مقدس پنج تن۔

مرکری۔ اپالو۔ سیریفنا۔ بیچی کش۔ سرنونو۔

ان میں سیریفنا دیوی ہے۔

۱۲۔ ٹیوٹانی دیومالا کے مقدس پنج تن

طفور۔ وہیوان۔ فرج۔ بالدر۔ فریہ۔

ان میں سے فریہ نامی دیوی ہے

۱۳۔ ساتوی دیومالا کے پنج تن۔

ہرکولس۔ ایڈکوسٹ۔ سوآن۔ دولوس۔ ڈیمی ودول

ان میں سے سوآن نامی دیوی ہے۔

۱۴۔ رام بھگتی دیومالا کے پنج تن

رام لچھمن۔ لوو۔ کیشو۔ سیتا۔

ان میں سیتا ایک خاتون ہے۔ لوو۔ کیشو۔ ان کے فرزند ہیں۔ ایک فی الواقع ان کا

بچہ ہے اور دوسرا نے پالک۔ رام جی اوتار ان کے شوہر اور لچھمن جی ان کے وفادار دیور ہیں۔

(۵) اور بابل فلکیات والوں نے چاند، سورج کو باپ بیٹا مان کر سب سے اونچا درجہ دیا
تھا۔ باقی پانچ مقدس ہستیاں یہ ہیں۔

عطارد۔ زہرہ۔ مریخ (برہسپت) مشتری (شکر) زحل۔ (ریچھر)

یہ ایک مختصر سا خاکہ ہے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر اس سلسلے میں مزید
کچھ تحقیقات کی جائے تو شاید اس فہرست میں مزید کچھ اور اضافہ ہو جائے۔ تمت بالخیر

یہودیوں نے کتاب مقدس یعنی تورات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور اپنے ابتدائی
دور کے پانچ بزرگوں کو مقدس مقام عطا کر کے دیوانہ کے مقدس پانچ ارکان کی تکمیل کی۔
دین اسلام کی بنیاد خالص توحید پر رکھی گئی تھی۔ اس میں کسی بھی تثلیث کی گنجائش نہیں تھی۔ یہ دین
تین یا پانچ کی آلودگیوں سے پاک صاف تھا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی مفترض
الطاعت نہ تھا۔ اور نہ دین اسلام میں کسی باپ بیٹے کی کوئی گنجائش تھی۔ اس دین میں مساوات
کی تعلیم دی گئی تھی۔ نسلی طور پر یا پیدائش کے لحاظ سے کوئی مکرم نہ تھا۔ اور نہ دوسروں کو کمتر قرار دیا جا
سکتا تھا۔

اسلام میں اس امر کی کوئی گنجائش نہیں کہ کسی انسان کو نسلی لحاظ سے برتر یا کمتر قرار دیا جائے
ایک حبشی اگر مسلمان ہو کر نماز پڑھنا اور پڑھانا سیکھ لے تو وہ نمازوں میں امامت کر سکتا ہے۔ اور بڑے
سے بڑے عالم اور صحیح النسب ہاشمی و جعفری کو اس کی امامت میں نماز ادا کرنے سے انکار کی کوئی
گنجائش نہیں ہے۔ عالم اور پیرو مرشد صاحب کا کیا مسئلہ ہے۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوبکر صدیقؓ اور عبدالرحمانؓ بن عوف کی امامت میں نماز ادا کی ہے۔ اور بعد میں حضرت علیؓ اور
حضرات حسنینؓ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ اور جب حضرت علیؓ بقول سبائیہ
منصب خلافت پر متمکن ہوئے تو صحابہ کرام اسی اور نوے ہزار کے درمیان تھے لیکن پانچ چھ کے
علاوہ کسی نے ان کی خلافت کو قبول نہیں کیا۔

یہودیت اور اسلام — از علامہ رحمت اللہ صدیقی (اعظمی)

اسلام کی اس اصولی تعلیم کے بعد کسی کے لئے تین یا پانچ کرنے کی کوئی گنجائش موجود نہ تھی لیکن انسانی دماغ کی کارستانیوں نے بہرحال اپنا کام کر دکھایا۔ اور اکثریت کو تثلیث کے مرض میں مبتلا کر دیا۔ حضرت عثمانؓ ذی النورین کے آخری دور میں تثلیث کے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا۔

ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے جاہل بدویوں میں مختلف قسم کے افکار پیدا کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور اولادِ علیؓ کے مقدس و محترم ہونے اور پیدائشی برتری کے عقائد پیدا کئے گئے۔ اس مقصد کے لئے بہت سی جھوٹی روایات وضع کی گئیں جن میں سے ایک روایت مباہلہ بھی ہے اس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب ۹ھ کے آخر یا ۱۰ھ کی ابتداء میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ آیا۔ اور کسی طرح حق قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ	ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو۔
وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ	ہم اپنی بیویوں کو بلائیں اور تم اپنی بیویوں کو اور
لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ	ہم اپنے دیگر ساتھیوں کو بلائیں اور تم دیگر ساتھیوں کو۔ پھر ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر یا کمبل لیا حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ، حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کو لپیٹ کر لائے۔ عیسائی ان بزرگوں کو دیکھ کر مباہلہ سے بھاگ گئے۔ اور مباہلہ پر راضی نہ ہوئے۔

یہ روایت بعض الفاظ کی کمی بیشی اور تغیر و تبدل کے ساتھ مختلف مجموعہ ہائے احادیث اور کتب تفاسیر میں منقول ہیں۔ ہماری کتب تفاسیر سدی اور کلبی رافضی کی تفاسیر کا خاکہ ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے زیادہ سوچ بھی نہیں سکتے۔ حالانکہ میں مذہبی داستان حصہ اول میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت حسین ۴ھ کے آخری ماہ یا ۵ھ کے ابتداء میں پیدا ہوئے۔ الغرض حضرت حسین وفات رسولؐ تک اتنی عمر کے نہ تھے کہ انہیں جہاں چاہیں لادی کھینچ کر لے جائیں۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جہاں تک مسلم کی روایت کا تعلق ہے تو عامر بن سعد بن وقاص سے سعید بن المسیب نے
یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا اے علیؓ تو میری جگہ ایسا ہی ہے
جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ تھے۔ یہ واقعہ حضرت سعدؓ سے ان کے صاحبزادے مصعب نے بھی نقل
کیا ہے اور عامر نے بھی نقل کیا ہے۔ عامر سے نقل کرنے والے سعید بن المسیب اور بکیر بن مسمار
ہیں۔ سعید نے صرف وہ مختصر سا واقعہ نقل کیا ہے۔ لیکن بکیر نے متعدد کہانیاں حضرت سعدؓ کی جانب
منسوب کر کے بیان کی ہیں۔ جبکہ سعید بن المسیب نے سوائے حضرت علیؓ کو حضرت ہارونؑ سے
تشبیہ کے علاوہ اور کوئی واقعہ بیان نہیں کیا۔ حضرت سعد سے اس واقعہ کو ان کے صاحبزادے
مصعب نے بھی نقل کیا لیکن وہ بھی اس ٹکڑے کو بیان نہیں کرتے۔

پھر بکیر نے اس واقعہ کی ابتدا اس صورت میں کی ہے کہ امیر معاویہ نے سعد کو حکم دیا
کہ تم علیؓ کو برا کیوں نہیں کہتے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے تین عذر پیش کیے جن میں سے ایک عذر
یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ — ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ۔ فاطمہؓ۔ اور حسنؓ و حسینؓ کو بلایا اور فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں۔ مسلم ج۲ ص۲۷۸

اول تو بکیر بن مسمار پر بعض محدثین نے اعتراض کیا ہے۔ مثلاً امام بخاریؒ فرماتے ہیں
اس کی حدیث پر اعتراض ہے۔ یہ ابن عمرؓ اور عامر بن سعد سے حدیث روایت کرتا ہے۔ اور اس
سے حاتم بن اسماعیل اور واقدی روایت کرتے ہیں۔ میزان ج۱ ص۱۵۰

بکیر سے یہ روایت حاتم بن اسماعیل نے نقل کی ہے۔ حاتم سے اگرچہ بخاری و مسلم نے
روایت لی ہیں لیکن نسائی کہتے ہیں قوی نہیں ہے۔ ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے۔
امام احمد کا بیان ہے کہ اس میں غفلت پائی جاتی ہے۔ میزان ج۱ ص۱۹۲

جب ہم اس امر پر غور کرتے ہیں کہ بکیر بن مسمار اور حاتم بن اسماعیل سے بڑا ثقہ سعید
بن المسیب اور مصعب بن سعدؓ کا ہے لیکن وہ روایت کا مختصر سا حصہ نقل کرتے ہیں جو تبوک

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جاننے سے متعلق ہے۔ بقیہ رام کہانی بیان نہیں کرتے۔ اس طرح یہ روایت پہلی روایت کے معارض ہوئی اور اگر راوی ثقہ بھی ہو لیکن اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرتا ہو تو اس کی وہ روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔

گویا بکیر بن مسمار نے اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے لہذا بکیر کی روایت مصعب بن سعدؓ اور سعید بن المسیب کے مقابلے میں بے کار محض ہے۔ اور روایت کے ابتدائی الفاظ دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کوئی حضرت علیؓ کا دشمن سوال کر رہا ہے۔ جس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب تشیع کی کارستانیاں ہیں جو اس شکل میں ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔

ہمارے نظریہ کے مطابق اگر حضرت حسینؓ پیدا بھی ہو گئے تھے تو زیادہ سے زیادہ ان کی عمر دو تین ماہ ہو گی۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو حضرت حسنؓ بھی زیادہ سے زیادہ دو سال کے بچے ہوں گے جن کو ان کی والدہ یا ان کے والد گود میں اٹھا کر لے گئے ہوں گے۔ اس طرح دونوں بچے گود میں اٹھانے کے قابل ہوں گے۔ ان دونوں بچوں کو حضور فاطمہؓ کے ذریعے اٹھا کر لے آئے لیکن زینبؓ بنت رسول کے صاحبزادے علیؓ بن زینب اور رقیہؓ بنت رسول کے صاحبزادے عبداللہ بن عثمانؓ بن رقیہ اور ام کلثومؓ کے صاحبزادے عبداللہ بن ام کلثوم حیات تھے۔ آخر ان تین نواسوں نے وہ کون سا قصور کیا تھا جس کی انہیں اتنی بڑی سزا ملی کہ انہیں نواسۂ رسول ہونے سے خارج کر دیا گیا۔ غالباً انہیں یہ سزا ان کے اموی ہونے کی وجہ سے ملی ہے۔

پھر صاحبزادیوں میں امامہؓ بنت زینبؓ۔ زینبؓ بنت فاطمہؓ۔ اور ام کلثومؓ بنت فاطمہؓ ان لڑکیوں نے اس کے علاوہ کون سا قصور کیا تھا کہ وہ لڑکی تھیں۔ اور پنجتن کی تاریخ دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پنجتن میں تاریخی لحاظ سے ایک عورت تو شامل ہو سکتی ہے۔ بقیہ چہارتن کے لئے کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔ لہذا یہ تو لازمی تھا کہ عورتوں کو اس سے خارج کرنا تھا۔ رہا علیؓ بن زینبؓ اور عبداللہ بن رقیہؓ کا مسئلہ ان کا سب سے بڑا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے باپ کے لحاظ سے اموی تھے۔ اور ہمیں سبق یہ پڑھایا گیا ہے کہ اموی ہونا ایک جرم ہے جو قابل معافی نہیں۔ لہذا

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سب سے پہلے یہ جرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہوا کہ انہوں نے اپنی تین صاحبزادیاں امویوں میں دیں۔ اور ان سے اولاد بھی ہوئی۔ اور چونکہ یہ حضرات اموی تھے اور آپؐ نے غلطی سے اپنی صاحبزادیاں امویوں میں دی تھیں جس کا احساس بعد میں آنے والی نسلوں کو ہوا۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ اگر حضرت فاطمہؓ کے لئے کوئی اور اموی جوان موجود ہوتا تو شاید حضرت فاطمہؓ ان کے عقد میں جاتیں۔

ان نواسے اور نواسیوں کے علاوہ آپ کے فرزند ابراہیم جو ماریہؓ قبطیہ سے تھے۔ ابھی حیات تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نواسوں اور نواسیوں کو چھوڑ کر صرف حسن و حسینؓ کو مباہلہ میں شریک کیا۔ اور تو اور خود حضرت فاطمہؓ کی دونوں صاحبزادیوں ام کلثومؓ اور زینبؓ کو بھی چھوڑ دیا۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کی صفت قرآن نے رحمۃ للعالمین ہونا بیان کی ہے۔ وہ رحمۃ للعالمین کیا ہوتے وہ تو معاذ اللہ اپنی اولاد کے بھی قاتل ٹھہرے۔ یہ ہے وہ فارمولا جو اہل تشیع نے ہمارے ہاتھوں میں تھمایا اور سنی صاحبان عموماً اور خصوصاً پیر پرست طبقہ اس کی ترویج میں مشغول ہو گیا اور بطور دلیل واقعہ مباہلہ پیش کرنا شروع کر دیا۔

قرآن مجید میں ابناء۔ نساء اور انفس جمع کے صیغے ہیں۔ اور عربی زبان میں جمع کے لئے کم از کم تین ہونا شرط ہے۔ ان میں اکیلے حضرت علیؓ کیسے آ گئے انہیں نہ تو ابناء میں داخل کیا جا سکتا ہے اور نہ نساء میں۔

یہ امر بھی غور طلب ہے کہ آپ کی ازواج بھی موجود تھیں۔ جن کی کم از کم تعداد نو ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ساتھ لے کر نہیں جاتے۔ اور اس طرح ان کہانیوں کے بل بوتے پر یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے قرآن کے مخالف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گئے ہیں

قرآن مجید کے تینوں الفاظ اسم جمع ہیں جو لازمی طور پر تین اشخاص یا اس سے زیادہ کے لئے آتے ہیں۔ لہٰذا اگر آپ مباہلہ کے لئے تشریف بھی لے گئے تھے۔ تو ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ آپ کے ساتھ کم از کم دو افراد مزید دعوت دینے والے ہوتے۔ اور اس طرح یہ تینوں حضرات

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مل کر اپنے بیٹوں کو لے کر آتے۔ ان کے ساتھ ان کی بیویاں بھی ہوتیں۔ اور مد کچھ مزید اور افراد کو بھی دعوت دیتے۔ اس طرح قرآن کے نقطۂ نگاہ سے یہ حکم عام ہونا چاہئے تھا لیکن قربان جائیے اس سبائی ذہن کے کہ اس نے اس کہانی کے تار پود بکھیر کر پھینک دیئے۔

درحقیقت یہ ہے کہ قرآن کی اس دعوت مقابلہ کو عیسائیوں نے قبول ہی نہیں کیا ان کے لئے اسے قبول کرنا ممکن بھی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو عبا یا کمبل میں چھپا کر نہیں لائے تھے۔ یہ سارا افسانہ پنجتن کا کھیل ہے۔ جس کے لئے قرآن کی صورت بگاڑی جا رہی ہے۔ یہ دیومالائی پنج اشخاص کا اکا۔ مجموعہ دیگر اقوام کی طرح اسلام میں بھی پیدا کیا گیا۔ اور جب ایک بار پنجتن وجود میں آگئے تو اسے اتنی بار دہرایا گیا کہ ہر فرد بشر کے ذہن میں وہ بات رچ بس جائے اور دماغ اس کے خلاف سوچ بھی نہ سکے۔ الغرض پنجہ کا نشان بنایا گیا گھوڑے کی تصویر پر سوار دکھایا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مدعیان توحید دنیا کو اشخاص کی پرستش کی دعوت دینے لگے۔

جب پنجتن وجود میں آگئے تو پھر ان کے لئے ولایت و امامت کے جھگڑے کئے گئے اور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو اوروں پر فوقیت دی گئی۔ اور امویوں کو ذلیل و خوار کیا گیا تاکہ ہمارے سنی حضرات حضورؐ کے ان نواسوں کا ذکر نہ کرسکیں جن کے باپ دادا اموی تھے۔ اسی لئے یہ ڈرامہ ترتیب دیا گیا کہ حضور کی صرف ایک صاحبزادی تھیں۔ بقیہ تین چونکہ امویوں کے نکاح میں گئی تھیں۔ لہٰذا وہ اولاد ہونے سے بھی خارج ہو گئیں۔

حالانکہ اگر غور سے اسلامی تاریخ اور ان حضرات کا مطالعہ کیا جائے جو ابتدا ہی میں اسلام لائے تھے تو یہ صاف محسوس ہوگا کہ ہمیشہ اسلام کی راہ میں جان قربان کرنے والے امویوں کی تعداد ہاشمیوں کے مقابلہ میں زیادہ رہی ہے۔ بلکہ اگر اس پر بھی غور کیا جائے کہ زوجیت رسول میں تمام خاندان کی عورتیں آئیں لیکن بنو ہاشم خاندان صرف اسی باعث اس سے محروم رہا کہ قرآن نے آپ کے لئے شرط یہ لگا دی تھی

اِلَّا هَاجَرْنَ مَعَكَ مگر انہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو

گویا کہ آپ کے نکاح میں آنے کے لئے از روئے قرآن مہاجر ہونا شرط تھا اور کوئی ہاشمی لڑکی یا عورت مہاجرہ نہ تھی۔ اس لحاظ سے کوئی ہاشمی عورت آپ کے نکاح میں نہ آسکی اور کسی ہاشمی عورت کو امت کی ماں بننے کا فخر حاصل نہ ہو سکا۔ جب کہ بنو امیہ میں سے حضرت اُم حبیبہؓ کو امت کی ماں بننے کا فخر حاصل ہوا۔ اور یہ فخر ایسا ہے کہ قیامت تک قائم رہے گا۔ اور یہ اُم حبیبہؓ ابوسفیانؓ کی صاحبزادی۔ امیر معاویہؓ کی بہن اور یزید بن معاویہؒ کی پھوپھی ہیں یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ حضورؐ کی بقیہ صاحبزادیوں سے جو اولادیں ہوئیں وہ سب اموی ہوئیں نہ کہ ہاشمی۔ اس طرح بنو امیہ کو بُرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ کے اُن نواسے اور نواسیوں کا خاتمہ کیا جائے جن کا تعلق بنو امیہ سے ہے اور حضورؐ کی تین صاحبزادیاں امویوں میں گئیں۔ اور ان کی اولاد اموی ہوئی۔

اصطلاحات اور ان کی تشریح

مسند جس روایت کی سند ابتداء سے آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پائی جاتی ہو اور درمیان سے قطعاً منقطع نہ ہو۔

منقطع اگر درمیان سند سے ایک راوی گر جائے یا گرا دیا جائے تو اسے منقطع کہتے ہیں۔ ایسی روایت محدثین کے نزدیک قطعاً ناقابل قبول ہوتی ہے۔ یعنی وہ روایت جس کی سند متصل نہ ہو۔

انقطاع درمیان سے جب راوی گرایا جاتا ہے تو اس گرنے کے عمل کو انقطاع کہا جاتا ہے۔

مرسل اگر روایت کی سند میں سے صحابی کا نام غائب کر دیا جائے یعنی تابعی یہ کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا، یا ایسا کیا اور صحابی موجود نہ ہو تو اس روایت کو مرسل بولتے ہیں۔ اور حنفیہ کے نزدیک مرسل قابل قبول ہے۔

مجہول درمیان سند میں کوئی راوی ایسا ہو جس کا حال کچھ بھی معلوم نہ ہو تو وہ راوی مجہول ہے۔ اور وہ سند بھی مجہول ہے جس میں کوئی ایسا راوی پایا جائے۔ اور لازماً وہ روایت بھی مجہول ہے جس

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہ سند میں کوئی مجہول راوی پایا جاتا ہو۔

عنعنہ جو روایت راوی عن فلان کے ذریعہ کرے۔

معنعن جو روایت عن فلان عن فلان کے ذریعہ مروی ہو۔

تدلیس درمیان سے راوی غائب کرنا۔ وہ روایت جس کی سند میں سے کوئی راوی غائب کر دیا جائے اسے مدلَّس کہتے ہیں۔ اور جو شخص یہ کام انجام دے رہا ہے اسے مدلِّس دال کے زیر کے ساتھ بولتے ہیں۔ جس روایت میں تدلیس کی جاتی ہے، اس میں چونکہ یہ بھی امکان ہوتا ہے کہ درمیان سے متعدد افراد حذف کر دیئے گئے ہوں جس کو پڑھنے والے کو علم نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ روایت جس میں تدلیس پائی جاتی ہو قابل قبول نہیں۔ اور جس روایت کو مدلس عن کے ذریعہ روایت کرے اس کی وہ روایت بھی قابل قبول نہیں۔ مثلاً اہل کوفہ میں سے ابو اسحاق سبیعی اور اعمش وغیرہ مشہور مدلس ہیں۔ اسی طرح اہل بصرہ میں سے سعید بن ابی عروبہ، قتادہ اور حسن بصری مشہور مدلس ہیں۔ جب یہ حضرات کوئی روایت کریں جو انہوں نے نہ سنی ہو اور درمیان سے کوئی ضعیف راوی غائب کر دیا ہو اور وہ راوی ضعیف ہو۔ لہٰذا وہ روایت جو معنعن ہو اور اس کا راوی بھی مدلس ہو قابل قبول نہیں۔

امام بخاری نے اصولاً تو بیان کیا ہے کہ مدلس کی حدیث قابل قبول نہیں، لیکن اپنی صحیح میں مدلس کی حدیث معنعن نقل کرتے ہیں اور خاموشی سے آگے گزر جاتے ہیں۔ مثلاً عن سعید بن عروبہ عن قتادہ عن فلان۔

تدلیس لغت میں بیچنے کے وقت سامان کے عیب چھپانے کو کہتے ہیں۔ خشنی کا کہنا ہے کہ علماء حدیث کے نزدیک تدلیس حرام ہے۔ اور وکیع بن جراح کا قول ہے کہ جب کپڑے کا عیب چھپانا جائز نہیں تو حدیث کا عیب چھپانا کیسے جائز ہوگا!

مرفوع اگر سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے تو اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

موقوف لیکن اگر بات صحابی پہ پہنچ کر ختم ہو جائے تو اسے موقوف کہا جاتا ہے۔

مقطوع لیکن اگر یہ بات تابعی تک پہنچ کر ختم ہو جائے تو اسے مقطوع کہتے ہیں۔

مسند راویوں کا وہ طریقہ جس کے ذریعہ حضور تک پہنچا جائے۔ یہ ذہن میں رہے کہ ایسی روایت جس کی سند نہ پائی جاتی ہو وہ قطعی لا اعتبار شے ہے۔ سند کو اسناد بھی کہتے ہیں

متصل اگر راوی حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سند پہنچ جائے تو اسے متصل کہتے ہیں۔

معضل اگر سند میں سے دو راوی گر جائیں تو اسے معضل کہتے ہیں۔

مردود لیکن اگر راوی معتبر ہے اور روایت ایسی نقل کرے جو دیگر معتبر راویوں کے خلاف ہے تو ایسی روایت کو مردود بولتے ہیں۔

عدالت راوی میں ایسا ملکہ پایا جائے کہ بُرے اعمال بدخلقی و بدعت وغیرہ سے انسان احتراز کرتا ہو اور جس انسان میں یہ صفات پائی جائیں تو اسے عادل کہتے ہیں۔

موضوع جس روایت کے کسی راوی کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ حدیث میں عمداً جھوٹ بولتا ہے، خواہ اس نے زندگی میں ایک بار ہی ایسا کیا ہو اس کی حدیث کو موضوع کہتے ہیں

متروک اگر راوی اپنے کذب و افتراء میں مشہور ہو گیا ہو۔ اگرچہ حدیث میں اس سے جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو تو اس راوی کو بھی متروک کہتے ہیں۔ اور اس کی روایت کو بھی متروک بولتے ہیں۔

مبہم اگر راوی کا نام یا اس کی ذات کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو کہ وہ ثقہ ہے یا غیر ثقہ تو اسے مبہم کہتے ہیں۔ یہ امر ذہن میں رہے کہ مبہم راوی کی روایت قطعی ناقابل قبول ہوتی ہے۔ لیکن اگر وہ مبہم شخص صحابی ہے تو پھر روایت قابل قبول ہے۔ کیونکہ صحابہ سب کے سب عادل ہیں۔

نوٹ :- یہ امر ذہن نشین رہے کہ صاحب جامع الاصول نے تحریر کیا ہے کہ محدثین کے

ایک جماعت نے خوارج، قدریہ، شیعہ، رافضی اور دیگر اہل بدعات کی روایت قبول کی ہیں لیکن ایک جماعت نے اس معاملہ میں ان فرقوں میں سے کسی شخص کی روایت قبول نہیں کی، اور انہوں نے ان سے روایت لینے میں احتیاط سے کام لیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ان فرقوں سے جو روایات لی جائیں گی وہ بہت احتیاط سے لی جائیں گی۔

تقاضائے احتیاط یہ کہ ان فرقوں سے روایات نہ لی جائیں، کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ فرقے اپنے اپنے مذہب کی ترویج کے لئے احادیث گھڑتے رہتے اور بہت سوں نے توبہ کے بعد اس کا اقرار بھی کیا۔ مقدمہ مشکوٰۃ صلہ۔

راوی اگر حدیث روایت کرے لیکن روایت میں غلطیاں بہت کرتا ہو تو اس کے لئے حدیث میں کثرۃ غلط اور غفلت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

صحاح حدیث کی وہ مشہور کتابیں جن کو محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔ یعنی بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ترمذی ان پانچ پر تو اتفاق ہے۔ اس لئے صحاح کہتے ہیں۔ چھٹی کتاب میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک موطا، سنن ابن ماجہ اور سنن دارمی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنے مقدمہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں،

کہ ان چاروں کتابوں یعنی ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں احادیث صحیح بھی ہیں، حسن بھی اور ضعیف بھی، اور انھیں صحاح اکثریت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ مصنف مصابیح نے ان چاروں کتابوں کی روایت کو حسن لکھا ہے۔ اور یہ لغوی معنی کے زیادہ قریب ہے، اور یہ ایک نئی اصطلاح ہے۔

بعض علماء لکھتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ چھٹی کتاب سنن دارمی کو شمار کیا جائے، کیونکہ اس کے بہت کم راوی ضعیف ہیں، بہت کم اس کی احادیث منکر ہیں، اس میں شاذ روایات بہت کم ہیں، اس کی اسنادات بھی عالی ہیں، اور بخاری سے زیادہ ثلاثیات اس میں پائی جاتی ہیں۔

اربعہ بخاری و مسلم کے علاوہ بقیہ چار کتب ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

صحیحین :۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

کذاب : جس راوی کا حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولنا ثابت ہو۔

نکارت : منکر روایت بیان کرنا۔ ایسے شخص کو منکر الحدیث کہتے ہیں۔

غالی :۔ حد سے بڑھا ہوا۔ یعنی بہت بدبودار رافضی۔ یا بہت بدبودار خارجی وغیرہ۔

شیعہ :۔ جو حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دیتا ہو۔ ایسے لوگ حضرت علیؓ کے دور میں موجود تھے۔ اور بعد میں آہستہ آہستہ کم ہوتے گئے۔

رافضی :۔ جو خلفائے ثلاثہ کو برا کہتا ہو۔

تشیع :۔ شیعہ ہونا۔

وضاع :۔ احادیث وضع کرنے والا۔

حافظ :۔ محدثین کی اصطلاح میں احادیث یاد رکھنے والے کو حافظ کہا جاتا ہے۔ یعنی حافظ الحدیث اس سے مراد حافظ القرآن نہیں ہوتی۔ ہم نے اپنی کتاب مذہبی داستان میں جہاں بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے اس سے یہی مراد ہے۔ اور اگر حافظ سے مراد حافظ قرآن ہوتی ہے تو حافظ قرآن کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

غریب اسے خبر واحد بھی کہتے ہیں۔ یعنی جس حدیث کا صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ راوی معتبر ہے تو فقہاء کے نزدیک ایسی روایت قابل عمل تو ضرور ہے۔ لیکن اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ اور اگر راوی ضعیف ہے تو وہ قابل عمل بھی نہیں۔ اور اگر وہ شدید ضعیف ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اس کی نسبت بھی حرام ہے۔

امام ہر ماہر فن کو بولتے ہیں۔ اگر وہ ماہر فقہ ہے تو امام اعظم مراد ہوتا ہے اور اگر ماہر حدیث ہے تو امام الحدیث مراد ہوتا ہے ہم نے ہر جگہ یہ لفظ ماہر حدیث اور حدیث کے ماہرین فن کیلئے استعمال کیا ہے۔

نوٹ :۔ اگر کوئی روایت ضعیف ہو تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا

یا سے دین کا جز و تصور کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو"

گویا قرآن کی رو سے ہر مسلمان پر ہر خبر کی تحقیق لازمی ہے۔ اور جب تک کسی روایت کی صحت کی تحقیق نہ ہو جائے اس وقت تک اسے بیان کرنا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تسلیم کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"مگر وہ لوگ جو حق کی شہادت دیں اور انہیں اس کا علم بھی ہو"

حضرت علیؓ سے متعلق وضعی روایتیں

حضرت علی کی سپہ سالاری

حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا اور اس پر حضرت علیؓ بن ابی طالب کو عامل متعین کیا۔ حضرت علیؓ اس دستے کو لے کر گئے۔ انھوں نے ایک باندی حاصل کی۔ اس پر صحابہؓ نے ان پر اعتراض کیا اور صحابہ میں سے چار اشخاص نے عہد کیا کہ جب ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوگی تو حضرت علیؓ نے جو فعل کیا ہے اس سے حضورؐ کو مطلع کر دیں گے۔ اور صحابہؓ کا قاعدہ تھا کہ جب سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ کو سلام کرتے اور پھر اپنے گھروں کو جاتے۔ جب یہ سریہ واپس آیا تو اس نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ ان چاروں اشخاص میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ علیؓ بن ابی طالب کو نہیں دیکھتے کہ انھوں نے ایسی ایسی حرکت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی شکایت پیش کی۔ آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اور اس نے وہی بات دہرائی۔ آپ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا پھر چوتھے شخص نے کھڑے ہو کر وہی بات عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور آپ کے چہرے سے غصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ اور آپ غصہ میں سوال فرما رہے تھے تم علیؓ سے کیا چاہتے ہو۔ تم علیؓ سے کیا چاہتے ہو۔ تم علیؓ سے کیا چاہتے ہو۔ علیؓ مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور میرے بعد علیؓ ہر مومن کے ولی ہیں۔

امام ترمذی لکھتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اسے جعفر بن سلیمان کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۵

جیسا کہ ہم آگے لکھ رہے ہیں کہ واقعہ کی نوعیت کیا تھی حضرت علیؓ کسی جنگی لشکر کے امیر بنائے گئے تھے بلکہ انھیں خمس لینے کے لئے یمن بھیجا گیا تھا جہاں تک ترمذی کی اس روایت کا تعلق ہے وہ جعفر بن سلیمان ضبعی کی تیار کردہ ہے کیونکہ بقول امام ترمذی جعفر کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور جعفر بن سلیمان شیع تابعی ہے۔

وصول خمس کے بعد حضرت علیؓ کی واپسی حجۃ الوداع کے موقع پر ہوئی۔ اور حج کے بعد خم غدیر میں شکایات کا دفتر کھلا حضورؐ نے صحابہ کرام کی شکایات پر یہ جواب دیا۔

فان لہ فی الخمس اکثر من ذالک کیونکہ خمس میں علی کا اس سے بھی زیادہ حصہ ہے

اور اس واقعہ کے باعث حضرت بریدہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کا اقرار کیا کہ میں علیؓ سے بغض رکھتا ہوں جس پر حضورؐ نے حضرت بریدہؓ سے یہ الفاظ فرمائے کہ تو اس سے بغض نہ رکھ کیونکہ خمس میں اس کا بھی حصہ ہے۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۴

واقعہ صرف اتنا تھا جس سے حضرت علیؓ کی بشری کمزوری اور غلطی ثابت ہو رہی تھی اور یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد خم غدیر کے مقام پر حضورؐ سے صحابہ کرامؓ نے حضرت علیؓ سے رنجش اور شکایت کا اظہار فرمایا تھا اور حضورؐ نے معاملہ کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی تھی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ تین ماہ کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو سب نے متفقہ طور پر ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔

لیکن شیعہ ذہن اس واقعہ کو جوں کا توں قبول نہ کر سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے خم غدیر کے موقع پر حضرت علیؓ کی ولایت اور وصیت کے لئے افسانے وضع کئے کہ اہل سنت حضرات بھی اس سیلاب میں بہہ گئے حتیٰ کہ موجودہ مذہب اہل سنت اور اہل تشیع میں کوئی فرق باقی نہیں رہا اور جو کمی رہ گئی تھی وہ تصوف کے ذریعے پوری ہو گئی۔

جعفر بن سلیمان

ترمذی فرماتے ہیں اسے جعفر بن سلیمان الضبعی کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور وہ تبع تابعی ہے اور مخالف کیمپ کا آدمی ہے جو واقعہ کو یوں کا توں کبھی قبول نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے روایت میں اپنی جانب سے ایسے الفاظ داخل کئے جس سے تمام صحابہؓ پر حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہو۔ اور اصل شکایت پس پشت پڑ جائے۔ پھر بعد میں اس واقعہ کو حضرت علیؓ کی ولایت کا ایک ذریعہ بنا لیا گیا۔

امام ترمذی نے اس روایت کو غریب یعنی خبر واحد قرار دیا۔ اور فرمایا اسے جعفر بن سلیمان کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ لہٰذا اس روایت کی صحت و عدم صحت کا تمام تر دارومدار جعفر بن سلیمان کی ذات پر موقوف ہے۔

جعفر بن سلیمان بنو حارث کا غلام تھا اس نے بنو ضبیعہ خاندان میں سکونت اختیار کی اسی لئے ضبعی کہلاتا ہے۔ شیعہ ہونے کے باوجود اس کا شمار زاہد و متقی لوگوں میں ہوتا ہے بخاری کے علاوہ تمام محدثین ستہ نے اس سے روایات لی ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس میں کوئی خاص عیب نہیں۔ جب یہ صنعاء پہنچا تو لوگوں نے اس سے علم حاصل کیا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ثقہ ہے۔ لیکن یحییٰ بن سعید القطان اسے ضعیف کہتے اور اس کی حدیث نہ لکھتے۔ ابن سعد کا بیان ہے یہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن اس میں ضعف پایا جاتا ہے اور شیعہ ہے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

احمد بن المقدام کا بیان ہے کہ ہم یزید بن زریع کی مجلس میں بیٹھے تھے انھوں نے فرمایا
جو شخص جعفر بن سلیمان اور عبد الوارث سے علم حاصل کرتا ہے وہ میرے پاس نہ آئے کیونکہ
عبد الوارث معتزلی ہے اور جعفر بن سلیمان رافضی ہے۔

سہل بن ابی حدویہ کا بیان ہے کہ میں نے جعفر بن سلیمان سے دریافت کیا کہ مجھے اطلاع
ملی ہے کہ تو ابو بکر و عمر کو گالیاں دیتا ہے، اس نے جواب دیا گالیاں تو خیر نہیں دیتا لیکن
ان دونوں سے بغض رکھتا ہوں۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں جریر بن یزید بن ہارون کے ذریعہ اس جعفر کا یہ قول
نقل کیا ہے اور اس کے بعد جریر بن یزید بن ہارون نے مزید فرمایا یہ جعفر تو گدھے کی
طرح رافضی ہے۔

محمد بن علی کا بیان ہے کہ میں نے امام عبد اللہ بن المبارک کو دیکھا کہ وہ جعفر بن سلیمان سے
سوال کر رہے تھے۔ انھوں نے سوال کیا کیا تو نے ایوب ابی تمیمہ کو دیکھا ہے؟ اس نے جواب
دیا۔ ہاں۔ امام ابن المبارک نے سوال کیا کیا ابن عون کو دیکھا ہے؟ جعفر نے جواب دیا۔ ہاں۔
ابن المبارک نے سوال کیا۔ کہ کیا تو نے یونس بن یزید کو دیکھا ہے؟ اس نے اس کا بھی اقرار کیا۔
امام عبد اللہ بن المبارک نے فرمایا جب تو نے ان حضرات کو دیکھا تھا تو ان کی مجلس
میں کیوں شریک نہیں ہوا۔ اور ان سے علم کیوں نہ حاصل کیا؟ تو نے ان حضرات کو چھوڑ کر
عوف بن ابی جمیلہ سے روایات سنیں۔ اور عوف تو اس وقت تک خوش نہیں ہوتا جب اپنی
ذات میں دو بدعتیں جمع نہیں کر لیتا۔ کیونکہ عوف بن ابی جمیلہ قدری بھی ہے اور شیعہ بھی۔

امام یحیی بن معین کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز عبد الرزاق بن ہمام سے ایسی بات سنی
جو اس کے رافضی ہونے کا ثبوت تھی۔ میں نے عبد الرزاق سے سوال کیا کہ تیرے جتنے بھی استاد تھے
مثلاً معمر، اوزاعی، سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس یہ سب اہل سنت تھے پھر تجھ میں یہ تشیع کہاں سے آیا؟ عبد الرزاق
نے جواب دیا۔ ہمارے پاس جعفر بن سلیمان آیا یعنی ضبعی۔ میں نے اسے فاضل اور نیک پایا

پڑا اور اُس نے امامیہ مذہب اختیار کیا۔

یعنی جعفر بن سلیمان نہ صرف خود رافضی تھا بلکہ زہد و تقویٰ کا لبادہ اوڑھ کر دوسروں کو بھی رافضی بناتا تھا حتیٰ کہ عبدالرزاق بن ہمام جیسا محدث بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا۔

اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی سامنے آ گئی کہ شیعوں نے ہمیشہ زہد و تقویٰ اور تصوف کا لبادہ اوڑھ کر تشیع کا زہر پھیلایا ہے۔ یہی وجہ ہے جو ہمارے صوفیا تشیع میں غرق نظر آتے ہیں حتیٰ کہ بلحاظ عقائد شیعوں اور صوفیوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ بلکہ بسا اوقات یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ہمارے صوفیا ہی فی الواقع جعفر بن سلیمان کا کردار ادا کر رہے ہوں۔ اور تقیہ کر کے زہد و تقویٰ کا لبادہ اوڑھ لیا ہو۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کیونکہ مسلم سے بغض رکھنا جائز نہیں۔ اس لئے آپ نے ہدایت فرمائی کہ بغض نہ رکھو۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ بلا تقسیم باندی سے صحبت جائز ہے یا نہیں۔ تو اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ جائز نہیں لیکن اگر کسی نے ایسی حرکت کی تو اس پر حد جاری نہ ہوگی کیونکہ جس شے میں ملکیت کا کچھ نہ کچھ حق پایا جاتا ہو۔ اس پر حد جاری نہیں ہوتی۔ جیسے اگر کوئی باپ کسی بیٹے کا مال چرا لے تو اس پر قطعاً حد جاری نہ ہوگی کیونکہ بیٹے کے مال میں باپ کا بھی حق ہے۔ اس طرح خمس میں ذوی القربیٰ۔ یتامیٰ مساکین مسافرین و حاضرین کا حق ہے۔ لہٰذا اس جرم پر حد جاری نہ ہوگی۔ لیکن یہ حرکت خود خلاف قانون ہے۔ اور اس مال کا تکڑا بانٹنے کی امیر وقت مجاز ہے۔ لہٰذا اگر وہ کسی کو اجازت دیدے۔ اور لونڈی کو تقسیم کر دے تو اس شخص کیلئے اس کا استعمال جائز ہوگا۔ جیسے باندیاں امیر کی تقسیم سے جائز ہوتی ہیں۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خمس میں علیؓ کا اس سے زیادہ حصہ ہے تو یہ جملہ خود ایک اجازت متصور ہوگا۔

ایک اہم سوال یہ ہے کہ دوران جنگ جو عورتیں ہاتھ آتی ہیں اگر انھیں امیر تقسیم کر دے تو وہ جائز ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس میں ایک شرط یہ ہے کہ ان سے اس وقت تک صحبت جائز نہیں جب تک انھیں حیض نہ آجائے یا اگر حمل ہے تو وضع حمل نہ ہو تاکہ دو شخصوں کا نطفہ مخلوط نہ ہو جائے۔ اسے اصطلاح شریعت میں استبراء کہتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے اس قانونی نقطہ کو کیسے نظر انداز کیا۔ ممکن ہے۔ وہ لڑکی کنواری ہو جس سے استبراء کی ضرورت نہ ہو۔ اور لفظ جاریہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جاریہ عربی زبان میں کنواری اور نابالغ لڑکی کو کہتے ہیں۔

اس لحاظ سے یہ حرکت اگرچہ قانون کی نظر میں بری نہ ہو لیکن صحابہ کرامؓ جو حضور کی اجازت کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاتے تھے۔ انھیں یہ غیر اخلاقی حرکت ناگوار گزری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت کے سبب اگرچہ صحابہؓ نے سکوت اختیار کر لیا لیکن

یک عام شخص کے ذہن میں یہ تخیل ضرور پیدا ہوگا کہ اگر حضرت علیؓ ابن عم اور داماد نہ ہوتے۔ یا ان کی اسلام کی خاطر اتنی قربانیاں نہ ہوتیں تو اس وقت حضورؐ کا رد عمل کیا ہوتا۔ ظاہر ہے کہ تخیل کی پرواز نے عام لوگوں کے ذہنوں میں حضرت علیؓ کی جانب سے کیا تاثر پیدا کیا ہوگا۔ اور ایسی صورت میں کیا یہ ممکن ہے کہ اس واقعہ کے صرف ڈھائی ماہ بعد لوگ آپ کی خلافت کو قبول کرلیں گے۔ ہمارا ذہن تو یہ کہتا ہے کہ شاید ایک فرد بشر بھی اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اسی لئے شیعہ زعماء نے اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے جھوٹ کا سہارا لیا اور روایت علیؓ کے ڈھنڈورے پیٹنے شروع کر دیئے۔

یہ ہے خم غدیر کی اصل حقیقت جو شیعہ پروپیگنڈے کے سبب سنیوں کے ذہنوں سے بھی محو ہو چکی۔ بلکہ پاک و ہند کا سنی اس مسئلہ میں شیعوں کا ہمنوا بنا ہوا ہے۔ بلکہ ہمارے علماء بھی ترمذی وغیرہ کی روایت کو دیکھ کر شیعوں کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں

ابو سریحہ یا زید بن ارقمؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جس کا مولا ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں۔ ترمذی کہتے ہیں۔ اس روایت میں شعبہ کو شک ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ شعبہ نے یہ روایت میمون ابو عبداللہ کے واسطہ زید بن ارقم سے نقل کی ہے۔

ترمذی نے یہ بات کہہ کر اس امر کی جانب اشارہ کیا ہے کہ شعبہ کو اس روایت میں شک وشبہ واقع ہو رہا ہے۔ اولیں شک تو یہ ہے کہ یہ روایت ابو سریحہ یعنی حذیفہ بن اسید سے مروی ہے یا زید بن ارقم سے۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دوسرا شک یہ ہے کہ شعبہ نے یہ روایت سلمہ بن کہیل سے سنی۔ یا میمون ابو عبداللہ سے؟ اس طرح اس روایت میں اضطراب ہے۔ اور جس روایت میں اضطراب ہو وہ مضطرب کہلاتی ہے جو شدید قسم کی ضعیف اور ناقابل قبول ہوتی ہے خواہ اس کی سند کتنی ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو۔

ابن عدی اور ذہبی کا دعویٰ ہے کہ یہ روایت سلمہ بن کہیل سے ہرگز مروی نہیں۔ بلکہ یہ روایت میمون ابو عبداللہ سے مروی ہے کیونکہ شعبہ کے علاوہ اسے عوف نے بھی روایت کیا ہے۔ اور عوف نے میمون کا نام لیا ہے۔ اس لحاظ سے اس روایت کا تمام دارومدار میمون ابو عبداللہ پر موقوف ہے۔

میمون ابو عبداللہ علی بن المدینی کا قول ہے کہ یحییٰ بن سعید اس سے کوئی روایت نہ لیتے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کی روایات منکر ہوتی ہیں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ شخص لاشئے ہے۔ خود شعبہ کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک رذیل انسان تھا۔ میزان جلد ۳ ص۲۳۵

حضرت براء بن العازب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حج فرمایا ہم اس حج میں شریک تھے۔ آپ نے راہ میں قیام کیا۔ اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں تمام مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ حقدار نہیں۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر یہ شخص بھی حقدار ہے۔ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) اے اللہ جو علی کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ۔ اور جو علیؓ سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ (ابن ماجہ مترجم۔ ۱۹ ص۵)

ترمذی نے حضرت براء بن عازب سے جو روایت نقل کی ہے وہ اس کہانی کے جواب کے

لے کافی ہے۔ انشاء اللہ ہم آئندہ سطور میں اسے ضرور پیش کریں گے۔

عدی بن ثابت ۔ براء سے یہ رام کہانی نقل کرنے والا عدیؒ بن ثابت ہے جو صحاح ستہ کا راوی ہے۔ احمد بن حنبل، احمد العجلی، اور نسائی کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہے۔

ذہبی اور ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ شیعوں کا مجتہد، ان کا قصہ گو اور ان کی مسجد کا امام تھا، ان میں یہ سچا شمار ہوتا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر تمام شیعہ اس عدی جیسے ہو جاتے تو شیعوں کا شر کچھ کم ہوتا یعنی اس کا شمار ان کے مجتہدین میں تھا۔

مسعودی کا خیال ہے کہ یہ شیعوں کے خیالات کو جس انداز میں پیش کرتا ہے اس سے بہتر انداز میں کوئی دوسرا شیعہ بیان نہیں کرتا۔ یہ ذہن نشین رہے کہ مورخ مسعودی خاص تبرائی رافضی ہے۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ عدی راہ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں سچا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۹۱

عبدالرحمن بن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد یعنی ابوحاتم رازی سے سنا ہے وہ فرماتے تھے اس کا دادا اس کی ماں کا نانا عبداللہ بن یزید تھا۔ اس نے احادیث براء بن العازب سے سنی ہیں۔ اس عدی سے احادیث نقل کرنے والے یحییٰ بن سعید الانصاری، مسعر اور شعبہ ہیں۔ میں نے اپنے والد یعنی ابوحاتم سے اس عدی کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا یہ سچا شخص ہے۔ شیعوں کی مسجد کا امام اور ان کا قصہ گو ہے۔ الجرح والتعدیل ج ۲

محدثین کا ایک اصول یہ ہے کہ اگر کوئی صاحب مسلک ایسی روایت بیان کرے جس سے اس کے مسلک کی تائید ہوتی ہو وہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور شیعوں کے نزدیک حضرت علیؓ کی امامت و ولایت سے بڑھ کر کوئی دوسری شے نہیں۔ لہٰذا اس روایت کے مردود ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کا راوی عدی بن ثابت شیعہ ہے

اگر آپ حضرات یہ تصور کرتے ہوں کہ اس روایت کا راوی بخاری و مسلم کا راوی ہے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

لہٰذا یہ قابل قبول ہے۔ اگر فی الواقعہ یہی کچھ امر ہوتا تو بخاری و مسلم بھی اس سے یہ روایت نقل کرتے لیکن ان کا نقل نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ بخاری و مسلم کسی شیعہ راوی کی وہ روایات قبول نہیں کرتے جس سے اس کے مسلک کی تائید ہوتی ہو۔ اور چونکہ اس روایت سے شیعہ مسلک کی تائید ہوتی ہے لہٰذا اس شیعہ کی یہ روایت ناقابل قبول ہے۔

مگر آپ حضرات یہ تصور فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں اتنا معمولی سا فساد ہے۔ تو شیعہ مذہب کا یہ اصول پیش نظر رکھئے کہ دین کے دس حصوں میں نو حصے دین تقیہ یعنی جھوٹ بولنے پر موقوف ہے۔ یعنی شیعہ جو کچھ بھی کہتا ہے وہ سب کچھ جھوٹ ہوتا ہے ان کی بات کو سچا ماننے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے جو خود فریبی کا شکار ہے۔

اس روایت میں ایک اور بھی فساد موجود ہے اور اس مفسد کا نام علی بن زید بن جدعان ہے

علی بن زید بن جدعان

اس کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ علی بن زید بن عبداللہ بن زہیر ابو ملیکہ بن جدعان ہے۔ اس کی کنیت ابوالحسن ہے۔ قبیلہ قریش کے خاندان بنو تیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا شمار علما تابعین میں ہوتا ہے اس سے بخاری کے علاوہ تمام محدثین نے روایات لی ہیں۔ یہ حضرت انس، سعید بن المسیب اور ابو عثمان النہدی سے روایات نقل کرتا ہے۔

یہ شخص مختلف فیہ ہے جریری کا بیان ہے کہ بصرہ کے تین فقہا اچانک نابینا ہو گئے علی بن زید بن جدعان، قتادہ اور اشعث الحدانی۔

منصور بن زاذان کا بیان ہے کہ جب حسن بصری کا انتقال ہوا تو ہم نے علی بن زید سے درخواست کی کہ اب آپ ان کی جگہ سنبھالئے۔

شعبہ کہتے ہیں آخر عمر میں اسے اختلاط پیدا ہو گیا تھا۔ منصور بن زاذان کا بیان ہے کہ جب حسن بصری کا انتقال ہو تو ہم نے علی بن زید سے درخواست کی کہ اب آپ ان کی جگہ سنبھالئے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حماد بن زید کوفی کا بیان ہے کہ یہ احادیث میں تبدیلیاں کرتا تھا۔ فلاس کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان۔ اس کی روایت سے احتراز کرتے۔ امام سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

احمد بن حنبل کہتے ہیں ضعیف ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ ان کا ایک قول یہ ہے کہ یہ قوی نہیں۔ یزید بن زریع کا قول ہے کہ یہ تو رافضی ہے۔

احمد العجلی کا بیان ہے کہ یہ شیعہ ہے قوی نہیں۔ بخاری اور ابو حاتم کہتے ہیں یہ شخص حجت نہیں لیکن ابو حاتم کہتے ہیں، اس کی روایت لکھ لی جائے۔ لیکن یزید بن ابی زیاد مجھے اس سے زیادہ پسند ہے

نسوی کا بیان ہے کہ بڑھاپے میں دماغ جواب دے گیا تھا۔ ابن خزیمہ کا بیان ہے کہ میں اس کی روایت خرابی حافظہ کے باعث قبول نہیں کرتا۔ ابن عدی نے اس کی کئی روایات کو منکر قرار دیا۔ ۱۳۱ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ میزان جلد ۳ ص۱۲۷

ابو حاتم کا بیان ہے کہ علی بن زید بن جدعان ہم سے آج کچھ حدیث بیان کرتا اور کل کچھ اور، اور وہ اس لائق نہ تھا کہ اس کی حدیث قبول کی جائے۔

ج ۳ ص۱۸۶

حاکم کا بیان ہے کہ میں نے والد امام احمد سے قوی نہیں سمجھتے تھے۔ الجرح والتعدیل

ترمذی نے حضرت براءؓ سے جو کہانی نقل کی ہے۔ اس سے کچھ اور ہی حالات سامنے آتے ہیں۔ قارئین کرام اس پر بھی نظر ڈال لیں۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ فرمائے۔ ایک پر علیؓ بن ابی طالب کو امیر متعین کیا۔ اور ایک پر خالد بن الولید کو اور فرمایا جنگ کے وقت علیؓ امیر ہوں گے۔ حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح فرمایا اور اس قلعہ سے ایک لونڈی لے لی۔ (یعنی اس سے ہمبستر ہوئے)

یہ واقعہ خالد بن الولید نے لکھ کر میرے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

روانہ کیا۔ جس میں علیؓ کی شکایت کی گئی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جب خط پڑھا تو آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا تو اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہو۔ ایسے شخص کے بارے میں مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

میں نے عرض کیا میں اللہ کے غضب اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں میں تو صرف قاصد ہوں۔ اس پر آپ نے خاموشی فرمائی۔ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اس ایک سند کے علاوہ کسی اور سند سے واقف نہیں۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۲۴

اس واقعہ میں کہاں تک حقیقت ہے۔ اور کہاں کہاں غلطی ہے ہم اس وقت اس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتے۔ لیکن تمام روایات سے یہ امر یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے بلا اجازت مال غنیمت میں سے ایک لڑکی الگ کر لی تھی۔ اور اس سے بلا اجازت رسول ہمبستر ہوئے تھے۔ اور مال خمس میں اصل حق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور آپ کی مرضی پر موقوف تھا کہ باندی کو کسی کی ملکیت میں دیں یا آزاد کر دیں۔ یہ صورت بھی آپ کی اجازت پر موقوف تھی اور یہاں بلا اجازت یہ فعل سرزد ہوا۔ تو لوگوں کو اس پر اعتراض واقع ہوا۔ اور صحابہ میں سے چار اشخاص نے تو یہ عہد کیا تھا کہ ہم واپس جانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ شکایت پیش کریں گے۔

چونکہ حضرت علیؓ حجۃ الوداع سے قبل واپس نہ آ سکے تھے بلکہ سیدھے مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حج میں مصروف تھے جب آپ حج سے فراغت کے بعد خم غدیر میں ٹھہرے تو وہاں شکایتوں کے دفتر کھلے۔ جسے سبائیوں نے ابتدائی دور میں رد و بدل کر کے پیش کیا۔ اور جوں جوں ان کے اماموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اتنا ہی ان روایات میں رد و بدل ہوتا گیا۔ ترمذی کی ایک اور روایت ملاحظہ کیجیے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جو حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے۔ حضرت عمرانؓ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ اور اس پر علیؓ ابن ابی طالب کو امیر بنایا۔ وہ لشکر لے کر چلے اور راہ میں ایک لونڈی سے ہمبستر ہوئے جس پر لوگوں نے اعتراض کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے چار صحابہ نے تو باہم عہد کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہوگی۔ تو ہم علیؓ کی اس حرکت سے آپ کو مطلع کریں گے۔

مسلمانوں کا دستور یہ تھا کہ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ پھر اپنے گھروں کو جاتے۔ جب یہ لشکر واپس پہنچا تو انھوں نے رسول اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ ان چاروں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ علیؓ کو نہیں دیکھتے کہ انھوں نے ایسی اور ایسی حرکت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ نے منہ پھیر لیا۔ تو دوسرے شخص نے کھڑے ہو کر یہی عرض کی۔ آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ پھر تیسرا شخص کھڑا ہوا اس نے بھی شکایت کی۔ آپ نے اس سے بھی منہ پھیر دیا۔ پھر چوتھا شخص کھڑا ہوا۔ اس نے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک سے غصہ ظاہر ہو رہا تھا۔ اور فرمایا۔ آخر تم علیؓ سے کیا چاہتے ہو۔ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اسے جعفر بن سلیمان کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳

ہمیں اس روایت پر بحث کرنا مقصود نہیں۔ ہمیں تو قارئین کے سامنے صرف اتنی بات عرض کرنی ہے کہ خم غدیر میں ولایت تقسیم نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ شکایات کے دفتر کھلے ہوتے تھے جس کا اقرار جعفر بن سلیمان جیسا رافضی بھی کر رہا ہے۔ جو حضرت عمرانؓ بن حصین کا راوی ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہاں ہم قارئین کرام کی خدمت میں یہ ضرور عرض کریں گے کہ نہ تو دو لشکر بھیجے گئے اور نہ حضرت علیؓ کو امیر بنایا گیا بلکہ حضرت علیؓ کو یمن حضرت خالدؓ بن ولید کے پاس خمس لینے کے لئے بھیجا تھا جو یہ تمام جھگڑا در پیش آیا۔

صحیح بخاری میں حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ کے پاس حضرت علیؓ کو خمس لینے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت بریدہؓ کا بیان ہے مجھے علیؓ سے بغض پیدا ہو گیا کیونکہ علیؓ نے غسل کیا تھا۔ (یعنی خمس میں سے ایک باندی کے ساتھ ہمبستر ہوئے تھے) اس لئے خالدؓ سے کہا تم نے علیؓ کی یہ حرکت دیکھی۔

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے اس واقعہ کا آپ سے تذکرہ کیا۔ آپؐ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو علیؓ سے بغض نہ رکھ۔ کیونکہ مال خمس میں اس کا حصہ اس سے زیادہ ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۲۳)

معلوم ہوا کہ خم غدیر میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تعلیم نہیں ہو رہی تھی بلکہ وہاں تو سینکڑوں افراد شاکی کھڑے تھے جن کو اس واقعہ کی بدولت بعض صحابہؓ کے دلوں میں حضرت علیؓ کی جانب سے بغض پیدا ہو گیا تھا۔ اور خاص طور پر حضرت بریدہؓ اس معاملہ میں اس طرح مشہور ہیں جیسے شیعہ راویوں نے ان کی جانب فضیلت علیؓ کی روایات وضع کر کے منسوب کی ہیں۔

یہ ہماری کوئی ذاتی منطق نہیں بلکہ علامہ شمس الحق افغانی صاحب ترنگ زئی جو علمائے دیوبند میں ایک مستند اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک تقریظ میں اس کا اقرار کیا ہے۔ انہوں نے یہ تقریظ علامہ محمد نافع صاحب کی ایک کتاب حدیث الثقلین پر لکھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

روایت بھی عقیدت والی بات درست نہیں کیونکہ خم غدیر میں مقصود اصلی حضرت علیؓ پر اعتراضات کا دفعیہ تھا۔ اور اعتراضات کی اصلیت عداوت تھی۔ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ کا تقابل

بتلا رہا ہے کہ اہل بیت مستحق محبت ہیں نہ محل عداوت۔ حدیث الثقلین ص۱۳

اب رہا یہ مسئلہ کہ مقام غدیر خم میں یہ سند کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں تقسیم بھی ہوئی تھی یا نہیں۔ ہماری عقل ہرگز بھی یہ امر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس قسم کے ناسازگار ماحول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات فرمائیں گے۔ یہ تو سراسر خلاف حکمت ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے خلاف جو محاذ قائم ہو رہا تھا۔ اس کے تدارک کے لئے آپ نے یہ دعا فرمائی ہو۔ "اللهم وال من والاه وعاد من عاداه" اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے تو اس سے محبت فرما اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ تو اس سے عداوت رکھ یہی بات مولانا شمس الحق افغانی نے فرمائی کہ یہاں محبت وعداوت کا تقابل ہو رہا ہے مقصود عداوت دور کرنا ہے تقسیم اسناد نہیں۔

حافظ جمال الدین زیلعی حنفی المتوفی ۷۶۲ھ مختلف روایات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

نماز میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے کی روایات اگرچہ بہت ہیں لیکن وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ ایسی کتنی ہی روایات ہیں جن کے راوی بہت ہیں اور ان کے طرق متعدد ہیں۔ مگر حدیث ضعیف ہیں۔ جیسے حدیث طیر اور حدیث افطر الحاجم اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

بلکہ بعض اوقات کثرت طرق بجائے اس کے کہ نقصان ضعف کو پورا کرے اس ضعف کو اور آشکارا کر دیتا ہے۔ نصب الرایہ فی احادیث الہدایہ ج ۱ ص۳۶۰

امام ابن تیمیہ اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فلا يصح من طريق الثبوت اصلا — یہ روایت ثقہ اور معتبر طریقہ سے ہرگز ثابت نہیں

منہاج السنہ ج ۴ ص۸۶

ہم نے جہاں تک قرآن وسنت کا مطالعہ کیا ہے تو ہمیں اس روایت کے علاوہ جہاں بھی مولیٰ کا لفظ نظر آیا تو وہ یا تو اللہ کے لئے استعمال ہوا اور اگر کسی انسان کے لئے یہ مستعمل ہوا تو اس صورت میں ہوا جب کہ اس شخص کا کوئی زر خرید غلام پایا جاتا ہو۔ ارشاد الٰہی ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بَلِ اللّٰہُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝	بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے

نیز ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝	یقیناً اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے اور وہ اچھا مولیٰ ہے اور اچھا مددگار ہے۔

نیز ارشاد ہے۔

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝	آپ ہی ہمارے مولیٰ ہیں، کافر قوم کے مقابلے میں ہماری مدد فرما

نیز ارشاد ہے۔

مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ	ان کا مولیٰ حق ہے اور حکم اسی کے لئے ہے

اس لحاظ سے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہوا۔ اور اس معنیٰ کے لحاظ سے اس کا غیر اللہ کے لئے استعمال جائز نہ ہوگا۔ اور خاص طور پر ان حضرات کے لئے جو کسی انسان کے زرخرید غلام نہ ہوں۔

زمانۂ جاہلیت میں غلام اپنے آقا کو مولیٰ کہہ کر پکارتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لا تقولوا السیدکم یا مولای بل قولوا یا سیدی	اپنے سردار سے اسے میرے مولیٰ نہ کہو۔ بلکہ اے میرے سید کہا کرو۔

اور مالک اپنے غلام کو ذلیل و خوار تصور کرتے۔ اور اسی تصور کو پیش نظر رکھتے ہوئے غلام کو یا عبدی کہہ کر پکارتے۔ اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال کو منع فرمایا اور مالکین کو حکم دیا وہ اپنے غلام کو مولیٰ کہیں۔

اگر اس روایت من کنت مولاہ فعلی مولاہ میں جس کا مولیٰ میں ہوا، علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ میں مولیٰ کا مقصد مالک ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مالکین کے لئے اس لفظ کی ممانعت فرمائی، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنے لئے بلکہ حضرت علی

کے لئے بھی ان الفاظ کو استعمال فرماتے۔ یہ تو ایک امر محال ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ پر کھلا اتہام ہے
اس کہانی سے یہ نتیجہ ضرور ظاہر ہوا کہ پاک و ہند میں کروڑ ہا افراد مولی بن گئے جنہوں
نے داڑھی رکھ لی۔ وہ مولی بن گیا خواہ اس نے ذبح کرتے ذبح کرتے بھی بھائیوں نہ رکھی ہو۔ وہ مولی
کہلایا۔ اس طرح حضرت علیؓ کے واسطے سے یہ لفظ نہ صرف عام ہوا بلکہ داڑھی رکھنے والوں کیلئے
ایک اچھی خاصی گالی بن گیا۔

سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علیؓ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے نماز پڑھی ہے۔
اگر یہ روایت بلحاظ سند درست بھی ہوتی تب بھی ہمارے لئے ہرگز حجت نہیں اس لئے
کہ جس وقت حضرت علیؓ نے یہ نماز پڑھی ہوگی۔ اس وقت تک ابن عباسؓ وجود میں بھی نہ آئے
ہونگے کیونکہ ابن عباسؓ ہجرت مدینہ سے ڈھائی تین سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ اور جس وقت
حضرت علیؓ نے یہ نماز پڑھی ہوگی۔ تو شاید اس وقت ابن عباسؓ کے کوئی بڑے بھائی عالم وجود
میں آنے کی تیاری فرما رہے ہوں گے۔ لہٰذا جھوٹ کے لئے ایک مخبر کی ضرورت ہے۔ اور یہ بھی
ایک مخبر ہے کہ واقعہ کا ناقل اس شخص کو بنایا جائے۔ جو عالم وجود میں ابھی نہ آیا تھا۔
ترمذی اس کہانی کو نقل کرکے لکھتے ہیں۔ یہ روایت اس سند سے غریب ہے کیونکہ
اسے شعبہ کے علاوہ کسی نے ابو بلج سے نقل نہیں کیا۔ اور شعبہ سے محمد بن حمید کے علاوہ کوئی نقل
نہیں کرتا۔ اور ابو بلج کا نام یحییٰ بن سلیم ہے۔ ترمذی ج ۲ صفحہ "
ہم نے اس کی سند دیکھی تو اس کی سند حسب ذیل سامنے آئی۔
محمد بن حمید، ابراہیم بن المختار، شعبہ، ابو بلج، عمرو بن میمون، ابن عباسؓ

عمرو بن میمون

اس کا آخری راوی عمرو بن میمون ہے۔ اسے ثقہ کے لقب سے یاد
کیا جاتا ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس کی روایت

منکر ہوتی ہے جہاں تک شعبہ کا تعلق ہے تو یہ کہتے ہیں یہ ثقہ ہے اب یہ خبر نہیں کہ انھوں نے ایسے راوی سے روایت کیوں نقل کی۔ یا بعد کے راویوں نے ان کی جانب سے منسوب کردی۔ لہٰذا ہم بعد کے راویوں کی چھان بین کرتے ہیں۔

ابراہیم بن المختار الرازی۔ اس کی کنیت ابو اسماعیل ہے، ابن اسحاق کا شاگرد ہے اس سے محمد بن حمید اور عمرو بن رافع القزوینی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اس کی روایات ترمذی اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ بخاری کہتے ہیں، اس کی روایات پہ اعتراض ہے۔ ابو غسان زنیج کہتے ہیں، میں نے اس کی روایت ترک کردی ہے۔

(ابو غسان زنیج سے مراد محمد بن عمرو بن بکر الرازی ابو غسان ہے۔ وہ اپنی کنیت اور لقب سے مشہور ہیں، ان کا شاگرد محمد بن حمید ہے۔

محمد بن حمید الرازی۔ ابو داؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے اس سے روایات لی ہیں اس کا شمار حفاظ میں ہوتا ہے، ابن المبارک اور یعقوب قمی سے روایات نقل کرتا ہے اور یہ ضعیف ہے۔

یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ اس کے یہاں منکرات بہت ہوتی ہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس کی روایات پر اعتراض ہے۔ ابو زرعہ رازی نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

فضالک بن الرازی کا بیان ہے کہ میرے پاس ابن حمید کی پچاس ہزار روایات ہیں لیکن میں ان میں سے ایک حرف بھی بیان کرنا پسند نہیں کرتا۔

اسحاق الکوسج کا بیان ہے کہ محمد بن حمید نے ابن اسحاق کی کتاب المغازی کا سماع سلمۃ الابرش کے واسطے سے سنائی۔ اسحاق الکوسج کا بیان ہے کہ میں نے علی بن مہران کے

اپنی گیا۔ وہ ابن اسحاق کی مغازی سے اداہ تھا جو محمد بن حمید نے سلمہ الابرش سے نقل کی ہے۔ اس نے جب یہ مغازی مجھ سے سنی۔ تو حیران ہو کر بولا۔ یہ کتاب تو محمد بن حمید نے مجھ سے سنی ہے۔

کوسج کا بیان ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن حمید جھوٹا ہے۔

صالح جزرہ کا بیان ہے کہ ہم محمد بن حمید کو ہر معاملہ میں متہم سمجھتے ہیں۔ ہم نے اس شخص سے بڑھکر اللہ سے بے خوف کوئی نہیں دیکھا۔ وہ لوگوں کی احادیث لیتا اور ان میں تبدیلیاں کرتا رہتا۔ ابن خراش کا بیان ہے کہ ہم سے ابن حمید نے بیان کیا ہے اور اللہ کی قسم وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ حدیث چوری کیا کرتا تھا۔

نسائی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔ صالح جزرہ کا بیان ہے کہ میں نے ابن حمید اور ابن الشاذکونی سے بڑھ کر جھوٹا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

ابو علی النیساپوری کا بیان ہے کہ میں نے ابن خزیمہ سے سوال کیا کہ اگر آپ ابن حمید سے سند حاصل کرتے تو بہتر تھا کیونکہ احمد بن حنبل نے اس کی ثنا کی ہے۔ تو انھوں نے جواب دیا۔ احمد اسے صحیح طور پر پہچانتے نہ تھے۔ اگر وہ اسے پہچان لیتے۔ جیسے ہم نے اسے پہچانا ہے تو کبھی اس کی تعریف نہ کرتے۔

ابو احمد العسّال کا بیان ہے کہ میں نے فضلک الرازی سے سنا ہے کہ میں محمد بن حمید کے پاس گیا وہ روایات کے لئے سندات وضع کر رہا تھا۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ قرآن حفظ نہ رکھ سکتا تھا۔

ابو بکر الصنعانی سے دریافت کیا گیا کیا آپ محمد بن حمید سے روایات کرتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہاں اس سے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایات لی ہیں۔

محمد بن حمید کے شاگردوں میں محمد بن جریر طبری اور ابو القاسم البغوی ہیں۔ اس کا انتقال سنہ ۲۴۸ھ میں ہوا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اب ذرا آپ ابو بلجؒ کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابو بلج الفزاری

یہ قبیلہ بنو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے۔ واسط میں مقیم تھا اس کا نام یحییٰ بن سُلیم تھا۔ بخاری و مسلم کے علاوہ بقیہ چار اصحاب سنن نے اس سے روایات لی ہیں۔ یہ عمرو بن میمون الاودی اور محمد بن حاطب الجمحی سے روایت نقل کرتا ہے اور اس سے شعبہ اور ہشیم نے روایات نقل کی ہیں۔

اسے یحییٰ ابن معین وغیرہ، ابن سعد نسائی، اور دارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں اچھا ہے اس میں کوئی برائی نہیں۔ یزید بن ہارون کا بیان ہے یہ اللہ کا بہت ذکر کرتا تھا۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ اس پر اعتراض ہے۔ احمد کا بیان ہے کہ اس نے ایک منکر روایت بیان کی ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ خطا کیا کرتا تھا۔ جوزجانی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں اس کی منکرات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ آپؐ نے علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔

اور اس کی خرافات میں سے ایک خرافات یہ بھی ہے کہ حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بن العاص نے فرمایا: جہنم پر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس کے دروازے آپس میں کھڑکھڑاتے ہوں گے اور وہاں کوئی نہ ہوگا۔

ثابت البنانی کا بیان ہے کہ میں نے حسن بصری سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے اس روایت کو منکر قرار دیا۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ روایت بہت منکر ہے۔

میزان الاعتدال ج ۴ ص ۳۸۵

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت علیؓ کی امارتِ حج

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ براءت کی دس آیات نازل ہوئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بلایا اور انھیں اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ جاکر اہل مکہ کو پڑھ کر سنائیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرمایا۔ اور فرمایا جاؤ۔ ابوبکرؓ سے جلد ملو۔ اور ان سے جہاں بھی ملاقات ہو میری تحریر لے لینا اور اس تحریر کو اہل مکہ کے پاس لے کر جانا۔ اور پڑھ کر سنانا حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ میں ابوبکرؓ سے جحفہ میں ملا۔ اور ان سے خط لے لیا ابوبکرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بغیر حج کئے لوٹ آئے۔

انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے متعلق کچھ نازل ہوا ہے۔ ارشاد ہوا کہ نہیں لیکن جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ اور مجھے حکم دیا کہ آپ کا کوئی قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ یا آپ خود جائیں یا اسے بھیجیں جو آپ میں سے ہو۔ مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۱

یہ روایت امام احمد کے صاحبزادے عبد اللہ نے محمد بن سلیمان لوین سے نقل کی ہے اس طرح اس روایت کو امام احمد کی جانب منسوب کرنا تو غلط ہے۔ ہاں یہ روایت امام احمد کے صاحبزادے عبد اللہ کی جانب منسوب کی جا سکتی ہے۔

محمد بن سلیمان لوین نے یہ روایت محمد بن جابر سے نقل کی ہے۔ اس نے سماک سے اس نے حنش سے اور اس نے حضرت علیؓ سے ہم صرف دو راویوں پر کلام کریں گے۔ ایک حنش اور ایک سماک۔

حنش بن المعتمر۔ اسے ابن ربیعہ الکنانی الکوفی بھی کہا جاتا ہے۔ ہم نے ایصال ثواب نامی کتاب میں تحریر کیا تھا کہ حضورؐ کی جانب سے حضرت علیؓ کو دو مینڈھوں کی وصیت کا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابن عباسؓ یہی شخص ہے۔ اس نے حضرت علیؓ حضرت ابوذرؓ سے حدیث روایت کی ہے۔ اور اس سے حکم، سماک اور اسماعیل بن ابی خالد وغیرہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

ابو داؤد نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن ابوحاتم کا بیان ہے اگرچہ یہ شخص نیک ہے لیکن ہمارے محدثین کو دیکھا وہ اسے حجت نہ سمجھتے تھے۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ محدثین کو اس کی حدیث میں کلام ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے اس کی حدیث حجت نہیں یہ حضرت علیؓ سے عجیب عجیب باتیں نقل کرتا ہے۔ اور یہ کبھی ثقہ راویوں کی حدیث کے موافق نہیں ہوتیں۔ میزان الاعتدال صفحہ ۲

ابو داؤد نے حنش کو ثقہ کہا ہے لیکن ابوحاتم کا بیان ہے کہ اگرچہ یہ نیک شخص ہے لیکن میں نے محدثین کو دیکھا وہ اسے حجت نہ سمجھتے تھے۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ محدثین کو اس کی حدیث میں کلام ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے اس کی حدیث حجت نہیں۔ یہ حضرت علیؓ سے عجیب عجیب باتیں نقل کرتا ہے۔ اور کبھی ثقہ راویوں کی حدیث کے مطابق نہیں ہوتیں۔ میزان ج ۱

اور یہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے کہ اگر حضرت علیؓ سے اہل کوفہ نقل کریں تو روایت اس وقت تک معتبر نہ ہوگی جب تک عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اسے نقل نہ کریں۔ کیونکہ حضرت علیؓ کے جتنے بھی ساتھی ہیں یہ سب ناقابل اعتبار ہیں۔ اور سب جھوٹے ہیں۔ اس لئے محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ پر جتنا جھوٹ بولا گیا اتنا کسی فرد پر نہیں بولا گیا۔ لہٰذا اگر کوئی کوفی یا بالفاظ دیگر کوئی سبائی حضرت علیؓ سے روایت نقل کرتا ہے وہ ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ امام نسائی کتاب الضعفاء والمتروکین میں لکھتے ہیں اس سے سماک روایت کرتا ہے۔ قوی نہیں ص ۳۲۔ بخاری لکھتے ہیں۔ حنش بن المعتمر الصنعانی۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام حنش بن ربیعہ ہے اس نے حضرت علیؓ سے روایات سنی ہیں۔ اس سے سماک اور حکم کوفی نے روایت نقل کی ہے۔ محدثین اس کی حدیث میں کلام کرتے ہیں۔ کتاب الضعفاء صفحہ ۳۰

سماک بن حرب حنش سے روایت نقل کرنے والا سماک ہے۔ اس کی کنیت ابو المغیرہ

الکوفی ہے۔ بخاری کے علاوہ اس سے سب نے روایت لی ہے۔ یہ سچا ہے۔ نیک آدمی ہے۔

ابن المبارک نے سفیان سے نقل کیا ہے کہ یہ ضعیف ہے جریر الضبی کا بیان ہے کہ میں سماک کے پاس گیا۔ میں نے اسے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔ میں واپس آگیا اور دل میں سوچا کہ اس کا دماغ سٹھیا گیا ہے۔ لہٰذا میں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔

احمد بن ابی مریم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ سماک ثقہ ہے۔ امام شعبہ اسے ضعیف کہتے ہیں احمد کا بیان ہے کہ سماک مضطرب الحدیث ہے لیکن تب بھی یہ عبدالملک بن عمیر سے بہتر ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ ثقہ ہے۔ سچا ہے۔ صالح جزرہ کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔

نسائی کا بیان ہے کہ جب کسی اصل میں منفرد ہو تو یہ حجت نہیں۔ لیکن اس میں یہ عیب ہے کہ اسے تلقین کی جاتی تو وہ اس تلقین کو قبول کر لیتا۔

حجاج نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے سماک سے کہنا شروع کیا عکرمۃ عن ابن عباس تو وہ جواب دیتے ہاں۔

ابن عمار کا بیان ہے کہ حدیث میں غلطیاں کرتا۔ لوگ اس کی حدیث میں اختلاف کرتے تھے عجلی کا بیان ہے جائز الحدیث ہے۔ سفیان ثوری اسے تھوڑا بہت ضعیف کہا کرتے تھے۔ ابن المدینی کہتے ہیں اس کی روایت عکرمہ سے مضطرب ہے یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ عکرمہ کے علاوہ اور لوگوں کی روایت درست ہے لیکن ان لوگوں میں شیوخ پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا

ترمذی نے حضرت علیؓ کے ذریعہ یہ روایت نقل کی ہے: انا دار الحکمۃ وعلی بابھا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔

ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب و منکر ہے۔ اسے بعض راویوں نے شریک سے نقل کیا ہے۔ اور اس میں صنابحی کا کوئی تذکرہ تک نہیں کیا۔ اور ہم نے ثقہ راویوں میں سے سوائے شریک کے کسی اور کے پاس یہ روایت نہیں پائی۔

شاید امام ترمذی نے اس روایت کو اسی لئے منکر قرار دیا ہے۔ ابن جوزی اور سراج القزوینی جنھوں نے عربی میں ترمذی پر حاشیہ لکھا ہے، وہ اپنے حاشیہ میں فرماتے ہیں، یہ روایت موضوع ہے۔

شریک سے یہ کہانی نقل کرنے والا محمد بن عمر الرومی ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں یہ محمد بن عمر الرومی ضعیف ہے۔ اس حدیث کو کس نے وضع کیا ہے۔ شریک نے یا محمد بن عمر الرومی نے یا اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری نے یہ مجھے معلوم نہیں۔ بہرصورت یہ روایت موضوع ہے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۲۹۲

اس کا آخری راوی اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری ہے جو ترمذی کا استاد ہے۔ یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔ ابن ابی شیبہ اور ہناد کا بیان ہے کہ یہ فاسق ہے، اور سلف کو گالیاں دیتا ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۲۰۱

شریک سے یہ روایت نقل کرنے والے محمد بن عمران الرومی اور عبدالحمید بن بحر البصری

ابن الجوزی اس روایت پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ اول تو یہ روایت سوید بن غفلہ سے نقل کی۔ لیکن سوید نے اس کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ اور یہ روایت مضطرب ہے۔ اور سلمہ بن کہیل نے صنابحی سے کوئی روایت نہیں سنی۔

ابن جوزی لکھتے ہیں اس روایت کی تین سندات ہیں، پہلی سند میں محمد بن عمر الرومی ہے ابن حبان لکھتے ہیں یہ ثقہ لوگوں سے ایسی روایات کرتا ہے جو ان حضرات نے بھی بیان نہیں کی تھیں۔ اس سے کسی حال میں احتجاج جائز نہیں۔ دیگر سندات میں عبدالحمید بن بحر ہے جو

اسے شریک سے نقل کرتا ہے۔ ابن حبانؒ لکھتے ہیں یہ حدیث کا چور تھا اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جو انہوں نے کبھی بیان نہیں کیں۔ اس کی روایت کسی حال میں حجت سمجھنا جائز نہیں۔

اس روایت کی ایک سند یہ ہے کہ ابوبکر بن مردویہ نے محمد بن قیس کے ذریعے شعبی سے نقل کیا ہے۔ اور وہ حضرت علیؓ سے ناقل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں حکمت کا گھر ہوں، اور علیؓ اس کا دروازہ ہے"۔ لیکن اس کی سند میں محمد بن قیس مجہول ہے۔ پہلی دو روایتوں میں جناب شریک کا حال ابن الجوزی نے نقل نہیں کیا۔ ہم اس کا جائزہ قارئین کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں۔

شریک بن عبداللہ النخعی۔ ابو عبداللہ الکوفی قاضی ہیں۔ حافظ ہیں، صادق ہیں، اگرچہ ایک امام ہیں، بلکہ ابو اسحاق، زیاد بن علاقہ اور متعدد تابعین سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ علی بن المدینی نے یحییٰ بن سعید القطان سے نقل کیا ہے کہ وہ اس شریک کو انتہائی ضعیف قرار دیتے تھے۔

ابن المثنیٰ کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان اور عبدالرحمن بن المہدی کو کبھی شریک سے حدیث روایت کرتے نہیں سنا۔

محمد بن یحییٰ بن سعید القطان نے اپنے والد یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے شریک کے اصول میں بہت خلط ملط دیکھا ہے۔

عبدالجبار بن محمد کا بیان ہے میں نے یحییٰ بن سعید سے عرض کیا لوگوں کا گمان ہے کہ شریک کا آخر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا اور آخر عمر میں خلط ملط کرنے لگا تھا۔ اس پر یحییٰ بن سعید نے فرمایا وہ ہمیشہ ہی روایات میں خلط ملط کرنے کا مریض تھا۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ اس کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ شریک بن عبداللہ بن ابی شریک بن سنان بن اوس النخعی۔ اس کا دادا ابو شریک جنگ قادسیہ میں شریک تھا۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی اس شریک سے تو روایت کرتے۔
عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں شریک کی احادیث کچھ نہیں۔ جوزجانی کا قول ہے کہ اس شریک کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اسی لئے حدیث میں اضطراب ہوا اور تشیع کی جانب مائل تھا۔

ابراہیم بن سعید الجوہری کا بیان ہے کہ شریک نے چار سو احادیث میں غلطیاں کی ہیں۔
معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ شریک سچا ہے ثقہ ہے لیکن اگر اس کی روایت میں کوئی اس کا مخالف ہو تو مجھے اس کا مخالف اس سے زیادہ محبوب ہے۔
ابن مثنیٰ کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن غلطیاں کرتا ہے اور احادیث میں احتیاط نہیں برتتا اور خود کو سفیان اور شعبہ سے بڑھ کر تصور کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن شریک کا بیان ہے کہ میرے باپ شریک کے پاس دس ہزار روایات تو جابر جعفی (شیعوں کی کتابوں کا راوی) کی تھیں اور دس ہزار غریب روایات تھیں۔
سعدویہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن المبارک کو یہ کہتے سنا ہے شریک اہل کوفہ کی روایات سفیان سے زیادہ جانتا ہے۔

دارقطنی کا بیان ہے کہ شریک ان روایات میں قوی نہیں جن کی روایت میں منفرد ہے۔
ابو جعفر الحلبی کا قول ہے کہ ہم مکہ میں تھے تو لوگوں نے باہم اس امر کا تذکرہ کیا کہ

اس وقت ان میں سب سے اہم کون شخص ہے۔ کچھ لوگ بولے کہ ابن لہیعہ ہیں، کچھ لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ وہ امام مالک ہیں۔ ہم نے عیسیٰ بن یونس سے دریافت کیا وہ اس زمانے میں ہمارے پاس آئے ہوئے تھے انھوں نے فرمایا اس امت کا اہم آدمی شریک ہے۔ اور شریک اس وقت تک زندہ تھا۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے انھوں نے فرمایا ابو اسحاق کے معاملہ میں مجھے شریک زہیر سے

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

زیادہ ... ہے۔ اور شاذان بن سعید کا بیان ہے کہ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا ابو اسحاق کی روایت کے معاملہ میں مجھے شریک اسرائیل سے زیادہ پسند ہے۔

ابو حاتم کا بیان ہے کہ شریک سچا ہے۔ مجھے ابو الاحوص سے زیادہ پسند ہے۔ لیکن غلطیاں کرتا ہے

ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے ابو زرعہ سے شریک کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا۔ احادیث بکثرت روایت کرتا ہے۔ اسے وہم بھی ہوتا ہے کبھی کبھی غلطیاں کرتا ہے۔ اس پر فضلک الصائغ نے ان سے فرمایا کہ شریک نے دس واسطے سے باطل احادیث روایت کی ہیں۔ امام ابو زرعہ نے اس پر فرمایا۔ ان روایات کو باطل نہ کہو۔

ابراہیم بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے شریک سے دریافت کیا آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو یہ دعوئی کرے کہ میں کسی صحابی کو کوئی فضیلت نہیں دیتا۔ اس نے جواب دیا یہ شخص احمق ہے۔ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو فضیلت دی گئی ہے۔

ایک روایت شریک سے یہ ہے کہ علیؓ کو ابو بکرؓ پر وہی شخص فضیلت دے سکتا ہے جو خوار و رسوا ہو۔

ابو داؤد الرہاوی کا بیان ہے کہ انھوں نے خود شریک کو یہ کہتے سنا ہے کہ علیؓ خیر البشر ہیں۔ جو شخص اس سے انکار کرے اس نے کفر کیا۔

عبدالسلام بن حرب کا بیان ہے کہ میں نے شریک سے کہا کیا آپ اپنے بھائی کی عیادت نہیں کر سکتے؟ اس نے دریافت کیا، کون سا بھائی؟ میں نے عرض کیا۔ مالک بن مغول۔ اس نے جواب دیا۔ جو علیؓ اور عمارؓ پر تنقید کرے۔ وہ میرا بھائی نہیں۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن حکیم کے ذریعہ علی بن خادم سے نقل کیا ہے کہ عند ابن ...... اور ایک اور شخص شریک کے پاس گئے۔ اور عرض کیا لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ آپ کو علیؓ کے حق ہونے کے معاملہ میں شک ہے۔ شریک نے جواب دیا اے احمق مجھے شک کیسے ہو سکتا ہے میں تو یہ پسند کرتا تھا کہ میں علیؓ کے ساتھ ہوتا۔ اور اپنی تلوار مخالفین کے خون سے

رنگین کرتا۔ (یعنی زبیر، طلحہ اور امیر معاویہ)

حفص بن غیاث کا بیان ہے کہ میں نے خود شریک کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو مسلمانوں نے ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنالیا اگر ان لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل ہے۔ تو سب اس پر ٹوٹ پڑتے۔ پھر ابوبکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ اگرچہ اس نے حق اور عدل کو قائم کیا۔ لیکن جب اس پر موت کا وقت آیا۔ تو اس نے چھ آدمیوں میں شوریٰ قائم کر دی۔ اور وہ عثمانؓ پر جمع ہو گئے۔ اگر ان لوگوں کو اس امر کی اطلاع ہوتی کہ کوئی شخص ان میں سے عثمانؓ سے بھی افضل موجود ہے تو یہ لوگ ہمیں آ گھیر لیتے۔

جب یہ بات عبداللہ بن ادریس کے پاس پہنچی تو انھوں نے فرمایا۔ تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے شریک سے حق بات اگلوائی۔ اللہ کی قسم شریک شیعہ ہے اور یقیناً اللہ کی قسم شریک شیعہ ہے۔

یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ اس جرجمنی نے اس شریک کے سامنے امیر معاویہؓ کا تذکرہ کیا اور کہا کہ امیر معاویہؓ نہایت بردبار شخص تھے۔ اس پر شریک نے کہا وہ شخص کیسے بردبار ہو سکتا ہے کہ جس نے حق کو چھپایا۔ اور علیؓ سے جنگ کی۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حدیث میں حسن بن صالح اس شریک سے زیادہ ثابت ہے۔ شریک تو اس کی پرواہ بھی نہ کرتا کہ وہ کیسی احادیث بیان کرتا ہے

امام ذہبی فرماتے ہیں اس کے باوجود شریک علم کا ایک تھیلا تھا۔ نسائی کہتے ہیں اس شریک میں کوئی برائی نہیں۔ مسلم نے متابعت میں اس شریک کی حدیث روایت کی ہے سنہ ۱۷۷ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۲ صفحہ ۲۷

جو روایت سطور بالا میں پیش کی گئی یعنی میں علم کا گھر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ اس روایت کے اگر دیگر راوی معتبر بھی ہوتے تب بھی یہ روایت شریک کے شیعہ ہونے

کے باعث مردود ہوتی۔ اور اس صورت میں جب کہ دیگر روایات قطعاً مجہول ہیں، اس شریک کی روایات کا کیا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

یہ روایت حضرت علیؓ کے علاوہ متعدد سندوں سے ابن عباسؓ اور حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت کے الفاظ ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے یہ روایت ابن عباسؓ سے مجاہد نے نقل کی ہے۔ مجاہد سے اعمش اور اعمش سے ابو معاویۃ الضریر نے۔ اگرچہ اعمش اور ابو معاویہ ہر دو شیعہ ہیں لیکن چونکہ ان سے تمام ائمہ حدیث نے حدیث روایت کی ہے لہٰذا ہم بھی اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ورنہ محدثین کا اصول یہ ہے کہ اگر راوی کوئی حدیث روایت کرے جس سے راوی کے مسلک کی تائید ہوتی ہو تو وہ روایت قابل قبول نہیں۔ اس لحاظ سے اعمش اور ابو معاویۃ الضریر کی روایت بھی قابل قبول نہیں لیکن ہم نے ان پر تبصرہ اس لئے نہیں کیا کہ اہل سنت والجماعت کے بیشتر ارکان ان اہل تشیع کے مداح ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دیگر ایسے بھی راوی پائے جاتے ہیں۔ جن پر ابن جوزی نے کلام کیا ہے۔ لہٰذا ہم اس کی تلخیص پیش کئے دیتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے یہ روایت دس سندات سے مروی ہے۔ پہلی سند میں ابو معاویہ سے یہ روایت نقل کرنے والا جعفر بن محمد البغدادی الفقیہ ہے۔ لیکن وہ روایت کی چوری میں مشہور ہے۔

دوسری سند میں رجاء بن سلمہ ہے۔ رجاء بن سلمہ حدیث کی چوری میں متہم ہے

تیسری اور چوتھی سند میں عمر بن اسمٰعیل ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ کچھ نہیں کذاب ہے خبیث ہے۔ برا آدمی ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں۔ یہ متروک ہے۔

پانچویں سند میں ابو الصلت الہروی ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ کذاب ہے۔ اس نے یہ روایت ابو معاویہ کے نام سے وضع کی اور پھر اس سے ایک جماعت نے اس روایت کو چوری

کیا اور روایت آگے بڑھائی۔

چھٹی سند میں احمد بن سلمہ ہے، ابن عدی کا بیان ہے یہ ثقہ لوگوں کے نام سے باطل روایات نقل کرتا ہے اور دوسروں کی احادیث چوری کرتا ہے۔

ساتویں سند میں سعید بن عقبہ ہے، ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ مجہول ہے اور غیر ثقہ ہے۔

آٹھویں سند میں ابو تمیم الانصاری ہے جو مشہور کذاب ہے۔ اور وضاع الحدیث ہے۔

نویں سند میں اسمٰعیل بن ابی زیاد الشامی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ احادیث چوری کرتا اور سندوں میں تبدیلی کرتا ہے اس کی روایت کو کسی صورت میں حجت سمجھنا جائز نہیں۔

دسویں سند میں حسن بن عثمان ہے ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ شخص احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

یہی حدیث جابر سے ان کی پہلی سند میں احمد بن عبداللہ المکتب ہے، ابن عدی کا بیان ہے کہ روایات وضع کیا کرتا تھا۔

دوسری سند میں احمد بن طاہر بن حرملہ ہے، ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے اس کا کوئی اصل نہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابوالصلت کے نام سے مشہور ہے۔ اس روایت کو ایک جماعت نے چوری کیا اور آگے بڑھایا۔ ابو حاتم رازی کا بیان ہے اس خبر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واسطہ نہیں ہے، نہ ابن عباس اور مجاہد سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ اور نہ ابو معاویہ الاعمش نے کوئی حدیث بیان کی۔ یہ حدیث ان لوگوں نے ابوالصلت سے چوری کیا ہے اور اس کی سند تبدیل کر دی۔

اس روایت کے سلسلے میں امام احمد سے سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوالصلت کی صورت بگاڑے۔

دارقطنی نے ان لوگوں کے نام گنوائے ہیں جنہوں نے اس حدیث کو چوری کیا ہے ان

ہیں ساتھ عمر بن اسمٰعیل بن مجالد ہے۔ دوسرے محمد بن جعفر العیدانی، تیسرے محمد بن یوسف ہے جو بنی ہاشم کا شیخ ہے۔ اس نے ایک مجہول شیخ کے ذریعہ ابو عبید سے نقل کیا ہے۔ چوتھا ایک نسائی شیخ ہے جو اسے ہشام بن عمار کے ذریعہ ابو معاویہ سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان نے ایک پانچویں راوی کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کا نام عثمان بن خالد العثمانی ہے یہ شخص یہ روایت عیسیٰ بن یونس کے ذریعہ اعمش سے روایت کرتا ہے اس کی روایت کو حجت بنانا جائز نہیں دارقطنی کا بیان ہے۔ عیسیٰ بن یونس سے عثمان بن عبداللہ الاموی نے بھی یہ روایت بیان کی ہے ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ ابن عدی نے ایک چھٹے شخص کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے اسے ابو الصلت سے احمد بن سلمہ نے بھی چوری کیا ہے۔ اور یہ شخص ثقہ راویوں کے نام سے باطل احادیث روایت کرتا ہے ابن جوزی کا بیان ہے کہ اسے ساتویں شخص رجاء بن سلمہ اور آٹھویں شخص جعفر بن محمد البغدادی اور نویں شخص ابو سعید العدوی اور دسویں شخص ابن عقدہ نے بھی روایت کیا ہے اگرچہ ان سب نے اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن اس روایت کی کوئی اصل نہیں

موضوعات ، ج ص ۳۴۹

یہ روایت خواہ کسی درجہ کی ہو لیکن ایک صحیح حدیث بھی جو بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے نقل کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے:

ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا۔ اچانک خواب میں میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس میں سے دودھ پیا حتیٰ کہ دودھ کی تری میرے ناخنوں سے ٹپکنے لگی۔ میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمرؓ کو دیدیا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی تعبیر کیا ہوئی۔ فرمایا علم

اگر اس روایت پر غور کیا جائے تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ در اصل باب العلم حضرت عمرؓ تھے اور چونکہ عمرؓ کے نام سے لوگوں کو بغض تھا۔ لہٰذا حضرت علیؓ کے لئے فوراً روایات وضع کی گئیں۔ اگر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس روایت کا جواب تیار ہو سکے۔ ورنہ در اصل باب العلم حضرت عمرؓ تھے۔

اے علیؓ جو تجھ سے بغض رکھے وہ منافق ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد فرمایا تھا کہ اے علیؓ تجھ سے بجز مومن کے کوئی محبت نہیں کر سکتا اور منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔

یہ حدیث [illegible] ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳ ابن ماجہ [illegible]

امام ترمذی نے حسب عادت اس روایت کو بھی حسن قرار دیا ہے لیکن ہمیں اس روایت پر متعدد اعتراض ہیں۔

اس روایت کا ایک راوی عدی بن ثابت ہے جو [illegible] کا راوی ہے اور اس سے تمام محدثین نے روایات لی ہیں لیکن یہ کٹر شیعہ ہے۔ [illegible] یہ شیعوں کا عالم ہے اور ان میں سچا مشہور ہے۔ ایک شخص کو [illegible] ہے اور شیعوں کی مسجد کا امام تھا۔ کاش اگر تمام شیعہ بھی ایسے ہوتے تو اس کا شر کم ہو جاتا۔

مسعودی کا بیان ہے کہ ہم نے عدی سے زیادہ [illegible] کسی کو نہیں پایا۔

ابن حبان نے ثقات میں [illegible] امام احمد، نسائی اور احمد العجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں [illegible] یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے۔ دار قطنی کا قول ہے یہ غالی رافضی ہے [illegible] (میزان ج ۳ ص ۲۲)

اگر عدی کو شیعہ اور رافضی ہونے کے باوجود ثقہ تسلیم کر لیا جائے تب بھی محدثین کا ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ کسی بدعتی فرقے کے راوی کی وہ روایت ہرگز قبول نہیں کی جاتی جس سے اس کے مذہب کی تائید ہوتی ہو [illegible]

اپنی یادداشت کی تائید میں تنہا حدیث روایت کرتا ہے وہ متروک اور ضعیف تصور کیا جاتا ہے اور اس معاملہ میں ان کے تشیع کی تائید ہوتی ہے لہٰذا یہ روایت قطعاً منکر ہے۔

علاوہ ازیں یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ اس کا ناقل سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی ہے۔ ان کا نام سلیمان بن مہران ہے اہل حدیث ان کو امام مانتے ہیں۔ اگرچہ یہ بھی ثقہ ہیں مگر شیعہ ہیں۔ اور درمیان سے اکثر ضعیف راویوں کو گرا دیتا ہے اسی لحاظ سے یہ مدلس بھی ہیں مدلس کی ایسی روایت قابلِ قبول نہیں ہوتی جو حرف عن کے ذریعہ مروی ہو۔ اور یہ روایت حرف عن سے مروی ہے۔

اس کا ایک راوی یحییٰ بن عیسیٰ الرملی ہے جو اصلاً کوفہ کا باشندہ ہے۔ اور اس نے رملہ میں [illegible] اختیار کر رکھا تھا۔ اسی سے رملی کہلاتا ہے۔ امام احمد اس کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ابو معاویہ کہا کرتے تھے کہ اس کی حدیث لکھ لیا کرو۔ لیکن یہ ابو معاویہ خود [illegible] رکھتا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث عمدہ ہوتی ہے۔

اس کے برعکس یحییٰ بن معین فرماتے ہیں وہ ضعیف ہے اور ایک بار فرمایا یہ کچھ نہیں۔ احمد بن ابی مریم کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے اس یحییٰ بن عیسیٰ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا اس کی حدیث نہ لکھو۔ نسائی لکھتے ہیں یہ یحییٰ بن عیسیٰ قوی نہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ روایت علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ اس کا راوی بھی یحییٰ بن عیسیٰ ہے اس کی عام روایات منکر ہوتی ہیں اور کوئی دوسرا اس کی روایت نہیں کرتا۔ میزان ج ۳ ص ۳۴

اس کا آخری راوی عیسیٰ بن عثمان ہے جو یحییٰ بن عثمان الرملی کا بھتیجا ہے امام ذہبی نے اس کے سلسلہ میں کچھ تحریر نہیں کیا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں سچا آدمی ہے یعنی صدوق ہے اور صدوق اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کا حافظہ اچھا نہ ہو۔ اور یہ ثقاہت کا سب سے ادنیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ صدوق ہونے کے باوجود یہ ممکن ہے کہ وہ غلط روایات بیان

کرے یا خود روایات میں غلطی کرے۔

اس تمام گفتگو سے یہ امر واضح ہو کر سامنے آیا کہ اس کے دو راوی شیعہ اور ایک ضعیف ہے اور یہ روایت ردّی ہے۔

اگر اس کے ساتھ بخاری کی وہ حدیث بھی شامل کر لی جائے جو حضرت براءؓ سے عدی بن ثابت شیعہ نے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔

الانصار لا یحبهم الا مؤمن	انصار سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں
ولا یبغضهم الا منافق فمن	کرتا اور ان سے منافق کے علاوہ کوئی بغض
احبهم احبه الله ومن	نہیں رکھتا۔ جو ان سے محبت کرے گا۔ اللہ
ابغضهم ابغضه الله	اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے
بخاری جلد ا ص ۵۳۵	گا۔ اللہ اس سے بغض رکھے گا۔

بخاری کی ایک اور روایت حضرت انسؓ بن مالک سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

آیۃ الایمان حب الانصار و	ایمان کی علامت انصار کی محبت اور منافق
آیۃ النفاق بغض الانصار	کی علامت انصار سے بغض ہے

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصار کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

اللهم انتم من احب الناس الیّ	اے اللہ۔ تم تمام لوگوں میں مجھے سب سے
بخاری ج ا ص ۵۳۴	زیادہ محبوب ہو۔

اور یہ بات آپ نے تین بار فرمائی تھی۔ لیکن ہمیں حیرت اس پر ہے کہ ابو ایوبؓ اور دیگر صحابہؓ کے نام کا ورد کرنے والے اس کے قائل ہیں کہ حضور کی وفات کے بعد صرف پانچ آدمی مسلمان باقی رہ گئے تھے۔ یعنی حضرت علیؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت ابوذرؓ۔ اور اتفاق سے ان میں ایک بھی انصاری نہ تھا۔ . . . . . .

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کس طریقے سے مسلمان بنے۔

پرندے کا گوشت کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ آپ کے پاس ایک پرندے کا گوشت آیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ مخلوق میں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ وہ میرے ساتھ شریک ہو کر اس پرندے کا گوشت کھائے۔ اتنے میں علی رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے آکر حضور کے ساتھ وہ گوشت کھایا

ترمذی لکھتے ہیں یہ حدیث اس سند سے غریب ہے۔ اگرچہ یہ روایت اور سندات سے بھی مروی ہے۔ لیکن ہم اس روایت کو اسی سند سے جانتے اور پہنچانتے ہیں۔

اور سدی کا نام اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن ہے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک کا زمانہ پایا ہے۔ اور حسین بن علی کو بھی دیکھا ہے۔ ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۳۶

سدی سے مراد سدی کبیر یعنی اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن ہے۔ اس کے بارے میں یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن عدی لکھتے ہیں میرے نزدیک یہ سچا ہے لیکن یحییٰ بن معین لکھتے ہیں۔ اس کی روایات میں ضعف ہوتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں۔

سلم بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ابراہیم نخعی اس سدی کے پاس سے گزرے۔ وہ قرآن کی تفسیر بیان کر رہا تھا۔ ابراہیم نے فرمایا۔ یہ تفسیر قرآن نہیں بلکہ تفسیر قوم ہے۔ لوگوں نے ابراہیم سے عرض کیا' اسے قرآن کا بہت بڑا علم حاصل ہے۔ انہوں نے فرمایا علم نہیں بلکہ جہالت۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کا بیان ہے کہ یہ سدی ضعیف ہے لیث کہتے ہیں کہ کوفہ میں

دو شخص سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ ایک سُدّی اور ایک کلبی۔

حسین بن واقد کا بیان ہے۔ کہ میں سدّی کے پاس روایات سننے گیا ابھی میں اس کی مجلس سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اس نے ابوبکر و عمرؓ کو گالیاں دینی شروع کر دیں۔ میزان ج ۲۳۶
سُدّی تک یہ کہانی نقل کرنے والا عیسٰی بن عمر ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مجہول ہے
عیسٰی سے یہ تمام کہانی نقل کرنے والا عبیداللہ بن موسٰی العبسی الکوفی ہے۔ یہ امام بخاری کا استاد ہے۔ اور صحیح بخاری میں اس سے روایات بھی مروی ہیں یحیٰی بن معین اور ابوحاتم رازی نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن ابوحاتم مزید فرماتے ہیں کہ عبیداللہ سے زیادہ محتاط تو ابونعیم ہے۔

احمد بن عبداللہ العجلی کا بیان ہے کہ وہ قرآن کا زبردست عالم تھا۔ بلکہ علم قرآن میں وہ استاد تصور کیا جاتا تھا۔ میں نے کبھی اسے اوپر سر اٹھاتے نہیں دیکھا۔ اور نہ اسے کبھی ہنستے ہوئے دیکھا۔

ابوداؤد سجستانی کا قول ہے کہ وہ تو ایک آگ لگانے والا شیعہ ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ عبیداللہ احادیث میں خلط ملط کرتا ہے۔ اس نے بدترین قسم کی احادیث روایت کی ہیں۔ اور ان بلاؤں کا موجد وہ خود ہے۔ میں نے اسے مکہ میں دیکھا تھا۔ لیکن میں نے اس سے حدیث سننا پسند نہیں کیا۔

ذہبی کہتے ہیں بظاہر بہت عابد و زاہد تھا۔ اور حرام سے بہت پرہیز کرتا تھا۔
۲۱۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۳ ص۱۶

محدثین کا ایک اصول یہ ہے کہ جب کوئی راوی کوئی ایسی حدیث روایت کرے جس سے اس کے مسلک کی تائید ہوتی ہو تو اس کی وہ روایت ناقابل قبول ہوتی ہے اور خاص طور پر جب اس روایت سے شیعوں کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

محدثین کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ شیعہ راوی کی وہ روایت ہرگز قابل قبول نہ ہوگا

جن میں حضرت علیؓ اور ان کے اہل خاندان کی فضیلت یا اموی اور دیگر صحابہؓ کی مذمت ہو۔ وہاں ہم ان تمام روایات راویوں کا جھوٹ تصور کی جائیں گی۔ کیونکہ شیعہ مذہب میں دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ دین جھوٹ بولنا ہے اور جو شخص جھوٹ نہیں بولتا اس کا دینداری سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اس فرقہ کا عام جھوٹ صحابہ کرام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اس لئے سُدیؒ اور عبیداللہ بن موسیٰ کی کوئی ایسی روایت قابل قبول نہیں جس سے صحابہ کی مذمت یا مفروضہ اہل بیت کی فضیلت کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔

جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے کہ بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ سے روایات لی ہیں تو بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ سے کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جس سے مذہب تشیع کی تائید ہوتی ہو۔ بخاری و مسلم ایسے شیعہ راوی سے روایت لیتے ہیں جس سے دیگر راوی بھی روایت کرتے ہوں۔ اس لئے بخاری نے عبیداللہ بن موسیٰ کی مناقب اہل بیت یا دیگر صحابہؓ کی مذمت میں کوئی روایت نہیں لی۔ بخاری و مسلم ان شیعہ راویوں سے عام طور پر ایسی روایات لیتے ہیں جو دوسرے راوی بھی روایت کرتے ہوں۔

ہاں اگر ایسے صرف شیعہ راوی روایت کر رہا ہو اور اس شیعہ راوی سے جھوٹ بولنا بھی ثابت نہ ہو۔ اور وہ روایت شریعت کے کسی اصول کے خلاف نہ ہو تو اس شیعہ راوی کی روایت قبول کی جائے گی۔ عام محدثین کا فیصلہ یہی ہے اگرچہ بعض محدثین اس امر کے قائل ہیں کہ شیعہ راوی کی کسی قسم کی کوئی روایت قابل قبول نہیں اس لئے کہ وہ لوگ تقیہ یعنی جھوٹ کو عین دین اور کار ثواب تصور کرتے ہیں۔ اس کے برعکس خارجی، معتزلی، مرجی وغیرہ جھوٹ کو جائز نہیں سمجھتے اس لئے ان کی روایات قابل قبول ہیں، بشرطیکہ وہ اپنے مسلک کی تائید میں کوئی روایت نہ کریں

اس کا ایک اور راوی سفیان بن وکیع ہے اس کا کاتب اس کی روایات میں اضافہ کرتا رہتا اور یہ اپنے خرابی حافظہ کے باعث وہ روایت جیسی لکھی پاتے اسے ہو بہو بیان کر دیتے اور یہ یقینی امر ہے کہ یہ اپنے والد وکیع بن الجراح الکوفی کی طرح شیعہ مذہب رکھتے ہوں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اور اپنے جھوٹ کو کاتب کے سر منڈھتے ہیں۔

الغرض اس روایت کی سند میں چار راوی مجروح ہیں۔ اس لئے ابن جوزی نے "العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ" اور سراج الدین قزوینی نے حاشیہ ترمذی میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔ علامہ محمد طاہر پٹنی فرماتے ہیں اس کی تمام سندات باطل ہیں۔

ہمیں حیرت تو خطیب بغدادی پر ہے کہ انھوں نے حاکم مصنف مستدرک کو اس لئے رافضی قرار دیا ہے کہ انھوں نے یہ روایت المستدرک میں نقل کی۔ لیکن ترمذی نے اسے اپنی جامع میں نقل کیا ہے اور اسے غریب قرار دیا۔ لیکن خطیب نے ترمذی کے سلسلہ میں خاموشی اختیار کی حالانکہ ممکن ہے کہ حاکم نے ترمذی میں اسے دیکھ کر نقل کیا ہو۔ اس طرح اصل مجرم ترمذی بنتے ہیں نہ کہ حاکم۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حاکم شیعہ ہیں۔ لہٰذا ترمذی بھی تشیع سے کسی صورت میں خالی نہیں۔ اور کتاب المناقب میں حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کے سلسلہ میں تو وہ کٹر شیعہ نظر آتے ہیں۔ واللہ اعلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے میں مجھ سے ابتدا فرماتے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کرتا تو آپ مجھے عطا فرماتے اور جب خاموش رہتا تب بھی مجھ سے ابتدا فرماتے۔

ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳

حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کرنے والا عبد اللہ بن عمرو بن ہند ہے۔ یہ [illegible] حضرت علیؓ کے کسی سے روایت نہیں کرتا [illegible] علاوہ [illegible] اور [illegible] نے روایت نہیں کی۔ دارقطنی کہتے ہیں [illegible] ہے۔

ابن عبد اللہ بن عمرو بن ہند [illegible] کے علاوہ دنیا کا کوئی [illegible]

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس لحاظ سے یہ راوی مجہول ہے۔ اور مجہول راوی کی روایت قابلِ قبول نہیں۔

عوف الاعرابی کی مرویات اکثر کتب صحیح میں پائی جاتی ہیں۔ امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، تو اگر چند معصروں کا باہم موازنہ کرے جیسے ابن عون اور ایوب کا عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث الحرانی کے ساتھ، حالانکہ یہ چاروں حسن بصری اور محمد بن سیرین کے شاگرد ہیں۔ تو تو ان چاروں میں صحت نقل اور فضیلت علمی کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق پائے گا۔ اگرچہ عوف اور اشعث بھی صادق اور امین سمجھے جاتے، لیکن عوف اور اشعث ہرگز ابن عون اور ایوب کے مقام کو نہیں پہنچے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری کا بیان ہے کہ میں نے داؤد بن ابی ہند کو دیکھا کہ وہ عوف کو مار رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے اے قدری،

عبداللہ بن المبارک نے جعفر بن سلیمان الضبعی سے فرمایا جب تو نے ابن عوف یونس اور ایوب کو دیکھا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ تو نے انھیں چھوڑ کر عوف بن ابی جمیلہ سے احادیث سنی، اللہ کی قسم عوف دو بدعتوں سے کم پر راضی نہیں ہوتا۔ یعنی وہ قدری بھی ہے اور شیعہ بھی۔

ایک بار بندار نے عوف کی حدیث پڑھ کر سنائی اور فرمایا عوف اللہ کی قسم قدری ہے رافضی ہے، شیطان ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۰۵

اس لحاظ سے یہ روایت عوف بن ابی جمیلہ رافضی کی وضع کردہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر چار شخصوں کی محبت فرض تھی

حضرت بریدہ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ان چار اشخاص کے نام بھی بتا دیجئے۔ آپ نے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ان میں علیؓ بھی ہیں، ان میں علیؓ بھی ہیں، یہ الفاظ تین بار دہرائے پھر فرمایا۔ ابوذرؓ مقدادؓ اور سلمانؓ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی اطلاع دی ہے کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے۔ ترمذی ج ۲ ص۴۳۵

ملت سبائیہ اس کی قائل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے، صرف چند اشخاص مسلمان باقی رہ گئے تھے اصول کافی کی ایک روایت کی رو سے ان کی تعداد تین ہے ایک روایت میں چار افراد کا ذکر ہے، اور ایک میں پانچ کا۔ اس روایت میں حضرت عمارؓ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان سے کون سا ایسا قصور سرزد ہوا تھا جو ان کا شمار نہیں کیا گیا۔

مزید لطف یہ ہے کہ یہ روایت حضرت بُریدہؓ کی جانب منسوب کی گئی ہے۔ حالانکہ سابقہ صفحات میں بخاری کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ حضرت بُریدہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس امر کا اقرار کیا تھا کہ میں علیؓ سے بغض رکھتا ہوں، اور آپؐ نے ان کو یہ ہدایت فرمائی کہ بغض نہ رکھو۔

اگر واقعتاً یہ روایت درست ہے اور انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ ایک صحابی نبیؐ کی زبان سے ایسی بات سننے کے بعد حضرت علیؓ سے بغض رکھے۔ لازماً ان دونوں روایات میں سے ایک روایت یقیناً غلط ہے۔

امام ترمذی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، یہ حدیث غریب ہے اور اسے شریک کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا۔

جناب شریک صاحب کا حال سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ اس کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں لیکن عبداللہ بن ادریس کے یہ الفاظ ضرور ذہن میں رکھئے کہ انھوں نے فرمایا: فی اللہ کی قسم شریک شیعہ ہے۔ اللہ کی قسم شریک شیعہ ہے۔

اور ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم یہ روایت اس کے تشیع کا منہ بولتا ثبوت ہے

اگر راویوں نے یہ روایت وضع نہیں کی۔ تب بھی اس روایت کی سند میں ایک اور زہر ملا ناگ موجود ہے جس کا نام اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری ہے۔

اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری

ابن عدی کا بیان ہے کہ اس پر بعض محدثین نے جرح کی ہے کیونکہ یہ غالی شیعہ تھا۔ عبدان کا بیان ہے کہ ابو بکر بن ابی شیبہ اور ہناد نے ہم پر اسمٰعیل کے پاس جانے پر اعتراض کیا اور فرمایا تم اس فاسق کے پاس کیوں جاتے ہو۔ جو اسلاف کو گالیاں دیتا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۹۶

اس کی سند میں ایک اور راوی ابو جنیدۃ الایادی ہے جس کا نام عمر بن ربیعہ ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۹۶

الغرض اس روایت کی سند میں دو راوی رافضی اور ایک منکر الحدیث ہے۔ ایسی صورت میں اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا بھی گناہ عظیم ہے۔

میرا قرضہ صرف علیؓ ادا کر سکتے ہیں

حضرت حبشی بن جنادہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور میری جانب سے کسی چیز کی ادائیگی یا علیؓ کریں گے یا میں خود کروں گا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۳۶۔ ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص ۱۵

اس روایت کا پہلا راوی اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری ہے جس کا حال پہلے گزر چکا ہے کہ وہ صحابہؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ یہ تصدی کذاب رافضی کا بھانجا ہے۔ دوسرا راوی اس کا شریک بن عبداللہ بن سنان ہے جس کا تفصیلی زائچہ سابقہ صفحات میں پیش کیا گیا ہے۔ تیسرا راوی ابو اسحاق السبیعی ہے جو مشہور مدلس ہے۔ حتیٰ کہ امام عبداللہ المبارک نے یہاں تک فرمایا

کا اہلِ کوفہ کو تدلیس کے مرض میں مبتلا کرنے والے ابو اسحاقؒ اور اعمشؒ ہیں اور مدلس کی ایسی روایت قابلِ قبول نہیں جو حرف عن کے ذریعہ مروی ہو۔ ابنِ قتیبہؒ نے المعارف میں اور شہرستانی نے الملل والنحل میں اس ابو اسحاق کو شیعہ قرار دیا ہے۔ ذہبی میزان میں زبید کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ محدثین اہلِ کوفہ کی ایک جماعت ایسی ہے کہ جن کے مذہب کی ہرگز تعریف نہیں کی جا سکتی۔ (یعنی شیعہ ہونے کے باعث) لیکن اس کے باوجود وہ محدثین کوفہ کے سردار ہیں مثلاً ابو اسحاق سبیعی، منصور، زبید الیامی اور اعمش وغیرہ اور ان کے ہم عصر، ان لوگوں کی صداقت کے باعث ان کی روایات قبول کی جاتی ہیں۔ لیکن مرسل روایات قبول نہیں کی جاتیں۔" المراجعات ص۱۱ میزان ج ۱ ص۹۹

گویا یہ چاروں افراد بھی شیعہ ہیں اور ان چاروں کی روایات تمام کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ اگرچہ ان میں تشدد نظر نہیں آتا۔

جب ہم اس روایت پر معنوی حیثیت سے نظر ڈالتے ہیں تو دنیا یہ بات جانتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا سارا قرضہ ابوبکرؓ نے ادا کیا اسی طرح مسجد نبوی کی زمین کا پیسہ ابوبکرؓ نے ادا کیا۔ اور جب مسجد میں اضافہ کیا گیا اور زمین خریدی گئی تو اس کی ادائیگی عثمانؓ نے کی۔ تو کم از کم جھوٹ بولتے وقت کچھ عقل سے ہی کام لے لیا ہوتا۔ اسے تو لوگ خالص سپید جھوٹ تصور کریں گے۔

اس روایت کے تحت یہ جتنے قرضے ادا کیے گئے یہ سب کالعدم ہوئے۔ لہٰذا سبائی برادری ان قرضوں کی ادائیگی کا اہتمام کرے۔ جب وہ اہتمام کرے تو ہمیں ضرور مطلع کرے

حضرت علیؓ کی فضیلت

حضرت اسامہؓ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک علیؓ اور

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عباسؓ اجازت طلب کرتے ہوئے آئے اور ان حضرات نے مجھ سے کہا کہ اے اسامہؓ ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرو۔ میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ علیؓ اور عباسؓ اجازت طلب کرنا چاہتے ہیں آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ دونوں کس لئے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی نہیں۔ فرمایا لیکن میں جانتا ہوں جاؤ انھیں آنے کی اجازت دو۔ میں نے انھیں جاکر اجازت دی وہ دونوں اندر داخل ہوئے ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں اس لئے آئے ہیں کہ آپ سے یہ سوال کریں کہ آپ کے اہل میں آپ کو کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے جواب دیا۔ فاطمہؓ۔

ان دونوں حضرات نے عرض کیا۔ ہم آپؐ سے آپ کے اہل کے بارے میں سوال کرنے نہیں آئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا ہے اور میں نے بھی اس پر انعام کیا ہے یعنی۔ اسامہؓ بن زیدؓ۔

ان دونوں حضرات نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ، اسامہؓ کے بعد۔ فرمایا علیؓ بن ابی طالب۔

اس پر حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے اپنے چچا کو تو آخر میں ڈال دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اس لئے کہ علیؓ نے آپ پر ہجرت میں سبقت کی ہے۔

ترمذی لکھتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور شعبہ عمرؓ بن ابی سلمہ کو ضعیف کہتے تھے ج ۲ ص ۲۴۴

امام ترمذی کے ان آخری الفاظ سے امر واضح ہو کر سامنے آگیا کہ ان کے نزدیک حسن وہ روایت ہوتی ہے جس کا راوی ضعیف ہو یعنی وہ ضعیف روایت کے لئے حسن کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اور ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے۔ کاش ہمارے علماء امام ترمذی کے اس دعویٰ کو قبول فرمالیں۔ لیکن امام ترمذی نے خود اقرار کر لیا ہے کہ وہ ضعیف کو حسن کہتے ہیں۔

عمر بن ابی سلمہ بن عبدالرحمن

یہ حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کے پوتے ہیں۔ ان کے والد ابوسلمہ کا شمار

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ یہ مدینہ کے قاضی تھے سچے آدمی ہیں لیکن غلطیاں کرتے ہیں۔ تقریب ص۲۵۳ گویا یہ روایت غلطی سے جوڑ دی گئی۔ امام ذہبیؒ میزان میں لکھتے ہیں۔ اس عمرؔ بن ابی سلمہ کو شعبہؔ، یحییٰ بن معینؔ، نسائیؔ اور ابو حاتمؔ نے ضعیف قرار دیا ہے اس نے ۱۳۲ھ میں اپنے ایک اموی بھائی کے ساتھ مل کر بنو عباس کے خلاف بغاوت کی جو ناکام ہو گئی۔ اور عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے اسے شام میں قتل کر دیا۔ میزان ج ۳ ص ۲۰۱۔ نیز محدثین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عمر منکر روایات اپنے والد کی جانب منسوب کرکے بیان کرتا تھا۔

بلحاظ سند تو ہم اس پر زیادہ کلام اس لئے کرنا نہیں چاہتے کہ امام ترمذیؒ نے خود ہی اس کے ضعف کی وضاحت کر دی ہے۔ اور شعبہؔ کا قول نقل کرکے جو خاموشی اختیار کی ہے اس سے یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آتی ہے کہ امام ترمذی شعبہ کے ہمنوا ہیں۔ اور ان کے نزدیک عمرؔ بن ابی سلمہ ضعیف ہے۔

لیکن جب ہم اس روایت پر معنوی لحاظ سے غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ روایت خلاف عقل اور خلاف اصول باتوں کا ایک پلندہ نظر آتی ہے۔ قارئین بھی ان امور پر غور فرمالیں

۱۔ یہ آیت أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (اللہ نے بھی اس پر انعام کیا اور اے نبیؐ آپ نے بھی اس پر انعام کیا) حضرت اسامہؓ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی بلکہ یہ ان کے والد حضرت زیدؓ بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہیں آپؐ نے آزاد کرکے اپنا متبنیٰ بنایا تھا اور یہی آپؐ کا وہ انعام ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا جا رہا ہے۔ اس روایت میں اس آیت کا تعلق حضرت اسامہؓ سے جوڑ دیا گیا ہے جو تاریخ، تفسیر، حدیث اور علماء کے متفقہ فیصلہ کے بالکل خلاف ہے۔ اگر اس کی سند بھی معتبر ہوتی تب بھی یہ روایت مردود ہوتی۔

۲۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے ایک سوال کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا۔ ان دونوں نے عرض کیا ہم یہ سوال کرنا نہیں چاہتے تھے اور پھر ان دونوں حضرات نے دوبارہ یہی سوال دہرایا۔ اور دوبارہ اس سوال پر دوسرا جواب ملا۔

۳۔ اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسامہؓ حضرت علیؓ سے افضل ہیں حالانکہ آج تک روئے زمین پر اس کا کوئی قائل نہیں رہا۔

۴۔ اس روایت کی رو سے آپؐ نے حضرت اسامہؓ کو اہل بیت میں شمار کیا اور چچا اور داماد کو اہل بیت سے خارج کیا۔ حالانکہ اگر اہل بیت سے مراد ازواج ہیں تو یہ سبھی خارج ہوتے ہیں۔ اور اگر اہل بیت سے مراد اہل خانہ ہیں تو یہ سب داخل ہوتے ہیں۔ آخر اس میں ایسی کیا پالیسی ہے کہ حضرت اسامہؓ تو اہل بیت میں داخل کیے جائیں۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو اس سے خارج کیا جائے۔

ہمارے نزدیک اس میں پالیسی یہ ہے کہ بنو امیہ کے خلاف جو تحریک چلی وہ بنو علیؓ اور بنو عباسؓ نے مل کر چلائی۔ گویا یہ دونوں خاندان بنی امیہ کی مخالفت پر متفق ہوئے اور عمر بن ابی سلمہ نے بنو امیہ کے ساتھ مل کر اس نئی حکومت کے خلاف بغاوت کی تھی وہ بنو علیؓ اور بنو عباسؓ کو اپنا مخالف تصور کرتا تھا۔ لہٰذا اس نے ان دونوں حضرات کی حیثیت گرانے کے لئے یہ روایت وضع کروائی۔ اور اسی سیاست کے پیش نظر حضرت اسامہؓ کا مقام ان حضرات سے بلند کر کے دکھایا گیا۔

۵۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بلا اجازت داخل ہوتے اور چچا اور داماد کو اجازت طلب کرنی پڑتی جو ایک انتہائی حیرت ناک امر ہے۔

۶۔ اس روایت کی رو سے حضرت علیؓ حضرت عباسؓ سے اس لئے افضل ہیں کہ انھوں نے پہلے ہجرت کی۔ گویا جو پہلے ہجرت کرے گا وہ بعد کے مہاجرین سے افضل ہوگا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس سے یہ ثابت ہو گا کہ "تمام مہاجرین حبشہ حضرت علیؓ سے افضل ہیں۔ اور اسی طرح وہ مہاجرین مدینہ بھی افضل ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ سے قبل ہجرت کی۔ مثلاً حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت بلالؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ بن مظعون وغیرہ۔ اس فارمولے کے تحت صحابہ کرام کے مراتب از سر نو متعین کرنے ہوں گے۔

حضرت سعدؓ کا حضرت علیؓ کے بارے میں فیصلہ

عبد الرحمان بن سابط نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہؓ اپنی کسی خاص غرض سے مدینہ تشریف لائے۔ تو حضرت سعدؓ ان سے ملنے گئے۔ اتفاق سے مجلس میں حضرت علیؓ کا ذکر آیا تو امیر معاویہؓ نے انہیں کچھ برا بھلا کہا۔ اس پر سعدؓ کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگے۔ ۔ ۔

کہ تم اس شخص کے بارے میں ایسی بات کہو۔ حالانکہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ "میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں" اور میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا "اے علیؓ تم میرے لیے ایسا ہی ہے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور میں نے یہ کہتے بھی سنا ہے کہ "میں آج اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے" ابن ماجہ مترجم جلد اول

ہم نے جب ابن ماجہ کا ترجمہ کیا تھا اس وقت بھی اس روایت پر ایک حاشیہ چڑھایا تھا لیکن اب ہمیں اس حاشیہ سے کافی اختلاف ہے۔ اس لئے ہم اپنے قارئین کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے اپنی پرانی کتابوں میں جو روایات نقل کی ہیں یا ان پر جو تبصرہ کیا ہے۔ ان پر روایاتی طور پر کلی اعتماد نہ کیا جائے۔ مثلاً اصول فقہ، ترجمہ ابن ماجہ، شرح حصن حصین، ترجمہ کتاب الاذکار، ترجمہ فتوح الغیب اور ترجمہ فوز الکبیر وغیرہ۔

یہ حدیث اتفاق سے صحیح مسلم میں بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن ابن ماجہ اور مسلم کی حدیث میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مسلم کی اصل روایت تو بہت مختصر ہے جو ان الفاظ میں مروی ہے۔

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو غزوہ تبوک میں پیچھے چھوڑ دیا۔ انہوں نے عرض کیا۔ رسول اللہ آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میری جگہ ایسا ہی ہے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مسلم ج ۲ ص ۲۷۸

حضرت سعدؓ سے صرف اتنی مختصر سی روایت مروی ہے جس کا تعلق غزوۂ تبوک سے ہے۔ اس میں امیر معاویہؓ کا کوئی تذکرہ نہیں۔ حضرت سعدؓ سے اس روایت کو ان کے صاحبزادے مصعب، ابراہیمؒ اور امام سعید بن المسیب روایت کر رہے ہیں۔ دوران سب سے یہ روایت متعدد صحیح سندات کے ساتھ مروی ہے۔ لیکن اس اصل روایت میں ولایت علیؓ کا کوئی تذکرہ نہیں۔ لیکن صورت حال یہ پیش آئی کہ سبائیوں اور ضعیف راویوں نے حضرت سعدؓ کی اس اصل روایت میں اضافے شروع کر دئے۔ اور حدیث کی صورت ہی بدل ڈالی۔

اس کا ثبوت خود مسلم کی ایک دوسری روایت سے ملتا ہے جو امام مسلم نے بکیر بن مسمار کے حوالے سے حضرت سعدؓ سے نقل کی ہے۔ جو ہم قارئین کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں۔

بکیر بن مسمار سے عامر بن سعدؓ کے ذریعہ حضرت سعدؓ سے نقل کیا ہے کہ امیر معاویہؓ نے سعدؓ کو حکم دیا کہ اے سعدؓ کیا وجہ ہے کہ تم ابو تراب کو برا نہیں کہتے۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے لئے تین باتیں فرمائیں چونکہ مجھے وہ یاد ہیں اس لئے میں ہرگز برا نہیں کہہ سکتا۔ اگر مجھے ان میں سے ایک خوبی بھی حاصل ہو جاتی تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ میں انہیں پیچھے چھوڑا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپؐ نے ان سے فرمایا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میری جگہ ایسے ہی بن جاؤ جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ تھے۔ مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں۔

اور میں نے خیبر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں ہم نے اس کے لئے امیدیں وابستہ کیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس علیؓ کو بلاؤ۔ علیؓ لائے گئے تو ان کی آنکھیں دکھنے آئی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں تھوکا۔ اور انہیں جھنڈا عنایت فرمایا۔ اور اللہ نے ان کے ہاتھوں پر فتح عنایت فرما دی۔

اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔

نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ . ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلایا اور فرمایا۔ اے اللہ یہ میرے گھر والے ہیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۲۷۸)۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ علماء کا قول ہے کہ جو روایت کسی صحابی پر اعتراض واقع ہوتا ہو اسے بغیر تاویل کے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ اس روایت میں یہ ثابت کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کو دوسروں سے برا کہلواتے تھے۔ لہٰذا اس روایت کو اصل صورت میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

دونوں روایتوں کی باتیں جن پر ہم توجہ دلانا چاہتے تھے۔ ہمارے ذہن میں جو موٹی موٹی باتیں آئی ہیں ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔

۱۔ راوی کہتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے سعدؓ کو حکم دیا، اور حکم بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ سوال پیش کر دیا گیا۔ اب محسوس ہوتا ہے کہ یا تو راوی بھول گیا یا سسپنس پیدا کرنے کے لئے بات کو گول کر گیا۔

۲۔ امیر معاویہؓ نے حضرت سعدؓ سے جو خصوصاً سوال کیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سعدؓ کے علاوہ بقیہ صحابہؓ حضرت علیؓ کو برا کہتے تھے۔ لیکن صرف ایک سعدؓ ایسے تھے جو یہ حرکت نہ کرتے تھے۔ جس کے باعث امیر معاویہؓ کو سوال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس طرح ان دونوں باتوں میں تضاد پیدا ہو گیا ہے کہ راوی ایک جانب یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے انہیں برا کہنے کا حکم دیا۔ لیکن دوسرے جملے سے یہ ثابت کرتا ہے کہ امیر معاویہؓ صرف وجہ معلوم کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے حکم کچھ نہیں دیا۔

۳۔ یا تو یہ واقعہ نہ ہوا اور نہ اس کی ضرورت پیش آئی۔ گویا راوی صرف تنقیص کو ثابت کرنے کے لئے یہ کہانی بیان کر رہا ہے۔

۴۔ راوی نے پوری آیت پیش نہیں کی۔ بلکہ آیت کا صرف وہ حصہ بیان کیا جس سے یہ چاروں آیت کے تحت داخل ہو جائیں۔

۵۔ نجران کا وفد تو آیا، اور اس وقت امیر معاویہؓ کاتب وحی کی حیثیت سے مدینہ میں موجود تھے۔ کیا یہ بات ان کے علم میں نہ تھی۔

۴۔ اس روایت کو حضرت سعدؓ سے ان کے صاحبزادے عامرؓ نے نقل کیا ہے۔ اور عامرؓ سے بکیر بن مسمار نے جناب امام سعید بن المسیب نے اس عامرؓ سے وہ مختصر الفاظ نقل کئے ہیں جو ہم نے شروع میں مسلم کے حوالہ سے پیش کئے ہیں۔ اور بکیر بن مسمار اور سعید بن المسیب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کجا سعید اور کجا بکیر۔ اور محدثین کا اصول ہے کہ جب ایک ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راویوں کی حدیث کے خلاف روایت بیان کرے تو اس کی روایت شاذ ہوگی، اور اس راوی کی روایت قبول کی جائے گی جو زیادہ ثقہ ہو اور کمتر کی روایت مجروح ہوگی۔

پہلی روایت نقل کرنے والے سعید بن المسیب محدثین کے نزدیک سید التابعین ہیں۔ جب کہ بکیر بن مسمار کا حال یہ ہے کہ بخاری نے اس سے روایت نہیں لی۔ بلکہ انہوں نے فرمایا اس کی روایت قابل اعتراض ہوتی ہے۔

میزان ج ۱، ص ۳۵۱ ۔

حاتم بن اسماعیل

بکیر سے اس روایت کو حاتم بن اسماعیل کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں اس سے بخاری و مسلم نے روایات لی ہیں۔ ثقہ ہے۔ سچا ہے مشہور ہے۔ لیکن نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔

اسے ایک جماعت نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس میں غفلت پائی جاتی ہے

میزان ج ۱، ص ۴۲۸ ۔

گویا اس کی روایت سعید بن المسیب کی حدیث اور مصعب اور ابراہیم کی روایات کے مقابلہ میں ہرگز پیش نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ ایسی صورت میں یہ روایت خود مجروح ہوگی۔

مسلم کی روایات تو تفصیلاً زیر بحث آگئیں۔ تاکہ قارئین کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جائے کہ راوی کا جتنا مقام گرتا جاتا ہے۔ روایت میں اضافے ہوتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی اصل ہیئت بدل جاتی ہے۔

اب ابن ماجہ کی روایت پر نظر ڈالئے تو آپ کو صاف طور پر نظر آ جائے گا کہ حضرت سعدؓ کی روایت میں چند باتیں زبردستی ملا دی گئی ہیں۔

۱۔ **من کنت مولاہ فعلی مولاہ** ، جملہ حدیث میں زبردستی ٹانک دیا گیا ہے۔

۲۔ ابن ماجہ کی روایت میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ امیر معاویہؓ حضرت علیؓ کو برا کہتے۔

۳۔ جب امیر معاویہؓ نے یہ حرکت کی تو حضرت سعدؓ کو بہت غصہ آیا، تب یہ فضائل ظاہر ہوئے۔

۴۔ دیگر صحابہؓ خاموش یہ تماشا دیکھتے رہے۔ نہ انہوں نے امیر معاویہؓ پہ اعتراض کیا اور نہ حضرت سعدؓ کی کسی بات کو رد کیا۔

۵۔ ان تینوں روایات میں ایک بات ہر جگہ موجود ہے۔ اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کو غزوۂ تبوک میں چھوڑ کر گئے، اور انہیں حضرت ہارونؑ سے تشبیہ دی۔ حضرت سعدؓ کی اصل روایت اتنی تھی۔ باقی راویوں کے اضافات ہیں جو حضرت سعدؓ کی جانب از خود ہی منسوب کر دیئے گئے ہیں۔

موسیٰ بن مُسلم بن رُومان

ابن ماجہ کی مذکورہ روایت کا ایک راوی موسیٰ بن مسلم بن رومان ہے۔ ابن عدی اور ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مجہول ہے۔ ازدی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ میزان ج ۴ ص ۲۲۲۔

حافظ ابن حجر نے تقریب میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن اس پر کوئی تبصرہ نہیں کیا جس سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھی اس کے حال سے لاعلم ہیں۔

ابو معاویۃ الضریر

موسیٰ بن مسلم سے یہ روایت نقل کرنے والا ابو معاویۃ الضریر ہے۔ اس کا نام محمد بن خازم ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے بچپن ہی میں نابینا ہو گیا تھا۔ تمام صحاح میں اس کی روایات پائی جاتی ہیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں یہ اعمش سے جو روایات نقل کرتے ہیں وہ درست ہوتی ہیں۔ لیکن اور لوگوں کی روایات میں انہیں وہم ہوتا ہے۔ تقریب ص ۲۹۵۔

اور یہ روایت چونکہ وہ موسیٰ بن مسلم سے نقل کر رہے ہیں لہٰذا یہ روایت ہرگز صحیح نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ یہ موسیٰ بن مسلم راوی ہی کے وہم کی پیداوار ہو۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابن خراش کا قول ہے کہ ابو معاویہ اعمش کی روایت میں ثقہ ہیں۔ لیکن وہ جب اور لوگوں سے روایت کرتے ہیں تو ان میں اضطراب ہوتا ہے۔ یہی امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ بلکہ وہ تو واضح الفاظ میں فرماتے کہ ابو معاویہ، اعمش کے علاوہ کسی کی روایت کو ٹھیک یاد نہیں رکھتا تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حاکم کہتے ہیں اس ابو معاویہ سے اگرچہ بخاری و مسلم نے روایات نقل کی ہیں لیکن یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ عبیداللہ سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔ یعقوب بن شیبہ اور عجلی کا بیان ہے کہ اگرچہ یہ ثقہ تھا۔ لیکن مدلس ہے اور مرجی ہے۔ وکیع بن الجراح اس کے مرجی ہونے کے باعث اس کے نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔ ابوداؤد کہتے ہیں یہ مرجی تھا۔ میزان ج ۴ ص ۵۸۳۔

حاصل کلام یہ کہ ابو معاویہ مرجی تھا۔ مدلس تھا۔ اور غالی قسم کا شیعہ تھا۔ اور کسی شیعہ کی ایسی روایت ہرگز قابل قبول نہیں جس سے اس کے مذہب کی تائید ہوتی ہو۔ اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ شیعوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا یہ روایت تشیع کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور اس کا ایک راوی موسیٰ بن مسلم مجہول ہے۔

یہ روایت حضرت سعدؓ کی جانب منسوب کی گئی ہے حالانکہ حضرت سعدؓ ان صحابہ میں داخل ہیں۔ جنہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت تک نہیں کی حیرت کا مقام ہے کہ وہ حضرت علیؓ کی ولایت سے واقف ہونے کے باوجود ان کا ساتھ تک دینے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اس لحاظ سے بھی یہ حضرت سعدؓ پر اتہام ہے۔

اس مصنوعی روایت میں حضرت علیؓ کیلئے مولیٰ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ لغوی لحاظ سے مولیٰ مالک کو کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور مولیٰ نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ	بلکہ اللہ تمہارا مولیٰ ہے۔

نیز ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ۝	یقیناً اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے۔ وہ اچھا مددگار ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝	اے اللہ آپ ہمارے مولیٰ ہیں، کافر قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

اس لحاظ سے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر اللہ کو مولیٰ کہنا حرام ہے۔ خرا

مولیٰ کہا جائے یا مولیٰ بنا . زمانہ جاہلیت میں غلام اپنے آقا کو مولیٰ کہہ کر پکارتے . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی . ارشاد فرمایا .

لا تقولوا سید کم یا مولای   تم اپنے سردار کو اے مولا نہ کہو .

اور مالک اپنے غلام کو ذلیل و خوار تصور کرتے . اسی تصور کو پیش نظر رکھتے ہوئے غلام کو عبد کہتے . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے مالک کے لئے لفظ مولیٰ کے استعمال کو منع فرمایا . بلکہ مالکین کو حکم دیا کہ تم اپنے غلاموں کو مولیٰ کہا کرو .

لا تقولوا لعبد کم یا عبدی بل قولوا یا مولای .   اپنے غلاموں کو تم یا عبدی نہ کہو . بلکہ یا مولای کہو .

اس سے مقصود یہ تھا کہ ایک جانب تو غلام احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو اور دوسری جانب مالکین کے دماغ پر اپنے مالک ہونے کی رعونت کا بھوت سوار نہ ہو . حدیث و تاریخ میں یہ تصور اتنا عام ہوا کہ ہر غلام کو مولیٰ کہا جانے لگا مثلاً بلال مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . عکرمہ مولیٰ ابن عباس ، نافع مولیٰ ابن عمر اور اسلم مولیٰ عمر وغیرہ . اس مولیٰ کی جمع موالی آتی ہے . تاریخ میں حکومت موالیین مشہور ہے .

اگر اس روایت من کنت مولاہ میں مولیٰ کا مقصد مالک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مالک کے لئے اس لفظ کے استعمال کی ممانعت فرما دی ، اور قرآن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس لفظ کا استعمال اللہ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں ہونا چاہئے تو ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات فرمائیں .

لیکن اگر اس روایت میں مولیٰ سے مراد غلام ہے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کی صریح توہین ہے . اس توہین پر تو ایسے اشخاص کو سزا دینی چاہئے . کیونکہ اس سے بڑی توہین کیا ہوگی کہ ان حضرات کو غلام قرار دیا جائے . کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کسی انسان کے غلام نہ تھے .

ہمارے علماء جو خود کو مولیٰنا کہلوانے پر فخر کرتے ہیں . ان سے پوچھنا چاہئے کہ اس لفظ سے خود کو مخاطب کرانے سے آپ کا مقصود کیا ہے . اگر آپ اس سے مراد مالک لیتے ہیں تو وہ معنی تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مخصوص ہیں۔ اور اگر اس سے مراد غلامی ہے تو ہم کون ہیں جو اس پر اعتراض کریں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بچارے عوام اس سے واقف نہیں۔ کاش آپ حضرات انہیں بتا دیتے تاکہ انہیں بھی یہ محسوس ہو جاتا کہ جنہیں وہ سر پہ اٹھائے پھرتے ہیں وہ خود بخود عوام کے غلام بننے کے لئے تیار ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ عوام کے غلام ہیں۔ اس لئے کہ وہ پیٹ کے غلام ہیں۔ اور پیٹ انہیں عوام کا غلام بننے پر مجبور کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب حضرت علیؓ تھے

جُمیع بن عُمیر تیمی کا بیان ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اُن سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انہوں نے فرمایا فاطمہؓ۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ مردوں میں کون محبوب تھا۔ انہوں نے فرمایا ان کے خاوند (علیؓ) اور جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بہت روزہ رکھنے والے اور بہت قیام کرنے والے تھے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۴۵۔

اس کی سند پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔ لیکن سب سے اول دو باتیں ذہن نشین کر لیں۔

۱۔ اول یہ کہ حضرت عائشہؓ کا اپنا ذاتی تخیل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں۔

۲۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔ جب کہ انہوں نے جو اس کے مخالف روایات پیش کی ہیں۔ انہیں حسن صحیح کہا ہے۔ اور ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ ترمذی جب کسی روایت کو حسن صحیح کہتے ہیں تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ روایت متعدد سندات سے مروی ہیں۔ جس میں کچھ سندات صحیح ہیں اور کچھ حسن ہیں۔

ہم اس نقطۂ نگاہ سے جب دیکھتے ہیں تو ترمذی نے اس مضمون پر چند اور روایات بھی پیش کی ہیں۔ اولاً آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ترمذی نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو سب

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سے زیادہ محبوب کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ میں نے عرض کیا مردوں میں کون محبوب ہے فرمایا اس کا باپ۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ ترمذی ج ۲ ص۲۵۱

نیز حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ فرمایا عائشہؓ۔ عرض کیا گیا کہ مردوں میں کون محبوب ہے۔ فرمایا اس کا باپ۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ترمذی ج ۲ ص۲۵۱ ۔

تمام علماؤ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے افضل تھے۔ اور آپ کے سب سے بڑے رفیق اور محبوب تھے۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ حضورؐ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ اور اس بات سے ایک ایک صحابی واقف تھا۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ اور صحیح کی موجودگی میں غریب کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے۔

پھر جمیع نے حضرت عائشہؓ کا قول پیش کیا ہے جو زیادہ سے زیادہ ان کی ذاتی رائے قرار پائے گی بشرطیکہ یہ ان کا قول ہو اور حضرت عمروؓ بن العاص اور حضرت انسؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش کر رہے ہیں۔ اور قول رسول کے مقابلہ میں قول صحابی کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اس قول کو صحابی کی ذاتی رائے تصور کر کے رد کر دیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اقرار فرما رہے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب عائشہؓ اور اس کے باپ ہیں۔ ایسی صورت میں کیا یہ ممکن ہے کہ ام المؤمنین اس کے برعکس اپنا کوئی اور خیال ظاہر فرمائیں۔ اگر واقعتاً ام المؤمنین نے ایسی بات فرمائی تھی تو پھر سبائی برادری کو ان سے آخر کیوں ناراضگی ہے۔ اور اگر ہے تو انہیں اب اس ناراضگی کو دور کر دینا چاہیے۔

حضرت عائشہؓ کے اس قول کو ان سے جمیع بن عمیر التیمی نے روایت کیا ہے۔ یہ کون ذات شریف ہیں۔ اس کا اندازہ حافظ ذہبی سے معلوم کیجئے۔

جمیع بن عمیر التیمی تیم اللہ بن ثعلبہ کا غلام تھا۔ اس سے ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ ترمذی نے اس کی بعض روایات کو حسن کہا ہے۔ اس کی سنن میں تین روایات

پائی جاتی ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں کوفہ کا باشندہ ہے۔ نیک آدمی ہے۔ شیعوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات ایسی ہیں جنہیں اور کوئی بیان نہیں کرتا۔

بخاری کہتے ہیں اس نے ابن عمرؓ اور عائشہؓ سے احادیث سنی ہیں لیکن اس پر اعتراض ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں رافضی ہے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

ابن نمیر کا بیان ہے کہ یہ تو سب سے زیادہ جھوٹا انسان تھا۔ کہا کرتا تھا کہ کراکی نامی پرندہ بغداد پر اڑتے ہوئے بچے دیتا ہے اور اس کے بچے زمین پر نہیں گرتے۔

یہ روایت کہ اے علیؓ تم میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے اسی کی پیش کردہ ہے۔ میزان ج ۱ ص ۴۲

یہ حضرت کتنے درجے کے رافضی ہیں اور ان کی روایت پیش کر کے ترمذی نے جو حسن کہا ہے فریق مخالف اس پر کس طرح تالیاں پیٹتا ہے۔ وہ عبدالحسین شرف الدین موسوی کی زبانی سنئے۔

ابن حبان کہتے ہیں جیسا کہ میزان میں ہے رافضی ہے۔ اس سے علاء بن صالح ۔

جُمیع بن عمیر صدقہ بن المثنیٰ اور حکم بن جبیر نے روایت نقل کی ہیں۔ اور یہ ان تینوں کا شیخ ہے۔ سنن میں اس کی تین روایات موجود ہیں۔ ترمذی نے اس کی حدیث کو حسن کہا ہے۔ اس کا اقرار ذہبی نے بھی کیا ہے۔ اس کا شمار تابعین میں بھی ہوتا ہے۔ اس نے ابن عمرؓ اور عائشہؓ سے احادیث روایت کی ہیں۔ اور ابن عمرؓ سے اس نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ المراجعات ص ۴۵ ۔

شرف الدین کے قول کا مقصد یہ ہے کہ ہم کوئی حق بات تو نہیں کہہ رہے ہیں ہم تو وہی بات کہتے ہیں جو سنیوں کے راویوں نے بیان کی ہیں۔ اور تمہارے علماء نے انہیں اپنی کتابوں میں پیش کیا۔ اسی کو کہتے ہیں جس کا جوتا اسی کا سر۔ کاش ہمارے اہل سنت علماء کچھ سوجھ بوجھ سے کام لیں۔

اس جُمیع سے یہ داستان نقل کرنے والا ابو الجحاف ہے۔ آیئے امام ذہبی کی زبانی اس کا حال بھی معلوم کر لیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابو الجحاف اس کا نام داؤد بن ابی عوف ہے۔ ترمذی کے بعض نسخوں میں ترمذی کا یہ قول بھی موجود ہے کہ امام سفیان ثوری فرماتے تھے یہ پسندیدہ انسان تھا۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ نسائی کہتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے۔ ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کی روایات لی ہیں۔ لیکن

ابن عدی لکھتے ہیں میرے نزدیک اس کی روایت قطعاً حجت نہیں۔ کیونکہ اول تو یہ شیعہ ہے اور اس کی عام روایات اہل بیت کے فضائل میں ہوتی ہیں۔ مثلاً۔

اے علیؓ جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا اور جس نے تجھے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔

اے علیؓ تو اور تیرے تمام شیعہ جنت میں جائیں گے۔ میزان ج ۲ ص۱۔

ہمارے اہل سنت بھائی غالباً اسی لئے شیعوں کے ساتھ اتحاد کے نعرے لگاتے ہیں کہ شاید شیعوں کی بہرحال اضعیں بھی کوئی گوشہ مل جائے جو جنت میں اسے ہی دنیا میں رہی۔

عبدالحسین موسوی نے یہاں کیا مزے لوٹے ہیں؟ تو آئیے کچھ آپ بھی مزے لوٹ لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں۔

ابن عدی نے اس راوی کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ میرے نزدیک یہ قابل حجت نہیں۔ اس کی عام روایات فضائل اہل بیت میں ہوتی ہیں۔ یہ شیعہ ہے۔

یا للعجب۔ غور کیجئے کہ ابن عدی کے اس قول کی کیا حیثیت ہے کہ ان ناصبیوں (رضیتوں) میں سے — سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری اور خلیل بن عابس نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔ جن کا شمار اس دور کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔ ابو داؤد اور نسائی نے اس کی حدیث کو حجت مانا ہے۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ نسائی کہتے ہیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے۔ ذہبی نے یہ تمام اقوال نقل کئے ہیں۔ اور کیا تعجب سے لئے اسے سنیوں کا اتنی بات کافی نہیں کہ ابو داؤد اور نسائی نے اس سے روایات لی ہیں۔ المراجعات ص۸۲۔

اسے عوامی زبان میں کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہوا ہو جتا۔ ہم تو اپنے اہل سنت بھائیوں سے یہی عرض کر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سکتے ہیں کہ

شعر ۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

گویا اس روایت کے دو راوی سبائی ہیں۔ اور یہ جمیع تو بہت بڑا غلط کار ہے۔

اس مضمون کی ایک اور روایت حضرت بریدہؓ کی جانب منسوب ہے۔ جو ان الفاظ میں مروی ہے۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عورتوں میں سب سے محبوب فاطمہؓ اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب علیؓ تھے۔ ابراہیم جوہری جو ترمذی کے استاد ہیں ان کا بیان ہے کہ اس محبت کا تعلق اہل بیت سے ہے۔

ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہمیں اس کے علاوہ اس کی کوئی اور سند معلوم نہیں۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۵۰۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے تو حضرت بریدہؓ اپنا تخیل ظاہر فرما رہے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ فی الواقع بھی ان کا تخیل صحیح ہو۔ یہ ان کی ذاتی رائے ہے بشرطیکہ اسے تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے اس قسم کا کوئی تخیل ظاہر فرمایا تھا۔ ہمارا تخیل یہ ہے کہ حضرت بریدہؓ کا اس قول سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ بلکہ یہ بات ان کی جانب منسوب کر کے اندرونی راز پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔ . . .

کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس خمس کی وصول یابی کے لئے روانہ فرمایا .... اور میں علیؓ سے بغض رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے غسل کیا تھا۔ اس خمس کی ایک باندی کے ساتھ ہم بستر ہو کر۔ میں نے خالدؓ سے کہا کہ آپ نے اس شخص کی حرکت دیکھی۔ . . ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کی۔ آپ نے فرمایا اے بریدہؓ کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! آپ نے فرمایا علیؓ سے بغض نہ رکھو کیونکہ علیؓ کا خمس میں اس سے زیادہ حق ہے۔ بخاری ج ۲ ص ۶۲۳۔

اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کے وقت پیش آیا۔ اگر حضرت بریدہؓ کے نزدیک حضرت علیؓ سب سے زیادہ

محبوب ہستی ہوتے تو حضرت بریدہؓ ہرگز ان سے بغض نہ رکھتے۔ یہ بات ان کی جانب اس لئے منسوب کی گئی ہے تاکہ خم غدیر کی اصل کہانی پر پردہ ڈالا جا سکے۔

حضرت بریدہؓ کی اس روایت کا ایک راوی جعفر بن زیاد ہے۔

جعفر بن زیاد الاحمری الکوفی اس کی روایات ترمذی، ورنسائی میں پائی جاتی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں۔ ضعیف ہے۔ احمد فرماتے ہیں۔ اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے۔ عثمان دارمی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن معین نے اسے بے کار قرار دیا۔

ابو داؤد کہتے ہیں سچا ہے لیکن شیعہ ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں نیک آدمی ہے لیکن شیعہ ہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں یہ بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ وہاں حکومت کے خلاف سازش شروع کی۔ منصور کو اس کی اطلاع ملی۔ اس نے اس کے ساتھیوں کا تیع قمع کیا۔ اور اسے جیل میں ڈال دیا۔ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد چھوڑ دیا۔

اس کے پوتے حسین بن علی کا بیان ہے کہ میرا دادا خراسان کے شیعوں کا سردار تھا۔ ابو جعفر نے اسے خفیہ طور پر طلب کیا تھا پھر بہت سا جر مقام میں شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ کافی طویل عرصہ قید رہا۔ ۱۶۷ھ میں اس کی موت واقع ہوئی۔ میزان ج ۱ صفحہ ۴۰۸۔

گویا حضرت بریدہؓ کی یہ روایت ایک شیعہ کی عملداری میں تیار ہوئی۔ روگ محدثین کا یہ فرمان کہ فلاں شخص سچا ہے شیعہ ہے۔ یا فلاں شخص نیک ہے شیعہ ہے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی غلاظت دکھا کر یہ کہے کہ یہ غلاظت ہے۔ لیکن اس میں سے خوشبو مہک رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں ہرگز جمع نہیں ہو سکتیں۔ اور کم از کم موجودہ دور میں ہماری عقل اسے تسلیم نہیں کرتی۔

عبداللہ بن عطاء جعفر الاحمری یہ روایت عبداللہ بن عطاء الکوفی سے نقل کرتا ہے۔ ازدی کہتے ہیں یہ عبداللہ متروک ہے۔ اور نسائی لکھتے ہیں کہ ضعیف ہے میزان ج ۲ صفحہ ۴۶۱۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں غلطیاں کرتا ہے۔ اور مدلس ہے۔ تقریب صفحہ ۱۸۲۔

یہ عبداللہ بن عطا یہ روایت حضرت بریدہؓ کے صاحبزادے سے نقل کر رہا ہے۔ اور صاحبزادے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کا نام بیان نہیں کرتا۔ اگر صاحبزادے سے مراد ان کا بیٹا سلیمان ہے تو انہوں نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ اور اگر صاحبزادے سے مراد بریدہ کے بیٹے عبداللہ ہیں تو اگرچہ وہ ثقہ ہیں لیکن محدثین ان کو پسند نہیں کرتے۔ وکیع کا قول ہے کہ عبداللہ سے بہتر ان کے بھائی سلیمان ہیں۔ سلیمان کی حدیث زیادہ صحیح ہوتی ہے۔

احمد بن محمد بانی کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ان دونوں بھائیوں کے سلسلہ میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا سلیمان کی جانب سے تو میرے دل میں کوئی شک نہیں۔ لیکن عبداللہ ۔۔۔۔ اس کے بعد امام صاحب خاموش ہو گئے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۲۹۹ ۔

ممکن ہے یہ روایت اس عبداللہ سے مروی ہو اور راوی نے دھوکہ دینے کی غرض سے اس کا نام ذکر نہ کیا ہو لیکن عبداللہ بن بریدہ اتنے گئے گزرے نہیں جتنا جعفر الاحمر شیعہ یا پھر عبداللہ بن عطاء المکی۔ ظاہر ہے کہ یہ روایت ان دونوں میں سے کسی نے تیار کی ہے۔

جوتے بچانے والا

ربعیؒ بن حراش کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت علیؓ نے رحبہ میں ہم سے بیان کیا کہ جب حدیبیہ کا دن آیا تو مشرکین میں سے کچھ افراد ہمارے پاس آئے جن میں سہیل بن عمرو بھی تھا اور مشرکین کے کچھ اور بھی سردار تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے بچوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ فرار ہو کر آپ کے پاس آ گئے ہیں۔ ان میں دین کی کچھ سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ یہ لوگ مالوں اور جائیدادوں سے بھاگ کر آ گئے ہیں۔ آپ انہیں واپس کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ قریش یا تو تم اپنی حرکات سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کی خاطر تمہاری گردنیں مار دے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ایمان کا امتحان لے لیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ ابوبکرؓ نے بھی عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا وہ خاصف النعل ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنے جوتے دے رکھے تھے جنہیں وہ

بجا لایا کرتے تھے ۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت علیؓ ہماری طرف متوجہ ہوئے ۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے ۔

ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ۔ ہمیں اس روایت کی ایک سند کے علاوہ کوئی اور سند معلوم نہیں ۔ ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۱۳ ۔

یہ روایت اتنی مہمل ہے کہ اس پر بحث کرنا بھی ایک حماقت ہے ۔ یعنی کہ اس کی عربی تک درست نہیں ، کہیں پر کسی راوی کا کشف تو نہیں ۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو آج تک کسی مؤرخ اور سیرت نگار نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا ۔ حالانکہ حدیبیہ کے مقام پر جو معاہدہ عمل میں لایا گیا ۔ اسے حضرت علیؓ نے تحریر کیا تھا ۔ اور اس میں انہوں نے محمد رسول اللہ لکھا تھا جسے سہیل بن عمرو نے یہ کہہ کر کٹوا دیا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مان لیتے تو پھر اختلاف ہی کیا باقی رہتا ۔ اور دنیا جانتی ہے کہ آپ نے اسے کٹوا کر محمدؐ بن عبداللہ لکھوا دیا ۔

لیکن اس روایت کا راوی اس روایت کی ابتداء میں بیان کرتا ہے کہ مشرکین نے عرض کیا یا رسول اللہ . . . یعنی جب ان لوگوں نے آپ کو رسول اللہ مان لیا تھا تو پھر وجہ اختلاف کیا تھی ۔

یہ بھی تاریخی اور حدیثی طور پر ثابت ہے کہ جو لوگ معاہدہ کے بعد مکہ سے بھاگ کر آپ کے پاس آئے آپ نے انہیں واپس فرما دیا ۔

ہمیں حیرت اس پر ہے کہ حضرت علیؓ کی اس مشکل کشائی اور امتحان الٰہی کا سوائے ان کے کسی کو علم نہ ہو سکا ۔ نہ اہل خاندان کو نہ غیر اہل خاندان کو ، نہ مسلم کو اور نہ کافر کو ۔ اگر حضرت علیؓ واقعی اتنی خوبیوں کے مالک تھے کہ تن تنہا کافروں کی گردن کاٹ کر پھینک سکتے تھے ۔ تو بجائے اس کے کہ حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا تنہا حضرت علیؓ کو مکہ روانہ کر دیا جاتا ۔ تاکہ وہ مکہ کو کفار سے پاک کر دیں ۔ بلکہ یہ کام تو ہجرت سے قبل ہی انجام دے لینا چاہیے تھا ۔ لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دب کر صلح فرمائی ۔

امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ امام ترمذی کے نزدیک تمام راوی ثقہ ہوں لیکن ہمارے نزدیک دو راوی ناقابل قبول ہیں ۔ سفیان بن وکیع اور شریک بن عبداللہ ۔

سفیان بن وکیع

اس سفیان سے ترمذی اور ابن ماجہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ یہ وکیع بن جراح کوفی کے صاحبزادے ہیں۔ امام ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں اس پر جھوٹی احادیث بیان کرنے کا الزام ہے۔ بخاری کہتے ہیں محدثین کو ان پر اس لئے اعتراض ہے کہ جب کوئی حدیث بیان کرتے اور ساتھ اپنی روایت سے کوئی بات کہتا یہ اسے بھی حدیث میں داخل کر دیتے۔ عبدالرحمان بن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میرے والد فرمایا کرتے تھے۔ ان کا کاتب ان کی احادیث میں تبدیلیاں کر دیتا۔ اس طرح اس کاتب نے ان کی روایات کو غلط کر دیا۔ اور سفیان وہ روایات بیان کرنے لگے۔ (گویا یہ کوئی بہت پہنچے ہوئے صوفی تھے)

ابن عدی نے ان کی چند منکرات نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ان کی روایات میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ان کے کاتب کی کرم فرمائی کا نتیجہ ہے۔ وہ موقوف (قول صحابی) کو مرفوع (قول رسول) بناتا اور مرسل (جس میں سے راوی چھوٹ گیا ہو) کو موصول (جس کے پورے راوی موجود ہوں) بناتا اور سندیں بدل لیا کرتا تھا

ابن حبان لکھتے ہیں۔ خود تو بہت فاضل اور اچھے آدمی تھے۔ لیکن ان کی روایات میں تمام خرابیاں ان کے کاتب ہی کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔ (میزان ج ۲ صفحہ)

گویا محدثین کی یہ داستان اسی کاتب کی وضع کردہ ہے۔ اس سفیان کی روایات تمام محدثین کے نزدیک ناقابل قبول ہیں۔ صرف امام ترمذی واحد شخص ہیں جنہوں نے اس کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

اس روایت کا ایک اور راوی شریک بن عبداللہ ہے۔ اس سے تمام محدثین نے روایات لی ہیں۔ لیکن ہماری نظر میں اس کی روایات قابل اعتماد نہیں اس لئے کہ وہ سبائیت کا علمبردار ہے۔ اور محدثین کے نزدیک کسی شیعہ کی وہ روایت ہرگز قابل قبول نہیں جس کا تعلق اہل بیت سے ہو۔

قاضی شریک

حافظ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں یہ شریک سچا آدمی ہے۔ واسط کا قاضی تھا۔ نہایت عادل، فاضل۔ عبادت گزار اور بدعات کی مخالفت میں بہت سخت تھا۔ آخر میں کوفہ کا قاضی بنا۔ اس وقت سے اس کا حافظہ

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خراب ہو گیا۔ تقریب صـ۱۴۵

کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں ماشاء اللہ ایسی ہی تھی کہ اچھے اچھوں کا نہ صرف حافظہ بلکہ ذہن تک خراب کر دیتی تھی۔ بخاری اپنے ذرا حافظہ ذہنی سے معلوم کریں کہ ان کا واقعتاً حافظہ خراب تھا یا دماغ میں کوئی خرابی تھی۔

شریک بن عبد اللہ النخعی الکوفی۔ اس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ تابعی تھا۔ حافظ الحدیث تھا۔ سچا تھا اور ائمہ میں سے ایک امام تھا۔ بخاری کے علاوہ سب نے اس سے روایات لی ہیں۔ اس نے علی بن الاقمر، زیاد بن علاقہ اور منصور دتابعین سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام علی بن المدینی کا بیان ہے کہ امام یحییٰ بن سعید القطان اسے انتہائی ضعیف قرار دیتے تھے۔ ابن المثنیٰ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمٰن بن مہدی کو اس کی کوئی حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن سعید القطان مزید فرماتے ہیں کہ شریک کی اصل روایات میں خلط ملط ہے۔

عبد الجبار بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے عرض کیا لوگوں کا خیال ہے کہ شریک آخر عمر میں روایات میں خلط ملط کرنے لگا تھا۔ انہوں نے فرمایا وہ تو ہمیشہ ہی غلط ملط کرتا رہا ہے (یعنی حافظہ کی خرابی کا تو بہانہ ہے)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ اس شریک کا نسب نامہ یہ ہے۔ شریک بن عبد اللہ بن سنان بن انس نخعی ہے۔ اس کا دادا سنان بن انس قاتل حسین ہے۔ امام ابن المبارک کا بیان ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں ہوتی۔ جوزجانی لکھتے ہیں۔ اس کا حافظہ بہت خراب تھا۔ اس کی حدیث مضطرب ہوتی ہے۔ یہ مائل بہ تشیع تھا (یعنی تشیع کی جانب)

ابراہیم بن سعید الجوہری کا بیان ہے کہ اس نے چار سو روایات میں غلطیاں کی ہیں۔ معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شریک ثقہ ہے۔ سچا ہے۔ لیکن اگر کوئی اور اس کی روایت کے خلاف روایت کرے تو وہ دوسرا شخص ہمیں پسند ہے۔ ابو یعلیٰ نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ شریک اگرچہ ثقہ ہے لیکن غلطیاں کرتا ہے۔ اور حدیث کو صحیح طور پر یاد نہیں رکھتا۔ اور اس کے باوجود خود کو سفیان اور شعبہ سے بڑھ کر سمجھتا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عبدالرحمان بن شریک کا قول ہے کہ میرے باپ شریک کے پاس دس ہزار رسائل تو جابر جعفی کے بیان کردہ تھے (جابر جعفی فقہ جعفریہ کا راوی ہے) اور ان کے پاس دس ہزار غریب روایات تھیں۔

امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ شریک سفیان سے زیادہ اہل کوفہ کی روایات کو جانتا تھا دارقطنی کا قول ہے کہ جب شریک کوئی ایسی روایت بیان کرے جسے کوئی اور روایت نہ کرتا ہو تو شریک قوی نہیں۔ یعنی یہ کسی دوسرے سہارے کا محتاج ہے۔

ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ میں نے ابوزرعہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا شریک کی روایت کو حجت سمجھا جائیگا انہوں نے جواب دیا یہ بہت زیادہ احادیث روایت کرتا ہے۔ اسے وہم بھی بہت ہوتا ہے اور غلطیاں کرتا ہے اس پر فضلک الصائغ نے ان سے فرمایا۔ اس نے واسط میں رہتے ہوئے تو باطل روایات بیان کی تھیں۔ ابوزرعہ بولے کہ باطل نہ کہو۔

ابراہیم بن اعین کا بیان ہے کہ میں نے شریک سے دریافت کیا کہ اگر کوئی کسی صحابی کو کسی پر فضیلت دے تو کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا وہ احمق ہے کیا ابوبکرؓ و عمرؓ کو فضیلت نہیں دی گئی۔

ابوداؤد الرہاوی کا بیان ہے کہ میں نے شریک کو یہ کہتے سنا کہ علیؓ خیر البشر ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے اس نے کفر کیا۔

عبدالسلام بن حرب کہتے ہیں میں نے ایک روز شریک سے کہا کہ آپ اپنے بھائی مالک بن مغولؒ کی عیادت کو نہیں جائیں گے۔ اس نے جواب دیا جو علی اور عمار پر تنقید کرے وہ میرا بھائی نہیں۔

علی بن قادم کا بیان ہے کہ عتاب اور ایک اور شخص شریک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے شریک سے سوال کیا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تجھے صحابہ کے معاملہ میں شک ہے۔ اس نے جواب دیا اے احمق میں شک کر سکتا ہوں۔ میری تو آرزو یہ تھی کہ کاش میں اس زمانہ میں ہوتا۔ اور علیؓ کے ساتھ شامل ہو کر ان صحابہؓ کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگتا۔ (جس طرح شریک کے دادا سنان نے اپنے ہاتھوں کو حضرت حسین کے خون سے رنگا)

حفص بن غیاث کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے خود یہ بات سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

وفات ہوئی۔ اور مسلمانوں نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا۔ کاش انہیں معلوم ہوتا کہ ان لوگوں میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے جو ابوبکرؓ سے افضل ہے۔ تو اگر انہیں یہ معلوم ہوتا تو یہ سب اسے گھیر لیتے۔ پھر ابوبکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا۔

اگرچہ اس نے حق اور انصاف کو قائم کیا۔ لیکن جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے چھ افراد کی مجلس شوریٰ قائم کر دی۔ اور ان سب نے عثمانؓ کو خلیفہ بنایا۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا کہ ان چھ افراد میں کوئی عثمانؓ سے بھی افضل ہے تو یہ سب انہیں گھیر لیتے۔

جب یہ بات عبداللہ بن ادریس کے پاس پہنچی تو انہوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے شریک کی زبان سے واضح بات ظاہر کرا دی (یعنی ضلالت تقیہ) اللہ کی قسم شریک شیعہ ہے۔

نیز اس شریک کے بارے میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ کسی نے اس کے سامنے امیر معاویہؓ کا تذکرہ کیا اور کہا وہ بہت بردبار تھے۔ اس پر شریک نے جواب دیا جس نے حق کو جھٹلایا اور علیؓ سے قتال کیا وہ بردبار نہیں ہو سکتا۔ یہ شریک ۹۵ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۱۷۷ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۲ ص ۲۷۰۔

عبدالحسین شرف الدین موسوی لکھتے ہیں۔

کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ شریک اہل بیت کے مذہب کی طرف مائل تھا۔ اس نے یہ روایت بیان کی علیؓ میرے وصی اور وارث ہیں اور یہی وہ ہیں جس نے بنی امیہ کے دور میں امیر المومنین کے فضائل کی اشاعت کی۔ اور اسی شریک نے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب معاویہ کو تم میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو۔ المراجعات ص ۹۱۔

ہمیں افسوس یہ ہے کہ شریک نے یہ روایت اس وقت بیان کی جب امیر معاویہؓ کی اولاد بھی دنیا سے جا چکی تھی۔ اسے تو یہ روایت اس وقت بیان کرنی چاہیے تھی جب امیر معاویہؓ منبر رسول پر تشریف فرما تھے۔ اور اس وقت تک جناب شریک پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اور اگر پیدا بھی ہو جاتے تو مدینہ منورہ اور دمشق کو اللہ نے تشیع کی نجاست سے پاک رکھا تھا۔ اس لئے کسی سبائی بچہ کو اس کی ہمت نہ ہو سکی۔

قارئین کرام آپ سفیان بن وکیع اور شریک کا حال ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ہم تو ایسی صورت میں ایسی روایت کو حدیث کے لفظ سے تعبیر کرنا بھی جائز نہیں سمجھتے۔ کجا کہ مدینہ کے اس واقعہ کو حسن صحیح قرار دیا جائے۔

حضرت علیؓ منافقین کی پہچان کا ذریعہ ہیں

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ہم انصار جماعت منافقین کو بغض علیؓ سے پہچانا کرتے تھے ترمذی کہتے ہیں یہ روایت غریب ہے۔ اور شعبہؒ نے ابو ہارون العبدی کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ روایت اعمش سے بھی روایت کی گئی ہے اور اعمش سے ابو صالح نے اور ابو صالح نے ابو سعید سے۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۳۳ ۔

یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت علیؓ نے منافقین کے خلاف کون سا خصوصی کارنامہ انجام دیا تھا۔ جو وہ شناخت کا ذریعہ بن گئے۔ اور یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ منافقین کی اصطلاح ان معنوں میں استعمال ہوتی ہو جن معنی میں یہ سبائی طبقہ اس لفظ کو استعمال کرتا ہے۔ سبائیوں کے نزدیک منافقین سے مراد ابو بکرؓ و عمرؓ اور مہاجرین مکہ ہوتے ہیں۔

ترمذی نے خود اس روایت کو غریب قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کے راوی ابو ہارون العبدی کی ذات پر شعبہ کو اعتراض ہے۔

ابو ہارون العبدی

اس ابو ہارون کا نام عمارہ بن جوین ہے۔ اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ امام شعبہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مجھ سے کہے کہ یا تو ابو ہارون کی حدیث قبول کرو یا خود اپنا گلا کٹوانا منظور کرو تو مجھے اپنا گلا کٹوانا قبول ہوگا لیکن اس کی روایت بیان کرنا نہیں۔ نیز شعبہ فرماتے ہیں کہ میں سال بھر مسافر رہا اس کا حال معلوم کرتا۔ اتفاق سے یہ ہمارے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک کتاب تھی جس میں حضرت علیؓ کی فضیلت میں منکر روایات جمع تھیں۔ حماد بن زید کا قول ہے کہ ابو ہارون کذاب ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کذاب ہے مفتری ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں اس کی کسی روایت کو ہرگز سچا نہ مانا جائے نسائی لکھتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ متلون مزاج ہے۔ کبھی خارجی بن جاتا ہے اور کبھی رافضی۔ اور ابن حبان لکھتے ہیں یہ حضرت ابو سعید خدریؓ کے نام سے ایسی روایات بیان کرتا ہے جو انہوں نے کبھی بیان نہیں کیں۔

شعبہ کہتے ہیں میں نے اس کے پاس جو کتاب دیکھی تھی اس میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی جانب یہ بات بھی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

منسوب کی گئی تھی کہ جب عثمانؓ کو قبر میں اتارا گیا تو وہ اللہ کا کافر بن چکا تھا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں رد یہی اس کتاب کو تحفۃ الروح کہتا تھا۔ صالح بن محمد کا قول ہے کہ وہ زبان سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔ میزان ج ۳ ص۱۷۱۔

ابو ہارون سے یہ کہانی نقل کرنے والا جعفر بن سلیمان الضبعی ہے۔ اب ذرا اس کا بھی کچھ حال ملاحظہ کر لیجئے۔

جعفر بن سلیمان الضبعی

مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس سے روایت لی ہے۔ یہ بنو حارث کا غلام تھا۔ اور خاندان بنی ضبیعہ میں اس نے قیام کیا تھا۔ شیعہ ہونے کے باوجود اس کا شمار زہاد علماء میں ہوتا ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ جعفر ثقہ ہے۔ لیکن یحییٰ بن سعید اس کو ضعیف قرار دیتے اور اس کی کوئی روایت نہ لکھتے۔ امام احمد کہتے ہیں اس میں کوئی برائی نہیں۔ یہ صنعا گیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس سے روایات نقل کیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں یہ امی تھا۔

ابن سعد لکھتے ہیں یہ ثقہ ہے اگرچہ اس میں کچھ ضعف ہے اور یہ شیعہ تھا۔

احمد بن المقدام کا بیان ہے کہ ہم یزید بن زریع کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے فرمایا جو شخص جعفر بن سلیمان اور عبدالوارث کے پاس جائے وہ میری مجلس میں نہ آئے۔ اس لئے کہ عبدالوارث معتزلی سمجھا جاتا تھا اور جعفر بن سلیمان رافضی۔

سہل بن ابی حذویہ کا بیان ہے کہ میں نے جعفر سے سوال کیا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ جعفر نے جواب دیا گالیاں تو نہیں دیتا لیکن بغض ضرور رکھتا ہوں۔

جریر بن یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ اپنے والد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پیغام دے کر جعفر الضبعی کے پاس بھیجا … کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا گالیاں تو نہیں دیتا لیکن بغض ضرور رکھتا ہوں۔ جریر بن یزید بن ہارون فرماتے ہیں یہ جعفر رافضی ہے، وہ تو کتے کی طرح ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عمر بن علی کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن مبارک کو دیکھا کہ وہ جعفر بن سلیمان سے کچھ سوالات کر رہے تھے۔ انہوں نے سوال کیا۔ تو نے ایوب بن ابی تمیمہ کو دیکھا ہے؟ جعفر نے کہا ہاں۔ کیا تو نے ابن عون کو دیکھا ہے؟ جعفر نے جواب دیا ہاں۔ کیا تو نے یونس کو دیکھا ہے؟ ہاں۔ ابن مبارک نے آخری سوال کیا کیا جب تو نے ان حضرات کو دیکھا تو تو نے ان کے پاس بیٹھ کر کیوں نہ علم حاصل کیا۔ اور تو عوف کے پاس بیٹھ کر علم حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا قسم عوف اس وقت تک خوش نہیں ہوتا جب تک اپنی ذات میں دو بدعات جمع نہیں کر لیتا۔ کیونکہ وہ قدری بھی ہے اور شیعہ بھی ہے۔ میزان ج ۱ ص ۳۰۲ ۔

اس طرح سے اس روایت کی تمام سندی حیثیت قارئین کے سامنے آگئی ہے۔ اب ذرا ایک اور لحاظ سے بھی اس پر نظر ڈال لیں تو بہتر ہے۔

خود ترمذی نے حضرت براء بن عازب انصاری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ان سے جو محبت کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔ ترمذی لکھتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۵۲۔ بخاری ج ۱ صفحہ ۵۳۴۔

نیز بخاری نے حضرت انس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کی علامت انصار کی محبت اور نفاق کی علامت انصار کا بغض ہے۔ بخاری ج ۱ صفحہ ۵۳۴ ۔

اب قارئین کرام خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ منافقین کی پہچان کا ذریعہ انصار ہیں حضرت علیؓ نہیں۔ اصل میں سبائی بدمذہبوں کا ایک اصول یہ ہے کہ جہاں انہیں کسی صحابی کی کوئی فضیلت نظر آئی اس میں ترمیم کر کے حضرت علیؓ پر چسپاں کر دی۔ حالانکہ حضرت علیؑ کی ذات ان فرضی اور مصنوعی فضائل سے بہت بلند ہے۔

اے اللہ مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علیؑ کو نہ دیکھ لوں

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے دیکھا۔ اے اللہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک مجھے علیؓ کو نہ دکھا دے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

امام ترمذی یہ روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ روایت حسن غریب ہے۔ ہمیں اس کی اس سند کے علاوہ کوئی اور سند معلوم نہیں۔ ترمذی ج ۲ ص ۲۳۰۔

حضرت ام عطیہؓ صحابیہ سے روایت کرنے والی عورت ام شراحیل ہے۔ یہ کون ہے؟ ذہبی کہتے ہیں اسے کوئی نہیں جانتا۔ اور جابر بن صبیح کے علاوہ اس سے کوئی روایت نقل نہیں کرتا۔ میزان ج ۴ ص ۶۱۳۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔ تقریب ص ۴۹۵

یعنی یہ عورت مفقود الخبر ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ امام ترمذی اس سے واقف تھے یا نہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں بہت سے لاپتہ لوگوں کی کھوج لگائی ہے۔ لیکن یہاں انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام ترمذی کو بھی اس کا کوئی کھوج نہیں ملا۔ لیکن پھر یہ روایت حسن کیسے بن گئی۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ ہم اپنی کم علمی کے باعث آج تک یہ نہیں سمجھ سکے کہ حسن آخر کون سی ہے؟ جو کبھی صحیح روایت کے ساتھ چمٹ جاتی ہے اور کبھی منکر روایت کے ساتھ۔ ہم آج تک اصل میں یہ عقدہ حل نہ کر سکے۔ اور ہمارے متاخرین علماء جب کسی موضوع اور منکر روایت پر اپنے اجتہاد کی بنیاد رکھتے ہیں تو سب سے اول اسے حسن قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہم جیسے لاعلم یہ تصور کر بیٹھتے ہیں کہ یہ روایت عمدہ ہے اور اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور امام ترمذی نے بہت سی روایات کو حسن کہہ کر ہم سے بڑے بڑے پتھر ہضم کروائے ہیں۔ حیرت تو ہمیں متاخرین علماء کے ہاضمہ پر ہے کہ ان کے پیٹ میں پتھر بھی بدہضمی پیدا نہیں کر سکے۔ ہمارا تو ان روایات کا نام سن کر ہی ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔

جابر بن صبیح ام شراحیل سے یہ کہانی نقل کرنے والا جابر بن صبیح ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں اس کی روایات ابوداؤد، نسائی اور ترمذی میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی کنیت ابوبشر ہے۔ بصرہ کا باشندہ ہے۔ یحییٰ ابن معین کہتے ہیں ثقہ ہے۔ لیکن ازدی کا قول ہے کہ اس کی روایت درست نہیں ہوتی۔ میزان ج ۱ ص ۳۷۷۔

ابوالجراح البہزی جابر بن صبیح سے یہ کہانی نقل کرنے والا ابوالجراح البہزی ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں یہ مجہول ہے۔ تقریب ص ۳۹۵۔ ذہبی لکھتے ہیں اس روایت کو ترمذی نے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حسن کہا ہے، لیکن ابن ابی الجراح سے کوئی شخص بھی واقف نہیں۔ اور اس سے ابوعاصم کے علاوہ کوئی یہ روایت نقل نہیں کرتا۔ میزان ج ۴ ص ...۔

ابوعاصم ابو الجراح سے یہ کہانی نقل کرنے والا ابوعاصم ہے۔ یہ کون ذات شریف ہیں؟ اس کو تو اس کے فرشتے ہی جا سکتے ہیں۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔ یہ کون شخص ہے دنیا کے تمام افراد اس کے حال اور نام سے ناواقف ہیں۔ اگر ابوعاصم سے مراد ابوعاصم سکاچی ہے تو ابن عدی کہتے ہیں یہ شخص مجہول ہے، اور اگر ابوعاصم سے مراد ابوعاصم عبادانی ہے تو یہ عجیب عجیب کہانیاں بیان کرتا ہے۔ حافظ عقیلی لکھتے ہیں یہ ابوعاصم عبادانی منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۴ ص ۵۴۳۔

حافظ ابن حجر نے تقریب میں ابوعاصم عبادانی کو کمزور قرار دیا۔ اس پر ق کی علامت بنائی ہے۔ تقریب ص ۴۱۳۔ یہ ق کی علامت بتاتا اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی روایات ابن ماجہ میں پائی جاتی ہے۔ اگر ترمذی میں بھی اس کی روایات موجود ہوتیں تو ابن حجر اس کے نام کے ساتھ ت کی علامت بھی بناتے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ابوعاصم نامی کوئی اسم بے مسمی پرندہ ہے جو یہ داستان گا کر چلا گیا، اور کسی کو یہ پتہ نہ چل سکا کہ یہ کون ہے، اور کہاں سے آیا تھا۔

ماحصل کلام یہ کہ اس روایت کی سند میں چار راوی ہیں۔ تین راوی مفقود الخبر ہیں۔ اور ایک ضعیف ہے لیکن پھر بھی ہمارا اس پر ایمان ہے کیونکہ امام ترمذی نے اسے نقل کر کے حسن قرار دیا ہے۔۔۔۔ ہم نے راویوں کے حالات پیش کر دیئے ہیں۔ اب علماء کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ اس روایت کی کیا وجہ ہے۔ یا قارئین خود فیصلہ کر لیں۔۔۔ ہمیں اس کے لئے مجبور نہ فرمائیں۔

حضرت علی سردیوں میں گرمیوں کے کپڑے استعمال فرماتے

حضرت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ابولیلیٰؓ حضرت علیؓ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ اور حضرت علی گرمیوں کے کپڑے سردیوں میں اور سردیوں کے کپڑے گرمیوں میں پہنتے تھے۔ ہم نے ابولیلیٰ سے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عرض کیا کہ آپ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ سے سوال کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز مجھے بلایا اور اس وقت میری آنکھیں دکھنے آئی تھیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ میری آنکھیں دکھنے آرہی تھیں۔ آپ نے میری آنکھوں میں تھوکا۔ پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ اس سے سردی اور گرمی دور فرما۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں اس کے بعد سے آج تک میں نے گرمی اور سردی محسوس نہیں کی۔ (ابن ماجہ ترجمہ ج۱ ص[illegible])

اس روایت کے سلسلہ میں سب سے اول تو عرض یہ ہے کہ آج تک خیبر کے واقعات کے سلسلہ میں جتنی احادیث اور جتنی تاریخی روایات پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں یہ کہانی ابن ماجہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ اور حافظ مزی کا دعویٰ ہے کہ جو روایت ایسی ہے کہ صرف ابن ماجہ نے روایت کی ہو۔ اور کسی اور نے روایت نہ کیا ہو وہ ضرور منکر ہوتی ہے۔

ثانیاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سردی اور گرمی کے کپڑے جداگانہ نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ اون کے موٹے جھوٹے کپڑے جو سردیوں میں استعمال ہوتے وہی گرمیوں میں استعمال کئے جاتے۔ حتیٰ کہ مسجد میں پسینہ سے بدبو پھیل جاتی۔ اسی لئے جمعہ کے غسل کا حکم دیا گیا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ متمول طبقے کے کچھ افراد حیرہ، یمن، شام اور روم کے بنے ہوئے باریک کپڑے استعمال کرتے ہوں۔ لیکن یہ سلسلہ بھی حضرت عمرؓ کے زمانہ فتوحات کے بعد شروع ہوا۔ اور حضرت علیؓ کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کھاتے پیتے افراد میں نہیں ہوا۔

ہمارے تخیل میں یہ واقعہ عقلاً ناممکن نہیں لیکن اس کا جو مفہوم راوی پیش کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کے اظہار کے لئے اس نے یہ کہانی وضع کی ہے۔ وہ قطعاً ناکافی ہے۔ دراصل گرمی دور ہونے سے مقصد نگاہوں کی گرمی ہے۔ کیونکہ آنکھیں اکثر گرمی کے باعث دکھنے آتی ہیں۔ آپ کا آنکھوں کی اس حرارت کو دور کرنے کے لئے دعا فرمانا اسی طرح ممکن ہے جس طرح آنکھوں میں تھوک لگانا۔ لیکن تاریخی معاملات میں یہ عقلی دوڑ نہیں چلتی۔ اس کے لئے تاریخی طور پر یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش آیا یا نہیں۔ اگر ابن ماجہ کی اس روایت کی سند عمدہ ہوتی تو ہم خود اسے ایک ثبوت قرار دیتے۔ لیکن اس کی سند اس لائق نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جاسکے۔ اس کی سند کے ابتدائی دو راوی قابل اعتراض ہیں یعنی عثمان بن ابی شیبہ اور محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عثمان بن ابی شیبہ

ابوبکر بن ابی شیبہ کے بھائی ہیں۔ ان کا شمار حدیث کے بڑے علماء میں ہوتا ہے ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ اکثر علماء نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن اثرمی کہتے ہیں یہ ایسی روایات نقل کرتے ہیں جنہیں کوئی اور نقل نہیں کرتا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں عثمان کسی دوسرے مددگار کے محتاج نہیں۔ ان سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ لیکن ان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ لیکن امام احمد نے ان کی متعدد روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ ابن عقدہ نے بھی ان کی متعدد روایات کو منکر قرار دیا۔ ان حضرت کو ہزاروں احادیث یاد تھیں۔ لیکن قرآن کی کوئی ایک آیت بھی صحیح طور پر یاد نہیں ہوتی۔ تفصیل کے لئے ان کا حال آپ ہماری کتاب "ایصال ثواب قرآن کی نظر میں" ملاحظہ کیجئے۔

محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ

عثمان بن ابی شیبہ نے یہ روایت محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے نقل کی ہے۔ جو تاریخ میں ابن ابی لیلیٰ کے نام سے مشہور ہیں جو کوفہ کے بہت بڑے فقیہ اور پابند سنت انسان تھے۔ لیکن ان کا حافظہ خراب تھا۔

امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں۔ افسوس انہیں جتنا قوی ہونا چاہیے تھا یہ اتنے قوی نہیں۔ امام احمد کہتے ہیں ان کی احادیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں میں نے اتنے کمزور حافظہ کا کوئی اور انسان نہیں دیکھا۔ نسائی، یحییٰ بن سعید القطان اور ترمذی نے ان کی روایات کو ضعیف قرار دیا۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ان کا حافظہ خراب تھا۔ فحش غلطیاں کرتے تھے جس کے باعث ان کی اکثر روایات منکر ہوتی ہیں۔ ۱۴۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۳ ص ۶۱۳۔

اس لحاظ سے یہ روایت ابن ابی لیلیٰ کی منکرات میں شمار ہوگی۔ لیکن ان سے زیادہ خطرناک عثمان بن ابی شیبہ ہے۔ کیونکہ ہمارا ذہن ہرگز یہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کہ جسے ہزاروں روایات یاد ہوں وہ قرآن کی کوئی آیت صحیح طور پر یاد نہ رکھ سکے۔ بلکہ وہ ہمارے نزدیک قرآن میں عمداً تحریف کرتا ہے اور تقیہ کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے اور اس نے متعدد جگہ کی بابت بیان کی ہیں قرآن میں اختر کا حال ہم نے ایصال ثواب قرآن کی نظر میں پیش کیا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اوصیاء کا خاتمہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے ذریعہ ہوا۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ علیؓ اور ان کی ذریت قیامت کے روز تک اوصیاء کو ختم کریں گے۔

اس روایت کا راوی بھی وہی قسابہ ہے۔ اور اس روایت کو وہ دبری سے نقل کرتا ہے۔ اور وہ عبدالرزاق سے۔ یہ ہر دو روایت ایک ہی درجہ کی ہیں۔ اور ان کے راوی بھی وہی ہیں۔ جو سابقہ روایات میں پائے جاتے رہے ہیں۔

چونکہ ہمارا تعلق اوصیاء سے نہیں اس لئے عرض یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی پانچ اولادیں ہوئیں یعنی حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، زینبؓ اور ام کلثومؓ۔ لیکن لڑکیوں کو ان کی اولاد ہونے سے ہمیشہ کیلئے محروم کر دیا گیا۔ محسن بے چارے بچپن میں انتقال کر گئے۔ رہ گئے حضرت حسنؓ چونکہ انہوں نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی تھی۔ اس لحاظ سے ان کی اولاد وصایت وولایت سے محروم ہوئی۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہوئیں۔ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ اور چونکہ پہلی تینوں صاحبزادیاں امویوں کے نکاح میں گئیں۔ لہٰذا ان کے نام بھی لینا جرم ہے۔

اس طرح یہ وصایت وولایت تین صاحبزادیوں اور ان کی اولاد کو محروم کر کے بلکہ انھیں اولادِ رسولؐ ہونے سے خارج کر کے ایک بیٹی اور اس کی اولاد پر یہ عمارت تعمیر کی گئی۔ لیکن حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادیاں چونکہ دشمنوں کے نکاح میں گئیں یا ان کے ساتھ رہیں۔ اس لئے وہ بھی ولایت ووصایت کے منصوبے سے خارج ہوئیں۔ اور چونکہ حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر لی تھی۔ اور یہ سب معاملہ اس وقت پیش آیا جب وقت حسنؓ جانشین بن چکے تھے۔ اور انھوں نے ایک اموی سے صلح کی اور یہ ناقابل معافی جرم تھا۔ لہٰذا جہاں اولادِ حسنؓ خلافت سے محروم ہوئی۔ وہاں ایک لازمہ یہ بھی قرار پایا کہ بنو امیہ ہمیشہ کے لئے مبغوض بن گئے۔ اور اس بغض کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایران اور برصغیر میں کوئی اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی کی اولاد قرار نہیں دیتا۔ ہاں یہ فخر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہوتا رہا کہ تاریخ میں جب بھی کوئی انقلاب آیا تو کچھ نئے لوگ سید فرزند بن گئے۔ اور خود کو اولادِ فاطمہؓ کہلانے لگے۔ اس طرح تاریخ میں ہزار ہا بار سادات کی پود میں اضافہ ہوتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر ناقص سید بن گیا جس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

ہر نبی کا ایک جانشین ہوتا ہے

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا، کہ جس سے یہ بیان کیا گیا ہو کہ اس کے بعد یہ کام کس کی ذمہ داری میں ہوگا۔ کیا اللہ نے آپ سے بھی یہ بات بیان فرمائی ہے۔ آپ نے جواب دیا ہاں وہ شخص علیؓ ہے۔ میزان ج ۱ صـ۲۹۵

یہ اِن سا اصول تھا جس کی تعلیم سلمانؓ کی زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جا رہی ہے۔

اگر واقعتاً یہی اصول ہمیشہ کارفرما ہے تو بتایئے کہ حضرت یوسفؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت لوطؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد کون ان کا جانشین ہوا، اور کون ان کے قریب رہا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ سلمانؓ سے یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ نے نقل کی ہے حالانکہ بلحاظ علم حضرت ابوہریرہؓ کا مقام حضرت سلمانؓ سے بہت زیادہ ہے۔ اور کوئی ایسی روایت نہیں، جو حضرت ابوہریرہؓ نے سلمانؓ سے نقل کی ہو۔

حکیم بن جُبیر اس کا راوی حکیم بن جبیر ہے۔ اس حکیم سے تمام اصحاب ستہ نے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ سعید بن جبیر اور ابو جحیفہ سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے شعبہ اور زائدہ وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ شیعہ ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں ضعیف ہے منکر الحدیث ہے۔ بخاری کہتے ہیں شعبہ کو اس پر اعتراض تھا۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں متروک ہے۔ معاذ کہتے ہیں میں نے شعبہ سے عرض کیا کہ مجھے حکیم بن جبیر کی حدیث سنایئے فرمایا اس کی حدیث بیان کرنے سے مجھے جہنم میں جانے

کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں شعبہ نے اس کی روایت ترک کر دی تھی۔

علیؓ بن المدینی کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس کے بارے میں دریافت کیا، انھوں نے فرمایا، اس سے بہت تھوڑی سی روایات مروی ہیں۔ شعبہ نے حدیث صدقہ کے باعث اس کی روایت ترک کر دی تھیں۔

فلاس کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید اس کی روایات بیان کرتے اور عبدالرحمٰن قطعاً نہ بیان کرتے۔ اس سے بہت تھوڑی سی روایات مروی ہیں۔ اور اس میں بھی منکرات پائی جاتی ہیں۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ حکیم بن جبیر کذاب ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے۔ اور حکیم نے اس روایت کو عبدالعزیز بن مروان کی جانب منسوب کیا ہے اور عبدالعزیز بن مروان تو حضرت علیؓ کا مخالف تھا۔ وہ ایسی کہانی کیسے نقل کرتا۔ میزان ج ١ صفحہ ٥٨٥

حکیم بن جبیر سے یہ کہانی نقل کرنے والا مشہور دجال زمانہ یعنی مؤرخ محمد بن اسحاق ہے جس کا حال بارہا پیش کیا جا چکا ہے۔

سلمۃ بن الابرش

مورخ ابن اسحاق سے یہ رام کہانی نقل کرنے والا سلمۃ بن الفضل الابرش ہے۔ اس نے ابن اسحاق سے نقل کی ہے۔ اس کی روایات ترمذی اور ابو داؤد میں پائی جاتی ہیں۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں ضعیف ہے۔ بخاری کہتے ہیں، اس کی بعض احادیث منکر ہوتی ہیں

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ ہم نے اس سے غزوات کی روایات لکھی ہیں، اور غزوات کے سلسلہ میں اس سے زیادہ مکمل کسی کی کتاب نہیں۔ (بات مکمل کی نہیں ہو رہی ہے۔ بلکہ صحیح کی ہو رہی ہے)۔

نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ زنیج کا بیان ہے کہ میں نے سلمۃ الابرش سے سنا ہے کہ میں نے ابن اسحاق سے اس کی مغازی دو بار سنی ہے۔ اور تقریباً اتنی ہی تعداد میں میں نے اس کی اور

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

روایات لکھی ہیں۔

ابن عدی کہتے ہیں اس کی کوئی روایت ایسی نہیں ملی جو از حد منکر ہو۔ لیکن علی ابن المدینی فرماتے ہیں۔ ہم رے سے جب واپس چلے تو ہم نے اس کی تمام لکھی ہوئی روایات لغو سمجھ کر زمین پر پھینک دیں۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ سلمہ رازی ہے شیعہ تھا۔ اس کی روایت لکھی جاتی ہیں بظاہر اس میں کوئی خرابی نہیں۔

ابو حاتم رازی کہتے ہیں۔ اس کی حدیث قابل حجت نہیں۔ ابو زرعہ رازی کا قول ہے کہ رے کے باشندے اسے پسند نہ کرتے تھے کیونکہ اول تو اس کا مذہب بدترین تھا، اور دوسرے رے کے لوگوں پر اس نے مظالم بھی بہت کئے تھے۔ ۱۹۱ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

سلمہ الرازی سے یہ روایت نقل کرنے والا محمد بن حمید الرازی ہے۔

محمد بن حمید الرازی

یہ مورخ ابن جریر کا استاد ہے۔ سلمہ بن الابرش سے ابن اسحاق کی مغازی کا ناقل ہے۔ اسکی روایات ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں مروی ہیں۔

حافظ ذہبی کہتے ہیں۔ معلومات اس کی کافی وسیع تھیں۔ یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ بخاری کہتے ہیں اس کی احادیث پر اعتراض ہے۔

امام ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں یہ کذاب ہے۔ فضلک الرازی فرماتے ہیں میرے پاس اس کی پچاس ہزار روایات لکھی ہوئی موجود ہیں۔ لیکن ان میں سے کسی روایت کا بیان کرنا حلال نہیں سمجھتا۔

اسحاق الکوسج کا بیان ہے کہ ہمیں محمد بن حمید نے ابن اسحاق کی کتاب المغازی پڑھ کر سنائی اور دعویٰ کیا کہ اس نے یہ کتاب سلمہ الابرش سے سنی ہے۔ اس کے بعد میرا علی بن مہران کے پاس جانا ہوا۔ وہ کتاب المغازی پڑھ کر سنا رہے تھے۔ ان کا بھی یہی دعویٰ تھا کہ انھوں نے یہ کتاب سلمہ الابرش سے سنی ہے۔ میں نے سوال کیا۔ کیا محمد بن حمید نے بھی یہ کتاب سلمہ سے پڑھی تھی؟ وہ حیرت میں

پڑ گئے اور فرمایا۔ اس نے یہ کتاب مجھ سے پڑھی ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن حمید جھوٹا ہے۔

صالح جزرہ کا بیان ہے کہ موسیٰ محمد بن حمید جتنی روایات بیان کرتا ہے۔ ہم سب اس کی روایات کو جھوٹ سمجھتے ہیں۔ میں نے اس سے بڑھ کر کوئی ایسا انسان نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ اللہ سے بے خوف ہو۔ اس کے یہاں اللہ سے ڈر کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ یہ دوسرے راویوں کی روایات لے کر ان میں رد و بدل کرتا اور پھر انھیں اپنی جانب منسوب کرتا۔

ابن خراش فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم ابن حمید جھوٹا ہے۔ اور دیگر اکثر محدثین کا قول ہے کہ یہ حدیث بھی چور ہے۔ دوسروں کی روایات چوری کر کے اپنی جانب منسوب کرتا ہے۔ نسائی کہتے ہیں ثقہ نہیں ہے اور صالح جزرہ کہتے ہیں۔ میں نے محمد بن حمید اور ابن الشاذکونی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا۔ یہ اس فن کے ماہر تھے۔

ابو علی النیسابوری کا بیان ہے کہ میں نے ابن خزیمہ سے عرض کیا۔ آپ محمد بن حمید کی روایات کیوں نہیں بیان کرتے۔ حالانکہ امام احمد بن حنبل تو اس کی تعریف کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا امام احمد کو اس کے حالات کی خبر نہ تھی۔ اگر انھیں اس کے صحیح حالات معلوم ہوتے تو کبھی اس کی تعریف نہ کرتے۔

امام فضلک الرازی کا بیان ہے کہ میں ایک سو محمد بن حمید رازی کے پاس گیا۔ وہ اس وقت روایات کی سندات وضع کر رہا تھا۔ اس کا انتقال ۲۴۸ھ میں ہوا۔

اس تمام تفصیل سے یہ بات سامنے آئی کہ اس روایت کا ہر راوی شیعہ اور ہر راوی فارس و ایران کا باشندہ ہے۔ اور تین راوی اپنے اپنے دور کے مشہور مؤرخ اور مشہور کذاب ہیں۔

علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیے جائیں

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیے جائیں"۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔ شعبہ سے اس

سند کے علاوہ کسی اور سند سے یہ روایت مروی نہیں۔

ہمارے نزدیک یہ رام کہانی اس صحیح حدیث کے جواب میں تیار کی گئی ہے۔ جو حضرت ابوبکرؓ کے سلسلہ میں مروی ہے "کہ ابوبکرؓ کی کھڑکی کے علاوہ تمام کھڑکیاں بند کردو"

حافظ ابن حجر اپنی روایت پرستی کے زعم میں رقم طراز ہیں۔ اس روایت کی متعدد سندات ہیں جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہیں۔ لہٰذا یہ روایت حسن ہے۔

امام ابن الجوزی فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور اسے رافضیوں نے اس حدیث صحیح کے مقابلہ پر وضع کیا ہے جو حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں مروی ہے۔

ہمارے نزدیک ان سبائیوں کا یہ خاص دستور ہے کہ جہاں کہیں انھیں کسی صحابی میں کوئی فضیلت نظر آئی فوراً حضرت علیؓ کے لئے وہ کہانی تیار ہوگئی۔ حافظ ابن حجر جو روایت پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں اور صرف یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی متعدد سندات مروی ہیں یا نہیں تو سبائی ٹولوں نے تحریف قرآن کے سلسلہ میں دو ہزار روایات پیش کی ہیں اور تقریباً اتنی ہی روایات ولایت و امامت کے سلسلہ میں مروی ہیں تو کثرت سندات کے باعث ان پر بھی ایمان لانا فرض ہوگا۔ اس نظریہ کے پجاریوں کو ذرا سوچ سمجھ کر بات کہنی چاہئے۔ اور عقل سے کام لے کر کوئی نیا اصول وضع کرنا ہوگا۔ ورنہ کثرت سندات کے باعث امامت اور تحریف قرآن پر ایمان لانا لازمی ہو جائے گا۔

ہمارے نزدیک اس روایت کے واضعین کو اتنی بھی عقل نہ تھی کہ ابوبکرؓ کا مکان مسجد کے قرب و جوار میں نہ تھا جو اس کے جواب کے لئے یہ دروازے والی کہانی وضع کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ان کا مکان تو عقیق میں تھا۔ اور حضورؐ کا یہ فرمانا کہ ابوبکرؓ کی کھڑکی کے علاوہ سب کھڑکیاں بند کردو۔ اس روایت میں کھڑکی سے مراد خلافت ہے جو ابوبکرؓ کو حاصل ہوکر رہی۔ سبائیوں کا کڑوا دل چاہے تو بیشک وہ حضرت علیؓ کے پورے گھر کو دروازوں میں تبدیل کردیں ـــــ سبئیوں کا مقصد تو حاصل ہوچکا۔

ترمذی کا دعویٰ یہ ہے کہ اس کی ایک سند کے علاوہ کوئی اور سند نہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ بقیہ سندات جس سے ابن حجر بھی دھوکہ کھا گئے، ترمذی کے بعد تیار کی گئیں۔ ترمذی کے زمانہ

یعنی تیسری صدی ہجری تک ان سندات کا وجود نہ تھا اگر یہ سندات بنو بویہ کے زمانہ میں معز الدولہ کی سرپرستی میں تیار کرلی گئی ہوں تو اس کا علم امام ترمذی کو ہرگز نہ ہو سکتا تھا کیونکہ وہ بنو بویہ کی آمد سے قبل انتقال کر چکے تھے۔

عمرو بن میمون

اس روایت کا اولین راوی عمرو بن میمون ہے۔ جو قنّاد کے لقب سے موسوم ہے حیرت اس پر ہے کہ ابن عدی، ذہبی، بخاری، نسائی اور دیگر ماہرین رجال نے اس کا کوئی تذکرہ تک نہیں کیا۔ صرف عبدالرحمٰن بن مہدی نے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ ابو زہیر عبدالرحمان بن مغراء سے حدیث روایت کرتا ہے۔ اور اس سے صالح بن زیاد الرقی نے روایت نقل کی ہے۔

عبداللہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد ابو حاتم سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا میں اسے نہیں پہچانتا یہ کون ہے اور اس کی یہ حدیث منکر ہے۔ الجرح والتعدیل ج ۶ صفحہ ۲۵

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں۔ عمرو بن میمون القنّاد، عبدالرحمٰن بن مغراء سے روایت کرتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ لسان المیزان ج ۴ صفحہ ۳۷۰

گویا ابو حاتم کے علاوہ کسی نے اس پر تبصرہ نہیں کیا۔

یحییٰ بن ابی سلیم الفزاری

اس کی کنیت ابو بلج ہے۔ واسط کا باشندہ ہے۔ اسے یحییٰ بن معین، نسائی، دارقطنی اور ابن سعد نے ثقہ قرار دیا ہے۔ یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ میں نے اسے دیکھا یہ اکثر اللہ کا ذکر کرتا رہتا تھا۔ لیکن امام بخاری فرماتے ہیں اس کی حدیث پر اعتراض ہے۔ امام بخاری یہ جملہ اس وقت فرماتے ہیں جب کسی راوی کو وہ جھوٹا سمجھتے ہوں۔ امام احمد فرماتے ہیں اس نے یہ حدیث منکر روایت کی ہے۔ ابن عدی اور ذہبی کہتے ہیں یہ روایت اس کی منکرات میں داخل ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ غلطیاں کرتا ہے۔ ثابت البنانی کہتے ہیں میں نے اس روایت کا تذکرہ حسن بصری کے سامنے کیا۔ انھوں نے اس روایت کا انکار کر دیا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابراہیم بن المختار الرازی اس کی سند کا ایک راوی ابراہیم بن المختار الرازی ہے۔ یہ مؤرخ محمد بن اسحاق کا شاگرد ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے۔ لیکن یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ بخاری کہتے ہیں اس پر اعتراض ہے۔ ابوغسان زُنیج کہتے ہیں میں نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے۔ میزان ج ۱ ص ۶۵

ترمذی کی سند کا آخری راوی محمد بن حمید الرازی ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے محمد بن اسحاق کی مغازی نقل کی ہے۔ اور مؤرخ ابن جریر کا استاد ہے۔ ہم اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کر چکے ہیں

حاصل کلام یہ کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ روایت منکر ہے۔

اس روایت کو امام احمد اور نسائی نے یحییٰ بن ابی سلیم کے ذریعہ عمرو بن میمون سے نقل کیا ہے اور عمرو بن میمون نے ابن عباسؓ سے یہ کہانی نقل کی ہے اور عمرو بن میمون ناقابل اعتبار ہے۔ اور یحییٰ بن ابی سلیم بھی قابل وثوق نہیں۔

امام احمد نے یہ روایت زید بن ارقمؓ سے بھی نقل کی ہے اس کے الفاظ اس طرح پیش کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ کے دروازے مسجد میں کھلے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک روز ارشاد فرمایا۔ علی کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دو۔ یہ سنکر چند حضرات نے آپؐ سے اس سلسلہ میں کچھ گفتگو کرنی چاہی۔ آپؐ خطبہ دینے کھڑے ہوتے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا۔ امابعد میں نے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا تھا لیکن تم میں سے بعض افراد نے اس پر اعتراض کیا۔ اللہ کی قسم نہ میں نے اپنی مرضی سے بند کئے اور نہ اپنی مرضی سے کھولے لیکن مجھے جس چیز کا حکم دیا گیا میں نے اس کی اتباع کی ہے۔

یہ روایت حضرت زید بن ارقم سے میمونؓ ابوعبداللہ نے نقل کی ہے۔ اور میمون سے نقل کرنے والا عوف بن ابی جمیلہ ہے اور اس سے محمد بن جعفر نے روایت کی ہے۔ جس سے امام احمد روایت کر رہے ہیں۔ البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۴۲

میمون ابو عبداللہ یہ حضرت عبدالرحمان بن سمرہ کا غلام تھا۔ اس کی روایات نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

علی بن المدینی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن محمد بن سعید القطان اس سے روایت نہ لیتے تھے۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ شعبہ کہتے ہیں یہ تو ایک رذیل انسان تھا۔ میزان ج ۴ ص۲۳۵

عوف الاعرابی میمون سے یہ امام کہانی نقل کرنے والا عوف بن ابی جمیلہ ہے۔ یہ بصرہ کا باشندہ ہے۔ ابو سہل اس کی کنیت ہے۔ تمام اصحاب ستہ نے اس سے روایت لی ہیں۔ اس سے بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ اور ایک جماعت نے اسے ثقہ قرار دیا ہے

عمرو بن علی المقدمی کا بیان ہے کہ میں نے ابن المبارک کو دیکھا وہ جعفر بن سلیمان سے کہہ رہے تھے۔ تو نے ابن عون، ایوب اور یونس کو دیکھا ہے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ تو ان کے پاس نہیں بیٹھا اور ان سے علم حاصل نہیں کیا۔ اور تو نے انھیں چھوڑ کر عوف کی صحبت اختیار کی۔ اللہ کی قسم عوف کا دل ایک بدعت پر خوش نہیں ہوتا جب تک وہ دو بدعتیں اختیار نہ کرے۔ ایک تو وہ قدری ہے اور ایک شیعہ ہے۔

امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ جب تو چند ہم عصر لوگوں میں مقابلہ کر کے دیکھے گا مثلاً ابن عون اور ایوب کا مقابلہ عوف بن ابی جمیلہ اور اشعث الحرانی سے کر کے دیکھے گا۔ حالانکہ یہ دونوں حسن بصری کے شاگرد ہیں۔ جس طرح ابن عون اور ایوب ان کے شاگرد ہیں۔ تو ان دونوں پارٹیوں میں تجھے زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ بلحاظ فضیلت بھی اور بلحاظ نقل روایات بھی اگرچہ عوف اور اشعث کی روایات کو بھی رد نہیں کیا جاتا لیکن ان دونوں میں احتیاط کا وہ مادہ نہیں پایا جاتا جو ابن عون اور ایوب میں موجود ہے۔

محمد بن عبداللہ الانصاری کہتے ہیں۔ میں نے داؤد بن ابی ہند کو دیکھا کہ وہ عوف کو مار رہے تھے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اور کہہ رہے تھے اے قدرتی ۔

بندار یعنی محمد بن جعفر لوگوں کو اس عوف کی روایات سنا رہے تھے۔ سنانے کے بعد انھوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم عوف قدری تھا۔ رافضی تھا۔ شیطان تھا۔ میزان ج ۳ ص ۳۰۵

اتفاق سے عوف سے یہ روایت بندار ہی نے نقل کی ہے۔ اور انھوں نے یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ کہ وہ رافضی ہے۔ اور یہ روایت اس کی رافضیت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اس روایت کے راوی شیعہ ہیں۔

پھر بندار کا دعویٰ تو یہ ہے کہ عوف نے اس روایت کو حضرت زیدؓ بن ارقم کی جانب منسوب کیا اور ابو الاشہب کا بیان ہے کہ اس نے یہ روایت حضرت براء بن عازبؓ کی جانب منسوب کی۔ اس طرح یہ ایک کی بجائے دو روایتیں پیدا ہو گئیں۔ ابو الاشہب کا نام جعفر بن الحارث ہے۔ محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابو یعلیٰ موصلی نے یہ روایت حضرت سعدؓ سے ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا کہ علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔ لوگوں نے اس پر باتیں بنائیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں نے یہ دروازہ خود نہیں کھولا بلکہ اسے اللہ نے کھولا ہے۔

ہمارے لئے تو اس روایت کی تردید کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمائیں اور صحابہ کرام اس پر اعتراض کریں اور اسے تسلیم نہ کریں۔ یہ خالص سبائی منطق ہے ابو یعلیٰ نے جو سند بیان کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سعد سے اسے نقل کرنے والا خیثمہ ہے۔ یہ کون ذات شریف ہیں، ان کے والد محترم کون ہیں اور یہ کہاں کے باشندے ہیں یہ سب کچھ بد کے راوی نے اپنے پیٹ میں ہضم کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا ہاضمہ خراب ہو گیا۔ اور ہم نے تمام خیثمہ نامی افراد کو تلاش کر ڈالا۔ معلوم ہوا خیثمہ نامی چار افراد گزرے ہیں۔

خیثمہ بن خلیفہ یہ ربیعۃ الرائے سے روایت نقل کرتا ہے۔ ابوالفتح الازدی کہتے ہیں یہ انتہائی ضعیف ہے۔ یہ امام مالکؒ کا ہم عصر ہے۔ گویا تبع تابعی ہے۔ اس نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ ربیعۃ الرائے جو اس کے استاد ہیں انھوں نے بھی صرف حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔ جن کا انتقال ۹۳ھ میں ہوا۔ اور حضرت سعدؓ تو ۵۵ھ میں وفات فرما چکے تھے۔

خیثمہ بن محمد الانصاری ذہبی کہتے ہیں یہ مجہول ہے یہ واقدی سے نقل کرتا ہے۔

خیثمہ بن ابی خیثمہ اسکی روایات ترمذی اور نسائی میں پائی جاتی ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔

خیثمہ بن عبدالرحمٰن الکوفی ثقہ ہے لیکن مرسل روایات نقل کرتا ہے۔ ۸۰ھ کے بعد اس کا انتقال ہوا۔

حاصل کلام یہ کہ کوئی ایسا خیثمہ موجود نہیں جس نے حضرت سعدؓ سے روایات سنی ہوں۔ اور جو بھی یہ روایت نقل کر رہا ہے۔ وہ درمیان سے کسی خبیث کو گرا رہا ہے۔ حضرت سعدؓ کی جانب اس کی نسبت قطعاً جھوٹ ہے۔

ہمیں حیرت حافظ ابن کثیرؒ پہ ہے کہ حضورؐ نے حضرت علیؓ کو دروازہ کھلا رکھنے کی فاطمہؓ کی وجہ سے اجازت دی تھی جو آپ کی حیات تک تھی لیکن جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو یہ اجازت بھی ختم ہوگئی تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ اجازت وفات رسولؐ تک محدود تھی؟ اس طرح حافظ صاحب نے اس کا وجود تسلیم کر لیا۔ اور ان روایات پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جبھی تو ان کے شاگرد ابن حجرؒ نے یہ فرمایا کہ یہ روایت حسن ہے۔

خیثمہ سے یہ کہانی نقل کرنے والا مسلم نامی کوئی فرد ہے۔ ہم نے جب مسلم نامی افراد پر نظر ڈالی تو عقدہ یہ کھلا کہ مسلم نامی اکیاون افراد کا ذکر حافظ ابن حجرؒ نے اپنی تہذیب میں کیا ہے۔ اور چھبیس افراد کا ذکر ذہبی نے میزان میں کیا ہے۔ اب ہم نے اس مسلم کی تلاش شروع کی جو خیثمہ سے روایت نقل

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ معلوم کرنا تو بہت آسان ہے کہ یہ غلاے کھیت کی مولی ہے۔ لیکن ایسے مسلم کو تلاش کرنا اس سے بھی زیادہ دشوار ہے۔

ہم نے اس سے آگے بڑھ کر مسلم کے شاگرد غسّان بن بُسر الکابلی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ ہم اتنے کاہل الوجود ہیں کہ اب ہمیں مزید کسی کابلی کی کوئی حاجت نہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے ان کابلی کے شاگرد محمد بن اسمٰعیل بن جعفر الطّحّان کی تلاش شروع کی تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب ہی موسیٰ پرندے تھے۔ ان کی تلاش میں زندگی ختم ہو جائے گی۔ افسوس تو یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر جیسے حضرات اس کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں۔

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

حضرت علیؓ کو علم کے ایک ہزار باب تعلیم دیئے گئے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم دیئے جس میں سے ہر باب سے مزید علم کے ایک ہزار باب کھلتے تھے۔ میزان ج ا ص ۲۲۴

اس روایت کا راوی یحییٰ بن عبداللہ بن شریح بن مُعٰذ فرقی المصری ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس سے روایات لی ہیں۔

بخاری کہتے ہیں اس پر اعتراض ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں۔ ترمذی نے اس کی ایک روایت کو حسن کہا ہے۔ نسائی کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایت میں کوئی برائی نہیں بشرطیکہ اس سے نقل کرنے والا ثقہ ہو۔

حافظ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ ابن عدی نے انصاف سے کام نہیں لیا کہ اس کی تقریباً بیس روایات کو منکر قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان روایات میں تمام نکارت بعد کے راویوں کی جانب سے پیدا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہوا ہے۔ یہ تمام روایات عبداللہ بن لہیعہ نقل کرتا ہے۔ لہٰذا یہ الزام عبداللہ بن لہیعہ پر قائم ہوتا ہے نہ کہ یحیٰی بن عبداللہ بن شریح پر۔ گویا امام ذہبی کے نزدیک ایسی بے ہودہ روایات کا مجرم عبداللہ بن لہیعہ ہے۔ لہٰذا خود حافظ ذہبی کی زبانی اس کا خاکہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

عبداللہ بن لہیعہ

اس کی کنیت عبدالرحمٰن ہے۔ مصر کا قاضی تھا۔ اور وہاں کے علماء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس نے کبار تابعین سے علم حاصل کیا تھا۔

یحیٰی بن معین فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے اور اس کی روایات حجت نہیں۔ حمیدی کا بیان ہے کہ یحیٰی بن سعید القطان اسے ہیچ تصور کرتے۔ نعیم بن حماد کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے تھے۔ میں ابن لہیعہ سے جو بھی روایت سنتا ہوں اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ علی المدینی نے عبدالرحمان بن مہدی سے نقل کیا ہے کہ میں ابن لہیعہ کی کوئی روایت لینے کے لئے تیار نہیں۔

یحیٰی بن بکیر کا بیان ہے کہ سنہ میں اس کے مکان میں آگ لگ گئی۔ اور اس کی سب تحریرات جل گئیں۔ لہٰذا اس کے بعد اس نے حافظہ پر بھروسہ کرتے ہوئے احادیث بیان کیں جس میں غلطیاں کیں۔

عثمان بن صالح کا بیان ہے کہ یہ بھی ابن لہیعہ کا ایک جھوٹ ہے کہ اس کی تحریرات جل گئیں۔ اس کے مسودات میں کوئی آگ نہ لگی تھی میں نے عمارۃ بن غزیہ کی روایات اس کی تحریرات سے آگ کے واقعہ کے بعد نقل کیں ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہوا تھا کہ جب اس کے گھر میں آگ لگی تھی تو اس کے روبرو چند اوراق رکھے ہوئے تھے وہ جل گئے تھے۔ (اس نے اس معمولی سی بات کا افسانہ بنادیا۔ بلکہ اس واقعہ کو اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا)

عثمان بن صالح مزید فرماتے ہیں میں اس کی اصل بیماری سے واقف ہوں۔ قصہ یہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

پیش آیا تھا کہ میں اور عثمان بن عتیق نماز جمعہ کے لئے جا رہے تھے۔ ہمارے آگے ایک گدھے پر سوار ابن لہیعہ جا رہا تھا۔ اچانک اس پر فالج گرا۔ اور وہ زمین پر گر پڑا۔ عثمان بن عتیق یہ دیکھ کر جلدی سے لپکے اور ابن لہیعہ کو اٹھا کر بٹھایا۔ اور ہم اسے اٹھا کر گھر لے گئے یہیں سے اس کی بیماری کی ابتداء ہوئی۔ اغلباً عثمان بن صالح کا مقصد یہ ہے کہ فالج گرنے کے باعث اس کا دماغ جواب دے گیا تھا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس نے عمرو بن شعیب کی حدیثیں محمد بن المثنیٰ سے سنی تھیں۔ بعد میں دعوی کرنے لگا کہ اس نے عمرو بن شعیب سے یہ حدیثیں براہ راست سنی ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے عبد اللہ بن لہیعہ آگ لگنے سے پہلے بھی ضعیف تھا۔ اور آگ لگنے کے بعد بھی ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ مجھے بشر بن السری نے نصیحت کی کہ اگر تیری ملاقات ابن لہیعہ سے ہو تو اس کی کوئی روایت نہ لینا۔

فلاس کہتے ہیں آگ لگنے سے قبل اس کی روایات معتبر ہیں۔ اور اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس سے ابن المبارک اور مُقری وغیرہ روایت کریں تو صحیح ہے۔ لیکن ابو زرعہ کہتے ہیں یہ بات قابل اعتبار نہیں۔ رہا ابن المبارک اور ابن وہب کا اس سے روایت لینا تو اس کا سبب یہ نہیں کہ وہ معتبر تھا۔ بلکہ یہ دونوں خود امام الحدیث تھے۔ وہ صرف اس سے صحیح روایات لیتے۔

ابن ابی مریم کا قول ہے کہ میں آخر عمر میں ابن لہیعہ کے پاس گیا۔ اُس وقت اس کے پاس بربریوں کا ایک گروہ بیٹھا تھا۔ اور یہ انہیں احادیث سنا رہا تھا۔ اور یہ تمام احادیث منصور، اعمش اور اہل کوفہ کی تھیں۔ میں نے ابن لہیعہ سے سوال کیا تم نے اہل کوفہ کی احادیث کہاں سے سُنیں؟ یہ تو تمام اساتذہ مصری ہیں۔ کہنے لگا ایسے ہی کان میں پڑ گئی تھیں۔ میں انہیں لکھ نہ سکا تھا۔ اس لئے بیان کر رہا ہوں۔ حالانکہ محدثین کے نزدیک ایسی صورت میں روایت

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بیان کرنا جائز نہیں۔

جوزجانی کہتے ہیں ابن تیمیہ کی روایت میں کوئی نور نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی روایت قابل حجت ہے۔

ابن حبان کہتے ہیں یہ سنہ ۹۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۷۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ خود نیک آدمی تھا لیکن اس میں عیب یہ تھا کہ ضعیف راویوں سے روایت لیتا اور پھر ان کے نام درمیان سے حذف کر دیتا۔

ابن عدی کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ غالی شیعہ تھا۔ اور یہ ساری آفات خود اس کی ڈھائی ہوئی ہیں

میزان ج ۱ ص ۴۷۵

عبدالحسین شرف الدین موسوی نے اپنی کتاب میں اس کا شمار شیعہ علما میں کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ابن قتیبہ نے المعارف میں اسے شیعہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔ پھر عبدالحسین نے اس کی ایک روایت پیش کی جس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ شیعہ ہے۔ المراجعات ص ۹۱

ابن عدی نے بھی وہ روایت پیش کی اور ذہبی نے بھی بیان کی۔ اور ان دونوں حضرات نے اسے غالی شیعہ قرار دیا۔ ہمارے قارئین کرام بھی اس روایت کو ملاحظہ فرمالیں۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا میرے بھائی کو بلاؤ تو ابوبکرؓ بلائے گئے۔ آپؐ نے ابوبکرؓ کی جانب سے منہ پھیر لیا پھر فرمایا میرے لئے میرے بھائی کو بلاؤ تو عثمانؓ بلائے گئے۔ آپؐ نے ان کی جانب سے بھی منہ پھیر لیا پھر علیؓ بلائے گئے۔ آپ نے دیکھ کر انہیں اپنے کپڑے میں چھپا لیا۔ اور ان پر جھک گئے۔

جب علیؓ آپؐ کے پاس سے باہر آگئے تو لوگوں نے ان سے سوال کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا فرمایا۔ انہوں نے جواب دیا حضورؐ نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم دئے۔ ہر باب سے ایک ہزار باب کھلتے تھے۔ میزان ج ۲ ص ۴۸۲۔ المراجعات ص ۹۱

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہی روایت شیعوں کی امامت اور صوفیاء کے علم سینہ بسینہ کا ماخذ ہے۔ گویا تیئیس سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ اور حضرت علیؓ کو تعلیم دیتے رہے وہ تو ایک لاحاصل شے تھی، اصل تعلیم تو یہ تھی جو چند منٹ میں پھونک مار کر پلا دی گئی۔ جس طرح عثمان ہارونیؒ نے معین الدین اجمیریؒ کو پھونک مار کر انگلی شہادت میں اٹھارہ ہزار عالم دکھا دئے تھے۔ اور وہ انہوں نے پلک جھپکتے میں گن بھی لئے تھے ہمارا خیال یہ ہے کہ استاد اور شاگرد دونوں میں کچھ کمزوری تھی جو صرف اٹھارہ ہزار عالم نظر آئے۔ ورنہ ایک ہزار کو ایک ہزار سے ضرب دو تو ایک لاکھ بنتے ہیں۔ حضرت علیؓ اور پیر اجمیری صاحب نے ایک پھونک میں سلوک کی منزلیں طے کرلیں اور پھر اس کے پھونک کا اثر اتنا پھیلا کہ مادرزاد ولی پیدا ہونے لگے۔

حضرت علیؓ کی زرہ کا قصہ

حضرت علیؓ کے بارے میں ایک قصہ مشہور ہے کہ ان کی زرہ ایک یہودی نے اٹھالی۔ مقدمہ قاضی کے یہاں پہنچا۔ لیکن حضرت علیؓ مقدمہ ہار گئے۔ حضرت علیؓ کے اس عدل وانصاف کو دیکھ کر وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ قصہ نویسوں نے اس قصے کو کچھ اس طرح بیان کیا ہے۔ لیکن قارئین اب آپ اصل قصہ جو راوی نے بیان کیا تھا امام ابن عدیؒ اور حافظ ذہبیؒ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں۔

راوی نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ یہودی کے پاس دیکھی اور اسے پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ یہ میری زرہ ہے جو خاکستری اونٹ سے گر گئی تھی۔ اس پر یہودی نے جواب دیا یہ میری زرہ ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ لہٰذا میرا اور آپ کا فیصلہ قاضی المسلمین کر سکتا ہے۔

الغرض یہ دونوں قاضی شریح کی عدالت میں پہنچے۔ جب قاضی شریح نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو دیکھو کرسی عدالت چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور حضرت علیؓ ان کی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا۔

اگر میرا دشمن مسلمان ہوتا تو میں اس کے ساتھ بیٹھتا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ نہ تو غیر مسلموں کو مجلس میں اپنے ساتھ بٹھاؤ۔ اور نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو، بلکہ انہیں

راہ میں بھی تنگ سے تنگ جگہ چلنے پر مجبور کر دو۔ اگر وہ تمہیں گالیاں دیں تو ان کی پٹائی کرو، اور اگر وہ تمہیں ماریں تو انہیں قتل کر دو۔ پھر اس یہودی کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا یہ میری زرہ ہے۔

یہودی نے عرض کیا۔ امیر المومنین سچ کہتے ہیں لیکن گواہ لائیے۔ حضرت علیؓ نے اپنے غلام قنبر اور اپنے بیٹے حسن کو بلایا۔ انہوں نے شہادت دی۔ اس پر قاضی شریح نے فرمایا غلام کی شہادت تو قبول ہے لیکن بیٹے کی باپ کے حق میں شہادت قبول نہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو نے عمرؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سنا کہ حسن و حسین نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے۔ شریح نے جواب دیا اللہ کی قسم ایسا ہی ہوا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تو حسن کی شہادت قبول نہیں کرتا۔ اللہ کی قسم تو بھی ہمارے پاس فیصلے کے لئے آئے گا، یقیناً اس کے گھر والوں کے درمیان چالیس روز کے اندر فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہ کہنے کے بعد آپ نے زرہ یہودی کو دے دی۔

اس یہودی نے عرض کیا ایک تو امیر المومنین آپ میرے کہنے سے قاضی کے پاس جانے پر راضی ہو گئے پھر آپ کے خلاف فیصلہ ہوا، آپ اس پر بھی راضی ہو گئے تو یہ آپ ہی کی زرہ ہے جو میں نے پڑی ہوئی اٹھا لی تھی۔ یہ لیجئے۔ اور اس کے بعد وہ یہودی اسلام لے آیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا یہ زرہ بھی تیری۔ جا یہ گھوڑا بھی لے جا۔ اور پھر حضرت علیؓ نے اس کا وظیفہ متعین کر دیا۔ آخر کار وہ یہودی جنگ صفین میں قتل ہوا۔ سیرۃ النبی ج ۱ ص [illegible]۔

ہم اس کی سند اور اس کے روایت پر تو بعد میں بحث کریں گے۔ اول تو اس کی معنوی حیثیت پر غور کر لیا جائے کہ عدل و انصاف کے نام سے کیا کیا خرافات جمع کی گئی ہیں۔

۱۔ جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے کہ حسن و حسین نوجوانان جنت کے سردار ہوں گے تو یہ روایت قطعاً منکر ہے۔ اور حضرت عمرؓ سے تو سرے سے مروی نہیں۔ اور اگر یہ روایت بالفرض درست بھی ہو تو اس سے عدالتوں کے فیصلوں میں کیا فرق واقع ہوتا ہے۔ اسلامی قضا کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ بیٹے کی باپ کے حق میں اور باپ کی بیٹے کے حق میں شہادت قبول نہیں۔ کیا اس قانون کو توڑنے کا نام عدل و انصاف

ہے۔ میرے نزدیک تو یہ حضرت علیؓ کی ذات پر ایک بہت بڑا اتہام ہے۔ جس سے ان کی عظمت میں بھی فرق آتا ہے اور اسلام کا بھی مذاق اڑتا ہے۔

۲۔ جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے کہ غیر مسلموں کے نہ برابر بیٹھو، نہ ان کی بیمار داری کرو، بلکہ انہیں تنگ راستہ پر چلنے پر مجبور کرو، اگر ان میں سے کوئی تمہیں جھڑکے تو مارو اور اگر وہ تمہیں مارے تو انہیں قتل کر دو۔ یہ روایت پڑھنے کے بعد ہمیں برہمن مذہب یاد آ گیا۔ ان کے یہاں اسی قسم کے اصول اچھوتوں کے ساتھ اختیار کئے جاتے ہیں۔ ہمیں تو قرآن نے غیر مسلموں کے سلسلہ میں یہ حکم دیا ہے۔

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۔ البقرہ

اگر وہ تم پر زیادتی کریں تو تم ان پر اتنی ہی زیادتی کرو جتنی انہوں نے کی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں کفار و مشرکین بھی آکر بیٹھتے، آپ ان کے جنازہ اور ان کی تیمارداری فرماتے۔ تمام صحابہ کا اس پر عمل رہا۔ آپ کے اور صحابہ کے یہ اخلاق دیکھ کر لوگ مسلمان ہو گئے۔ جہاں تک برا کہنے پر مارنے کا تعلق ہے تو ارشاد الٰہی ہے۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۔

برائی کا بدلہ اتنی ہی برائی ہے۔ لیکن اگر کسی نے معاف کیا اور صلح کی کوشش کی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ کیونکہ اللہ ظالموں سے محبت نہیں فرماتا۔

لہٰذا یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک صریح جھوٹ ہے۔ جس نے پورے دین اسلام کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ بلکہ یہ روایت جس نے وضع کی وہ کوئی انتہائی قسم کا جاہل ہے یا اول درجہ کا دجال ہے۔ جس نے حضرت علیؓ کے عدل و انصاف کے پردے میں ان کے علم کا مذاق اڑایا ہے بلکہ ان کی عزت کو داغدار کیا ہے۔

۳۔ یہ کون سا شرعی اصول اور انصاف ہے کہ جب کوئی امیر مدعی بن کر عدالت میں جائے تو قاضی یا جج کو کرسی سے ہٹا کر خود جج بن کر بیٹھ جائے اور جب جج قانونی اعتراض اٹھائے تو مدعا علیہ کو دھونس دی جائے۔ اور اسے اس کے جج کے عہدے سے علیحدہ کرنے کی دھمکی دی جائے۔ ایسا اصول تو آج کل کے

سا ہے قانون میں بھی نہیں پایا جاتا۔

۴۔ جیسے بیٹے کی باپ کے حق میں شہادت قبول نہیں، اسی طرح غلام کی مالک کے حق میں شہادت قابل قبول نہیں۔ یہ دونوں ہی شبہات بھی باطل تھیں۔

۵۔ راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ قاضی کی عدالت میں پہنچے تو قاضی شریحؒ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ ان کا یہ فعل قانون عدالت کے خلاف ہے۔ ایسی صورت میں ان کا کوئی فیصلہ قابل قبول نہیں۔

۶۔ جب قاضی شریح نے اپنی مسند کی جگہ چھوڑ دی، اور حضرت علیؓ اس پر بیٹھ گئے۔ تو مدعی اور مدعا علیہ برابر کہاں رہے۔ اور جب عدالت مدعی کا ساتھ دے تو اس فیصلہ کی پوزیشن کیا ہے۔ اس حدیث سازی نے حضرت علیؓ اور قاضی شریحؒ دونوں کو بدنام کیا ہے۔

۷۔ کیا کوئی سبائی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ یہ واقعہ کس جگہ پیش آیا۔ اور وہ کونسی سرزمین تھی جس میں مسلمان یہود کے ساتھ آباد تھے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ واقعہ کوفہ کا ہے تو اس حد تک بات درست ہے کہ شریح کوفہ کے قاضی تھے۔ اور یہ بھی تسلیم کہ حضرت علیؓ کا دارالخلافہ کوفہ تھا۔ ممکن ہے کہ اس وقت وہاں کچھ یہودی بھی بستے ہوں لیکن ہماری معلومات تو یہ کہتی ہے کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے شام کا رخ کیا۔ اور شام کی سرحد پر چھ ماہ تک چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ پھر ۳۷ھ میں جنگ صفین واقع ہوئی اور اس جنگ میں وہ یہودی قتل بھی ہو گیا۔

حضرت علیؓ جمل و صفین کے درمیان صرف چند روز کے لئے کوفہ آئے تھے۔ بقول مورخ طبری چند روز کوفہ میں قیام کر کے اور لشکر تیار کر کے شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ تو کیا اس دوران میں یہ سانحہ پیش آ گیا۔

کیونکہ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ واقعہ جنگ صفین کے بعد پیش آیا۔ تو وہ یہودی نو مسلم جنگ صفین میں قتل ہو چکا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اسے مقتول ہونا ہی تھا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ رہتا تو تردید کا امکان باقی رہتا۔ اسی لئے اس کا نام پتہ تک بیان نہیں کیا گیا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

٨۔ اس روایت میں ہے کہ ان کا وظیفہ بھی متعین کیا گیا۔ لیکن وہ اس کی وصولیابی سے قبل ہی چل بسا۔

٩۔ اس واقعہ کو نقل کرنے والے آخری راوی ابراہیم تیمی ہیں جو اس واقعہ کے ناقل بیان کئے جاتے ہیں۔ ابراہیم تیمی سے مراد ابراہیم بن محمد بن طلحہ التیمی ہیں۔ یہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ان کا انتقال [illegible] میں جو ستر سال کی عمر میں ہوا تقریباً [illegible]۔ اس لحاظ سے یہ [illegible] میں پیدا ہوئے اور جس وقت جنگ صفین پیش آئی اور وہ یہودی مقتول ہوا تو یہ اس وقت مدینہ میں اپنی والدہ کا دودھ پی رہے تھے اور چند ماہ کے بچہ تھے۔ لہذا یہاں دو ہی امکان پیدا ہو سکتے ہیں۔

١۔ یا کسی نے یہ واقعہ گھڑ کر ان کی جانب منسوب کیا۔

٢۔ یا انہوں نے یہ واقعہ کسی گوسے پڑے راوی سے سنا تھا۔ انہوں نے اس کا نام بیان نہیں کیا۔ اور اس طرح بلا تحقیق یہ روایت مرسلاً بیان کر دی۔ اور لوگوں میں پھیل گئی۔ اور ابراہیم اکثر مرسل روایات بیان کرتے ہیں۔

ابراہیم تیمی سے یہ روایت نقل کرنے والے اعمش ہیں۔ ان کے ثقہ ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے لیکن اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ تدلیس سے کام لیتے اور ضعیف اور سبائی بچوں سے روایات لیتے اور درمیان سے ان کا نام غائب کر دیتے۔ حتیٰ کہ امام ابن المبارک اور مغیرہ کا بیان تو یہ ہے کہ اہل کوفہ کو خراب کرنے والے یعنی تدلیس کا مرض پیدا کرنے والے دو شخص ہیں۔ ابو اسحاق سبیعی اور اعمش۔ اور ویسے بھی بلاشبہ وہ شیعہ تھے۔ اور اس روایت کے راوی بھی ہیں کہ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز میں جنت اور دوزخ تقسیم کروں گا۔ ان کا تفصیلی حال تو ہم اور کسی جگہ پیش کریں گے۔ ان کا انتقال ۱۴۸ھ میں ہے۔ ہاں ہمیں یہ شبہ ضرور ہے کہ ابراہیم تیمی مدنی سے ان کی کب اور کہاں ملاقات ہوئی جو انہوں نے اعمش کو یہ افسانہ سنا ڈالا۔ ہو سکتا ہے کہ اعمش اور ابراہیم کے درمیان اس طرح ایک راوی کا غائب کر دیا گیا ہو جس طرح حضرت علیؓ اور ابراہیم کے درمیان غائب کر دیا گیا۔

اگر ابراہیم سے مراد ابراہیم النخعی ہیں جو اعمش کے استاد ہیں اور کوفہ کے عالم ہیں تو وہ تو حضرت علیؓ کی شہادت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ اور ان کی ذات اس قسم کی لغویات سے پاک ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حکیم بن خزام

اعمش سے اسے نقل کرنے والا حکیم بن خزام ہے۔ قواریری کا بیان ہے کہ میں اس سے ملا ہوں یہ اللہ کا ایک بہت نیک بندہ تھا۔ ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے بخاری کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۵۸۹ ۔

نیک بندہ ہونا بظاہر بہت اچھی بات ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ مدح نہیں ہے۔ کیونکہ محدثین جب یہ کہتے ہیں کہ فلاں بہت نیک آدمی تھا تو ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عبادت کے باعث حفظ حدیث کی جانب اس کی توجہ کم تھی، یہ نیک لوگ جو بات سنتے اس کو حدیث بنا دیتے، اس لئے نیک لوگوں کی روایت پر کوئی اعتماد نہیں کیا جاتا۔ امام یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں میں نے ان نیک لوگوں سے زیادہ حدیث میں جھوٹ بولتے کسی کو نہیں دیکھا۔ اور امام مسلم اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ لوگ عمداً تو جھوٹ نہ بولتے لیکن ان کی زبانوں پر ہر وقت جھوٹ جاری رہتا۔

اس کی اگر تصدیق کرنی ہو تو صوفیاء کی کتابوں کی روایات کا رجال اور کتب حدیث کی رو سے مطالعہ کرکے دیکھ لیجئے تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اگر ایک فی صد بھی صحیح روایت مل جائے تو یہ بھی ایک معجزہ ہوگا۔ کیونکہ صوفیاء کا ایک طبقہ حدیث میں جھوٹ بولنے کو کار ثواب تصور کرتا رہا۔ حکیم بن خزام سے یہ کہانی نقل کرنے والا ایک مجہول شخص ابو الاشعث العجلی ہے۔

الغرض یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام شریعت سب پر مخفی تبرا ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اس شر سے محفوظ رکھے۔

حضرت علیؓ نے نبوت کے دوسرے روز نماز پڑھنی شروع فرما دی تھی

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز مبعوث ہوئے۔ اور منگل کے روز حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اسے مسلم الاعور کے علاوہ کوئی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

روایت نہیں کرتا۔ اور مسلم الاعور محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔ نیز اس مسلم نے یہ روایت حبہ کے ذریعے حضرت علیؓ سے بھی نقل کی ہے۔ ترمذی ج ۲ صـ ۲۱۴۔

محدثین کا دستور ہے کہ اگر کسی راوی کی سند میں متعدد راوی ضعیف ہوں تو وہ صرف ایک راوی پر جرح کر کے اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔ امام ترمذی نے یہاں صرف مسلم پر جرح کی ورنہ اس روایت کی سند میں اور بھی ضعیف راوی موجود ہیں۔

لیکن سب سے اوّل سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس روایت کو حضرت انسؓ کی جانب منسوب کیا گیا ہے جو مدینہ کے باشندہ تھے اور وہ اس وقت تک پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اس طرح یہ روایت مرسل صحابی ہوئی۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ جب حضرت علیؓ اسلام لائے تو ان کی عمر کیا تھی۔ بعض مورخین نے پانچ اور بعض نے سات سال بیان کی ہے اور بعضوں نے اس سے کچھ زیادہ بھی لیکن اس سے بھی اہم مسئلہ یہ ہے کہ جب غار حرا میں سورۃ علق کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں تو اس کے بعد ایک سال تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا۔ اور سورۂ علق کی ابتدائی آیات میں نماز کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ ایک سال بعد سورۂ مدثر نازل ہوئی۔ پھر سورۂ مزمل۔ سورۃ مزمل میں رات کو نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ گویا نماز کی ابتدا نبوت کے ایک سال بعد ہوئی تو حضرت علیؓ نے اگلے روز نماز کیسے پڑھی۔ یہ سبائی طبقہ اس قسم کی بے پر کی گپیں اڑا کر لوگوں کو اسی طرح بے وقوف بناتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنیوں کو اس طبقہ کے شر سے بچائے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں اس کا راوی مسلم الاعور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ بلکہ یہ اپنے دل سے روایت اور سند وضع کرتا ہے۔ امام جعفر بن غیاث کا بیان ہے کہ اس نے میرے سامنے ایک حدیث بیان کی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ تو نے یہ حدیث کس سے سنی۔ اس نے جواب دیا ابراہیم نخعی سے اور وہ علقمہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر سوال کیا علقمہ نے کس سے سنی۔ اس نے جواب دیا عبداللہ بن مسعودؓ سے۔

یہاں تک تو بات درست معلوم ہوتی تھی۔ کیونکہ ابراہیم علقمہ کے شاگرد ہیں اور علقمہ عبداللہ بن

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مسعود کے۔ لیکن جعفر بن غیاث نے فوراً سوال کیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کس سے سنی۔ اس نے جواب دیا عائشہؓ سے۔

حالانکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت عائشہؓ سے ایک روایت بھی نہیں سنی۔ انہوں نے ایک آدھ روایت حضرت ابوبکرؓ سے سنی ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ کسی اور صحابی کو عبداللہ بن مسعودؓ کے استاد ہونے کا فخر حاصل نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔

گویا یہ مسلم اعور یا تو پرلے درجے کا احمق تھا جسے اتنی سی معمولی بات کی بھی خبر نہ تھی۔ اور اگر وہ جاہل نہ تھا تو پھر وہ نمبر ایک چالباز تھا۔ اور روایات خود دل سے وضع کر کے بڑے بڑے اکابر کی جانب منسوب کرتا۔ حتیٰ کہ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ جھوٹ کسی وقت کھل بھی سکتا ہے۔

فلاس کہتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایت قطعاً لکھی جائے۔ یحییٰ کہتے ہیں ثقہ نہیں ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں محدثین کو اس پر اعتراض ہے۔ نسائی وغیرہ کہتے ہیں متروک ہے۔ میزان ج ۴ ص ۱۰۶۔

علی بن عابس

مسلم الملائی سے اس داستان کو نقل کرنے والا علی بن عابس ہے۔ امام ترمذی نے اس کے سلسلہ میں سکوت اختیار کیا ہے۔ اس کا لقب ازرق ہے۔ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ نسائی، جوزجانی اور ازدی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں فحش غلطیاں کرتا ہے۔ لہٰذا یہ ترک کر دینے کا مستحق ہے میزان ج ۳ ص ۱۳۴

اسمٰعیل بن موسیٰ

اس کا ایک راوی اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری ہے۔ جو خود کو سُدّی کا بھانجا کہتا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں اس کی روایات پائی جاتی ہیں۔

امام ابوحاتم رازی کہتے ہیں کہ یہ بھی جھوٹا ہے کہ سُدّی کا بھانجا ہے۔ سُدّی سے اس کی بہت دور کی قرابت ہے۔ نسائی کہتے ہیں اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں محدثین نے اس کی حدیث کا انکار کیا ہے کیونکہ یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عبدان کا بیان ہے کہ ہم پر ہشام اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اعتراض کیا کیونکہ ہم اسماعیل سے احادیث سننے جاتے۔ انہوں نے ہم سے فرمایا تم اس فاسق کے پاس جاتے ہو جو اسلاف کو گالیاں دیتا ہے
میزان ج ۱ ص[illegible] ۔

عبدالحسین موسوی نے اسے علمائے شیعہ میں شمار کیا ہے (المراجعات)

اللہ تعالیٰ نے باشندگان زمین سے صرف دو شخصوں کو پسند کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر رخصت کیا گیا تو حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے میرا نکاح ایسے فقیر سے کیا جس کے پاس کوئی مال نہیں۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں صرف دو شخصوں کو انتخاب کیا ہے ایک تیرے خاوند کا اور ایک تیرے باپ کا۔

ابراہیم اس کا راوی ابراہیم بن الحجاج ہے جو اسے عبدالرزاق سے روایت کر رہا ہے۔ اسے کوئی شخص نہیں جانتا اور اس کی روایت باطل ہے۔ اور یہ ابراہیم بن الحجاج نہ شامی ہے اور نہ نیلی ہے۔ بلکہ کوئی تیسرا شخص ہے جسے کوئی نہیں جانتا۔

عبدالسلام بن صالح اس روایت کو عبدالرزاق سے عبدالسلام بن صالح نے روایت کیا ہے جو ہالکین میں سے ایک ہے۔ امام ذہبی کے الفاظ میں یہ عبدالسلام بن صالح کون ہے۔ ذہبی اس کے حال میں لکھتے ہیں۔ اس کی کنیت ابوالصلت ہے۔ ہرات کا باشندہ ہے۔ علی رضا سے روایت کرتا ہے۔ بگڑا ہوا شیعہ ہے۔ علی رضا کے نام سے اس نے ایک کتاب وضع کی ہے۔ جس میں متعدد خرافات بھری ہوئی ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابو حاتم رازی کہتے ہیں یہ شخص میرے نزدیک سچا نہیں۔ ابوزرعہ نے اس کی روایت پر غصہ میں ہاتھ مارا۔ عقیلی کا بیان ہے کہ رافضی ہے خبیث ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ متہم ہے۔ نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں رافضی ہے خبیث ہے۔ احادیث وضع کرتا تھا۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ صحابہ کی مذمت میں روایات وضع کرتا تھا۔ اس نے ایک کتاب وضع کی، جس میں وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھی گئی ہے کہ علوی کتا بنو امیہ سے بہتر ہے۔ میزان ج ۲ ص ۹۸۶۔

ابراہیم بن الحجاج اور عبدالسلام بن صالح۔ ہر دو شخص بہ روایت عبدالرزاق بن ہمام سے نقل کر رہے ہیں۔ ان کی صحیح حیثیت کیا ہے۔ اگر ہم اس پر کچھ تبصرہ کریں گے تو اہل اعلیٰ حضرت ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہم خود کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ امام ذہبی نے ان کے بارے میں اچھا یا برا جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ہم قارئین کے سامنے پیش کئے دیتے ہیں۔ اگرچہ ذہبی نے اپنی جانب سے کچھ نہیں لکھا بلکہ ابن عدی کی تلخیص پیش کی ہے۔

عبدالرزاق بن ہمام امام ہیں۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ قبیلہ حمیر سے تعلق رکھتے ہیں۔ صنعا کے باشندہ ہیں۔ مشہور لوگوں میں سے ایک ہیں۔ ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور بیس سال کی عمر میں طلب علم میں مشغول ہوئے۔ سات سال تک امام معمر سے حدیث حاصل کرتے رہے۔ تجارت کی غرض سے شام گئے اور حج بھی کیا۔ دوران سفر ابن جریج، عبید اللہ بن عمر، عبید اللہ بن سعید ابی ہند، ثور بن یزید، اوزاعی اور ایک بڑی جماعت سے علم حاصل کیا۔ اور بہت کچھ احادیث لکھیں اور ایک کتاب جامع کبیر تصنیف کی۔

ان سے علم حاصل کرنے والوں میں امام احمد بن حنبل، محمد بن یحییٰ ذہلی، اسحاق بن راہویہ اور بخاری جیسے حضرات نے سفر کر کے ان سے علم حاصل کیا۔

ابوزرعہ دمشقی کا بیان ہے کہ میں نے احمد بن حنبل سے دریافت کیا۔ کہ کیا عبدالرزاق معمر کی احادیث یاد رکھتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ ان سے دریافت کیا ابن جریج کے بارے میں کون زیادہ قابل اعتماد ہے۔ ابن جریج یا برسانی۔ انہوں نے جواب دیا عبدالرزاق، اور ہم عبدالرزاق کے پاس سنہ ۲۰۰

سے قبل سنے گئے تھے۔ اس وقت تک اس کی بینائی بھی خراب ہو گئی تھی۔ اور جن لوگوں نے عبدالرزاق سے بینائی جاتے رہنے کے بعد روایات سنی ہیں۔ وہ قابل اعتماد نہیں۔ اس لئے کہ وہ سننے میں ضعیف تھا۔

ہشام بن یوسف کا بیان ہے کہ ابن جریج ۲۱۲ھ میں جب یمن پہنچا تو عبدالرزاق اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

اثرم کا بیان ہے کہ ابو عبداللہ (یعنی احمد بن حنبل) سے دریافت کیا گیا کہ یہ روایت النار جبار کی کیا پوزیشن ہے۔ انہوں نے جواب دیا یہ روایت باطل ہے۔ اسے عبدالرزاق سے کس نے روایت کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اسے احمد بن شبویہ نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ان لوگوں نے عبدالرزاق سے جو روایات سنی تھی وہ اس کے نابینا ہونے کے بعد کی تھیں۔ یہ روایات اس کی کتابوں میں موجود نہیں۔ ان لوگوں نے عبدالرزاق سے ایسی مسند احادیث بیان کی ہیں جو عبدالرزاق کی کتاب میں موجود نہیں۔ ہوتا یہ تھا کہ عبدالرزاق کے نابینا ہونے کے بعد لوگ اسے جو بتاتے تھے وہ اسے اپنی حدیث سمجھ کر لوگوں سے بیان کرتا۔ اور ان لوگوں نے اس طرح اس کی روایات اپنی کتابوں میں درج کر لیں۔

نسائی کا بیان ہے جن لوگوں نے اس سے بعد میں روایات لکھیں ان کی روایات پر اعتراض ہے۔ ان سے متعدد منکر روایات مروی ہیں۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ انہوں نے فضائل میں ایسی روایات بیان کی ہیں جن پر ان کی کوئی موافقت نہیں کرتا۔ اسی طرح کچھ صحابہ کی مذمت میں روایات بیان کیں۔ اور محدثین اسے تشیع کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

دار قطنی کا قول ہے کہ عبدالرزاق اگرچہ ثقہ ہے لیکن یہ معمر کی احادیث میں غلطیاں کرتا ہے۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ سے سنا ہے کہ عبدالرزاق کو میں احادیث بیان کرتا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا یہ تمام روایات تم نے اپنے اساتذہ سے سنی ہیں۔ وہ بولا کہ ان میں بعض سنی ہیں۔ بعض استاد کے سامنے پیش کی گئیں۔ اور بعض کا ان کے سامنے مذاکرہ آیا۔

اور اس طرح کل ستی ہوئی ہیں۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے۔ میں نے عبدالرزاق سے اس کی کتاب کے علاوہ کوئی روایت نہیں لکھی۔ بجز ایک حدیث کے۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے اپنی کتاب سے جو روایات لکھی ہیں وہ زیادہ صحیح ہیں۔

محمد بن ابی بکر المقدمی کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرزاق سے وہ روایات نہیں سنی جو جعفر بن سلیمان وغیرہ نے برباد کر کے اس سے بیان کی تھیں۔

ابو زرعہ عبیداللہ نے عبداللہ المسندی سے نقل کیا ہے کہ میں نے جب مکہ سے رخصت کا ارادہ کیا تو سفیان بن عیینہ نے رخصت طلب کی اور ان سے عرض کیا۔ اب میں آپ کے پاس سے عبدالرزاق کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے داخل نہ ہو کہ جن کی دوڑ دھوپ دنیاوی زندگی میں برباد ہو چکی ہے۔

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے دریافت کیا کہ کیا عبدالرزاق غالی شیعہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں نے اس قسم کی کوئی بات تو اس سے نہیں سنی تھی لیکن وہ ایسا شخص ضرور ہے کہ جسے لوگوں کی بیان کردہ باتیں زیادہ پسند تھیں۔

عقیلی نے بالواسطہ مخلد الشعیری سے نقل کیا ہے ان کا بیان ہے کہ میں عبدالرزاق کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کسی نے اس کے سامنے امیر معاویہ کا تذکرہ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ ہماری مجلس کو ابو سفیان کی اولاد کے ذکر سے ناپاک نہ کرو۔ یعنی ہم ایسی روایات سننا نہیں چاہتے۔

محمد بن عثمان التنوخی البصری کا بیان ہے کہ جب عباس بن عبدالعظیم العنبری صنعاء سے عبدالرزاق کے پاس ہو کر ہمارے پاس آئے تو اس وقت ہم اور ہمارے پاس ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم سے انہوں نے فرمایا۔ ہم ایک جماعت کے ساتھ مل کر عبدالرزاق کے پاس گئے اور اس کے پاس کافی عرصہ مقیم رہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں یقیناً عبدالرزاق کذاب ہے اور واقدی اس سے زیادہ سچا ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس قسم کے معاملات میں امام مسلم نے عباس بن عبدالعظیم کی حمایت

کی ہے۔ اور تمام علماء اس کی روایات کو حجت سمجھتے ہیں، لیکن اُن متعدد منکرات میں جو شمار ہو سکتی ہیں اسے حجت نہیں مانتے۔

عقیلی کا بیان ہے کہ میں نے علی بن عبداللہ بن المبارک صنعانی کو فرماتے ہوئے سنا کہ زید بن المبارک عبدالرزاق کے پاس ایک عرصہ تک رہے اور اس سے کافی روایات لکھیں، پھر عبدالرزاق کی کتابیں پھاڑ دیں۔ اور محمد بن ثور کی خدمت میں رہنے لگے۔

ہم نے علی بن عبداللہ سے دریافت کیا اس کی کیا وجہ پیش آئی۔ انہوں نے جواب دیا ہم عبدالرزاق کے پاس بیٹھے تھے اس نے مالک بن اوس بن حدثان کی حدیث بیان کی۔ لیکن جب حضرت عمر کا یہ قول بیان کیا کہ انہوں نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تو یعنی عباسؓ تو اپنے بھتیجے کی میراث طلب کر رہا تھا اور یہ علیؓ اپنی بیوی کی جو اسے باپ کی جانب سے ملنی چاہیئے تھی میراث طلب کر رہا تھا عبدالرزاق نے اس پر یہ جملہ کہا کہ اس احمق کو دیکھو کہ بھتیجا اور بیوی کا باپ کہتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہتا۔ زید بن المبارک کا بیان ہے کہ میں اس کے بعد عبدالرزاق کے پاس نہیں گیا اور نہ میں اس سے کوئی روایت نقل کرتا ہوں۔

جعفر بن ابی عثمان الطیالسی کا بیان ہے کہ انہوں نے یحیٰی بن معین سے یہ بات سنی کہ میں نے عبدالرزاق سے کچھ ایسی گفتگو سنی جس سے میں اس کے شیعہ ہونے کا استدلال کر سکتا تھا میں نے اس سے دریافت کیا کہ تیرے جتنے بھی استاد تھے وہ سب اصحاب سنت تھے۔ مثلاً معمرؒ، مالک، ابن جریج سفیان۔ اور اوزاعی۔ تو آخر یہ بدعت کن افراد سے سیکھی۔

اس نے جواب دیا ہمارے پاس جعفر بن سلیمان الضبعی آیا۔ میں نے اسے فاضل اور اچھی ہدایت والا پایا۔ میں نے یہ تمام باتیں اسی سے سیکھیں۔

احمد بن ابی خیثمہ کا بیان ہے کہ میں نے یحیٰی بن معین سے یہ بات اس وقت سنی کہ امام احمد یہ فرماتے تھے کہ عبیداللہ بن موسیٰ نے تشیع کے باعث اس کی حدیث رد کر دی تھی۔ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا اللہ کی قسم عبدالرزاق تو عبیداللہ سے سو درجہ زیادہ غالی ہے بلکہ سو درجہ سے بھی زیادہ میں نے عبدالرزاق

سے ایسی باتیں سنی ہیں جو عبید اللہ سے بھی نہیں سنی۔

سلمۃ بن شبیب کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے سنا۔ اللہ کی قسم مجھے اس امر پر اب تک شرح صدر نہیں ہوا کہ میں علیؓ کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دوں۔

احمد بن الازہر کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرزاق کو یہ کہتے سنا ہے کہ علیؓ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو خود پہ فضیلت دی تھی۔ اس لئے میں انہیں فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں انہیں فضیلت نہ دیتا۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں علیؓ سے محبت رکھتا ہوں اور ان کی مخالفت نہیں کرسکتا۔

محمد بن ابی السری کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرزاق سے دریافت کیا تمہاری فضیلت صحابہ کے بارے میں کیا رائے ہے اس نے جواب دیا۔ سفیان ابوبکرؓ و عمرؓ کہتے اور خاموش ہو جاتے اور مالک کہتے ابوبکرؓ و عمرؓ اور خاموش ہو جاتے۔

ابو صالح محمد بن اسماعیل الضراری کا بیان ہے کہ ہم صنعاء میں عبدالرزاق کے پاس تھے کہ وہاں یہ اطلاع ملی کہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے عبدالرزاق کی حدیث ترک کر دی ہے بایں وجہ حضرات اسے برا تصور کرنے لگے ہیں ہم اس بات سے بہت غمزدہ ہوئے اور ہم نے دل میں سوچا کہ ہم نے اتنا مال خرچ کیا۔ اتنا طویل سفر کیا اور اتنے مصائب برداشت کئے پھر ہم مکہ حج کیلئے آئے۔ وہاں ہماری ملاقات یحییٰ سے ہوئی ہم نے ان سے اس معاملہ میں دریافت کیا۔

انہوں نے جواب دیا اے ابو صالح اگر عبدالرزاق اسلام سے مرتد بھی (یعنی رافضی) ہو جائے تب بھی ہم اس کی حدیث ترک نہیں کر سکتے۔

عبدالرزاق نے سفیان ثوری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "کہ اگر یہ لوگ علیؓ کو اپنا ولی بنائیں تو اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پائیں گے۔"

عبدالرزاق سے سوال کیا کہ کیا تم نے یہ روایت سفیان ثوری سے سنی ہے؟ اس نے جواب دیا مجھ سے نعمان بن ابی شیبہ اور یحییٰ بن العلاء نے بیان کی تھی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نعمان مجہول ہے۔ اور یحییٰ بن العلاء ہلاکت پھیلانے والا ہے۔

اسے اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اسرائیل سے عبدالحمید الفزاری نے نقل کیا ہے۔ نیز زید بن الحباب نے فضیل بن مرزوق کے ذریعہ ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ اس طرح سے یہ روایت ابو اسحاق سے تو محفوظ ہے۔ لیکن ابو اسحاق کے استاد زید بن یثیع کے بارے میں کسی جرح سے واقف نہیں۔ لیکن یہ روایت منکر ہے۔

امام ابو عمرو بن الصلاح امام احمد کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں جس نے عبدالرزاق سے اس کے نابینا ہونے کے بعد روایات سنی ہیں وہ قابل اعتبار نہیں ہیں نے اس کی متعدد احادیث دبری کے ذریعہ عبدالرزاق سے نقل کی ہیں۔ جنہیں میں منکر تصور کرتا ہوں جنہیں میں یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ان میں سب سے بدتر وہ روایت ہے جسے احمد بن ابی الازہر نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے اور عبدالرزاق نے تنہائی میں معمر عن الزہری عن عبیداللہ بن ابن عباس کی سند سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ نے علی رضی کی جانب دیکھا اور فرمایا۔ تو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار رہے گا۔ جس نے اے علی تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو ہم نے حذف کر دی ہیں۔ عبدالرزاق کا انتقال شوال ۲۱۱ھ میں ہوا۔

انہی مذکورہ روایات میں ذہبی نے عبدالرزاق کے واسطے سے یہ روایت نقل کی جو ہم نے بطور مرفوع پیش کی ہیں۔ اگرچہ ذہبی نے اس کا سہرہ ابوالصلت الہروی کے سر باندھا ہے میزان ج ۲ صفحہ ۶۱۰

زید بن یثیع

اس سے ترمذی کے علاوہ صحاح میں سے کسی نے روایت نہیں لی۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ قبیلہ ہمدان سے تعلق رکھتا ہے حضرت علی اور حضرت ابوذر سے احادیث روایت کرتا ہے۔ اور ابو اسحاق کے علاوہ اس سے کسی نے روایت نہیں لی۔ بعض حضرات نے اس کا نام ابان بن تغلب بن زید بن یثیع بیان کیا ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے میزان ج ۲ صفحہ ۱۰۱

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابن ابی حاتم نے اس کا نام زید بن نفیع بیان کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ یہ حضرت علیؓ حضرت ابوذرؓ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے ابو اسحاق کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا ہے۔ الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۵۷۳۔

الغرض اس روایت کے تمام راوی جو اسحاق کے علاوہ ہیں یا وہ سب باطل ہیں یا مختلف فیہ ہیں۔ اور عبدالرزاق سے نقل کرنے والے سراسر باطل اور کالعدم ہیں۔ لہٰذا یہ روایت باطل ہوئی۔

ایسی صورت میں اس روایت کا کیا مقام ہے۔ اس کا فیصلہ خود قارئین فرمالیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ حضرت ابو العاصؓ اور حضرت عثمان غنیؓ پر تبرا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں صاحب مال و زر تھے۔ یعنی ابو العاصؓ اور عثمانؓ۔ اس لئے حضرت علیؓ کے فقر و فاقہ کو جھوٹ کے پردے میں چھپانے کی ضرورت پیش آئی۔ اور چونکہ حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ کے یہاں ہمیشہ تنگی اور فقر و فاقہ میں گزاری۔ اس لئے حضرت فاطمہؓ کی زبان سے حضرت علیؓ کے خلاف تبرا بھی کیا گیا کہ اس کے پاس مال نہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ اسے پردے میں چھپایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کو تیرے باپ اور علیؓ کے علاوہ کوئی محبوب نہیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ حقیقت لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپتی۔ اگر حضرت فاطمہؓ نکاح کے وقت انکار فرما دیتیں تو ہو سکتا ہے کہ حالات تبدیل ہو جاتے۔ اور ہماری تاریخ کے اتنے اوراق کسی اور رنگ میں رنگین ہوتے اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت عبدالرزاق جیسے کسی نئی ہوتے۔

حضرت علیؓ سے سرگوشی

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے روز علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی فرمانے لگے۔ اس پر لوگوں نے آپس میں کہا کہ آج تو آپؐ نے اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ بہت طویل سرگوشی کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا میں نے اس سے کوئی سرگوشی نہیں کی۔ اس سے تو اللہ نے سرگوشی کی ہے۔

ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسے اجلحؒ کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

محمد بن فضیل کے علاوہ جن لوگوں نے اجلح سے روایت نقل کی ہے انہوں نے یہ جملہ بیان کیا ہے کہ اس جملے کہ "میں نے نہیں بلکہ اللہ نے سرگوشی کی ہے" کا مقصد یہ ہے کہ اللہ نے مجھے علیؓ کے ساتھ سرگوشی کا حکم دیا تھا۔ ترمذی ج ۲ صفحہ ۲۳۶۔

اس روایت کا اولین راوی جو ترمذی کا استاد ہے وہ علی بن المنذر الطریقی ہے۔

علی بن المنذر

اس سے ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔ عبدالرحمان بن ابی حاتم کہتے ہیں یہ ثقہ ہے سچا ہے۔ لیکن نسائی نے اگرچہ اس سے روایت لی ہے لیکن یہ وہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ خالص شیعہ ہے۔ ۲۵۶ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۱۵۷۔

عبدالحسین عراقی نے اسے شیعہ راویوں میں شمار کیا ہے۔ المراجعات صفحہ ۱۰۹۔

محمد بن فضیل بن غزوان

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ ضبّی ہے کوفی ہے۔ سچا عارف ہے لیکن اسے شیعہ کہا جاتا ہے اس سے تمام اصحاب ستہ نے روایات لی ہیں۔ تقریب صفحہ ۳۱۵۔

ذہبی لکھتے ہیں۔ یحییٰ بن معین اسے ثقہ کہتے ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں اس کی احادیث اچھی ہوتی ہے لیکن یہ شیعہ ہے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ بعض محدثین اس کی حدیث کو حجت نہیں سمجھتے۔ اس لئے کہ وہ شیعہ ہے۔ اور ابو داؤد کہتے ہیں یہ تو آگ لگانے والا شیعہ ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ ۱۰۔

ابن قتیبہ نے اپنی معارف میں اسے شیعہ علماء میں شمار کیا ہے۔ عبدالحسین موسوی نے بھی اپنی کتاب میں اس کے شیعہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ المراجعات صفحہ ۱۱۱۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اسے اجلح بن عبداللہ بن حجیّہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی کنیت ابو حجیّہ ہے قبیلہ کندہ کا ایک فرد ہے۔ اس کی روایات اربعہ میں موجود ہیں لیکن شیعہ ہے۔ تقریب صفحہ ۲۱۔

ذہبی لکھتے ہیں یہ کوفہ کا باشندہ ہے۔ یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ لیکن ابوحاتم کہتے ہیں قوی نہیں۔ نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے اور بد ترین مذہب رکھتا تھا۔

یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں۔ میرے دل میں تو اس کی جانب سے شک ہے۔ ابن عدی کہتے

ہیں اگرچہ سچا ہے لیکن شیعہ ہے جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ زبردست افترا پرداز ہے ۱۲۸ھ میں اس کا انتقال ہوا ۔ میزان ج ۱ ص ۴۱ ۔

اسی طرح اس روایت کے تینوں راوی شیعہ ہوئے ، اور اس میں مزید خرابی یہ ہے کہ ابن عقیل نے یہ روایت ابو الزبیر سے نقل کی ہے اور ابو الزبیر اسے عن جابر کہہ کر نقل کر رہے ہیں اور وہ مدلس ہیں ۔ اور محدثین کا دعویٰ ہے کہ اگر ابو الزبیر سے لیث نقل کریں تو وہ روایت صحیح ہوتی ہے ، ورنہ ابو الزبیر کی بقیہ روایت میں تدلیس ہوتی ہے ۔

اے علیؓ تو عیسیٰؑ بن مریم کی طرح ہے

حضرت علیؓ کا کہنا ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تجھ میں عیسیٰؑ کی مثال پائی جاتی ہے کہ ان سے یہود کو اتنا بغض پیدا ہوا کہ ان کی ماں پر تہمت لگا بیٹھے اور ان سے نصاریٰ نے اتنی محبت کی کہ انہیں اس منزل پر پہنچا دیا جس پر وہ نہ تھے ۔

خبردار میرے معاملہ میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے ، ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا کہ مجھ پر وہ باتیں منسوب کرے جو مجھ میں نہیں پائی جاتیں ، اور وہ عداوت رکھنے والا جو میرے مزاج کو برداشت نہیں کر سکے حتیٰ کہ مجھ پر تہمت لگانا شروع کر دی ۔ خبردار میں نہ تو نبی ہوں اور نہ میرے پاس وحی کی جاتی ہے ۔

ابن جوزی کا بیان ہے یہ حدیث صحیح نہیں ۔

حکیم بن عبد الملک یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ عبد الملک ثقہ نہیں بلکہ یہ کچھ بھی نہیں ۔ ابو زرعہ کا قول ہے یہ منکر الحدیث ہے ۔ میزان ج ۱ ص ۵۸۳ حکم بن عبد الملک قوی نہیں کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص ۳۰ ۔

خالد بن مخلد امام احمد فرماتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہوتی ہیں ۔ (پہلے حال گذر چکا)

سفیان بن وکیع نسائی کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں جب اسے بات کی تلقین کی جاتی تو وہ اسی اختیار کر لیتا ہے۔ ابوزرعہ کا بیان ہے کہ یہ جھوٹ کے ساتھ متہم ہے۔ العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۲۲۷۔

ان تین راویوں کے علاوہ اس روایت کے اور بھی راوی ناقابل اعتبار ہیں مثلاً حارث بن حصیرہ رجعت پر ایمان رکھتا۔ ابو صادق اور ربیعہ بن ناجد یہ سب مجہول لوگ ہیں۔ ہاں یہ روایت ایک اور سند سے بھی ان الفاظ میں مروی ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا۔

اے علیؓ! اس امت میں تیری مثال عیسیٰؑ بن مریم کی طرح ہے۔ جس سے ایک قوم نے محبت کی اور اس میں افراط سے کام لیا اور ایک قوم نے اس سے بغض رکھا تو اس میں حد سے بڑھ گئے اور دو لوگوں نے بھی مذاق اڑایا اور اس کا مرتبہ گرا دیا جو عیسیٰؑ کے پاس موجود تھے۔ اس پر کفار مکہ بولے ذرا اس پر غور کرو کہ یہ اپنے چچا کے بیٹے کو عیسیٰ سے کیسے تشبیہ دے رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت نازل کی۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ۝	اور جب ابن مریمؑ کی مثال بیان کی جاتی ہے تو تیری قوم اس سے اعراض کرتی ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہے جو اپنے باپ دادا کے نام سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔ اسے حجت میں پیش کرنا جائز نہیں۔ العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۲۲۵۔

دارقطنی کا بیان ہے کہ اسے مبارک بھی کہا جاتا ہے یہ متروک الحدیث ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۱۵

تیرا بھائی علیؓ بہتر بھائی ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ جب مجھ سے قریب

آسمان پر لے جایا گیا تو مجھ سے جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ آگے بڑھو۔ اللہ کی قسم اس مقام پر کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل آج تک نہیں پہنچا۔ ہاں پروردگار نے مجھ سے کچھ وعدے فرمائے۔ لیکن جب میں واپس ہوا تو ایک منادی نے پردہ کے پیچھے سے مجھے آواز دی۔ تیرا باپ ابراہیم اچھا باپ تھا۔ اور تیرا بھائی علیؑ تیرا اچھا بھائی ہے۔ اسے خیر کی وصیت کرنا۔

میں نے کہا اے جبرئیلؑ میں قریش کو بتا دوں کہ میںؐ نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔ جواب ملا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ قریش میری تکذیب کریں گے۔ جبرئیلؑ نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان میں ابوبکرؓ بھی موجود ہیں اور وہ اللہ کے نزدیک صدیق ہیں۔ اور وہ اے محمدؐ تمہاری تصدیق کریں گے اور عمرؓ سے بھی میرا سلام کہہ دینا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ علی بن المدینی کا بیان ہے کہ مسلم بن خالد کچھ نہیں۔ العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۲۲۰۔

حافظ ابن حجر کا بیان ہے۔

مسلم بن خالد المخزومی

ان کے مالک مکہ کے باشندہ تھے۔ زنجی کے لقب سے موسوم ہیں فقیہ ہیں۔ سچے ہیں لیکن انہیں وہم بہت ہوتا ہے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ان سے روایت لی ہے۔ تقریب التہذیب ص ۳۵۔

بخاری کا بیان ہے مسلم بن خالد الزنجی۔ اس کی کنیت ابوخالد ہے۔ ہشام بن عروہ اور ابن جریج سے روایات نقل کرتا ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص ۱۰۲۔

نسائی رقم طراز ہیں۔ مسلم بن خالد الزنجی ضعیف ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص ۹۶

امام ذہبی لکھتے ہیں۔

مسلم بن خالد الزنجی المکی۔ فقیہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوخالد ہے بنو مخزوم کے غلام ہیں۔ ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن کثیر سے روایات نقل کرتے ہیں۔ ان سے شافعی، حمیدی، مسددؒ اور دیگر محدثین نے روایات لی ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ ان میں کوئی حرج نہیں اور ایک بار فرمایا یہ ثقہ ہیں۔ لیکن ایک بار فرمایا ضعیف ہیں ساجی کا بیان ہے کہ بہت غلطیاں کرتے ہیں۔ تقدیر کے منکر تھے بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی روایت حجت نہیں۔ اور ابو زرعہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔

علی بن المدینی کا بیان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

ازرقی کا بیان ہے کہ یہ فقیہ ہیں۔ عابد ہیں۔ ہمیشہ روزے رکھتے۔ ابراہیم الحربی کا قول ہے کہ یہ اہل مکہ کے فقیہ تھے۔ ابن سعد کہتے ہیں یہ بہت سپید تھے۔ انھیں جو نسب دیا گیا وہ ضعیف میں دیا گیا۔ [illegible] میں ان کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۳ ص ۱۱۲۔

حضرت علیؓ سید العرب ہیں

سلمہ بن کہیل کا بیان ہے کہ علیؓ بن ابی طالب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزر ہوا۔ اور اس وقت آپ کے پاس عائشہؓ موجود تھیں۔ آپ نے عائشہؓ سے فرمایا اے عائشہؓ اگر تو سید عرب کو دیکھنا چاہے تو علیؓ بن ابی طالب کو دیکھ لے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا میں امام المسلمین اور سید المتقین ہوں پس اگر سید عرب کو دیکھنا چاہے تو علیؓ بن ابی طالب کو دیکھ لے۔

ابن جوزی کہتے ہیں اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ اس کی سند منقطع ہے۔ اور **محمد بن حمید** کو ابن وارہ اور ابو زرعہ نے کذاب کہا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ لوگوں سے روایات میں تبدیلیاں کر کے نقل کرتا ہے۔ العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۱۶۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ محمد بن حمید مشہور مؤرخ ہے جس نے ابن اسحاق کی مغازی نقل کی ہے۔ ہم اس کا تفصیلی ترجمہ پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اس لیے اعادے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔

اس موضوع پر ایک اور روایت ابن عباس سے ان الفاظ میں مروی ہے۔

ابن عباس کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں اور علیؓ عرب کے سردار ہیں۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یحییٰ کہتے ہیں کہ خارجہ بن مصعب ثقہ نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں اسے تو حجت میں بھی پیش کرنا جائز نہیں۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ صفحہ ۲۱۶۔

خارجہ بن مصعب اس کی کنیت ابو الحجاج السرخسی ہے۔ فقیہ ہے۔ اس کی روایات ترمذی اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

اسے امام احمد نے واہی اور یحییٰ بن معین نے غیر ثقہ قرار دیا حتیٰ کہ ایک بار فرمایا یہ کذاب ہے۔ بخاری کا کہنا ہے اسے ابن المبارک اور وکیع نے چھوڑ دیا ہے۔ دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ لیکن ابن عدی کہتے ہیں یہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کی روایات لکھی جاتی ہیں۔

ابن عدی نے اس کی بیس کے قریب منکر اور غریب روایات نقل کیں اور کہنے کے بعد کہا اس سے بہت سی روایات مروی ہیں جن میں سے کچھ منکر ہیں اور کچھ مستقیم۔ بہر صورت یہ ان لوگوں میں داخل ہے جس کی روایات لکھی جاتی ہیں۔ یہ ان میں غلطی کرتا ہے لیکن عمداً ایسا نہیں کرتا۔ اس کا ۱۶۸ھ میں انتقال ہوا۔ اور خراسان میں یہ بہت بڑا آدمی شمار ہوتا تھا۔ میزان ج ۱ صفحہ ۶۲۵۔

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں۔ خارجہ بن مصعب۔ اس کی کنیت ابو الحجاج ہے۔ متروک ہے اور کذاب لوگوں سے تدلیس کرتا۔ یحییٰ بن معین نے اسے کذاب کہا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے اس سے روایات لی ہیں۔ تقریب التہذیب صفحہ ۸۵۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دارقطنی لکھتے ہیں خارجہ بن مصعب سرخسی ہے متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۸۵
بخاری رقم طراز ہیں خارجہ بن مصعب ابو الحجاج ہے خراسانی ہے ضبعی ہے۔ زید بن اسلم سے روایات نقل کرتا ہے۔ وکیع نے اس کی روایت ترک کی۔ یہ خارجہ غیاث بن ابراہیم سے تدلیس کرتا ہے۔ اور غیاث کی حدیث رد کی ہوئی ہے اور اس خارجہ کے علاوہ غیاث سے کوئی صحیح طور پر نقل نہیں کرتا۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص۴۱
نسائی لکھتے ہیں۔ خارجہ بن مصعب خراسانی ہے متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۳۴۔

میری اولاد علیؑ کی پشت سے پیدا کی گئی ہے

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں رکھی ہے لیکن میری اولاد علی کی پشت میں رکھ دی۔
ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

یحییٰ بن العلاء کذاب ہے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ اس کی مرویات موضوع ہوتی ہیں۔ العلل المتناہیہ ج ۱ ص۲۱۵۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن العلاء بجیلہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ رے کا باشندہ ہے۔ یہ زہری اور زید بن اسلم سے روایات لیتا۔ اس سے عبد الرزاق اور جبارۃ بن المغلس روایات نقل کرتے ہیں۔ اس کی مرویات ابو داؤد اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں یہ بہت فصیح تھا اور بولنے میں خوب ماہر تھا۔ اس کا شمار ناقلوں میں ہوتا تھا۔
ابو حاتم کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ ابن معین اور ایک جماعت نے اسے ضعیف قرار دیا ہے دارقطنی کہتے ہیں یہ متروک ہے۔ امام احمد بن حنبل کا کہنا ہے یہ کذاب ہے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں یہ شخص قابل بھروسہ نہیں۔ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ میں نے وکیع سے اس یحییٰ بن العلاء کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو اس کی فصاحت نہیں دیکھتا۔ میں نے سوال کیا پھر آپ اس کی روایات کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اتنی ہی بات کافی ہے کہ وہ کھانے کے وقت چپل اتارنے کے بارے میں بیس احادیث بیان کرتا ہے۔

اس نے ایک تو حدیث بالا بیان کی۔ اور ایک یہ روایت بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے علیؓ کے بارے میں مجھے تین باتوں کی وحی کی ہے۔ اول وہ سید المسلمین ہیں، دوسرے امام المتقین ہیں اور تیسرے ان لوگوں کے قائد ہیں جن کے اعضاء وضو سفید ہوں گے۔ میزان ج ۴ ص ۳۹۷۔

امام بخاری کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں وکیع نے کلام کیا ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص ۱۲۱۔

نسائی کہتے ہیں۔ یحییٰ بن العلاء الرازی متروک الحدیث ہے۔ اس سے عبدالرزاق روایت کرتا ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص [illegible]۔

دارقطنی کا بیان ہے یحییٰ بن العلاء الرازی بجلی متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص [illegible]۔

حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں۔ یحییٰ بن العلاء البجلی۔ اس کی کنیت ابو عمرو یا ابو سلمہ ہے۔ اس سے ابن ماجہ نے روایت لی ہے۔ اس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔ تقریب التہذیب ص ۳۸۰۔

قرآن نے بھی اس امر کا حکم دیا ہے کہ لوگوں کو باپوں کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک بہت منصفانہ بات ہے

میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں

یعلیٰ بن مرہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا اور علیؓ کو چھوڑ دیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے لوگوں کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا اور مجھے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

چھوڑ دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں نے نہیں کس نے چھوڑا ہے تجھے معلوم ہے کہ تو میرا بھائی ہے اور ہمارا تیرا بھائی ہوں، اگر تجھ سے اس سلسلہ میں (چچا زاد بھائی ہونے میں) کوئی جھگڑے، تو تم کہنا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ میرے بعد جو اس کا دعوٰی کرے وہ کذاب ہے۔

یعنی اگر کوئی اللہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔ یا بھائی ہونے کا دعویٰ کرے تو عرض یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ چچا تھے اور ان سب کے اولاد تھی۔ اور ان میں سے بہت سے حضرت علیؓ کی وفات کے وقت تک حیات تھے۔ حتی کہ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی عقیلؓ چچازاد بھائی عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ حیات تھے۔ گویا کہ یہ سب عیاذاً باللہ جھوٹے لوگ تھے۔ حالانکہ دراصل جھوٹے لوگ تو یہ روایت کرنے والے ہیں۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کا راوی

عمر بن عبداللہ بن یعلی ہے۔ امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں عمر کوئی شئے نہیں۔ دارقطنی کا بیان ہے متروک ہے۔ السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ ج ۱ ص ۲۱۔

بخاری لکھتے ہیں کہ عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ اس سے مسعودی وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ یہ اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتا ہے۔ محدثین کو اس میں کلام ہے۔ الضعفاء الصغیر ص [illegible]۔

نسائی لکھتے ہیں کہ عمر بن عبداللہ بن یعلی ضعیف ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۸۲

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں۔ عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ۔ قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتا ہے کوفہ کا باشندہ۔ کبھی یہ اپنے دادا کی جانب منسوب ہوتا ہے۔ ضعیف ہے۔ اس سے ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔ تقریب التہذیب ص ۲۵۵۔

دارقطنی لکھتے ہیں۔ عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ ثقفی اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ——— اس کے بارے کو کوئی نہیں جانتا۔ سوائے اس کے بتانے سے اس کا علم ہوا۔ اس سے زیادہ بن علاقہ کے ذریعہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مشکل بن عمرو سے بھی روایت لی ہے۔ متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدار قطنی ص ۱۲۸۔
ذہبی میزان میں رقم طراز ہیں۔

عمر بن عبداللہ بن یعلیٰ بن مرۃ الثقفی کوفہ کا باشندہ ہے اپنے باپ سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس کی مرویات ابوداؤد اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

اسے امام احمد، یحییٰ اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ بخاری کہتے ہیں محدثین کو اس کے سلسلہ میں کلام ہے۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ [illegible] کہتے ہیں میں نے اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۱۱۔

حضرت علیؓ ہر مسلم کے مولیٰ ہیں

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ جس شخص نے اٹھارہ ذی الحجہ کو روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ ماہ کے روزوں کا ثواب لکھے گا۔ اور یہ غدیر خم کا دن ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا میں مومنین کا مولیٰ نہیں ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ اور جس نے ستائیس رجب کا روزہ رکھا اس کے لئے ساٹھ ماہ کے روزے لکھے جائیں گے۔ اور یہ پہلا روزہ ہے کہ جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رسالت لے کر نازل ہوئے۔

ہم پہلے وضاحت سے بیان کر چکے ہیں کہ عربی زبان میں لفظ مولیٰ دو معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اول اللہ کے معنی میں اور قرآن کی متعدد آیات جو ہم نے پیش کیں۔ یا دوسرے غلام یا آزاد شدہ غلام کے معنی ہیں۔

۱۔ پہلے معنی کے لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علیؓ کے لئے اس کا استعمال صریح کفر

ہے، اور دوسرے معنیٰ کے لحاظ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

۲۔ اٹھارہ ذی الحجہ کو حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ شیعہ ان کی شہادت کی خوشی منانے کے لیے خم غدیر کا نام لیتے ہیں اور حضرت عثمانؓ اکیس تاریخ کو دفن کئے گئے۔ ان تین روز تک شیعہ عید غدیر کے نام سے خوشیاں مناتے تھے حتیٰ کہ رات کو ان کی بہن مائیں بیٹیاں سب حلال ہو جاتی ہیں۔

۳۔ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم حج کے وقت عرفہ کے میدان میں ۹ ذی الحجہ کو نازل ہوئی نہ کہ ۱۸ ذی الحجہ کو۔

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت ماہ رمضان میں ملی جیسا کہ قرآن اس پر شاہد ہے۔ شیعوں نے ستائیس رجب مشہور کی حتیٰ کہ ہمارے سنی بھائی بھی اس رات خوشیاں منانے لگے۔

۵۔ اس روایت میں حبشون بن موسیٰ اور ابوہریرہؓ کے درمیان متعدد ضعیف راوی ہیں، جس کے باعث اس حدیث کو حجت میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔

محدثین نے ان راویوں پر جو کلام کیا ہے اس پر تفصیلی بحث کرنے سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ایک اجمالی خاکہ پیش کر دیا جائے۔

شہر بن حوشب قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۵۴۔

مطر بن طہمان الوراق قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۹۸۔

یہ ہم نے صرف دو اشارے کئے ہیں۔ ورنہ اس روایت میں اور بھی ضعیف راوی موجود ہیں۔

پھر سب سے بڑا عجوبہ یہ ہے کہ روزوں کی فضیلت حضرت ابوہریرہؓ کی جانب منسوب کی گئی ہے اور حضورؐ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ تو ابوہریرہؓ کو ان فضیلتوں کا کیسے علم ہوا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روایت کو بطور حجت پیش کرنا بھی جائز نہیں۔ اور حبشون اور ابوہریرہؓ کے درمیان متعدد راوی ضعیف ہیں۔ اور آیت بلا شک و شبہ عرفہ کے روز نازل ہوئی جیسا کہ صحیحین میں مروی ہے۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۲۶۔

ابن کثیرؒ کا بیان ہے کہ یہ روایت کئی وجوہات سے منکر ہے۔ جس میں سے ایک وجہ آیت

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ہے جو عرفہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ کو نازل ہوئی۔ اس کے مثل ایک روایت ابوسعید خدری سے بھی مروی ہے لیکن ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں۔

یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی جیسا کہ صحیحین میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔

متعدد صحابہ کی جانب یہ روایت منسوب کی گئی ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ ان کے مولیٰ ہیں ان سب کی سندات ضعیف ہیں۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۵ صفحہ ۲۳۳۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱۸ تا ۲۲ ذی الحجہ شیعہ طبقہ عید غدیر کے نام سے خوشیاں مناتا ہے۔ یعنی عثمانؓ کی شہادت کی خوشی میں۔

اللہ تعالیٰ نے علیؓ کی مخصوص طور پر مغفرت فرمائی ہے

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کی شام ہمارے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بدولت تم پر فخر کیا ہے۔ کہ تم لوگوں کی عام طور پر مغفرت فرمائی اور علیؓ کی خاص طور پر مغفرت کی ہے۔ میں اللہ کی طرف سے تمہاری جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں نہ اپنی قوم سے ڈرتا ہوں اور نہ اپنے قرابت داروں سے محبت کرتا ہوں۔ یہ جبرئیلؑ ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں نیک بخت وہ ہے جو علیؓ سے ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد محبت کرتا ہو۔ اور بدبخت وہ ہے جو علیؓ سے ان کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد بغض رکھتا ہو۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اور **عباد الکلبی** کوئی شے نہیں۔ نسائیؒ اور ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ العلل المتناہیہ فی الاحادیث الموضوعہ صفحہ ۲۲۴۔

حضرت علیؓ تاویل قرآن پر جنگ کریں گے

حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔

اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے چپل ٹوٹ گئے تھے۔ آپ نے وہ چپل علی کے پاس پھینک دئے اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص تاویل قرآن پر اس طرح جنگ کرے گا جس طرح ہم نے قرآن کے نزول پر جنگ کی ہے۔ ابوبکرؓ بولے یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں گا۔ حضرت عمرؓ بولے کیا وہ شخص میں ہوں گا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ لیکن وہ شخص یہ جوتے والا ہے۔

اسمٰعیل بن رجاء — دارقطنی کا بیان ہے کہ اسمٰعیل بن رجا ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ ثقہ راویوں سے ایسی باتیں نقل کرتا ہے جو انہوں نے نہیں کہی ہوتیں۔ العلل المتناہیہ ج ۱ ص ۲۴۲۔

مؤمن کے صحیفہ کا عنوان علیؓ ہیں

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے وہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے مؤمن کے صحیفہ کا عنوان علیؓ بن ابی طالب کی محبت ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ اور ابن جوزی مجہول راویوں سے روایت نقل کرتا ہے۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۲۵۔

خطیب لکھتے ہیں کہ یہ شخص مجہول ہے اور اس کی روایت میں غریب اور منکرات کافی پائی جاتی ہیں۔ حاشیہ العلل المتناہیہ۔

اے علیؓ تیرا ایک بیٹا ہوگا جس کا نام میرے نام پر ہوگا

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؓ تیرا ایک بیٹا ہوگا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اور جس کی کنیت بھی میری کنیت پر ہوگی۔ (یعنی محمد بن حنفیہ)

حسن بن بشر۔ بجیلہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا پیداوار ہے۔ اس سے بخاری، نسائی اور ترمذی نے روایات لی ہیں۔ اس کی کنیت ابو علی الکوفی ہے۔ یہ اسباط بن نصر اور زہیر بن معاویہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے بخاری، ابراہیم حربی اور متعدد افراد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوحاتم وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ سچا ہے۔ ابن خراش کہتے ہیں منکر الحدیث۔ نسائی کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ امام احمد بن حنبل کو اس میں تردد ہے۔ ۲۲۱ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۱ ص ۴۸۱۔

نسائی کا بیان ہے کہ حسن بن بشر بن سلم قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۳۳۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے علیؓ کے بارے میں پانچ امور کا سوال کیا تھا

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؓ میں نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پانچ چیزوں کا سوال کیا تھا تو اللہ نے مجھے چار چیزیں عنایت کیں اور ایک چیز سے منع کر دیا۔

اس نے مجھے تیرے بارے میں جو چیزیں عطا کیں ان میں سے اول یہ ہے کہ تو سب سے پہلا وہ شخص ہے جس کی قیامت کے دن قبر پھٹے گی اور تو میرے ساتھ ہوگا۔ تیرے ساتھ لواء الحمد ہوگا اور تو اسے اٹھائے گا۔ اور مجھے یہ بھی عطا کیا کہ تو میرے بعد ولی المؤمنین ہوگا۔

گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام بھی حضرت علیؓ کے بعد قبر سے برآمد ہوں گے۔ اسی باعث حضرت علیؓ لواء الحمد اپنے ہاتھ میں سنبھال لیں گے۔ حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نعمت سے محروم ہوں گے۔ جیسا کہ مذہب شیعہ میں یہ سب حقوق حضرت علیؓ کے لئے مخصوص ہیں

ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں۔ اور ہم نے پہلے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ . . .

عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب اپنے باپ دادا کے نام سے موضوع روایات نقل کرتا تھا العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ صفحہ ۲۱۲

ذہبی لکھتے ہیں کہ دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ اسے مبارک بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اسے مجھ سے محبت ہے اور وہ علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۳۱۵

اے علیؓ تیری منزل میری منزل کے سامنے ہوگی

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کا بیان ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے سامنے تشریف لائے۔ آپ کے صحابہ جمع تھے آپ نے ان سے فرمایا اے اصحاب محمد اللہ نے مجھے اس جگہ پر تمہاری منزلیں دکھادی ہیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کا ہاتھ تھاما اور فرمایا۔ اے علیؓ کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جنت میں تیری منزل میری منزل کے سامنے ہوگی۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں میری منزل تیری منزل کے بالمقابل ہوگی۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ کیونکہ

عمار بن سیف الضبی یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں دارقطنی کا بیان ہے یہ متروک ہے

محاربی اس کا نام عبدالرحمان بن محمد المحاربی ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ مجہول راویوں سے منکر احادیث روایت کرتا ہے۔ العلل المتناہیہ . . . ج ۱ صفحہ

البدایہ ج صـ۲۵۱ ۔

ذہبی لکھتے ہیں۔

عمار بن سیف بنو ضبہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابوعبدالرحمان ہے۔ اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

احمد عجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم کا بیان ہے ضعیف ہے۔ عثمان بن یحییٰ بن معین نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے ثقہ ہے لیکن احمد بن زہیر نے یحییٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں۔ ابوداؤد کا بیان ہے یہ مجہول انسان تھا۔ صرف عجلی کا یہ بیان ہے کہ یہ ثقہ ہے۔ ثابت ہے عبادت گزار ہے۔ سنت کا پابند ہے۔ میزان ج ۳ صـ۱۶۵ ۔

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں۔

اس کی کنیت ابوعبدالرحمان ہے کوفہ کا باشندہ ہے حدیث میں کمزور ہے۔ عبادت گزار ہے۔ نویں طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تقریب صـ۲۵۰ ۔

محاربی کا نام عبدالرحمان بن محمد المحاربی ہے۔ اس کی کنیت ابومحمد ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے مدلس تھا۔ تقریب التہذیب صـ۲۰۹ ۔

ذہبی لکھتے ہیں ۔

عبدالرحمان بن محمد المحاربی سے تمام اصحاب صحاح نے روایات لی ہیں ذہبی کہتے ہیں ثقہ ہیں حدیث کے ماہر ہیں۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ مجہول راویوں سے منکر روایات نقل کرتے ہیں ابوحاتم رازی کہتے ہیں یہ سچے ہیں لیکن مجہول راویوں سے منکر احادیث نقل کرتے ہیں۔ اسی کے باعث ان کی حدیث خراب ہوگئی۔ وکیع کہتے ہیں یہ طویل روایتوں کے کتنے بڑے حافظ ہیں۔

ابونعیم کا بیان ہے کہ ہم سفیان کے پاس ہوتے۔ سفیان جب ایسی حدیث سے گزرتے جس کا تعلق احادیث زہد سے ہوتا تو کہتے یہ روایت تم لے لو۔ اس کا تعلق تم سے ہے۔ عبدالرحمان بن احمد کا بیان ہے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا کہ محاربی تدلیس کرتا اور ہم یہ نہیں جانتے

کہ اس نے معتمر سے کوئی روایت سنی ہے۔ ان کا انتقال ۱۸۹ھ کے بعد ہوا۔ میزان ج ۲ ص ۵۸۵
اس کی روایت سے بچنا ضروری ہے۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۵۱۔

اس روایت کا ایک راوی علی بن الحسن الغفروجرد ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس نے حضرت علیؓ کی فضیلت میں ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۲۲۔

سب سے پہلے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عرش کی داہنی طرف حضور اور بائیں طرف حضرت ابراہیمؑ اور درمیان میں ہمیں خبر نہیں کہ عرش معلی پر اللہ تعالیٰ ہوگا یا حضرت علیؓ ہوں گے۔

ہم بے خبر اس لئے ہیں کہ پہلی روایت کی رو سے دونوں کے محل جنت میں ہوں گے اور حضرت علیؓ درمیان میں اور اس روایت کی رو سے یہ تمام قصہ عرش کے ساتھ پیش آئے گا۔ اور چونکہ درمیان میں اللہ تعالیٰ کا عرش ہوگا۔ اس لئے وہاں حضرت علیؓ کو بٹھایا گیا۔ کہتے ہیں جب حضور معراج کو گئے تو عرش پر سے ایک ہاتھ نکلا جو حضرت علیؓ کا ہاتھ تھا۔

علیؓ بن ابی طالب جنت میں صبح کے تارے کی طرح چمکتے ہونگے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ جنت میں ایسے چمکتے ہوں گے جیسا کہ اہل دنیا کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

ابن الجوزی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات صحیح طور پر ثابت نہیں۔ اور ناطحی متہم ہے اور ابراہیم بن ابی یحییٰ متروک ہے۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۵۲

اس روایت کے ایک راوی حماد بن سلمہ ہیں اگرچہ ان کے ثقہ اور محدث ہونے پر سب کا اعتماد ہے۔ لیکن یہ بھی متفق علیہ مسئلہ ہے کہ ان سے بے پناہ غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور اسی باعث بخاری نے ان سے روایت نہیں لی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اگر اس روایت کا سابقہ روایات کے پیش نظر مطالعہ کیا جائے تو ہمارے قارئین کو یہ اچھی طرح معلوم ہو جائے گا کہ یہ تمام روایات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اور دروغ گوئی کا ایک مقابلہ ہو رہا ہے کہ کون زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔ آپ حضرات بھی ان جھوٹوں کا مطالعہ کریں اور اس جھوٹ پر ان حضرات کو نمبر عنایت کریں۔

علیؓ تمہیں صراط مستقیم پر چلائے گا

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اگر ابوبکرؓ کو والی بناؤ گے تو انہیں دنیا میں زاہد، اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔ اگرچہ ان کے جسم میں کمزوری پائی جاتی ہے اور اگر تم عمرؓ کو ولایت سپرد کرو گے تو انہیں قوی پاؤ گے امین پاؤ گے۔ اللہ کے معاملے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔ اور اگر تم علیؓ کو ولی بناؤ گے تو انہیں ہدایت کرنے والا ہدایت پر چلنے والا پاؤ گے اور وہ تمہیں سیدھے راستہ پر چلائے گا۔

حضرت حذیفہؓ سے یہ روایت زید بن یثیع نے نقل کی ہے اور ان سے ابو اسحاق نے در اصل یہ روایت سفیان نے ابو اسحاق سے نقل کی ہے اور وہ زید بن یثیع سے نقل کرتا ہے۔ اور زید بن یثیع کبھی حذیفہؓ کا نام لیتا ہے۔ کبھی سلمانؓ کا اور کبھی علیؓ کا گویا اس زید کو خود یہ خبر نہیں کہ یہ روایت کس سے مروی ہے۔

ایک روایت میں یہ زید بن یثیع حضرت علیؓ سے ناقل ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کس کو امیر بنایا جائے۔ آپ نے فرمایا اگر تم ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو اسے امین پاؤ گے۔ دنیا میں زاہد اور آخرت میں راغب پاؤ گے۔ اگر تم عمرؓ کو امیر بناؤ تو اسے قوی امین پاؤ گے اللہ کے معاملے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ کرے گا اور اگر تم علیؓ کو امیر بناؤ گے لیکن میرا خیال ہے کہ تم ایسا نہ کرو گے تو اسے ہادی پاؤ گے مہدی پاؤ گے وہ تمہیں سیدھے راستہ پر چلائے گا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس نے یزید بن شیبؓ نے حضرت سلمانؓ فارسی سے یہ آخری الفاظ نقل کئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر وقت فرمایا کہ اگر تم ابوبکرؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو اسے اللہ کے کام میں قوی اور اپنی ذات کے معاملے میں کمزور پاؤ گے۔ اور اگر تم عمرؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو انہیں اللہ کے کام میں بھی قوی پاؤ گے اور اپنی ذات کے معاملہ میں بھی۔ اور اگر تم علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے اور تم ہرگز بھی ایسا نہ کرو گے تو اسے ہادی اور مہدی پاؤ گے وہ تمہیں سیدھے راستہ پر چلائے گا۔

اس روایت کے الفاظ پر غور کیجئے تو ان میں زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ اور ہر روایت میں حضرت عثمانؓ کا نام ضرور حذف کیا گیا ہے کیونکہ ان کا نام سامنے آنے سے دوسرا داماد سامنے آتا ہے اور وہ قریبی داماد تھے اور ان کا تعلق بنو امیہ سے ہے۔ لہٰذا اس کا حل یہی ہے کہ ان کے نام کو حذف کر دیا جائے۔

ہمارے قارئین پہلے تو یہ ذہن میں رکھیں کہ زید بن شیبؓ سے ابو اسحاق کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا اور نہ انہیں کوئی جانتا ہے۔ جہاں تک ابو اسحاق کا تعلق ہے انہیں اگرچہ ثقہ مانا جاتا ہے لیکن یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ مدلس ہیں۔ اور مدلس کی وہ حدیث قابل قبول نہیں جو عن کے ذریعہ مروی ہو۔ اور یہ روایت بھی عن کے ذریعہ مروی ہے۔

علیؓ مقتول ہو کر مریں گے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ بیمار تھے۔ میں ان کی عیادت کے لئے گیا۔ وہاں ابوبکرؓ و عمرؓ پہلے سے بیٹھے تھے۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ابھی کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ بھی ایک جگہ بیٹھ گئے اور علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنے لگے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ علیہما السلام نے حضورؐ کی جانب دیکھ کر فرمایا اے اللہ کے نبی ہم آپ کو رنجیدہ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے علیؓ تو اس وقت ہرگز نہ مرے گا اور تیری موت قتل

کی حالت میں ہوگی۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس کا راوی۔

ناصح — یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ناصح ثقہ نہیں، فلاس کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔

اسمٰعیل بن ابان امام احمد فرماتے ہیں اس نے بہت سی موضوع روایات بیان کیں اس لئے ہم نے اس سے روایات لینا چھوڑ دیا۔ یحییٰ بن معین اور ابو حاتم الرازی کا بیان ہے کہ یہ اسمٰعیل کذاب ہے۔ بخاری، مسلم، نسائی اور دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایات بیان کرتا۔ موضوعات ج۱ ص۴۴

ذہبی لکھتے ہیں کہ ناصح کے باپ کا نام عبداللہ ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ یہ جولاہا تھا۔ یہ سماک بن حرب اور یحییٰ بن ابی کثیر سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے اسمٰعیل بن عمرو البجلی روایات نقل کرتا ہے۔ اس کی روایات ترمذی میں پائی جاتی ہیں۔

نسائی وغیرہ کا بیان ہے ضعیف ہے۔ بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ فلاس کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ اور ایک بار فرمایا ثقہ نہیں۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ عبادت گزار لوگوں میں سے تھا۔ حسن بن صالح نے اس کا ذکر کیا اور فرمایا یہ نیک آدمی ہے اچھا آدمی ہے۔ اس کے بعد ذہبی نے اس کی تین منکر روایات پیش کیں جن میں سے دو روایات ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ میزان ج ۴ ص ۲۴۰۔

اس کا دوسرا راوی اسمٰعیل بن ابان الغنوی الکوفی ہے۔ یہ درزی تھا۔ اسے یحییٰ بن معین نے کذاب کہا ہے۔ امام احمد کا بیان ہے کہ ہم نے پہلے اس کے ذریعہ ہشام بن عروہ کی روایات لکھی ہیں پھر اس نے فطر وغیرہ سے موضوع روایات نقل کیں۔ لہٰذا ہم نے اس کی روایات چھوڑ دی۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتا۔ یحییٰ بن معین کا کہنا ہے اس نے سفیان کے نام ایسی روایات منسوب کیں جو سفیان نے بیان نہ کی تھیں۔ مسلم اور نسائی کا بیان ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ اور نسائی نے ایک بار کہا ثقہ نہیں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ میزان ج ۱ ص۱۱۲۔

بخاری لکھتے ہیں کہ ناصح بن عبداللہ یہ سماک وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ اس کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص۱۱۲۔

نسائی لکھتے ہیں۔ ناصح بن عبداللہ کوفہ کا باشندہ ہے۔ ضعیف ہے۔ الضعفاء الصغیر ص۱۱۲

ناصح بن عبداللہ اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ متروک ہے۔
کتاب الضعفاء والمتروکین ص۱۰۱ للنسائی

اسمٰعیل بن ابان الغنوی۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابو اسحاق ہے۔ حکم، عطیہ اور فضیل بن عمرو الخیاط کے ذریعہ ہشام بن عروہ سے نقل کرتا ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۳۸۔

اسمٰعیل بن ابان ہشام بن عروہ سے روایات لیتا ہے کوفہ کا باشندہ ہے متروک الحدیث
کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۱۰ ۔

اس طرح دونوں راوی ناقابل اعتبار ہیں۔

علیؓ تو حضور کا نفس ہیں

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے بعد سب سے بہتر کون ہے آپؐ نے جواب دیا ابوبکرؓ۔ میں نے عرض کیا ابوبکرؓ کے بعد کون بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا عمرؓ۔ فاطمہؓ کا بیان ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے علیؓ کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے فاطمہؓ علیؓ میرا نفس ہیں اور کوئی شخص اپنے نفس کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وضع کی گئی ہے۔

اس روایت کا راوی

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خالد بن اسمٰعیل ثقہ راویوں کے نام سے روایات وضع کرتا۔ ابوالفتح الازدی کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔

محمد بن المہدی - دارقطنی کہتے ہیں محمد بن المہدی کذاب ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۰۱

خالد بن اسمٰعیل یہ مدینہ کا باشندہ ہے۔ بنی مخزوم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی کنیت ابوالولید ہے ہشام بن عروہ، ابن جریج اور ایک جماعت سے روایات نقل کرتا ہے ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کیا کرتا۔ دارقطنی کا بیان ہے متروک ہے اور ابن حبان کا بیان ہے کہ اس سے کسی حال میں احتجاج جائز نہیں۔ میزان ج ۱ ص ۲۹۳۔

شیعہ مذہب کی رو سے حضرت علیؓ کو امام ہونے کی حیثیت سے وہی مقام حاصل ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے بلکہ بعض صورتوں میں حضرت علیؓ کا مقام حضورؐ سے بڑھ کر ہے۔

سب سے پہلے جس کی روح نے مجھے سلام کیا وہ علیؓ کی روح تھی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ نے تمام ارواح جسموں سے دو ہزار قبل پیدا فرمائی تھیں۔ پھر وہ عرش کے نیچے گھومنے لگیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں میری اطاعت کا حکم دیا۔ تو سب سے قبل جس روح نے مجھے سلام کیا وہ علیؓ کی روح تھی۔

یہ روایت موضوع ہے۔

عبداللہ بن ایوب ازدی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ایوب اور اس کا باپ دونوں کذاب ہیں جن سے روایت نقل کرنا حلال نہیں۔ موضوعات ج ۱ ص ۲۸۱۔

ذہبی لکھتے ہیں۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عبداللہ بن ابو بکر بن ابی صفی، ابو علی، سفیان بن عیینہ اور امام مالک سے روایات نقل کرتا ہے۔ یہ ان بڑے بڑے گمراہوں میں سے تھا جن کی بیخ کنی ضروری تھی۔ بلکہ مشہور کذاب تھا۔ وضع حدیث میں مشہور تھا۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ بہت عبادت گزار تھا اور معاملہ بہت کرتا اور سر میں تیل ڈالتا اور ہر کچھ اس کا منہ کالا ہے کہ فاضلوں کی اولاد سے روایت کرتا۔ اس کے بعد ابن عدی نے اس کی منقول موضوع اور منکر روایات پیش کی ہیں جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہیں۔ اور یہ سب باطل روایات ہیں۔
ابن عدی کا بیان ہے کہ جس نے علی بن حرب کا واقعہ لکھا ہے کہ یہ قصہ گو ہے جو اس کے پاس بیٹھے سے کچھ لکھا جاتا ہے وہ سب من گھڑت ہے۔ یہ بعض ایسے امور کا مطلب ہے جنہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کر دیا جاتا ہے جو پوشیدہ طور پر گھڑتے رہتے ہیں۔

ایوب بن ابی علاج اس کا تعلق ... ایوب بن ابی علاج ہیں۔ یہ ابو جعفر محمد بن علی یعنی جنہیں امام باقر کہا جاتا ہے، سے روایات نقل کرتا ہے۔ یہ جھوٹ گھڑنے کے لئے مشہور ہے۔ ساقط الاعتبار ہے اور ان کے ہم عصر حضرات سے عبداللہ بن ایوب اس سے کئی قسم کی روایات لیتا۔ (میزان ج ۱ ص ۲۹۲)۔

رکوع کی حالت میں زکوٰۃ کی ادائیگی

حضرت علیؓ کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے لوگ نماز پڑھ رہے تھے ان میں کچھ رکوع میں تھے اور کچھ قیام میں۔ اور ایک سائل سوال کر رہا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے سوال کیا کیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر اس رکوع کرنے والے نے اور اس نے علیؓ کی جانب اشارہ کیا۔

انہوں نے مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے۔

عیسیٰ بن عبداللہ یہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتا ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ ذہبی نے اس کی متعدد روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔

ابن حبان کا دعویٰ ہے کہ یہ اپنے باپ دادا سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۱۵

یہ روایت ابن مردویہ، ابن جریر اور عبدالرزاق بن ہمام نے بھی نقل کی ہے۔ اس کی ایک سند حسب ذیل ہے۔ عبدالرزاق۔ عبدالوہاب بن مجاہد، مجاہد بن جبیر، ابن عباس۔

لیکن ذہبی عبدالوہاب بن مجاہد کے حالات میں رقم طراز ہیں۔ کہ ابن ابی مریم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ اس عبدالوہاب کی روایت نہ لکھی جائے۔ امام احمد نے ان سے نقل کئے ہیں کہ یہ کچھ نہیں ضعیف ہے۔

امام بخاری نے وکیع سے نقل کیا ہے کہ اس عبدالوہاب نے اپنے والد سے کوئی روایت نہیں کی تھی۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی عام روایات ایسی ہوتی ہیں جن کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔ میزان ج ۲ ص ۲۸۶

عبدالرزاق آخر عمر میں رافضی ہو گیا تھا اور بڑھاپے میں نابینا بھی ہو گیا تھا۔ اس لئے اس کی روایات قابل قبول نہیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں یہ روایت کسی سند سے بھی صحیح نہیں۔ اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ اور ان لوگوں نے جو یہ بات پھیلا رکھی ہے کہ یہ آیت

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ — تو تو بس ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہدایت ہے۔ (ہدایت گذار)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا — اور لوگوں کو محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

اور اسی طرح یہ آیت

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ — کیا حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی عمارت

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
تعمیر کرنا کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو:

اسی طرح کچھ اور آیات حضرت علیؓ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اس میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں اور اسی طرح ابن عباسؓ کا یہ قول کہ علیؓ کے بارے میں جتنا قرآن نازل ہوا ہے اتنا کسی کے بارے میں نازل نہیں ہوا نیز یہ روایت کہ علیؓ کے بارے میں تین سو آیات نازل ہوئیں۔ ان میں سے ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے نیز اور دیکھو البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۵۸

حضرت علیؓ کو مولینا کا خطاب

امام احمد نے رباح بن الحرث سے نقل کیا ہے کہ رحبہ میں حضرت علیؓ کے پاس ایک جماعت آئی اور کہنے لگی۔ السلام علیک یا مولینا۔ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں تمہارا مولا کیسے بن سکتا ہوں حالانکہ تم تو عرب قوم ہو۔

انہوں نے عرض کیا ہم نے غدیر خم کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ میں جس کا مولی ہوں علیؓ بھی اس کے مولا ہیں۔

رباح بن الحرث کا بیان ہے جب یہ لوگ چلے گئے تو میں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا اور لوگوں سے ان کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون لوگ تھے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ انصار کی ایک جماعت تھی جس میں ابوایوبؓ انصاری بھی تھے۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۴۷۔

حافظ ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالے سے البدایہ میں یہ روایت نقل کی ہے۔ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے یہ روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ کہ رباح بن الحرث کا بیان ہے کہ ہم رحبہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ کے پاس ایک شخص آیا جس پر سفر کے نشانات تھے اور اس نے آکر کہا۔ السلام علیک یا مولای۔ لوگوں نے پوچھا یہ مولا کون ہے۔ ابوایوبؓ نے

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جواب دیا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ میں جس کا مولا ہوں علیؓ اس کے مولیٰ ہیں
البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۳۴۷۔

یعنی اس بے چارے رباح بن الحرث کو یہ بھی معلوم نہیں آنے والے کتنے حضرات تھے۔ کبھی ایک جماعت کی حاضری کا دعویٰ کرتا ہے اور کبھی اکیلے ابو ایوبؓ کی آمد کا، ورنہ یہ بھی غالباً حضرت علیؓ کی مولائیت کے اظہار کے لئے تشریف لائے تھے اور یہ بات کہتے ہی فوراً واپس چلے گئے۔

سب سے اہم اس روایت میں نکتہ یہ ہے کہ بقول راوی حضرت علیؓ صرف اس کے مولیٰ بن سکتے ہیں جو عرب نہ ہو۔ رہ جس کا تعلق عربوں سے ہو وہ اس کے مولیٰ نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہند و پاکستان میں جتنے صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری اور اہل عرب کی نسل سے پائے جاتے ہیں حضرت علیؓ ان کے مولیٰ نہیں بن سکتے اور جن کا تعلق کرد اور ایران سے ہو بے شک حضرت علیؓ ان کے مولیٰ بن سکتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان غلاموں کے مالک رہے ہوں۔ اور جن کے وہ مالک نہیں رہے ان کے مولیٰ نہیں بن سکتے۔ کم از کم ہم تو اس روایت کا مطلب یہی سمجھتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت کے راویوں میں سے ایک راوی

حنش کنانی ہیں۔ انہیں حنش بن المعتمر بھی کہا جاتا ہے۔ ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے ان سے روایات لی ہیں۔ یہ کوفہ کا باشندہ ہے۔ حضرت علیؓ اور حضرت ابوذرؓ سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے حکم، سماک، اسمٰعیل بن ابی خالد اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ نیک آدمی ہے لیکن محدثین اس کی حدیث کو حجت نہیں سمجھتے۔ نسائی کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ محدثین کو اس کی حدیث میں کلام ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس کی حدیث حجت نہیں یہ حضرت علیؓ سے ایسی نرالی باتیں نقل کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں بخاری نے اس کا کتاب الضعفاء میں تذکرہ کیا ہے۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس نے حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی جانب سے دو مینڈھے ذبح کروں۔ اور میں اس کام کو کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔ میزان الاعتدال ۱ ص ۲۹۱

بخاری کہتے ہیں۔ حنش بن المعتمر الصنعانی۔ اس کی کنیت ابو المعتمر ہے۔ بعض راویوں کا بیان ہے کہ اس کا نام حنش بن ربیعہ ہے۔ اس سے سماک اور حکم بن عتیبہ کوئی روایت کرتے ہیں۔ محدثین کو اس کی حدیث میں کلام ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص ۳۸۔

نسائی کا بیان ہے کہ حنش بن المعتمر اس سے سماک نقل کرتا ہے۔ یہ قوی نہیں ص ۹۳۔

حضرت حسنؓ اور حضرت علیؓ کا مکالمہ

طبری نے اپنی سند سے ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ اس کا راوی طارق بن شہاب ہے وقوعہ بیان کرنے سے قبل ہم یہ بتانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مورخ طبری نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے حضرت حسینؓ کے واقعہ تک جو بھی قصے نقل کئے ہیں ان میں بیشتر واقعات میں یہ نظر آئے گا کہ فلاں واقعہ فلاں داستان مجھے فلاں نے لکھ کر روانہ کی گویا طبری نے صرف اتنا کام کیا ہے کہ وہ داستانیں قارئین کے سامنے پیش کر دیں۔

مگر یا جن راویوں سے انہوں نے یہ روایات نقل کی ہیں ان میں سے بیشتر حضرات سے انہوں نے ملاقات بھی نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے اپنے گھر کو دفتر اطلاعات بنا رکھا تھا کہ جس نے جو چاہا لکھ کر بھیج دیا۔ اور جناب طبری نے آنکھیں بند کر کے اسے نقل کر دیا اور خاص طور پر سری بن اسمٰعیل کی جتنی روایات ہیں وہ سب سری کے مراسلات ہیں جو اس نے طبری کو قبر ہی سے لکھ کر روانہ کئے ہیں۔ کیونکہ یہ سری بن اسمٰعیل عامر شعبی کا چچا زاد بھائی ہے اور شعبی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئے لازماً ان کا یہ چچا زاد بھائی اگر ان سے بیس سال بھی چھوٹا ہو تب بھی یہ ۱۵۰ھ سے قبل مر گیا ہوگا۔ وہ تحریرات لکھ کر بھیج رہا ہے طبری کو جو ۲۲۴ھ میں پیدا ہوا۔ لیکن پھر بھی طبری

نے ان تمام روایات کو عوام الناس کے سامنے چھان پھٹک کر پیش کیا ہے۔ ہم ان چھانی پھٹکی داستانوں میں سے ایک داستان ... صاحب کے مقلدین کی خدمت میں پیش کرنے کی جرأت کر رہے ہیں۔ یہ داستان جریر بن اسمٰعیل نے اپنی وفات کے تقریباً ڈیڑھ سو سے دو سو سال بعد طبری کو لکھ کر کوفہ سے طبرستان روانہ کی تھی۔ طبری نے وہ داستان کتاب میں تحریر کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دی۔

اس داستان کے آخری راوی طارق بن شہاب ہیں جن کے بارے میں ابوداؤد کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ گویا یہ صحابی رسول ہیں۔ ان کا انتقال ۸۲ھ میں ہوا۔

حضرت طارق بن شہاب کا بیان ہے کہ ہم لوگ کوفہ سے عمرے کے خیال سے چلے۔ اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے تھے۔ ہم کوفہ سے چل کر ربذہ پہنچے۔ عین صبح کا وقت تھا۔ دیکھا لوگ چلا چلا کر ایک دوسرے کو بلا رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں۔

لشکری۔ یہ امیر المومنین ہیں۔

طارق۔ آخر امیر المومنین کا کہاں جانے کا ارادہ ہے۔

لشکری۔ طلحہ و زبیر نے بغاوت کی ہے۔ امیر المومنین ان دونوں کے پاس اس لئے جا رہے ہیں تاکہ انہیں واپس لوٹا لائیں لیکن ربذہ میں حضرت علیؓ کو یہ خبر ملی کہ طلحہ و زبیرؓ نے اپنا راستہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس وقت حضرت علیؓ نے ان دونوں کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے اپنے دل میں انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھی، اور یہ سوچنے لگا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں علیؓ کے ساتھ مل کر طلحہ و زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہؓ سے جنگ کروں۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میں ان لوگوں کے ساتھ مل کر علیؓ کے مقابلہ پر کھڑا ہوں۔

میں حضرت علیؓ سے ملنے کے لئے اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت علیؓ نے جب نماز کا سلام پھیرا تو ان کے صاحبزادے جناب حسنؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

"میں نے آپ سے ایک بات کہی تھی لیکن آپ نے میری بات نہ مانی۔ نتیجۃً آپ بھی کل بے بس بنا کر قتل کر دیئے جائیں گے اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(یہ ترجمہ آزاد ہے۔ ورنہ اصل میں عبارت کے معنی تو یہ ہیں کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا وغیرہ وغیرہ)

حضرت علیؓ:۔ تو تو ہمیشہ لونڈیوں کی طرح رٹتا رہتا ہے۔ آخر وہ کیا بات تھی جو تو نے مجھ سے کہی تھی اور میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

حضرت حسنؓ:۔ جب حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ آپ کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کا قتل ہونا آپ کے لئے بہتر نہیں۔ جب عثمانؓ قتل ہو گئے تو میں نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ ہرگز اس وقت تک خلافت قبول نہ کیجئے۔ جب تک تمام شہروں سے آپ کی خلافت کے لئے وفد نہ آجائیں۔ اور تمام اہل شہر آپ کو متفقہ طور پر خلیفہ منتخب نہ کر لیں۔ پھر جب طلحہؓ و زبیرؓ نے آپ کی مخالفت کی تھی تو میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اب آپ اپنے گھر بیٹھ جائیں۔ اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ خود فیصلہ کر لیں۔ میں نے آپ سے یہ بھی عرض کیا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ فساد کی بنیاد آپ کے ہاتھوں نہ ہو۔ اس کی بنیاد کوئی اور ہی رکھے تو اچھا ہے۔ لیکن آپ نے ان تمام امور میں میری مخالفت کی۔

حضرت علیؓ:۔ اے میرے بیٹے حضرت عثمانؓ محصور تھے تم نے مجھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں عثمانؓ کے قتل سے قبل ہی مدینہ سے چلا جاؤں تو اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ چھوڑ کر جانا چاہتے تو ہمیں بھی اسی طرح گھیر لیا جاتا جیسے عثمانؓ کو گھیر لیا گیا تھا۔ (لہٰذا بہتر حل یہ تھا کہ قاتلین کے اشاروں پر چلا جائے)، تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اس وقت تک خلافت قبول نہ کروں جب تک تمام شہروں کے لوگ میری بیعت پر راضی نہ ہوں تو دراصل بیعت اہل مدینہ کی بیعت ہے اور یہ ہر جگہ نمائندہ ہے

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کھڑے کرنا ایک حماقت ہے ، اور میں یہ پسند نہ کرتا تھا کہ یہ خلافت ہم لوگوں کے ہاتھوں سے نکل جائے ۔

تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ زبیر و طلحہ اور دیگر لوگوں کو خود طلب کر لیتے ، تو یہ اہل اسلام کے لئے بہت بڑی کمزوری کا سبب ہوتا ۔

اللہ کی قسم مجھ پر شروع سے قہر توڑے جاتے رہے اور جب خلافت ملی تو وہ بھی ناقص ، میرے نزدیک ان مخالفین کی کوئی حیثیت نہیں ۔

تم نے جو یہ کہا تھا کہ میں گھر بیٹھ جاؤں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جب لوگ میرے ساتھ ہوں اور میں اس گوہ کی طرح کیسے چھپ کر بیٹھ جاؤں جسے ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہو ، اور اس گوہ کو پکڑنے والے بیٹھنے پر مجبور ہو جائیں کہ یہاں گوہ موجود ہی نہیں ۔ اور جب شکاری واپس چلے جائیں تو وہ باہر نکل آتے ۔ اور جب یہ خلافت مجھے مل گئی تو میں اس کی فکر نہ کروں گا تو اور کون اس کی فکر کرے گا ۔

اے میرے بیٹے اب تم ان مشوروں سے باز آجاؤ ۔ تاریخ طبری ج ۳ ۔ ج ۲ ص ۸۲ ۔

ہمیں اس روایت میں بظاہر کوئی ایسا عیب نظر نہیں آتا جو اس پر تنقید ضروری ہو ۔ ہاں اس روایت میں صرف ایک جملہ ہے جو خلاف واقعہ ہے اور کم از کم اہل سنت کا نظریہ تو یہی ہے کہ حضرت علیؓ پر کسی قسم کا کوئی قہر نہیں توڑا گیا ۔ ۔ ۔ ۔

اب اگر کسی فرقے کے نزدیک حضرت علیؓ پر قہر توڑا جاتا رہا ۔ اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ ان پر ظلم توڑتے رہے ، تو پھر یہ سب ہی حضرات ملوکیت کی راہ ہموار کرتے رہے ۔ اور حضرت علیؓ اہل مدینہ کے سوا و کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ۔ اور اہل مدینہ ان کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں ۔ ۔ ۔ ورنہ اہل مدینہ میں سے سعد بن ابی وقاصؓ ، ابن عمرؓ ، عبیداللہ بن عمرؓ ، عبدالرحمان بن ابی بکرؓ ، زبیرؓ اور ان کی اولاد ، علی اور ان کا خاندان ، زید بن ثابت ، ابوسعید خدری ، جابر بن عبداللہ اور سہل بن سعد وغیرہ حضرات نے حضرت علیؓ کا کیوں ساتھ نہیں دیا ۔ اور یہ تمام حضرات ملوکیت کی راہ ہموار کرتے

رہے۔ اگرچہ حضرت علیؓ اہل مدینہ کے سوا کسی کی رائے بھی سننے کے لئے تیار نہ تھے۔

اس واقعہ سے چند امور سامنے آتے ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ ابتدا ہی سے خلافت کے متمنی تھے۔ اور اس کے حصول کے لئے ہر اقدام کرنے کے لئے تیار تھے اور اگر کوئی ان کو صحیح مشورہ دیتا تو تحفظ خلافت میں اسے بھی سننے کے لئے تیار نہ تھے۔

۲۔ حضرت حسنؓ، حضرت عبداللہؓ بن عباس، حضرت مغیرہؓ بن شعبہ، حضرت عبداللہؓ بن سلام اور قیسؓ بن سعد کے مختلف مشورے۔ تاریخ میں موجود ہیں۔ لیکن حضرت علیؓ نے صحابہ میں سے کسی کے مشورے کو قابل اعتنا تصور نہ کیا۔ بلکہ اس اختلاف کو تلوار کے زور سے ختم کرنا چاہا۔ نتیجۃً اس نے ایک سیلاب کی صورت اختیار کرلی۔

۳۔ حضرت حسنؓ اس معاملہ میں حضرت علیؓ کے حامی نہ تھے۔

۴۔ حضرت حسنؓ اس معاملہ میں حضرت علیؓ سے زیادہ سمجھدار تھے۔

طبیعت تو یہ چاہتی تھی کہ میں اس روایت پر کوئی تنقید نہ کروں اور اسلام کے ٹھیکہ داروں کے روبرو بطور تحفہ پیش کر دوں۔ لیکن مجھے عوام الناس کے ذہن خراب نہیں کرنے ہیں۔ بلکہ انھیں یہ بتانا مقصود ہے کہ تاریخ اسلام جس چڑیا کا نام ہے۔ یہ چڑیا ایک خاص قسم کے ذہن کے لوگوں نے بنوعباس کے دور میں تیار کر کے ہوا میں اڑائی تھی اس پر یقین کرنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے اور علی الخصوص صحابہؓ کے معاملہ میں۔

صحابہ کرام کے بارے میں اس تاریخ سے فیصلہ کرنا اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم قرآن و سنت کو خیر باد کہہ دیں۔ کیونکہ قرآن نے صحابہ کا جو مقام بیان کیا ہے وہ تاریخ کے ان نظریات کے قطعاً مخالف ہے۔ یا ہمیں قرآن چھوڑنا ہوگا یا اس تاریخ کو خیرباد کہنا ہوگا جو محمد بن اسحاق۔ سلمۃ بن الابرش محمد بن حمید الطبری۔ مسعودی۔ واقدی وغیرہ جیسے رافضیوں کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے۔

ہم تاریخ کے اس حصہ کو ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں جس سے صحابہ کی اس عظمت پر حرف

آثار جو قرآن نے ان کی بیان کی ہے۔ اور پھر تاریخ پر یہ فیصلہ کر ہم راویوں کی تحقیق و تنقید بھی نہ کریں۔ اور حسن ظن سے انہیں قبول کرتے جائیں۔ یہ دعویٰ ایک سبائی کی زبانی تو برداشت ہو سکتا ہے۔ لیکن اس شخص کے لئے ہرگز یہ مناسب نہیں جو اپنی پیشانی پر اہل سنت کا لیبل چپکائے ہو۔ کم از کم اس لیبل کا تو خیال کرنا چاہیے۔ ورنہ اب تو بہت سے افراد یہ بھی کہتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔ صاحب نے زندگی کا بیشتر حصہ تقیہ میں گزارا۔ اور آخر میں خلافت و ملوکیت پر کتاب لکھ کر تقیہ کے جامے سے باہر آگئے اور خمینی کی امامت کو تسلیم کر کے مرتے وقت اپنی سبائیت کا ثبوت پیش کر گئے۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان کی نیت کیا تھی۔ لیکن ان کی خلافت و ملوکیت نے تو ہم کو نقصان عظیم پہنچایا۔ حتیٰ کہ اس کتاب کا سب سے بڑا فساد یہ ظاہر ہوا کہ یہ جماعت خمینی کی امامت کی بھی قائل ہو گئی۔ اگرچہ اب خانہ کعبہ کے ہنگامے سے اس میں اب کچھ رخنے پڑے ہیں اب آئیے اس روایت کے راویوں پر بھی ایک سی نظر ڈال لیں۔

سری بن اسمٰعیل اس روایت کا اولین راوی سری ہے جس نے یہ تمام تفصیلات لکھ کر طبری کے پاس روانہ کی ہیں۔

حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں۔

سری بن اسمعیل الہمدانی الکوفی متروک الحدیث ہے۔ تقریب ص۱۱۵

نسائی کتاب الضعفاء میں تحریر کرتے ہیں۔

سری بن اسمعیل کوفی ہے۔ متروک الحدیث ہے شعبی سے روایات نقل کرتا ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان کا قول ہے کہ اس کا جھوٹا ہونا تو کھلی مجلس میں ظاہر ہو چکا ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص۵۶

بخاری لکھتے ہیں۔ سری بن اسمعیل کوفی متروک الحدیث ہے۔ الضعفاء الصغیر ص۵۲

ذہبی رقم طراز ہیں۔

سری بن اسمعیل شعبی سے روایات کرتا ہے۔ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ ایک مجلس میں اس کا جھوٹ ظاہر ہو چکا۔ امام احمد کا قول ہے لوگوں نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے۔ نسائی کہتے

بہت متروک ہے۔ یحیٰی بن معین کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ میزان ج ۲ ص۱۱۷۔

عبدالرحمان بن ابی حاتم رقم طراز ہیں۔

سری بن اسمٰعیل شعبی سے روایت کرتا ہے۔ اس سے جریر، یزید بن ہارون اور حیاج بن بسطام وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ عمرو بن علی کا بیان ہے کہ یحیٰی بن سعید القطان اور عبدالرحمان بن مہدی اس سے روایت نہ لیتے۔

حسن بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ابن المبارک کو یہ فرماتے سنا کہ جریر بن عبدالحمید سے اس سری کی کوئی روایت نہ لکھو۔ ابن المبارک نے اس کی روایت ترک کر دی ہے۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ سری بن اسمٰعیل قوی نہیں۔ لیکن مجھے مجسی الحناط سے زیادہ پسند ہے۔ ابو طالب کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد سے سری بن اسمٰعیل کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا محدثین نے اس کی روایت ترک کر دی ہے۔

عباس بن محمد الدوری کا بیان ہے کہ یحیٰی بن معین کہا کرتے تھے کہ سری کچھ نہیں۔

عبدالرحمان کا بیان ہے کہ میرے والد ابو حاتم سے سری بن اسمٰعیل کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا وہ ردی ہے۔ زکریا بن ابی زائدہ اور مجالد سے کم ہے۔ الجرح والتعدیل ج ۴ ص۲۸۴۔

اس قصہ کا دوسرا راوی سیف بن عمر والتمیمی ہے۔ یہ بھی کوفی یادگار ہے۔ مؤرخ ہے۔ ضعیف الحدیث ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں تاریخ میں اچھا ہے لیکن ابن حبان کا کہنا ہے یہ بدترین انسان ہے۔ تقریب ص۱۴۲۔

بخاری لکھتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے۔ کتاب الضعفاء للبخاری ص۵۱۔

ذہبی رقم طراز ہیں۔

سیف بن عمرو بنو ضبہ قبیلہ کی ایک شاخ اسید سے تعلق رکھتا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ اس کا تعلق بنو تمیم سے ہے۔ یہ ہشام بن عروہ اور دیگر مجہول راویوں سے روایات نقل کرتا ہے۔

مشہور مؤرخ ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے یہ ضعیف ہے بلکہ ایک پیسہ بھی اس سے بہتر ہے ابوداؤد کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ تو زندیق ہے۔ اسلام کا دشمن ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی عام روایات منکر ہوتی ہیں ابن نمیر کہتے ہیں یہ تو روایات وضع کیا کرتا تھا۔ یہ زندیق ہے۔ میزان ج ۲ ص ۲۵۵۔

شعیب اس روایت کا تیسرا راوی شعیب ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس کے باپ کا نام ابراہیم ہے۔ اس سے سیف روایات نقل کرتا ہے۔ مجہول ہے۔ میزان ج ۲ ص ۱۶۵

یہ ہے طبری کا وہ تحقیق شدہ مواد جو چھان پھٹک کر جمع کیا گیا ہے۔ اسی لیے تو یہ اصول وضع کیا گیا کہ اگر تاریخ میں رجال کی تحقیق اور علل کو اپنایا گیا تو پھر اتنی طویل کتابیں کیسے تیار ہوں گی۔ اور خلافت و ملوکیت جیسی نامی کتابیں کیسے وجود میں آئیں گی۔ ہم تو اللہ کے شکر گزار ہیں کہ عوام کے سامنے مؤرخین اور ان کے راویوں کے نجس چہرے سامنے آگئے۔

سب سے اوّل حوض پر حضرت علیؓ آئیں گے

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سب سے پہلے حوض پر وہ آئے گا جو سب سے پہلے مجھ پر اسلام لایا۔ یعنی علیؓ بن ابی طالب ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں۔

ابومعاویۃ الزعفرانی: امام احمد فرماتے ہیں ابومعاویۃ الزعفرانی حدیث میں کچھ نہیں۔ نسائی کا بیان ہے کہ متروک ہے۔ بخاری و مسلم کا بیان ہے کہ اس کی حدیثیں مردود ہوتی ہے۔ ابوزرعہ فرماتے ہیں کذاب ہے۔ ابوعلی بن محمد کا بیان ہے کہ یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۴۷

اس روایت کو ابومحمد الزعفرانی کی طرح سیف بن محمد نے بھی نقل کیا ہے اور سیف تو ابومعاویہ سے زیادہ بدمعاش ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۴۷

ذہبی نے میزان میں اس ابومعاویہ کے حال میں تحریر کیا ہے کہ یہ بصرہ کا باشندہ ہے۔ نیشاپور اور بغداد جا کر اس نے حمید اور ابن عون سے روایات نقل کر کے بیان کیں۔ اس سے صنعانی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

عبدالرحمان بن مہدی اور ابوزرعہ نے اسے کذاب کہا ہے بخاری کا بیان ہے کہ اس کی حدیث بے کار ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ حاکم نے مستدرک میں اس کی ایک منکر حدیث نقل کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ میزان ج ۲ ص۵۸۳۔ نسائی لکھتے ہیں عبدالرحمان بن قیس الزعفرانی متروک الحدیث ہے۔ بصری ہے۔ نیشاپور چلا گیا تھا۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۶۸۔ دارقطنی لکھتے ہیں اس عبدالرحمان بن قیس الزعفرانی کی کنیت ابومعاویہ۔ بصرہ کا باشندہ ہے لیکن نیشاپور چلا گیا تھا۔ متروک ہے الضعفاء والمتروکین دارقطنی ص۱۱۸

سیف بن محمد الکوفی۔ یہ سفیان ثوری کا بھانجا ہے۔ اس نے ترمذی نے روایات لی ہیں۔ یہ عاصم احول اور اعمش سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے محمود بن غیلان، احمد بن ابی سریج اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد امام احمد سے نقل کیا ہے کہ یہ سیف کذاب ہے۔ عثمان نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ کذاب خبیث ہے۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ خود تو کذاب ہے لیکن اس کا بھائی عمار ثقہ ہے۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ دارقطنی وغیرہ کہتے ہیں متروک ہے۔ جوزجانی کا بیان ہے کہ سیف اور عمار ہر دو سفیان ثوری کے بھانجے ہیں لیکن دونوں قوی نہیں بلکہ قوی ہونے کے قریب بھی نہیں۔
میزان ج ۲ ص۲۵۶

دارقطنی لکھتے ہیں سیف بن محمد سفیان ثوری کا بھانجا ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ اعمش، جعفر اور ثوری سے روایت کرتا ہے متروک ہے۔ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۱۰۰۔ محشی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ امام احمد کہتے ہیں کذاب ہے احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ نسائی کہتے ہیں متروک ہے۔

ابوحاتم کا بیان ہے کہ اس کی روایت نہ لکھی جائے۔ ابن حبان کہتے ہیں انسان جب بھی اس کی حدیث سنے تو اسے اس کی گواہی دینی چاہیے کہ یہ روایت اسی سیف نے وضع کی ہے۔ حاشیہ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص [illegible]

نسائی لکھتے ہیں کہ سیف بن محمد ثقہ اور مامون نہیں ہے متروک ہے۔

کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص [illegible]

اے علیؓ تو میرا وارث ہے

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علی تو میرا وارث ہے۔

غالباً ابن عباسؓ نے یہ بات خلفاء ثلثہ کے اٹھ جانے کے بعد کہی ہوگی ورنہ ہم نے تو تاریخ طبری میں یہ پڑھا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو بصرے کی گورنری سے معزول کیا تو وہ بصرہ کا تمام خزانہ اپنے ساتھ لے گئے اور یہ بھی کہتے چلے گئے کہ ابھی تو میں نے اپنا حق وصول بھی نہیں کیا۔

اس لحاظ سے ابن عباسؓ خود کو وارث سمجھتے تھے۔ اصل بات ہے کہ یہ سب جھوٹ جبیر الکیم کے تیار ہوا۔ ورنہ شاید یہ اختلاف واقع نہ ہوتا۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ روایت مامون کے زمانہ تک خلفاء بنی عباس میں چکر کاٹتی رہی۔ اور کسی عباسی کو یہ خیال نہیں آیا کہ وہ وراثت لوٹا دیا۔ بلکہ جو اولاد علیؓ میں سے وراثت کا نعرہ لگا کر مقابلہ پر آرہے تھے انہیں قتل کیا جاتا رہا۔

ابن الجوزی لکھتے ہیں یہ روایت الجزاری نے تیار کی ہے۔ اور وہ کذاب تھا۔ موضوعات ج ۱ ص [illegible] - الجزاری صاحب کا حال ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کے بقول حضورؐ نے معراج میں جنت کے سب پھل کھائے ان سے آپ کی پشت میں پانی تیار ہوا۔ واپس آکر خدیجہؓ سے ہم بستر ہوئے اور فاطمہؓ وجود میں آئیں۔ اور چونکہ معراج ہجرت سے ایک سال

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تک ہو گئی جب کہ جلد نمبر دوست پانچ تھیں۔ لہٰذا چاہئے آپ چاہیں تو فرما دے کہ یہ خلاصہ کیجئے کہ فاطمہؓ
کی والدہ ہو گئی تھیں۔

شاید اس اعتبار سے جب فاطمہؓ ڈھائی سال کی ہو گئیں تو حضرت علیؓ سے نکاح ہوا۔ اسی
طرح فاطمہؓ اپنے بیٹے حسنؓ سے تقریباً زیادہ سے زیادہ ساتھ تین سال بڑی تھیں۔ اسے
سمجھ لیجئے ہمیں نہیں کہ تم کو حیا ہے۔

علیؓ کی خلافت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اس رات حضورؐ کے ساتھ تھا جس رات
جنات کے جمع ہونے کی لیے سانس پھولنے لگے اور فرمایا میرا سانس رک رہا ہے اے ابن مسعود۔ میں
نے عرض کیا تو آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کسے خلیفہ بناؤں۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے۔
پھر کچھ دیر بعد گویا آپ نے بہت زور زور سے سانس لینا شروع کر دیئے۔ میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے میرا سانس
رکتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا تو آپ خلیفہ بنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کس کو۔ میں
نے عرض کیا علیؓ بن ابی طالب کو۔ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے۔ اگر تم علیؓ کی اطاعت کرو گے تو سب کے سب جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

یہ حدیث لیلۃ الجن کے نام سے مشہور ہے وہ ابتدائے نبوت کا ہے اور کوئی کتاب اس
میں شریک نہ تھا۔ اگر آپ یہ چاہتے کہ علیؓ بن ابی طالب کو اسی وقت خلیفہ بنا رہے ہیں تو آخر دوسرا کیوں نہ کہتے
کہ حضورؐ تو علیؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے لیکن لوگوں کے ڈر سے اعلان نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ قریب کے موقع
پر آپ کو بات بدل گئی تو آپ نے اعلان فرمایا۔ اور لیلۃ الجن کے موقع پر حضرت علیؓ خود بچہ
تھے اور اس وقت مکہ میں تھے۔ بلکہ ان کی شریک حضرت فاطمہؓ بھی
پیدا نہ ہوئی تھیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور تمام الزام میناء پر واقع ہوتا ہے۔

میناء:- اور میناء عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا غلام ہے۔ صدوجہ کا غالی شیعہ تھا۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ میناء ثقہ نہیں ہے یہ تو ابن ذات کی ہی بات کرتا ہے ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس نے صحابہ کرام کے بارے میں جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔ ابو حاتم رازی کا بیان ہے یہ جھوٹ بولتا تھا موضوعات کی اشاعت۔ یہ غالی شیعہ تھا۔ تمام ناقدین حدیث اس کے کذاب ہونے پر متفق ہیں۔ حاشیہ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی صفحہ ۔۔۔ کتاب الضعفاء نسائی صفحہ ۔۔۔

یہ عبدالرزاق بن ہمام کے والد کا حال تھا۔ عبدالرزاق کا تفصیلی حال پیچھے عرض کیا جا چکا ہے حتیٰ کہ یحییٰ بن معین جیسا صاحب انصاف محدث کہہ اٹھا کہ اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہو جائے تو ہم اس کی روایت ترک نہ کریں گے یا شاید ہم نے یہ سنا کہ مرتد ہونے کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے لیکن یہ عزم درست ہے اس لئے کہ وہ اور ان کے باپ کے حال سے تو عبرت حاصل ہوگی لیکن درمیان کی کڑی یعنی باپ دادا کا کیا حال ہے۔ کیونکہ یہ روایت بیٹا دادا کے واسطے سے پہنچ رہی ہے تو اس کا حال بھی معلوم کر لیں کیونکہ باقی سن لیجئے۔

ہمام:- یہ عبدالرزاق کے والد ہیں۔ ان سے عبدالرزاق کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ ان کی روایت ترمذی میں پائی جاتی ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی احادیث محفوظ نہیں۔ میزان ج ۴ صفحہ ۔۔۔

اے علیؓ جب تم عائشہؓ پر غالب آؤ تو اسے امن کی جگہ پہنچا دینا

حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ عنقریب تیرے اور عائشہؓ کے درمیان ایک معاملہ پیش آئے گا۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے دوبارہ عرض کیا میرے ساتھ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اس وقت تو میں سب سے زیادہ بد بخت ہوں گا۔ آپ نے فرمایا

نہیں ہو سکتی تو یہ بحث ختم ہو گئی لیکن جب ایسا واقعہ پیش آئے تو عائشہؓ کو اس کی بخشش لوٹا دینا ہے۔ مسند احمد ج ۶ ص [illegible]

ابو اسامہ:- حضرت ابو رافعؓ سے یہ کہانی نقل کرنے والے ابو اسامہ مولیٰ آل جعفر ہیں۔ اتفاق سے مجھے ان کا حال تلاش کے باوجود نہیں ملا۔

محمد بن ابی یحییٰ:- ابو اسامہ سے یہ کہانی نقل کرنے والے محمد بن یحییٰ اسلمی مدینہ کے باشندے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے ابراہیم اور قطان نے روایت لی ہے۔

ابو حاتم کا بیان ہے کہ قطان نے اس پر کلام کیا ہے۔ میزان ج ۳ ص [illegible]

اس کے علاوہ کوئی اور محمد بن ابی یحییٰ مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔

فضیل بن سلیمان:- یہ نمیری بصری تھا۔ ان سے اصحاب ستہ نے روایات لی ہیں۔ انہوں نے منصور بن ابی صفیہ، عمرو بن ابی عمرو اور موسیٰ بن عقبہ سے روایات لی ہیں۔

ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ قوی نہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ ابو زرعہ کا بیان ہے کہ یہ کمزور ہے۔ [illegible] میزان ج ۳ ص [illegible] [illegible] ضعیف ہیں۔

خلاصہ تحقیق:- روایت ابو اسامہ مولیٰ بنی ہاشم کے وضع کی ہے جس کا کوئی اتہ پتہ معلوم نہیں۔

پیتل کا بت اکھاڑنا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ ہم خانہ کعبہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ میرے کندھے پر چڑھ گئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا لیکن مجھے کمزوری محسوس ہوئی۔ آپ نیچے اتر آئے اور خود بیٹھ گئے۔ اور فرمایا میرے

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اونچے ہو کر جاؤ میں آپ کے مونڈھے پر چڑھ گیا اور آپ مجھے لے کر کھڑے ہو گئے۔
حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں آسمان کے افق کو چھو لوں گا۔ اس طرح میں
خانہ کعبہ کی چھت پر سوار ہو گیا۔ اور ایک پیتل یا تانبے کا بت تھا۔ میں نے اسے دائیں بائیں آگے
پیچھے زور سے ہلایا یہاں تک کہ میں نے اسے اپنے قبضے میں کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے حکم دیا کہ اسے پھینک دو۔ میں نے اسے نیچے پھینک دیا۔ وہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
جیسے شیشہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔ پھر میں نیچے اتر آیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑتے
ہوئے چلے یہاں تک کہ ہم لوگوں کے درمیان روپوش ہو گئے۔ ہمیں ڈر تھا کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ
لے۔ مسند احمد ج ۱ صفحہ ۸۴۔

واقعہ کی نوعیت سے اندازہ یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ مکہ میں
مقیم تھے ہجرت نہیں کی تھی کیونکہ اس کے بعد چھپنے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ [illegible] وہ
روپوشی رہتی پر ہوتے ہوں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ [illegible] اس قسم کی کوئی ایک
کارروائی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]۔ یہ اصلی حالات پر پردہ ڈالنے
والی بات ہے۔ تاکہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات بٹھائی جائے کہ کعبہ کے بت اکھاڑنے والے سب
سے پہلے علیؓ ہیں۔ حالانکہ ہجرت سے قبل اس قسم کا واقعہ رونما ہوتا تو اس کا تذکرہ ضرور [illegible]
[illegible] حضرت کو کہا گیا۔

ہم پہلے حصہ میں بیان کر چکے ہیں کہ [illegible]
تھے [illegible] ابن ابی طالب [illegible] فتح مکہ کے وقت پیش آیا تھا [illegible]
گئے انہوں نے [illegible] حضرت علی ابن ابی طالب کے [illegible]
کر ہجرت سے پہلے ایسا ممکن ہی نہ تھا۔

۲۔ یہ بھی غور طلب ہے کہ [illegible]
یہ شخص [illegible] حضرت علیؓ

کو اتنا کم عقل تصور نہیں کرتے جو آتش پرست بھی نہ سمجھ سکتے ہوں۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس واقعہ
کے راویوں نے کبھی پیتل کا برتن بھی خود دیکھا ہو۔ اور چونکہ ہم ہندوستان کے رہنے والے ہیں۔
ہم ان معاملات کی خصوصیات سے بھی واقف ہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ کعبہ کی بلندی سے جو
بت جنگ کر کے پھینکے گئے تھے وہ شیشے کے بنے ہوں۔ لیکن اس کی آواز سے تو بہت ممکن ہو گی کہ قریب و
جوار کے سیلاب والے لوگ نہ ٹوٹ گئے ہوں گے۔

ابو مریم:- حضرت علیؓ سے اس کہانی کو نقل کرنے والا ایک ابو مریم ہے۔ جس کا حال یہ ہے کہ
میں بھی تک اس کے حال سے باخبر نہیں ہو سکا۔

نعیم بن حکیم:- ابو مریم سے یہ کہانی نقل کرنے والا نعیم بن حکیم ہے۔ اس کی روایات ابو داؤد
میں مروی ہیں۔ ذہبی لکھتے ہیں ابو مریم سے نعیم روایت نقل کرتا ہے۔
یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ ازدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہوتی ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں
یہ کچھ نہیں۔ نسائی کا بیان ہے یہ قوی نہیں۔ میزان الاعتدال ج ۳ صفحہ ۲۴۸

اسباط بن محمد القرشی:- کوفہ کا باشندہ ہے۔ اس کا تعلق موالی قریش سے ہے۔ اعمش اور
ایک جماعت نے اس سے حدیث روایت کی ہے۔ ان سے
امام احمد ابن حنبل وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ مصنفین صحاح نے ان سے روایات لی ہیں۔
ابن سعد کا بیان ہے کہ ثقہ ہے۔ اس سے کچھ ضعیف روایات مروی ہیں۔
یحییٰ بن معین سے ثقہ ہے لیکن اہل کوفہ اسے ضعیف کہتے
نسائی کا بیان ہے کہ اس روایت میں کوئی حرج نہیں۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ ثقہ ہے لیکن اس
میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ روایات بیان کرتے وقت وہم ہو جاتا ہے۔
حسن بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے ابن مبارک سے اسباط اور ابن فضیل کے بارے میں پوچھا
روایات لیا... خاموش ہو گئے لیکن چند روز کے بعد جب مجھے دیکھا فرمانے لگے جو اپنے اصحاب
کو ان دونوں سے زیادہ علم نہیں پاتے۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ اسامہ کا لشکر کی ابتدا یہ اختلاف ہوا ... زمین حاتم کا طلاق
ہے کہ یہ لشکر نہ بھیجا ہو۔

آخری وصیتیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ ایک طباق لاؤ جس میں ایسی باتیں تحریر کر دوں جن کے بعد امت آپ کے بعد گمراہ نہ ہو۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے خطرہ ہو چلا تھا کہ حضور اس سے پہلے ہی وفات فرما جائیں۔ لہٰذا میں نے عرض کیا آپ ارشاد فرمائیں میں ہوشمندی کے ساتھ یاد رکھوں گا۔ آپ نے نماز، زکوٰۃ اور لونڈی غلاموں کے بارے میں وصیت کی۔ مسند احمد ج ۱ ص ...

اصل میں تحریر جزو ایمان ہے۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے لکھوانا چاہا ... لیا۔ ان علم باتوں کا علم ہے کہ ... وفات کے وقت کچھ ... امر بیان کرتے ہی تھے۔ جیسی تحریر کی ... حضرت علیؓ وہاں موجود تھے ... اسود بن یزید سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے ام المؤمنین عائشہؓ کے روبرو اس کا تذکرہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اپنا وصی بنایا ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت علیؓ کو کب وصیت کی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی تھی کہ آپ نے پانی کا طشت منگایا ... مجھے معلوم بھی نہ ہوسکا کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ تو انہوں نے وصیت کس وقت کی تھی۔ بخاری ج ۲ ص ۶۴۰
یعنی وفات کا آخری وقت حضرت عائشہؓ کے پاس گزرا۔

یہ بھی حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ام المؤمنینؓ کے سینہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اپنے باپ ابوبکرؓ اور بھائی عبدالرحمٰنؓ کو بلاؤ تاکہ میں ان کے لئے کچھ تحریر لکھ دوں ... آپ نے فرمایا اچھا رہنے دو کیونکہ خدا اور مسلمان ابوبکرؓ کے سوا کسی کو قبول نہ کریں گے۔

اسی لئے تو میں نے عرض کیا تھا کہ حضور نے حضرت علیؓ کو بچا کر تقیہ کر لیا ہوگا۔ ساڑھے تیرہ سو برس
تک تقیہ کئے رہے ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ کو کبھی خلیفہ نہ بننے دیا۔ اور یہ تقیہ قاتلین عثمانؓ کے ذریعہ
ختم ہوا پھر تو کوئی ان کے دین سے اور ہم سے اوجھل ہی تقیہ ہے۔ لہذا ہم آج تک اس پر قائم ہیں۔

سورۃ توبہ کا قصہ

زید بن یثیع نے حضرت ابوبکرؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوبکر
کو اپنے پاس سے سورۃ براءت دے کر روانہ کیا کہ یہ سورۃ اہل مکہ کو سنا دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک
حج نہ کرے اور کوئی بیت اللہ کا ننگے ہو کر طواف نہ کرے اور جنت میں مسلم کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔
اور جس کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی مدت مقرر ہو وہ اپنی مدت
تک برقرار رہے گا۔ اور اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ تین
دن تک چلتے رہے پھر آپ نے علیؓ سے فرمایا جاؤ ابوبکرؓ سے ملو اور انہیں میرے پاس بھیج دو
اور تم خود اہل مکہ کے سامنے اس اعلان کو پہنچاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر علیؓ نے ایسا ہی کیا۔
ابوبکرؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رو رہے تھے کہنے لگے یا رسول اللہ کیا میرے
بارے میں کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تمہارے بارے میں
خیر کے علاوہ کوئی بات نہیں ہوئی لیکن مجھے حکم دیا گیا تھا کہ ان آیات کو میں پہنچاؤں یا اس شخص کے
علاوہ کوئی نہ پہنچائے جو مجھ سے ہو۔ مسند احمد ج ۱ ص ۳

زید بن یثیع الہمدانی: حضرت علیؓ اور ابوبکرؓ سے روایت کرتا ہے۔ اس سے ابو اسحاق
کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔ اس کی روایات ترمذی
اور مسند احمد میں پائی جاتی ہیں۔ میزان ج ۲ ص [illegible]

ذہبی نے اس کے علاوہ کچھ تحریر نہیں کیا لیکن میزان میں ذکر کرنے سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ وہ اسے ضعیف سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان کی حیثیت سے زیادہ روایات کے متن کی فکر ہے ان سب کا

تحقیق نصف اول نقل سے ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی بنائی ہوئی بات ہے۔

اتفاق سے اس روایت کا کوئی راوی ایسا نہیں ہے جو تشیع کے اثرات سے پاک ہو لیکن سارے نقل کے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ جب درمیان رستے سے واپس آگئے تو ان سے یہ کام لیا گیا۔ سادہ سی اپنی حیثیت سے یہ کبھی بھوا گیا کہ اس طرح سے ان کو ہٹادیا گیا تھا ہونے کے علاوہ اس کی اور بھی کوئی کمی نہیں تھا۔

اس مضمون کی ایک اور روایت حنش سے حضرت علیؓ سے نقل کی ہے جس کی صورت یہ ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سورت براءت کی دس آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بلوایا اور انہیں اس کام کے لئے بھیجا کہ وہ آیات اہل مکہ کو سنائیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب کیا اور فرمایا انہیں ابوبکرؓ جہاں بھی ان سے دستاویز لے لینا اور اسے اہل مکہ کے پاس لے کر جانا اور انہیں پڑھ کر سنانا۔ ابوبکرؓ سے میں جحفہ پہنچ گیا۔ ان سے دستاویز لے لی۔ ابوبکرؓ وہیں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں لیکن جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے فرمایا۔ آپ کی طرف سے کوئی شخص اس امر کو انجام نہیں دے سکتا یا تو آپ خود کریں گے یا آپ کے خاندان کا کوئی فرد کرے گا۔ مسند احمد ج ۱ ص ۱۵۱

حنش اس روایت کو حضرت علیؓ سے نقل کرنے والا حنش نامی حضرت علیؓ کا شاگرد ہے جو حنش الصنعانی کے لقب سے مشہور ہے۔ دمشق کا باشندہ ہے جو عثمانی دور میں آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ عبداللہ ابن عباسؓ نے اس کو لکھا ہے۔ اس کی کنیت ابو رشدین ہے۔ فرقہ میں ... تھا۔ بخاری کے علاوہ تمام اصحاب صحاح نے اس سے روایات لی ہیں۔ اس نے حضرت علیؓ، ابن عباسؓ، فضالہ بن عبید اور دیگر لوگوں سے روایات لی ہیں اور اس سے عمرو بن ... ابو مرزوق التجیبی اور ... روایات لیے ہیں۔ اسے ابو زرعہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابوحاتم نے بھی اسے نیک کہا ہے لیکن ... ہے ...

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کو اسے حجت سمجھتے نہیں دیکھا۔ اس نے سنہ میں افریقہ میں انتقال کیا۔

سماک: اس کی کنیت ابو المغیرہ ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں ضعیف ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

محمد بن جابر: سماک سے نقل کرنے والا محمد بن جابر الیمامی السحیمی ہے۔ حبیب بن ابی ثابت، قیس بن طلق اور یحییٰ بن ابی کثیر سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے اس کے اساتذہ میں سے ایوب اور ابن عون۔ سفیان اور شعبہ جو اس سے مقدم ہیں اور بعد کے لوگوں میں لوین، مسدد اور اسحاق بن اسرائیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن معین اور نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ قوی نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں اس کا آخر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اور اس کے لکھے ہوئے مسودات ضائع ہو گئے تھے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ اس سے بھی زیادہ بدحواس ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں اس سے تو وہی احادیث روایت کرے گا جو اس سے زیادہ شری ہو گا۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ دراصل یہ نابینا تھا۔ اس کی لکھی ہوئی یادداشتوں میں لوگ روایات ملاتے رہتے۔ اور جب اس کے سامنے ان روایات کا ذکر آتا وہ انہی کو بیان کرنا شروع کر دیتا۔

اسحاق بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن جابر سے ایک روز شریک کی ایک روایت کے بارے میں مذاکرہ کیا۔ میں نے اس کی دستاویز دیکھی تو دو سطروں کے درمیان میرے خط میں کچھ تحریر تھا۔

اس محمد بن جابر نے اعمش اور ابو الوداک کے واسطے سے حضرت ابو سعید سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہم ہی میں قائم ہوگا۔ ہم ہی میں منصور ہوگا۔ ہم میں سفاح ہوگا اور ہم میں مہدی ہوگا۔ تو قائم کو خلافت ایسے ملے گی کہ ایک ڈھال بھی خون بہانا نہ پڑے گا۔ جہاں تک منصور کا تعلق ہے اس کا کوئی جھنڈا لوٹایا نہ جائے گا۔ سفاح خوب مال اور خون بہائے گا۔ اور مہدی زمین اس طرح عدل سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ روایت خطیب نے قاسم عبداللہ کے بارے میں نقل کی ہے۔ اور یہ خبر انتہائی منکر ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۳۹۵

اس صورت حال کے بعد خود قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس روایت کا کیا حال ہوگا۔

ہاں ہمارے قارئین یہ ضرور ذہن نشین فرمالیں کہ یہ آخری روایت عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے نقل نہیں کی بلکہ محمد بن سلیمان لوین سے نقل کی ہے یعنی یہ روایت زوائد امام احمد میں ہے۔ اصل میں نہیں۔

ان دونوں روایات کا یہ حال ملاحظہ کرنے کے بعد اب ایک روایت بخاری کی بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے اس حج میں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امیر بنایا تھا ابوہریرہؓ کو اس جماعت کا امیر بنایا کہ جو لوگوں میں یہ اعلان کر رہی تھی۔ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی بیت اللہ کا برہنہ طواف نہ کرے۔

حمید بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے علیؓ کو روانہ کیا اور انہیں اس بات کا حکم دیا کہ لوگوں کو سورت براءت پڑھ کر سنا دیں۔

ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ علیؓ نے ہمارے ساتھ مل کر قربانی کے دن سورۂ براءت کا اعلان کیا۔ اور اس بات کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی بیت اللہ کا ننگا طواف نہ کرے۔ بخاری ج ۲ صفحہ ۶۷۱

اس روایت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نہ ابوبکرؓ واپس آئے تھے اور نہ حضرت علیؓ امیر کی حیثیت سے گئے تھے بلکہ صرف سورۂ براءت سنانے کے لئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی ہلوری سسٹم قائم نہ تھا جس پر عمل پیرا ہونے کے لئے حضرت علیؓ کو بھیجا گیا ہو۔

اے اللہ اس آنے والے کو علیؓ بنا دے

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ فرمایا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عنقریب تم پر ایک جنتی داخل ہوگا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آ گئے۔ پھر فرمایا عنقریب تم پر ایک جنتی جوان داخل ہوگا۔ جابرؓ کا بیان ہے کہ عمرؓ آ گئے۔ پھر فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا۔ پھر اس کے بعد فرمایا۔ اے اللہ اس آنے والے کو علیؓ بنا دیجئے۔ نتیجتاً علیؓ آ گئے۔

مسند احمد ص ۳۳۱ ج ۳

اوّل تو اس روایت میں متعدد عیوب ہیں۔

۱۔ اس کا ایک راوی عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب الہاشمی ہے۔ اس سے ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ ایک جماعت نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن محمد بن عقیل ضعیف ہے۔

علی بن المدینی کا بیان ہے کہ امام مالک نے اپنی کتابوں میں ابن عقیل کا ذکر تک نہیں کیا لیکن احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے اسے حجت سمجھا ہے۔

ابوحاتم وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں کمزور ہے۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں میں اسے حجت نہیں سمجھتا۔ ترمذی کہتے ہیں سچا آدمی ہے لیکن بعض حضرات نے حافظے کے باعث اس پر کلام کیا ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس کا حافظہ بہت ردی تھا۔ حدیث کو صحیح طور پر بیان نہ کر سکتا لہٰذا اس کی روایات سے بچ کر رہنا چاہیئے۔

ترمذی نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ اور حمیدی اس کی حدیث کو حجت سمجھے۔ لیکن علی بن المدینی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید اس کی حدیث بیان نہ کرتے۔ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ عبد اللہ بن عقیل نیک شخص تھا۔ عابد تھا، فاضل تھا لیکن اس کا حافظہ خراب تھا۔ ابو احمد الحاکم کا بیان ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ قابل اعتماد نہ تھا۔

ابوزرعہ کا بیان ہے کہ یہ سند میں اختلاف کرتا رہتا۔ فسوی کا بیان ہے اگرچہ یہ سچا ہے لیکن اس کی حدیث میں ضعف ہے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۴۸۵

اس عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے یہ روایت شریک بن عبد اللہ نے نقل کی ہے۔ اس کا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہم تفصیلی حال بیان کر چکے ہیں کہ یہ تہامت بدلہ ارقم کا رافضی تھا۔ اور میرے نزدیک کی روایت میں تمام گڑ بڑ اسی نے پھیلائی ہے۔ اور اصل روایت اس طرح مروی تھی۔

حضرت ابو موسیٰؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغیچہ میں داخل ہوئے۔ اور مجھے باغیچہ کی نگرانی کے لئے متعین فرمایا۔ اتنے میں ایک شخص اجازت طلب کرتا ہوا داخل ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اچانک دیکھا تو وہ ابو بکرؓ تھے۔ پھر ایک اور شخص اجازت طلب کرتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے بھی اجازت دو۔ اور جنت کی بشارت دو۔ دیکھا تو وہ عمرؓ تھے۔ پھر ایک اور شخص اجازت طلب کرتا ہوا حاضر ہوا۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا اسے بھی اجازت دو اور ایک بڑی آزمائش کے بعد جنت کی بشارت سنا دو۔ اتفاق سے وہ عثمانؓ بن عفان تھے۔ بخاری ج ۱ ص ۵۲۲

شریک نے پہلی گڑبڑ تو یہ کی کہ روایت کو ابو موسیٰؓ کے بجائے جابرؓ کی جانب منسوب کر دیا اور عثمانؓ کی بجائے علیؓ کا نام لے دیا حالانکہ ایک اور روایت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابو بکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے۔ ان کے بعد پھر عمرؓ پھر عثمانؓ اور اس کے بعد ایک صحابی کو دوسرے پر کوئی فضیلت نہ دیتے تھے۔ بخاری ج ۱ ص ۵۲۳

الغرض اس روایت میں عثمانؓ کے بجائے علیؓ کا نام شریک بن عبداللہ نے اپنی جانب سے لگایا ہے۔ کیونکہ ابوداؤد الطیالسی نے اس سے یہ عقیدہ نقل کیا ہے "کہ علیؓ خیر البشر ہیں اور جس نے اس سے انکار کیا اس نے کفر کیا" اس لحاظ سے یہ بھی اس کی کرم فرمائی ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کا نام باقی رہ گیا۔

اللہ اعلیٰ ہے اور علیؓ علیؓ ہیں

حضرت ابو ذرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور علیؓ نور سے پیدا کئے گئے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اس سے دو ہزار سال قبل عرش

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے دائیں طرف تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو ہمیں مردوں کی پشتوں میں ڈال دیا۔ پھر ہمیں عبدالمطلب کی پشت میں کیا۔ پھر ہمارے نام اپنے نام سے وضع کئے۔ پس اللہ محمود ہے۔ میں احمدؐ ہوں اور اللہ اعلیٰ ہے۔ اور علیؓ علی ہیں۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روایت کو جعفر بن احمد بن علی بن بیان نے وضع کیا ہے۔

جعفر بن احمد:۔ یہ رافضی تھا۔ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ یہ جعفر احادیث وضع کرتا۔ الموضوعات ج ۱ صفحہ [illegible]۔ (اور لطف یہ ہے کہ اس جعفر کا دادا بھی علی تھا)

ذہبی میزان الاعتدال میں رقمطراز ہیں۔

جعفر بن احمد بن علی بن بیان بن زید بن سیابہ۔ اس کی کنیت ابوالفضل ہے۔ یہ ابن ابی العلاء کی کنیت سے مشہور ہے۔ ابن عدی نے اس کا نسب بیان کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ ہم نے ۲۹۶ھ اور ۲۹۷ھ میں اس سے روایات لکھی تھیں اور میرا خیال ہے کہ اسی سن میں اس کا انتقال ہوا اس نے بہت سی موضوع احادیث بیان کی ہیں ہم اس پر وضع حدیث کا الزام لگاتے بلکہ ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ یہ احادیث وضع کرتا۔ یہ رافضی تھا۔

ابن یونس کا بیان ہے کہ یہ رافضی تھا۔ احادیث وضع کیا کرتا۔

اس کے بعد ذہبی نے اس کی منکرات پیش کیں۔ میزان ج ۱ صفحہ [illegible]

صدیق اکبر حضرت علیؓ ہیں

جعفر بن محمد نے اپنے باپ دادا کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آپؐ نے فرمایا میثاق (الست) میں میرے روبرو میری امت صورتوں کی شکل میں پیش کی گئی مجھے پیش ہونے والوں کے نام بھی بتائے گئے اور ان کے باپوں کے نام بھی۔ تو سب سے اول جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی وہ علیؓ بن ابی طالب تھے۔ لہذا دنیا میں بھی

مجھ پر سب سے اوّل ایمان لانے والا اور میری تصدیق کرنے والا علیؓ ہے۔ لہٰذا وہی صدیق اکبر ہے۔

یعنی پُرستیوں کا ایک فریب ہے کہ انہوں نے ابوبکرؓ کو صدیق اکبر بنالیا۔ ابن جوزی کا بیان ہے ہمیں اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ روایت جناب ذارع نے تیار کی ہے۔

ذارع :- اس کا نام احمد بن نصر ہے ذارع کے لقب سے مشہور ہے۔ ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ کذاب تھا احادیث وضع کیا کرتا تھا موضوعات ج ۱ صـ۳۴۳

ذہبی لکھتے ہیں اس نے ایسی احادیث روایت کی ہیں جو منکر ہیں۔ جو اس کے غیر ثقہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ دار قطنی کا قول ہے کہ یہ دجال ہے۔ اس کی کنیت ابوبکر ہے۔ اس کے بعد ذہبی نے اس کی متعدد موضوع روایات نقل کیں۔ میزان ج ۱ صـ۱۴۹

صدقہ بن موسیٰ بن تمیم :- یہ اپنے باپ کے واسطے سے حمید الطویل سے بھی روایات نقل کرتا ہے لیکن اس سے بجز ذارع کے کسی نے روایت نہیں لی۔ اور وہ کذاب ہے۔ بلکہ ذارع اکثر روایات اسی سے نقل کرتا ہے۔ میزان ج ۲ صـ۳۱۳

ہمیں سبائی برادری سے صرف یہ سوال کرنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت علیؓ نابالغ تھے اور نابالغ کا ایمان اور عدم ایمان قابل مواخذہ نہیں ہوتا۔ اگر اس کے باوجود حضرت علیؓ کے ایمان کو اتنا ہی اچھالنا ہے تو حضورؐ کی صاحبزادیاں کس زمرے میں شمار ہوں گی۔ رہا صدیق اکبر ہونے کا مسئلہ تو اگر وہ اس وقت بالغ ہوتے تو شاید یہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا۔

جب کہ بیان کرنے والے یہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان ۲ھ میں جنگ بدر کے وقت حضرت علیؓ کی عمر ۲۲ سال تھی تو اعلان نبوت کے وقت ان کی عمر پانچ سال ہوئی۔ بلکہ بقول ملا باقر جب وہ پیدائش کے تیسرے دن سورۃ المؤمنون کو اس وقت تلاوت کر سکتے ہیں جب کہ حضورؐ کو ابھی نبوت بھی ملی تھی تو اس لحاظ سے بے شک وہ پہلے مومن ہوں گے۔ لیکن اس صورت میں اشکال یہ واقع ہوگا کہ بقول ملا باقر ان کی والدہ تو اس وقت ایمان لے آئی تھیں جب حضرت علیؓ پیدا بھی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نہ ہوئے تھے ۔اس لحاظ سے سب سے پہلی مؤمنہ فاطمہؓ بنت اسد ہوئیں۔

یہ روایت ابزاری نے ابن عباسؓ سے بھی نقل کی ہے ان کے الفاظ ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو یہ بات کہتے سنا ۔ علیؓ کو کچھ کہنے سے باز رہو کیونکہ علیؓ میں کچھ ایسی خصلتیں ہیں کہ آل خطاب میں ان میں سے ایک بھی ہوتی تو وہ مجھ پر سورج طلوع ہونے سے بہتر ہوتی۔

صورت حال یہ ہے کہ میں، ابوبکرؓ اور ابوعبیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ گئے اور ام سلمہؓ کے دروازے تک پہنچ گئے ۔اور علیؓ اس وقت دروازے پر سو رہے تھے ۔ہم نے ان سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے آئے تھے ۔حضرت علیؓ نے فرمایا وہ ابھی تمہارے پاس آئیں گے۔

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ۔ہم آپ کی طرف بڑھے آپ نے حضرت علیؓ پر ٹیک لگائی ۔پھر علیؓ کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا ۔

اے علیؓ تو جھگڑنے والا ہے اور تجھ سے لوگ جھگڑیں گے ۔پہلی بات تو تو سب سے اول ایمان لایا ۔تو اللہ کے دنوں کو سب سے زیادہ جانتا ۔تو سب سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ۔سب سے زیادہ تقسیم کرنے والا ۔رعیت پر سب سے زیادہ مہربان ، اخلاق کے لحاظ سے تو سب سے زیادہ عظیم ، تو میرا بازو ، مجھے غسل دینے والا ، مجھے دفنانے والا ، ہر سخت اور مکروہ کام میں سب سے آگے اور میرے بعد تو کافر نہ بنے گا (اگرچہ بقیہ صحابہ سب کافر ہو جائیں گے) تو لوا الحمد لے کر میرے آگے چلے گا ۔اور تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹائے گا ۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں جب علیؓ کی وفات ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے زندگی گذارنے میں کشادہ ہاتھ مفلسوں پر مال خرچ کرنے والے ۔تنزیل کے عالم ۔تاویل کے فقیہ اور ہم عصروں میں سب سے بہتر تھے ۔

ابن جوزی کہتے ہیں یہ حدیث باطل ہے ۔اور یہ ابزاری کی تیار کردہ ہے ۔اور وہ کذاب تھا ۔موضوعات ج ۱ ص۳۸۲ ۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ذہبی حسن بن عبید اللہ الابزاری کے حالات میں لکھتے ہیں۔ اس سے جعفر خلدی نے روایت لی ہے۔ یہ کذاب ہے۔ اس کے پاس توحیا بھی کم تھی۔ ذہبی مزید لکھتے ہیں کہ اس کا اصل نام حسن بن عبید اللہ نہیں۔ بلکہ حسین بن عبید اللہ ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۲۱۵ ۔

پھر ذہبی، حسین بن عبید اللہ بن الخصیب الابزاری البغدادی کے حال میں رقم طراز ہیں کہ یہ بشار بن التیمی وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ احمد بن کامل کا بیان ہے کہ یہ کذاب تھا۔ اس کے کذب و اختراع میں سے یہ روایت بھی ہے کہ جس رات مجھے معراج ہوئی جبرئیل مجھے جنت میں لے کر گئے اور جنت کے سب پھل کھلائے۔ جس سے میری پشت میں پانی پیدا ہوا۔ نتیجۃً خدیجہؓ فاطمہؓ سے حاملہ ہوئیں۔ جب میں فاطمہؓ کا پیار لیتا ہوں تو مجھے ان پھلوں کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۵۴۲ ۔

معراج ہجرت سے ایک سال پیشتر ہوئی۔ جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو چکا تھا۔ تو پہلے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ فاطمہؓ کی ماں کون ہیں۔ اور جب فاطمہؓ کا حمل معراج کے بعد ٹھہرا تو ہجرت سے دو ایک ماہ قبل فاطمہؓ پیدا ہوئیں لیکن جب حضرت علیؓ کے نکاح میں گئیں تو ان کی عمر دو سال تھی اور جب ان کے صاحبزادے حسنؓ پیدا ہوئے تو ان کی عمر تین سال تھی۔ تو بات یہ ہے کہ ہم سنی ہیں اور سنی سن کر ایمان لاتے ہیں۔ لہٰذا اب عمر عائشہؓ کے بجائے یہ مسئلہ پیدا ہو گا کہ کیا حضرت فاطمہؓ تین سال کی تھیں جب ان کے بچہ پیدا ہوا؟

یہ روایت حضرت ابوذرؓ سے بھی مختلف الفاظ میں مروی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے علیؓ بن ابی طالب کے لئے حضورؐ کو یہ فرماتے سنا۔

اے علیؓ تو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا اور تو قیامت کے روز سب سے اول مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ تو ہی صدیق اکبر ہے۔ تو ہی فاروق ہے جو حق و باطل میں فرق کرتا ہے۔ اے علیؓ تو مومنین کا حبیب ہے اور مال کافروں کا محبوب ہوتا ہے (لہٰذا ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور تمام مہاجرین و انصار جو کہ مال دار ہیں۔ لہٰذا کافر ہیں بلکہ ہر وہ شیعہ بھی کافر ہے جس کے پاس مال ہو)۔

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس روایت کا راوی

عبّاد بن یعقوب:- ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں یہ مشہور لوگوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے لہذا مستحق ترک ہے۔

علی بن ہاشم:- اس کا ایک راوی علی بن ہاشم ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ مشہور لوگوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔ یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔

محمد بن عبید اللہ:- اس کا ایک راوی محمد بن عبید اللہ ہے۔ یحییٰ کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ عباد بن یعقوب سے بخاری نے بھی اپنی صحیح میں روایات لی ہیں۔ موضوعات ج ۱ صفحہ ۳۶۴۔

ہم عباد بن یعقوب اور محمد بن عبید اللہ کا حال پہلے تفصیلاً پیش کر چکے ہیں۔ لہذا علی بن ہاشم کا حال ملاحظہ ہو۔

علی بن ہاشم بن البرید:- اس کی کنیت ابو الحسن ہے کوفہ کا باشندہ ہے خزاز ہے۔ قریش کا غلام ہے۔ ہشام بن عروہ وغیرہ سے احادیث روایت کرتا ہے۔

اس سے امام احمد اور ابن ابی شیبہ کے دونوں بیٹوں نے روایات لی ہیں۔ اس کی مرویات بخاری کے علاوہ تمام صحاح میں پائی جاتی ہیں۔

یحییٰ بن معین وغیرہ کا بیان ہے یہ ثقہ ہے۔ ابو داؤد کہتے ہیں ثقہ ہے لیکن شیعہ ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ یہ خود بھی اور اس کا باپ دونوں غالی شیعہ ہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ غالی شیعہ تھا ثقہ لوگوں کے نام سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ اس کے غلو فی التشیع کے باعث بخاری نے اس کی روایات سے اجتناب کیا۔ وہ اکثر رافضیوں سے اجتناب کرتے ہیں گویا انہیں تقیہ کا خوف لاحق رہتا ہے۔

جعفر بن ابان کا بیان ہے کہ میں نے ابن نمیر کو یہ کہتے سنا کہ علی بن ہاشم تشیع میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔ منکر الحدیث تھا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۱۶۰۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اے علیؓ میرا اور تیرا جھگڑا نبوت میں ہے

حضرت معاذ بن جبلؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
اے علیؓ میں تجھ سے نبوت میں جھگڑا کروں گا کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اگرچہ نبوت اور ولایت میں اصل جھگڑا نبوت کا باقی رہتا ہے ورنہ اس کے علاوہ نبی کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کچھ چھین لیا جاتا ہے) اور تو لوگوں سے سات چیزوں میں جھگڑے گا۔ اور قریش میں سے کوئی شخص بھی تجھ سے نہ جھگڑ سکے گا۔ اول تو تو سب سے پہلے ایمان لایا بلکہ پیدائش کے تیسرے دن تو تمام علوم شہد کی طرح انگلیوں سے چوس لئے تھے اور تو سب سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہے۔ سب سے زیادہ اللہ کا حکم قائم کرنے والا۔ سب سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والا۔ سب سے زیادہ رعیت کے معاملہ میں عادل۔ سب سے زیادہ اچھا فیصلہ کرنے والا اور قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بلحاظ مرتبہ سب سے بلند ہو گا۔

ہمارے نزدیک مذہب صحابہ میں حضرت علیؓ کا مقام سب سے بلند رہا ہے صرف ایک جھگڑا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس لئے حضورؐ کی غیرحاضری میں جبرئیل حضرت علیؓ کے پاس وحی لاتے رہے۔ اور اس طرح سے چالیس پاروں کا قرآن تیار ہو گیا۔ اور اس قرآن میں کم از کم وہ وحی تو ہرگز کتابت میں نہیں آئی جو حضرت علیؓ پر نازل ہوتی رہی۔ ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اور اس کے وضع کرنے کا الزام

بشر بن ابراہیم پر ہے۔ ابن عدی اور ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔
موضوعات ج ۱ ص ۳۴۲

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ یہ بشر بن ابراہیم انصاری ہے۔ اس پر فالج گر گیا تھا۔ ابو عمرو اس کی کنیت ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ یہ اوزاعی سے ایسی موضوع روایات نقل کرتا ہے جنہیں اور کوئی نقل نہیں کرتا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اس کا شمار احادیث وضع کرنے والوں میں ہوتا

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس سے علی بن حرب نے حدیث روایت کی ہے اور دراصل یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتے ہیں۔ اس کے بعد ذہبی نے اس کی متعدد موضوع روایات نقل کیں جن میں سے پہلی روایت تو یہ ہے کہ جب حضور کسی کام کا ارادہ کرتے تو اپنی انگلی میں دھاگا باندھ لیتے اور آخری روایت وہ ہے جو ہم نے پیش کی۔ میزان ج ۱ ص ۱۱۳

غالباً اسی باعث آج کل بہت سے افراد گرتے کے دامن میں یا رومال میں گرہ باندھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں اس سے بات یاد آجائے گی۔

حضرت علیؓ کی محبت شجر و حجر پر لازم ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم ایک روز بازار میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے ایک تربوز دیکھا۔ انہوں نے ایک درہم نکال کر بلالؓ کو دیا اور ان سے کہا یہ تربوز لے لو۔ بلالؓ نے وہ تربوز خرید لیا۔ پس حضرت علیؓ چلے اور ان کے ساتھ ہم بھی چلے حتیٰ کہ ان کے مکان پر پہنچ گئے۔ بلال تربوز لے کر آئے علیؓ نے ان سے تربوز لے لیا اور اسے کاٹا۔ پھر اسے چکھا تو وہ کڑوا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اے بلالؓ یہ تربوز لو اور اسے لوٹا کر ہمارا درہم لے کر آؤ۔ تاکہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔ جب بلالؓ واپس آگئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اے بلالؓ مجھ سے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور اس وقت آپؐ کا ہاتھ میرے مونڈھے پر تھا۔

اے ابوالحسن اللہ تعالیٰ نے تیری محبت ہر بشر، ہر درخت، ہر پھل اور ہر جنگل پر لازم کردی ہے۔ جو تیری محبت کو قبول کرے گا وہ میٹھا ہوگا اور مزیدار ہوگا۔ اور جو شے تیری محبت قبول نہ کرے گی وہ خبیث ہوگی اور کڑوی ہوگی۔ اور میرا خیال ہے کہ اس تربوز نے میری محبت کو قبول نہیں کیا۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ روایت موضوع ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس روایت کا واضع برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا ہے کیونکہ عہد و پیمان ان چیزوں سے لئے جاتے ہیں جن میں عقل ہو گویا اس روایت کے واضع کو اتنی بھی عقل نہ تھی۔

جُندی: اس روایت کا واضع ابوالحسن احمد بن محمد بن عمران بن موسیٰ ہے جو جُندی کے لقب سے مشہور ہے ابوبکر خطیب کا بیان ہے کہ وہ روایت میں ضعیف سمجھا جاتا اور اس کے مذہب پر بھی اعتراض ہے۔ میں نے اس ابن جُندی کے بارے میں ازہری سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ کچھ نہیں۔ عتیقی کا بیان ہے یہ تشیع میں مشہور تھا۔ موضوعات ص۲۹۹۔

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں یہ بغداد میں ابن صاعد کا آخری شاگرد ہے۔ شیعہ ہے۔ خطیب کہتے ہیں یہ روایت میں بھی ضعیف تھا اور اس کے مذہب پر بھی اعتراض تھا۔ ازہری کا بیان ہے کہ یہ کوئی شئے نہیں۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ بغوی سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے مخلوق نے روایت لی ہے۔

میزان ج ۱ ص۱۲۳

اچھا ہوا کہ ہمیں بھی ایک نئی پہچان کا علم ہو گیا۔ اب جو بھی پھل کڑوا نکلے گا تو ہم بھی سمجھ جائیں گے کہ یہ حضرت علیؓ کا دشمن ہے اور اگر میٹھا نکلا تو ہم اسے حضرت علیؓ کا محب سمجھ کر مزے لے لے کر کھائیں گے۔ اور اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ حضرت علیؓ کے طفیل میں میٹھا پھل حاصل ہوا۔

حوض کوثر پر حضرت علیؓ کا جھنڈا

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حوض کوثر پر امیر المؤمنین، اور وہ لوگ جن کے ہاتھ پاؤں سپید ہوں گے ان کے امام علیؓ بن ابی طالب کا جھنڈا حوض کوثر پر آئے گا میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوں گا اور علیؓ کا ہاتھ پکڑوں گا جس سے ان کا چہرہ اور ان کے ساتھیوں کے چہرے سپید ہو جائیں گے۔ پھر میں ان سے پوچھوں گا میرے بعد تم نے ثقلین کے ساتھ کیا کیا۔

وہ جواب دیں گے کہ ہم نے اس میں سے بڑی شئے کی اتباع کی اور اس کی تصدیق کی۔ اور چھوٹی چیز کی زیارت کی، اس کی مدد کی اور اس کے ساتھ مل کر قتل کیا اگرچہ بعد میں اسے شہید بھی کر دیا! تو میں جواب دوں گا تم خوب سیراب ہو کر پانی پیو، اس کے بعد تم کبھی پیاسے نہ ہو گے۔ ان کے چہرے کا اجالا مثل طلوع ہونے والے سورج کی طرح چمکتا ہو گا۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے یا آسمان کے سب سے روشن

ستارے کی طرح۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث صحیح نہیں، دراصل یہ کوفہ سے تیار ہو کر نکلی ہے۔ اس کی سند بالکل تاریک ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۴۰۹ میں ہے جب اس روایت کی سند پر غور کیا تو اس میں دو ہستیاں جانی پہچانی نظر آئیں جن میں سے ایک ہستی مشہور زمانہ مورخ مسعودی کی ہے۔

ابو عبدالرحمان المسعودی

اس شخص کی کنیت ابو عبدالرحمان ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے اور تاریخ میں مسعودی کے لقب سے مشہور ہے اس کی تاریخ کا ترجمہ ایچ ایم سعید کمپنی نے شائع کیا ہے۔

عقیلی کا بیان ہے کہ یہ مسعودی عبداللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہے یہ خالص شیعہ ہے اس پر اعتراضات ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۔۔ اس کے بعد ذہبی میزان کی چوتھی جلد میں اس پر تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے۔ اس سے فتنوں کے سلسلہ میں ایک روایت مروی ہے جو اس سے عباد بن یعقوب الرواجنی رافضی نے نقل کی ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی روایت پر اعتراض ہے یہ شیعہ تھا۔

اس نے زید بن وہب الجہنی سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت حذیفہؓ کو گھیرے بیٹھے تھے اس حال میں انہوں نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہارے نبیؐ کے اہل بیت دو حصوں میں بٹ جائیں گے اور ایک دوسرے کو تلوار سے قتل کرتے پھریں گے، ہم نے پوچھا کہ اے ابو عبداللہ ایسا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا۔ میں نے عرض کیا پھر میں کیا کروں، آپ نے فرمایا اس فرقہ کو دیکھو جو علیؓ کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس کو لازم پکڑ لو۔ ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث جھوٹی ہے میزان ج ۴ ص ۔۔

ہم تو آج تک تاریخ میں یہ تلاش نہ کر سکے کہ حضرت علیؓ کے دور میں اہل بیت کے کون سے دو فرقے بن گئے تھے جو ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے تھے، یہی حضرت حذیفہؓ انہوں نے بخاری میں روایت کیا کہ ایک دور ایسا آئے گا جب لوگ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور کوئی امام نہ ہوگا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے حذیفہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس وقت کیا کروں، آپ نے ارشاد فرمایا کسی درخت کی جڑ میں بیٹھ جانا اور اپنے دانتوں سے تھام لینا حتیٰ کہ تجھے موت آجائے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت حذیفہؓ نے جب یہ سنا کہ امیر المومنین عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور قوم میں فتنہ واقع ہو گیا وہ سب کچھ چھوڑ کر ایک دشت کی جھونپڑی میں جا کر بیٹھ گئے حتیٰ کہ چالیس دن کے بعد ان کی موت واقع ہو گئی یہ حذیفہؓ صاحب الاسرار کہلاتے ہیں۔ حضورؐ نے آئندہ پیش آنے والے راز ان سے بیان فرمائے ہیں۔ ابن مسعودی نے یہ داستان حارث بن حصیرہ سے نقل کی ہے اور اس روایت کے تقیہ اور پیکے روات مجہول ہیں لہٰذا اب آپ ذرا حارث کا چہرہ بھی دیکھ لیں تو بہتر ہے۔

حارث بن حصیرہ یہ شخص کوفہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی کنیت ابو النعمان ہے کوفہ کی سرزمین سے تعلق رکھتا ہے، زید بن وھب اور عکرمہ سے روایات لیتا ہے اس سے مالک بن مغول اور عبداللہ بن نمیر وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو احمد الزبیری کا بیان ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ثقہ ہے خشبی ہے یعنی اس لکڑی کا پجاری ہے جس پر زید بن علی کو پھانسی دی گئی تھی نسائی کا بیان ہے کہ ثقہ ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ضعف کے باوجود اس کی روایت لکھی جاتی ہے یہ کوفہ کے آگ بھڑکانے والے شیعوں میں داخل ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ میں نے جریر سے دریافت کیا کہ کیا تو نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے اس نے کہا ہاں ایک بہت بوڑھا تھا اکثر خاموش رہتا لیکن ایک بڑی بات پر اصرار کرتا۔

مسعودی نے اس سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسولؐ کا بھائی ہوں جو شخص میرے بعد یہ باتیں کہے وہ کذاب ہے۔ ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ یہ آزاد کردہ شیعوں میں سے تھا اگر سفیان ثوری اس سے یہ روایت نہ لیتے تو اس کی روایت بالکل ترک کر دی جاتی۔ میزان ج ا

اس سے جہاں اس روایت کی حیثیت ظاہر ہوئی وہاں یہ بات بھی ظاہر ہو گئی کہ مورخ مسعودی خالص شیعہ ہے

قیامت کے روز میرا جھنڈا علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو برزہؓ اسلمی کو بلانے بھیجا جب وہ آگئے تو ان سے فرمایا۔ اے ابو برزہؓ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے علی بن ابی طالب کے بارے میں چند عہد لئے ہیں اور فرمایا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہ علیؓ ہدایت کے رہبر ہیں ایمان کے منارے ہیں اور میرے اولیاء کے امام ہیں۔ اے ابوبرزہؓ علی بن ابی طالب کل قیامت کے روز میرے امین اور میرا جھنڈا اٹھانے والے ہوں گے اور میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کی چابیاں علیؓ کے ہاتھ میں ہوں گی۔

اس کا راوی لاہز بن عبداللہ ہے۔

لاہز بن عبداللہ

ابوبکر الخطیب کا بیان ہے کہ اس داستان کو لاہز کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا ابوالفتح الازدی فرماتے ہیں لاہز ثقہ نہیں اور نہ یہ شخص معروف ہے بلکہ مجہول ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ لاہز مجہول ہے۔ ثقہ راویوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔ اس نے حضرت علیؓ کی فضیلت میں ایک روایت نقل کی ہے۔ اور یہ تمام آفت اسی کی کھڑی ہوئی ہے۔

اس سلسلہ میں ایک روایت حضرت جابر بن سمرہؓ سے بھی ان الفاظ میں مروی ہے کہ کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ قیامت کے روز آپ کا جھنڈا کون اٹھائے گا آپ نے فرمایا جو شخص دنیا میں اٹھاتا تھا یعنی علیؓ بن ابی طالب۔

اس روایت کا راوی ناصح ہے۔

ناصح بن عبداللہ المحلمی

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ناصح ثقہ نہیں ہے اور کبھی فرمایا یہ کچھ نہیں نسائی کا قول ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ مشہور لوگوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے ابو احمد بن عدی کا بیان ہے کہ یہ کوفہ کے شیعہ طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

ابوبکر بن مردویہ نے اس حدیث کو متعدد سندوں سے نقل کیا ہے جن میں ایک بھی صحیح نہیں۔ اور مجھے اس حافظ حدیث (ابوبکر بن مردویہ) پر حیرت ہے کہ جب وہ جانتا ہے کہ یہ روایت باطل ہے پھر بھی اس روایت کو نقل کرتا ہے اور جو کچھ جانتا ہے اسے ظاہر بھی نہیں کرتا۔ یہ شریعت میں خیانت ہے موضوعات ج ۱ ص ۳۸۹

ذہبی لکھتے ہیں۔ ناصح بن عبداللہ الکوفی المحلمی ابو المالک۔ اس سے ترمذی نے روایات لی ہیں۔ یہ سماک بن حرب اور یحییٰ بن ابی کثیر سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے عبداللہ بن صالح العجلی اور اسماعیل بن عمرو البجلی وغیرہ نے روایت لی ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نسائی وغیرہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ فلاس کہتے ہیں یہ متروک ہے۔ ابن معین کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں اور ایک بار کہا یہ ثقہ نہیں ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ عبادت گزار لوگوں میں سے تھا۔ اس نے ایک روایت تو وہ نقل کی ہے جو سطور بالا میں گذری ہے اور ایک روایت حضرت سلمانؓ کی یہ ہے کہ میں نے عرض کیا ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اب آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا؟ آپ کچھ دیر تو خاموش رہے پھر فرمایا اے سلمان میرا وصی میرے راز کا مخزن اور جن لوگوں کو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو میرے وعدوں کو پورا کریگا۔ اور میرا قرض ادا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ خبر منکر ہے۔ میزان ج ۲ ص ۲۲۳ ۔

بغض علیؓ کے باعث اس امت سے بارش روک لی جائے گی

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے اس لئے بارش روکتا تھا کہ وہ اپنے انبیاء کے بارے میں بری رائے رکھتے تھے اور اس امت سے علیؓ بن ابی طالب کے بغض کے باعث بارش روکے گا۔

حسن بن علی ابن جوزی کا بیان ہے کہ ابن عدی کا کہنا ہے کہ یہ روایت میرے نزدیک حسن بن علی الطہرانی نے وضع کی ہے کیونکہ وہ احادیث وضع کیا کرتا تھا اور عبدانؒ کا بیان ہے کہ یہ حسن کذاب تھا۔

ہم تو صرف اتنی بات جانتے ہیں کہ اس روایت کے راوی خواہ فرشتے ہی کیوں نہ ہوں لیکن اس کا راوی جو یہ داستان ابن عباسؓ سے نقل کر رہا ہے وہ عکرمہ ہے جو مشہور خارجی ہے وہ حضرت علیؓ کو مسلمان کہنے والوں کو بھی کافر کہتا تھا اور ان کا قتل واجب سمجھتا تھا۔ اس داستان کو گھڑنے اور سنانے والے خود ہی اس کا فیصلہ کرلیں کہ ان تینوں میں سے کون زیادہ جھوٹا ہے۔ عکرمہ یا یہ قصہ وضع کرنے والے یا اس قصے کو سچ ماننے والے۔

ابو سعید التستری

ذہبی کا بیان ہے یہ روایت باطل ہے اسے حسن بن عثمان نے محمد بن عباد الطہرانی سے نقل کیا ہے۔ اس کی کنیت ابو سعید التستری ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اور یہ مشہور کذاب ہے۔ میزان ج ۱ ص۵۱۲ ۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ ابن عدی نے ایک اور مقام پر اسے امام وقت قرار دیا ہے۔ ابن ابی حاتم اور دارقطنی نے بھی اسے ثقہ کہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس پر غلطی کا الزام تو قائم کیا جا سکتا ہے لیکن اس پر وضع حدیث کا الزام کسی نے نہیں لگایا۔ بلکہ اس کا واضع

حسن بن عثمان ہے۔ کیونکہ اس کی ایک اور روایت کو ابن عدی اور ذہبی نے جھوٹ قرار دیا ہے۔ محمد بن حماد نے اسے عبدالرزاق بن ہمام سے نقل کیا ہے جو کٹر رافضی ہے اور کافی خرافات اس نے روایت کی ہیں۔ ہم اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کر چکے ہیں۔

تازہ کھجوروں کی شاخ

حضرت براءؓ بن عازب کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کھجوروں کی اس تازہ شاخ کو پکڑنا چاہے جو اللہ تعالٰے نے اپنے ہاتھ سے لگائی ہے وہ علیؓ بن ابی طالب کی محبت کو لازم پکڑے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس کا ایک راوی

اسحاق بن ابراہیم ازدی کا بیان ہے کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ موضوعات ج ۱ ص۳۸۶

یہ اسحاق بن ابراہیم ابو الواسطی ہے جس سے بخاری نے روایت لی ہے۔

ابن عدی اور ازدی نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ دراصل یہ اسحاق بن ابراہیم بن یعقوب بن عباد بن العوام ہے میزان ج ۱ ص۱۸۱ جو اسحاق بن ابراہیم الواسطی کے لقب سے مشہور ہے۔

علیؓ سے بغض رکھنے والا خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی

بہز بن حکیم نے اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ارشاد فرمایا جس کی موت اس حال میں ہوئی کہ اس کے دل میں علیؑ بن ابی طالب کا بغض ہو خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا الزام

علی بن قرین پر ہے عقیلی کا بیان ہے کہ اس نے یہ روایت وضع کی ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے خبیث ہے۔ بغوی کا بیان ہے کہ یہ جھوٹ بولتا تھا موضوعات ۱ ص ۳۸۹

ذہبی رقم طراز ہیں

علی بن قرین عبد الوارث اور منکدر بن محمد بن منکدر سے روایت کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کذاب خبیث ہے اس کی روایت نہ لکھی جائے۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ موسیٰ بن ہارون وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ کذاب ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ یہ احادیث وضع کرتا تھا۔ دار قطنی کہتے ہیں ضعیف ہے اس کی کنیت ابو الحسن ہے۔ بصرہ کا باشندہ ہے۔ بغداد آ کر مقیم ہو گیا تھا۔ میزان ج ۲ ص ۲۳۱

علی بن قرین نے یہ روایت جارود بن یزید سے نقل کی اب ذرا کچھ اس کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جارود بن یزید اس کی کنیت ابو علی العامری ہے۔ نیشاپور کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابو الضحاک ہے اسے ابو اسامہ نے کذاب کہا ہے۔ علی بن المدینی اسے ضعیف کہتے ہیں۔ یحییٰ کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں نسائی اور دار قطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔

حاکم کا بیان ہے کہ میں نے حافظ محمد بن یعقوب سے بارہا سنا وہ فرماتے تھے کہ ابو یحییٰ البزار دوی جب بھی اپنے دادا جارود بن یزید کی قبر کے پاس سے گذرتا تو کہتا اے میرے باپ اگر تو بہز بن حکیم والی روایات بیان نہ کرتا تو میں تیری قبر کی زیارت کرتا۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس جارود کا انتقال ۲۰۳ھ میں ہوا۔ پھر ذہبی نے اس کی متعدد موضوعات نقل کیں میزان ج ۱ ص ۳۸۵

بخاری لکھتے ہیں کہ جارود بن یزید نیشاپور کا باشندہ ہے منکر الحدیث ہے۔ ابو اسامہ اسے کذاب کہتے الضعفاء الصغیر ص ۴۴

نسائی لکھتے ہیں کہ یہ جارود نیشاپور کا رہنے والا ہے متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۸ نمبر ۱

کتاب الضعفاء والمتروکین علامہ دارقطنی ص۲

علیؓ کے محافظ فرشتے دیگر فرشتوں پر فخر کرتے ہیں

حضرت عمارؓ بن یاسر کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ علیؓ بن ابی طالب کے محافظ فرشتے تمام محافظوں پر فخر کرتے ہیں۔ اول تو اس باعث کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ ہوتے ہیں اور دوسرے اس باعث کہ وہ اللہ کے پاس ایسی چیز لے کر نہیں چڑھتے کہ جس بات پر اللہ ناراض ہو۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ خطیب کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں متعدد راوی مجہول ہیں، یہ روایت ابوسعید بن الحسن بن علی العدوی کے پاس نظر آئی، لوگ اسے مارنے کے لئے چلے، اس نے یہ روایت حسن بن علی بن راشد کے ذریعہ شریک سے نقل کی ہے۔ حالانکہ ابوسعید العدوی مشہور کذاب، وضاع اور تہمت باز انسان ہے۔ اور جناب شریک تو شیعوں کے امام ہیں۔ (شہادت علیؓ کے موقع پر کیا فرشتے سو گئے تھے؟)

علیؓ قیامت تک حجت ہیں

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے علیؓ کو آتے ہوئے دیکھا، فرمایا میں اور یہ شخص قیامت تک میری امت پر حجت ہوں گے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور اس روایت کے وضع کرنے کا الزام مطر پر ہے۔

مطر بن ابی مطر یہ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع احادیث روایت کرتا، اس کی روایت بیان کرنا بھی حلال نہیں۔ موضوعات ا ص۳۵۳

ذہبی میزان میں متہم قرار دیتے ہیں۔

مطر بن میمون۔ اس کا لقب اسکاف ہے، قبیلہ محارب سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت انسؓ اور عکرمہ سے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

روایت کرتا ہے اس سے عبیداللہ بن موسیٰ اور ادریس بن حفص نے روایات لی ہیں اس کی مرویات ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

بخاری، ابوحاتم اور نسائی کا بیان ہے۔ یہ منکر الحدیث ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اسے معروف بن مطر بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد ذہبی نے اس کی چار روایات نقل کیں جو پہلے بیان ہو چکیں۔ اور سب ماشاءاللہ تشیع کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ آخر میں ذہبی لکھتے ہیں۔

ان روایات کے وضع کرنے کا الزام مطر یا مطر سے پہلے لوگوں پر ہے۔ کیونکہ عبیداللہ ثقہ ہے، شیعہ ہے لیکن اس قسم کی بکواس کی روایت سے پاک ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۲۷ لیکن اس قسم کی بکواس کی نقل تو اس کے سر ہی اور بقول امام احمد میں تو اس عبیداللہ کو دیکھ کر ایسے نظر انداز کر گیا جیسے کوئی کتے کو دیکھ کر آگے چلا جاتا ہے۔ ہم بھی اس کتے کا حال پہلے بیان کر چکے ہیں۔

رہا ذہبی کا یہ کہنا کہ مطر سے اوپر کسی راوی کا یہ وضع کی ہوئی تو مطر سے اوپر تو حضرت انسؓ ہیں جو صحابی ہیں لہٰذا مطر ہے اور یہ وضع حدیث کا کوئی مسئلہ نہیں اب جو کچھ بھی الزام عائد ہوگا وہ یا تو مطر پر ہوگا یا عبیداللہ بن موسیٰ پر واقع ہوگا۔ عبیداللہ رافضی کا بارے صرف اس باعث اور ان کا کہ وہ بخاری و مسلم کا راوی ہے۔ دراصل ہمارے علماء کی غلط فہمی ہے وہ تقیہ کو حقیقت سمجھ بیٹھے ہیں ہو سکتا ہے کہ ان ائمہ محدثین کے روبرو اس عبیداللہ نے تقیہ سے کام لیا ہو اور اندرون خانہ وہ اس قسم کی روایات بیان کرتا ہو۔ اور اگر بیان نہیں کرتا تو نقل ضرور کرتا اور کسی شیعہ کے بارے میں یہ تصور کہ وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے عجوبۂ قریبہ سے کم نہیں۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ پہلے ہم تسلیم کر لیں کہ وہ شیعہ نہیں، ورنہ شیعیت اور جھوٹ لازم و ملزوم ہیں اور شیخ کی روایت کے مطابق ان کے دس حصوں میں سے نو حصے دین جھوٹ بولنا ہے۔ لہٰذا یہ امکان خلافِ عقل ہے کہ کوئی خالص شیعہ ہو اور خالص جھوٹ نہ بولتا ہو، بلکہ یہ الفاظ اگر شیعہ وہ ہو سکتا ہے جس نے کبھی سچ بولنا نہ سیکھا ہو۔

اے علیؓ میں دجّال نہیں ہوں

مجمع بن عنبس کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے فاطمہؓ کے لئے پیغام نکاح دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اے علیؓ یہ تیرے لئے ہے میں کوئی دجّال نہیں ہوں ۔

غالباً یہ محسوس ہوتا ہے کہ راوی نے کسی سے دجّال کا لفظ سن لیا تھا اس کو کسی جگہ سے چسپاں کرتا تھا حالانکہ حضرت علیؓ کے نکاح میں تمام کام ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ نے انجام دیئے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ نے اپنے لئے پیغام نہ دئیے تھے بلکہ سب کچھ حضرت علیؓ کے لئے کیا تھا۔ لیکن طبقہ سبائیہ کو چونکہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے دلی بغض ہے لہٰذا اسے ہر صورت میں نکالنا ہے خواہ اس کے لئے واقعہ کی صورت کیوں نہ تبدیل کی جائے ۔

ابن جوزیؒ کا بیان ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے ۔

موسیٰ بن قیس اس روایت کو موسیٰ بن قیس نے وضع کیا ہے۔ اور وہ غالی قسم کا رافضی تھا اور وہ خود کو عصفور الجنت (جنت کی چڑیا) کہا کرتا تھا حالانکہ وہ تو انشاء اللہ حمیر النار (دوزخ کے گدھے) میں داخل ہوگا اس نے علیؓ کی مدح کے لئے ابوبکرؓ و عمرؓ کو نشانہ بنایا۔ عقیلی کا بیان ہے یہ تو ردی اور باطل حدیثیں روایت کرتا ہے موضوعات ج ۱ ص ۴۱۲

حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں ۔

موسیٰ بن قیس الحضرمی کوفہ کا باشندہ ہے اس کی کنیت ابو محمد الفراء ہے ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے اس سے روایات لی ہیں عُصفور الجنۃ اس کا لقب تھا۔ سچا آدمی ہے لیکن اس پر تشیع کا الزام ہے چھٹے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے تقریب التہذیب صفحہ ۳۵۳

عبدالحسین شرف الدین الموسوی رافضی المراجعات میں تحریر کرتا ہے ۔

موسیٰ بن قیس الحضرمی اس کی کنیت ابو محمد ہے۔ عقیلیؒ نے اسے غالی رافضیوں میں شمار کیا ہے سفیان ثوری نے اس سے ابوبکرؓ اور علیؓ کے بارے میں دریافت کیا اس نے جواب دیا مجھے تو علیؓ محبوب ہیں ۔

اس موسیٰ نے اپنی سند کے ذریعہ مالک بن جعونہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ام سلمہؓ کو یہ کہتے سنا کہ علیؓ حق پر ہیں جو شخص ان کی اتباع کرے گا وہ بھی حق پر ہے اور جس نے علیؓ کو چھوڑا اس نے اس حق کو چھوڑا جس کا اس سے وعدہ لیا گیا تھا۔ یہ روایت ابونعیم فضل بن دکین نے موسیٰ بن قیس سے نقل کی ہے ۔

اس موسیٰ نے اہل بیت کی فضیلت میں بہت سی ایسی صحیح روایات نقل کی ہیں جو عقیلی کو بری

قیس اور عمیر جو اس سے بہت چاہا وہ کہا۔ اس کی روایات سنن میں موجود ہیں، اس نے سلمہ بن کہیل اور حجر بن عنبس سے روایات نقل کی ہیں اور اس سے فضل بن دکین اور عبید اللہ بن موسیٰ جیسے ثابت لوگوں نے روایات لی ہیں اسی موسیٰ نے منصور کے دور میں انتقال کیا۔ المراجعات صفحہ ۱۱۹

حافظ ذہبی اس موسیٰ کے حال میں رقم طراز ہیں۔

موسیٰ بن قیس جس کا لقب عصفور الجنہ ہے، جس سے ابو داؤد وغیرہ نے روایات لی ہیں حجر بن عنبس وغیرہ سے روایات نقل کرتا ہے اس سے ابو نعیم فضل بن دکین اور عبید اللہ بن موسیٰ نے روایات لی ہیں۔

عقیلی کا بیان ہے کہ یہ غالی قسم کے رافضیوں میں شامل تھا۔ اس کے بعد ذہبی نے امام سفیان کا وہ قول پیش کیا جو اس موسیٰ بن قیس نے روایت کیا ہے اس کے بعد ذہبی لکھتے ہیں۔

عقیلی کا بیان ہے کہ اس نے باطل اور بے ہودہ روایات نقل کی ہیں۔ لیکن یحییٰ بن معین نے اسے ثقہ قرار دیا اور ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ میزان الاعتدال ج ۴ صفحہ ۲۱۱ اتفاق سے یہ روایت اس موسیٰ سے فضل بن دکین نے نقل کی ہے جو ابو نعیم کی کنیت سے مشہور ہے اور بخاری و مسلم کا راوی ہے اور کثیر النفع ہے یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ابو نعیم اگر کسی کی تعریف کرے اور یہ کہے کہ فلاں بہت اچھا آدمی ہے تو سمجھنا وہ شیعہ ہوگا۔ اور اگر کسی کی برائی کرے تو سمجھو کہ وہ سنی ہے

اہل فضل کو اہل فضل ہی پہچانتے ہیں

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ کو آپ کے ساتھیوں نے گھیر رکھا تھا اچانک علیؑ بن ابی طالب آگئے وہ آکر کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور اسی جگہ دیکھنے لگے کہ جہاں بیٹھ سکیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے چہروں پر نظر ڈالی اور دیکھیں کون علیؑ کو جگہ دیتا ہے۔

ابو بکرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنی جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی جگہ سے کھسک گئے اور

بولے اے ابوالحسن آپ یہاں آ جائیے۔ علیؓ آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر خوشی دیکھی پھر آپ نے ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہو کر
فرمایا اے ابوبکر اہل فضل ہی کو اہل فضل کا پتا ہوتا ہے اور اسے اہل فضل ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اس کا ایک راوی

محمد بن زکریا الغلابی ہے جو احادیث وضع کیا کرتا تھا اور

ذارع کذاب ہے دجال ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روایت کو غلابی نے وضع کیا اور ذارع نے اسے چرا لیا (موضوعات ص ۱ ج ۳۰۸)

اس روایت میں متعدد راوی قابل بحث ہیں۔ اول راوی

عباس بن بکار ہے یہ شخص جو قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے بصرہ کا باشندہ ہے۔ اپنے ماموں ابوبکر الہذلی سے احادیث روایت کرتا ہے دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ عباس کذاب ہے الضعفاء والمتروکین

للدارقطنی ص ۱۳۰

ذہبی کا بیان ہے کہ اسی پر اس حدیث کے بابت الزام لگایا گیا کہ قیامت کے روز جب فاطمہؓ گزرے
گی تو اہل حشر سے کہا جائے گا اے لوگو اپنی نگاہیں نیچی کر لو تاکہ فاطمہؓ گزر جائے
اس عباس سے اور بھی اس قسم کی بہت سی مرویات ابن جوزی نے بیان کی ہیں میزان ۲ ص ۳۸۴

صدقہ بن موسیٰ اس کا ایک راوی صدقہ بن موسیٰ ہے یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے لیکن اس سے ذارع کذاب کے علاوہ کسی نے روایت نقل نہیں کی بلکہ اکثر اسی سے
روایات نقل کرتا ہے۔ میزان ۲ ص ۳۱۲

صدقہ سے اس روایت کو احمد بن نصر الذارع نے روایت کیا ہے۔ احمد بن نصر بغداد کا باشندہ ہے حارث
بن ابی اسامہ اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے روایات نقل کرتا ہے۔ اور ایسی منکر روایات پیش کرتا ہے جو اس پر ظاہر
کرتی ہیں کہ یہ ثقہ نہیں پھر ذہبی نے اس کی متعدد روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ سب ذارع کا جھوٹ ہے

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس روایت کا ایک راوی محمد بن زکریا الغلابی ہے جو بصرہ کا باشندہ ہے مورخ تھا۔ اس نے عبداللہ بن رجاء الغدانی اور ابوالولید سے روایات لی ہیں اور اس سے طبرانی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں اور یہ ضعیف ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اگر یہ ثقہ راوی سے روایت کرے تو اس کی روایت کا اعتبار کیا جائے گا۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ اس پر اعتراضات ہیں۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ احادیث وضع کرتا۔

اس غلابی نے سفیان کے واسطے ابوالزبیر سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ اتنے میں علی بن حسین آگئے۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا ایک بار حسینؓ آئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چمٹا لیا اور فرمایا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام علی ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا کرے گا۔ سید العابدین کھڑے ہو جائیں تو زین العابدین کھڑے ہو جائیں گے۔ اور ان کے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا۔ فرمایا اے جابرؓ جب تو اس لڑکے کو دیکھے تو اسے میرا سلام پہنچا دینا۔

یہ غلابی کا جھوٹ ہے۔

اس طرح اس روایت میں متعدد کذاب جمع ہیں۔

میرے لئے صحیفہ اور دوات لاؤ

عطیہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس مرض میں مبتلا ہوئے جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کے پاس عائشہؓ اور حفصہؓ موجود تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میرے دوست کو بلا دو۔ ان دونوں نے ابوبکرؓ کے پاس آدمی بھیجا وہ آئے اور سلام کیا اور اندر داخل ہوگئے اور بیٹھ گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی کام نہ تھا۔ وہ اٹھ کر چلے گئے۔ آپ نے ان دونوں خواتین کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ میرے پاس میرے دوست کو بلاؤ۔ ان دونوں نے عمرؓ کے پاس آدمی بھیجا عمرؓ آئے اور

سلام کر کے اندر داخل ہو گئے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے کوئی کام نہ تھا لہٰذا وہ اٹھ کر چلے گئے آپ نے ان دونوں ازواج سے فرمایا میرے پاس میرے دوست کو بلاؤ ہم نے علیؓ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا، وہ آئے اور سلام کر کے اندر داخل ہوئے جب وہ بیٹھ گئے تو آپ نے عائشہؓ اور حفصہؓ کو حکم دیا کہ تم دونوں یہاں سے اٹھ جاؤ جب وہ دونوں اٹھ گئیں تو آپ نے فرمایا اے علیؓ کاغذ اور دوات لاؤ، جب کاغذ اور دوات آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے املا کرایا علیؓ نے لکھا اور جبرئیلؑ نے شہادت دی، پھر کاغذ لپیٹ دیا گیا (اور وہ اس راوی کے ہاتھ لگا)

اب اگر تم سے کوئی یہ بیان کرے کہ صحیفہ میں جو کچھ لکھا گیا وہ اسے جانتا ہے اس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ اسے سوائے تین شخصوں کے کوئی نہیں جانتا ایک تو لکھنے والا ایک املا کرنے والا اور ایک شہادت دینے والا، ان کے علاوہ تجھ سے کوئی بیان کرے تو تصدیق نہ کرنا

غالباً جریرؓ بن عبداللہ البجلی کو اس لئے خراسان کی گورنری سے حضرت علیؓ نے معزول کیا تھا کہ وہ راز سے پردہ اٹھا رہے تھے اور اسی لئے وہ دمشق امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے تھے ۔

ابن جوزی اپنی موضوعات میں لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ یہ روایت تو منقطع ہے اس لحاظ سے کہ عطیہ تابعی ہے اور ریحان سے سماع غائب ہے

عطیۃ العوفی اسے سفیان ثوری، ہشیم، احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے ضعیف قرار دیا ہے ۔

نصر بن مزاحم اسے دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کا بیان ہے یہ نصر بن مزاحم حق سے ہٹا ہوا تھا اور سارق تھا ابن جوزی کہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ غالی قسم کا رافضی تھا اور ضعیف راویوں سے منکر روایات نقل کرتا تھا موضوعات ۱ ص ۳۷۶

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ یہ نصر بن مزاحم کوفہ کا باشندہ ہے قیس بن الربیع سے روایات نقل کرتا ہے کٹر قسم کا رافضی ہے۔ اسی لئے محدثین نے اس کی روایات ترک کر دی ہیں ۲۱۲ھ میں اس کا انتقال ہوا، اس سے نوح بن حبیب اور ابو سعید الاشج وغیرہ نے روایات لی ہیں ۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عُقیلی کا بیان ہے کہ یہ شیعہ ہے اس کی حدیث میں بہت زیادہ اضطراب اور بہت غلطیاں ہیں۔ ابن شمر کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ ابوحاتم رازی کا قول ہے کہ واہی الحدیث ہے متروک ہے دار قطنی کہتے ہیں ضعیف ہے میزان ج ۲ ص ۲۶۰

حضرت علی کی ذریت قیامت تک اوصیا کو ختم کرے گی

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں اسی طرح علیؓ اور اس کی ذریت قیامت تک تمام اوصیا کو ختم کرے گی۔

ابن جوزی کا بیان ہے یہ روایت موضوع ہے اس روایت کو حسن بن محمد الغنوی کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں کرتا۔

حسن بن محمد الغنوی حفاظ حدیث کا بیان ہے کہ یہ رافضی تھا موضوعات ج ۱ ص ۳۷۶ اس کا ایک اور راوی

ابراہیم بن عبداللہ ہے ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ حدیث چور تھا اور روایات تیار کیا کرتا تھا اور ثقہ راویوں کے نام سے ایسی روایات نقل کرتا جو ان کی احادیث میں نہ ہوتے، اس لحاظ سے ترک کا مستحق ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۷۶

در اصل یہ ابراہیم بن عبداللہ عبدالرزاق بن ہمام کا بھتیجا ہے۔ یہ عبدالرزاق سے روایات نقل کرتا ہے کذاب ہے احادیث وضع کیا کرتا تھا کتاب الضعفاء والمتروکین دار قطنی ص ۴

ذہبی نے دو روایات نقل کر کے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ میزان ج ۱ ص ۴۱

حضرت علیؓ کا نام قرآن میں موجود ہے

ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میرا نام قرآن میں موجود

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا علیؓ کا نام بھی قرآن میں موجود ہے وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا، امام حسنؓ و حسینؓ کا نام بھی قرآن میں وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا اور بنو امیہ کا نام بھی ہے۔ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰهَا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ قریش میں دنیا کی عزت اور آخرت کا شرف دے کر بھیجا گیا ہوں، یعنی تمہاری جانب اللہ کا رسول ہوں لوگوں نے جواب دیا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ کا رسول نہیں، پھر بنی ہاشم کے پاس آیا اور ان سے کہا۔ اے بنی ہاشم میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی عزت لے کر آیا ہوں ان سب بنی ہاشم نے جواب دیا تو نے سچ کہا۔ ان میں سے جو مومن تھا وہ ایمان لایا یعنی علیؓ بن ابی طالب اور ان میں سے جو کافر تھے انہوں نے بھی تصدیق کی لیکن اس کی صورت یہ تھی ہوئی کہ انہوں نے یہ کہا کہ ہم یہ تو مانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن آپ پر ایمان نہیں لاتے، اس طرح تصدیق بھی ہوئی اور کفر بھی ہوا، گویا ابو طالب نے بھی یہی منافقت اختیار کی) تو اللہ تعالٰے نے اپنا جھنڈا بنی ہاشم میں گاڑ دیا، تو قیامت تک اللہ کا جھنڈا ہم میں رہے گا (اس لیے ہر پیر کے ساتھ ایک جھنڈا ہوتا ہے) اور قیامت تک ابلیس کا جھنڈا بنو امیہ میں رہے گا وہ ہمارے دشمن ہیں اور ان کی شاخیں ہماری شاخوں کی دشمن ہیں۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے۔ ابن آباد نے ہم سے بیان کیا کہ بعد میں میں نے علی بن عمر حریری سے ملاقات کی اس نے بھی مجھ سے یہ روایت بیان کی خطیب کا بیان ہے کہ یہ روایت انتہا سے زیادہ منکر ہے۔ بلکہ اس کی سند میں تین راوی مجہول ہیں اور یہ روایت فی الواقع موضوع ہے۔ اس کے مجہول رواۃ یہ ہیں حرمی، موسیٰ بن ادریس اور موسیٰ کا باپ بلکہ حرمی کا دادا اور یہ روایت کسی سند سے بھی صحیح نہیں۔

موضوعات ج ۱ ص۲

سورۃ الشمس مکہ کی ابتدائی سورتوں میں سے ہے اور جب یہ نازل ہوئی اس وقت تک ابن عباسؓ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ رہ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا سوال اس کے لیے اس تاویل کی کیا ضرورت تھی، حضور کے اسم گرامی سے ایک سورت معنون ہے سورۃ محمد اور پھر سورۃ فتح میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لہٰذا حضور کی ذات اس لغو تاویل سے پاک ہے

رہ گیا حسن حسینؓ کا مسئلہ تو جب سورۃ الشمس مکہ میں نازل ہوئی تھی تو اس وقت تک حضرت فاطمہؓ کی شادی بھی نہ ہوئی تھی، حسن و حسینؓ کہاں سے پیدا ہو گئے تھے ۔

رہ گیا بنی ہاشم میں بھی بٹنے کا مسئلہ تو اس کا صحیح جواب یا تو بڑے بھائی عقیلؓ دے سکتے ہیں جنہوں نے علیؓ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا یا بھتیجے عبداللہؓ بن جعفر جواب دے سکتے ہیں جن کی وفاداریاں ہمیشہ بنو امیہ کے ساتھ رہیں یا ماں جایا بھائی محمد دے سکتے ہیں جن کے بقول یزید سے زیادہ عابد و متقی کوئی نہیں ہو سکتا یا وہ عباس علوی دے سکتے ہیں جنہوں نے اپنی صاحبزادی نفیسہ یزید کے بیٹے خالد کے نکاح میں دی ۔

حضرت علیؓ میں پانچ انبیاءؑ کی خصوصیات

ابوالحمراء کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ آدمؑ کو علم میں دیکھے اور نوحؑ کو فہم میں دیکھے ابراہیمؑ کو حکمت میں دیکھے یحییٰ بن زکریا کو زہد میں دیکھے اور موسیٰ بن عمران کو ان کی پکڑ میں دیکھے وہ علیؓ بن ابی طالب کو دیکھ لے ۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور ابو عمر متروک ہے موضوعات ج ۱ ص

ابو عمر اس کہانی کو نقل کرنے والا عبیداللہ بن موسیٰ ہے جو اگرچہ تمام صحاح کا راوی ہے لیکن وہ خالص شیعہ ہے بلکہ انتہائی درجہ کا غالی ہے امام احمد فرماتے ہیں میں نے اسے مکہ میں طواف کرتے دیکھا لیکن اس طرح سے اس سے گذر گیا جیسے کوئی کتے کے پاس سے گذر جاتا ہے۔

ہمارے علماء ابن جوزی پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بخاری و مسلم کے بعض راویوں پر جرح کی ہے تو ایسا شاذ و نادر ہی ہوا ہے ورنہ یہ عبیداللہ بن موسیٰ کٹر رافضی تھا، بلکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کی مرویات تمام صحاح میں موجود ہیں، اور ہم نے چونکہ یہ عقیدہ قائم کر لیا ہے کہ بخاری و مسلم انسانیت سے بالاتر ہیں اس لئے ان سے غلطی ہونا ممکن نہیں، اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

آدم سے غلطی ہوئی لہٰذا ان کی اولاد سے غلطی ہوتی رہے گی اور آدم سے بھول ہوئی لہٰذا آدم کی اولاد سے بھول ہوتی رہے گی لیکن بخاری و مسلم کے راویوں سے نہ خطا ہو سکتی ہے اور نہ بھول۔

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ اگر روایت سے اہل حدیث کے مسلک کی تائید ہوتی ہو تو احناف کے نزدیک وہ روایت مشکوک ہے اور اہل حدیث کے نزدیک ہر وہ روایت مشکوک ہے کہ جس سے مذہب حنفیہ کی تائید ہوتی ہو۔

حضرت علیؓ کی محبت برائیوں کو کھا جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی بن ابی طالب کی محبت برائیوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

آخر میں اس محبت کا نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر شیعہ بچہ گناہوں سے پاک اٹھتا ہے خواہ وہ کچھ بھی عمل کرتا رہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں محمد بن مُسکر سے اوپر کے راوی سب ثقہ ہیں اور یہ حدیث باطل ہے گویا کہ یہ سند اس روایت کے لئے تیار کی گئی ہے۔

محمد بن مسلمۃ اللالکائی انتہائی ضعیف ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۲۶۳

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ یہ واسطی ہے یزید بن ہارون کا شاگرد ہے۔ بیکلا بنیات میں اس کی روایت عوالی میں شمار ہوتی ہے۔ اس نے ایک باطل روایت نقل کی جس کے باعث اس پر اتہام ہے ابوالقاسم اللالکائی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔

ابن عدی نے عبدالحمید الوراق سے نقل کیا ہے کہ ہم نے کچھ اجزاء حدیث محمد بن مسلمہ کو سنانے شروع کئے ان میں ایک طویل حدیث بھی تھی اس پر بولا یہ حدیث کبھی، واللہ کی قسم میں نے اس سے قبل کبھی بھی نہ سنی تھی، حالانکہ یہ اسی محمد بن مسلمہ کی مرویات تھیں۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ایک شخص نے عرض کیا آپ اسے ہشام بن عروہ سے کیوں روایت نہیں کرتے اس نے جواب دیا دو سو درہم ہونے چاہئیں گویا کہ وہ تمام روایات اور سندات جو محمد بن مسلمہ نے بیان کیں وہ سب ان درہموں کا نتیجہ تھیں۔

ابن عدی نے اس کی متعدد روایات کو منکر قرار دیا دار قطنی کا بیان ہے کہ اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں، خطیب کا بیان ہے کہ یہ منکر روایات نقل کرتا ہے اور سندات واضح ہوتی ہیں۔

خطیب اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ روایت باطل ہے اور محمد بن مسلمہ کے علاوہ سب ثقہ ہیں اور ہم نے ہبۃ اللہ الطبری کو دیکھا ہے کہ وہ اس محمد بن مسلمہ کو ضعیف کہتے اس طرح ابو محمد الخلال کا قول ہے کہ یہ انتہائی ضعیف ہے اس کا انتقال ۲۸۲ھ میں ہوا۔

حضرت علیؑ سیّد المرسلین ہیں

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انسؓ وضو کے لئے پانی ڈالو، وضو کے بعد آپ نے کلی کی اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر فرمایا اے انسؓ سب سے پہلے جو اس دروازے سے داخل ہوگا، وہ امیر المومنین ہوں گے سید المرسلین ہوں گے۔ قیامت کے روز جن لوگوں کے ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے ان کے قائد ہوں گے اور اوصیاء کا خاتم ہوں گے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ ان صفات کا مالک کسی انصاری کو بنا دیجئے، اتنے میں علیؓ آگئے۔ آپ نے دریافت کیا اے انسؓ کون ہیں میں نے جواب دیا علیؓ آپ خوشی خوشی کھڑے ہوئے اور علیؓ کو گلے لگایا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔

علی بن عابس یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ علی بن عابس کچھ نہیں، اس روایت کو ابو الطفیل اور انسؓ کے واسطے سے جابر جعفی نے بھی نقل کیا ہے زائدہ کا بیان ہے کہ جب یہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کذاب تھا۔ ابوحنیفہ کا بیان ہے کہ میں جابر سے زیادہ کسی جھوٹے انسان سے نہیں ملا موضوعات یا حشک
جابر جعفی کا حال ہم پہلے بارہا بیان کر چکے ہیں۔ رہ گیا علی بن عابس تو اس سے ترمذی نے
روایت لی ہے۔ یہ بھینگا تھا۔ قبیلہ اسد سے تعلق رکھتا تھا۔ کوفہ کی یادگار ہے۔ عمار بن المسیب اور لیث
بن ابی سلیم سے روایات نقل کرتا ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ سے نقل کیا ہے یہ کچھ نہیں ہے۔ جوزجانی، نسائی اور ازدی کا بیان ہے کہ ضعیف
ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ فحش غلطیاں کرتا ہے اس لئے ترک کا مستحق ہے۔

اس نے ابوسعید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وآت ذا القربیٰ حقہ
(اور قرابت داروں کو ان کا حق دو) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو بلایا اور انہیں فدک عطا فرما دیا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے اور اگر حضورؐ نے فی الواقع فدک عطا فرما چکے تھے تو فاطمہؓ
ابوبکرؓ کے پاس کیا شے طلب کرنے آئی تھیں (میزان ج ۳ صفحہ ۱۳۴) علی بن عابس کا استاد اس روایت میں حارث
بن حصیرہ ہے اب ذہبی کی زبانی ذرا اس کا بھی حال سن لیجئے۔

حارث بن حصیرہ قبیلہ ازد سے تعلق ہے ابو النعمان کنیت ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ زید بن وہب
عکرمہ اور ایک جماعت سے روایت کرتا ہے۔ اس سے مالک بن مغول اور
عبداللہ بن نمیر وغیرہ نے روایت کی ہیں۔

ابو احمد الزبیری کا بیان ہے کہ یہ علی بن عابس رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ
علی بن عابس ثقہ ہے لیکن خشبی ہے (یعنی اس لکڑی کا پجاری ہے جس پر زید بن علی بن حسین کو پھانسی دی گئی)
نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ضعف کے باوجود اس کی روایت لکھی جائے گی اور یہ کوفہ میں ایک آگ لگانے
والا شیعہ ہے۔

زنیج کا بیان ہے کہ میں نے جریر سے سوال کیا کہ کیا تو نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے؟ اس نے جواب
دیا ایک بوڑھا شیخ تھا بہت خاموش رہتا۔ لیکن ایک بڑی بات پر اصرار کرتا۔ اور افسوس یہ ہے کہ یہ جریر خود شیعہ ہے

عباد بن یعقوب الرواجنی رافضی نے عبداللہ بن عبدالملک المسعودی رافضی کے ذریعہ حارث بن حصیرہ سے نقل کیا ہے اس نے زید بن وہب کے ذریعہ حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں میرے بعد جو یہ دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہے یعنی علیؓ کے بعد آپ کے چچازاد ماموں زاد، خالہ زاد اور پھوپھی زاد بھائی سب بھائی کہنے سے خارج ہو گئے۔ ابو حاتم الرازی کا بیان ہے کہ یہ ان غالیوں میں سے تھا جو آزاد کئے گئے تھے اور شیعہ تھا۔ اگر سفیان ثوری اس سے روایت نہ لیتے تو اسے ترک کر دیا جاتا میزان ج ۱ ص ۴۳۲ علی بن عابس سے یہ روایت ابراہیم بن محمد بن میمون نے نقل کی ہے۔ اب ذرا اس کا حال بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ابراہیم بن محمد بن میمون

ذہبی کہتے ہیں یہ کٹر قسم کا شیعہ تھا اس نے علی بن عابس سے ایک عجیب کہانی نقل کی ہے۔ اس سے ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتا ہے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶۳

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ

اس کی کنیت ابو جعفر ہے قبیلہ عبس سے تعلق رکھتا ہے کوفہ کا رہنے والا ہے حافظ الحدیث ہے۔ اس نے اپنے باپ عثمان بن ابی شیبہ، علی بن المدینی، احمد بن یونس اور ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔ اس سے بغوی، قاسم الانباری اور طبرانی وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ یہ حدیث و رجال کا ماہر تھا۔ اس کی بیشتر تالیفات ہیں۔

صالح جزرہ نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی منکر حدیث نہیں دیکھی اور اس کے بارے میں عبدان کا فیصلہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، درست ہے۔

لیکن عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ یہ محمد بن عثمان کذاب ہے۔

ابن خراش کہتے ہیں کہ یہ محمد بن عثمان احادیث وضع کرتا۔ مطین کا بیان ہے کہ یہ تو حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہر چیز نگل لیتا تھا۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ اس نے اس کتاب سے روایات لی ہیں جو اس سے بیان نہ کی گئی تھی۔

برقانی کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ لوگوں کو اس پر اعتراض کرتے سنتا رہا۔ اس کا انتقال ۲۹۷ھ میں اسی سال سے زیادہ عمر میں ہوا۔

ابن عقدہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن اسامہ الکلبی ابراہیم بن اسحاق الصواف اور داؤد بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے کہ محمد بن عثمان کذاب ہے اور داؤد بن یحییٰ نے مزید کہا کہ اس محمد بن عثمان نے ایسے لوگوں کے نام سے روایات وضع کی ہیں جو ان لوگوں نے کبھی بیان نہیں کی میزان ج ۳ ص ۴۲

محمد بن احمد بن علی

اس محمد بن عثمان بن ابی شیبہ سے یہ روایت محمد بن احمد بن علی بن الحسین بن شاذان نے روایت نقل کی یہ محمد بن احمد علی وہی راوی ہے جس نے ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمام جھاڑ قلم بن جائیں اور تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور تمام جن حساب میں لگ جائیں اور تمام انسان لکھنے میں مشغول ہو جائیں تو علیؓ کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے ۔

یہ روایت خالص جھوٹ ہے اس ابن شاذان نے فخر الہدیٰ ابوطالب الزینبی سے روایت نقل کی ہے۔ اس ابوطالب الزینبی نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کے واسطے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالے نے میرے بھائی علیؓ کے لئے فضائل رکھے ہیں جو شمار نہیں ہو سکتے، جو شخص ان کی ایک فضیلت کا اقرار کرے گا اللہ تعالے اس کے گذشتہ گناہ معاف فرمائے گا، اور جو ان کی ایک فضیلت لکھے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے جب تک یہ لکھا ہوا باقی رہیگا۔ اور جس شخص نے ان کے فضائل میں سے ایک فضیلت سنی اللہ تعالےٰ اس کے ان تمام گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے جو اس نے نگاہ سے کمائے ہوں۔ علیؓ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور اللہ تعالےٰ کسی بندے کا عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک اس میں علیؓ کی محبت اور اس کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار نہ ہو۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ابن شاذان نے جتنی روایات نقل کی ہیں ان میں سب سے بدتر ہے۔

الخطیب خوارزم نے اس دجال ابن شاذان سے بہت سی باطل اور رکیک روایت نقل کی ہیں اس ابن شاذان نے امام مالک کے نام سے یہ روایت وضع کی کہ جو شخص علیؓ سے محبت رکھے تو اللہ تعالیٰ انسان کے بدن کے پسینے کے ہر قطرے کے بدلے جنت میں ایک شہر تیار کرے گا۔

الغرض اس روایت کے جتنے راوی ہیں سب ما شاء اللہ مشہور کذاب اور مشہور رافضی ہیں۔ علہ

علیؓ و فاطمہؓ کی منّت

اصبغ بن نُباتہ کا بیان ہے کہ حسنؓ و حسینؓ اچانک بیمار ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے ان دونوں بچوں کو دیکھ کر عمرؓ نے علیؓ سے کہا اے ابوالحسنؓ آپ نذر مان لیجئے کہ اگر اللہ نے ان دونوں بچوں کو عافیت دی تو آپ بطور شکرانہ اللہ عزوجل کے لئے فلاں کام کریں گے اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر اللہ نے میرے بچوں کو عافیت دے دی تو میں بطور شکر اللہ کے لئے تین روزے رکھوں گا۔ یہی بات حضرت فاطمہؓ نے فرمائی۔ ان دونوں کے پاس ایک کالی باندی تھی، اس نے بھی نذر مانی کہ اگر اللہ نے میرے ان دونوں سرداروں کو عافیت دی تو میں بھی اپنے مالکوں کے ساتھ تین دن کے روزے رکھوں گی جب صبح ہوئی تو دونوں بچے صحیح سالم تھے۔ اور ان سب لوگوں نے روزے رکھے، لیکن حضرت علیؓ اور ان کے گھر والوں کے پاس کوئی مال نہ تھا، تھوڑا نہ زیادہ۔

حضرت علیؓ ایک یہودی شخص کے پاس جس کا نام جار بن شمر یہودی تھا گئے اور اس سے کہا مجھے تین صاع جَو سلف کے طور پر دیدے اور کچھ صوف دیدے جسے محمد کا گھرانہ تیرے لئے کاتے گا۔ اصبغ کا بیان ہے کہ اس یہودی نے حضرت علیؓ کو یہ چیزیں دیدیں۔ حضرت علیؓ نے انہیں کپڑے کے نیچے چھپایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے کر گئے اور فرمایا یہ صوف لو اسے کاتو۔ باندی اٹھی، اس نے ایک صاع جَو لئے اور انہیں گوندھا اور اس سے پانچ روٹیاں تیار کیں (غالباً یہ روٹیاں نہ تھیں بلکہ ہاتھی کے لاٹ تھے اس لئے کہ ایک صاع میں پونے ۳ سیر آٹا آتا ہے اور پونے ۳ سیر آٹے کی پانچ روٹیاں غالباً اصبغ کے گھر تیار ہوتی ہوں گی)۔ علی (علیہ السلام) نے مغرب کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی اور پھر گھر واپس لوٹے اور کھانا آپ کے سامنے رکھا گیا تاکہ آپ کھالیں، آپ کھانا کھانے بیٹھے تاکہ افطار کریں۔

نوٹ: اس روایت کے جھوٹ ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ حضورؐ نے قے فرمائی اور بلا وضو نماز پڑھی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

(یعنی ابھی تک افطار بھی نہ کیا تھا تاہم تینوں روز روزہ رکھ کر اسی طرح بھوکا رہنا ہوگا) اچانک دروازے پر ایک مسکین آ گیا اور وہ کہہ رہا تھا: اے اہل بیت مسلم مساکین میں سے تمہارے دروازے پر ایک مسکین کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کے دسترخوانوں پر کھانا کھلائے۔

راوی کہتا ہے علیؓ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا اور فاطمہؓ نے بھی اٹھا لیا اور حسینؓ نے بھی ہاتھ اٹھا لیا لیکن جناب حضرت حسنؓ کھاتے رہے۔ اس مسکین نے یہ دیکھ کر چند اشعار کہے پھر فاطمہؓ نے ان کا شعر میں جواب دیا اور کھانا اٹھا کر مسکین کو دے دیا۔

اس طرح راوی نے ایک طویل کہانی نقل کی کہ یہ ہر روز کھانا تیار کرتے اور ہر روز فقیر ان کے دروازے پر آ جاتا اور کھانا اٹھا کر اسے دے دیتے اور ہر روز وہ بھی اشعار پڑھتا اور فاطمہؓ بھی اشعار میں جواب دیتیں۔ اور یہ اشعار بھی ماشاء اللہ انتہائی گرے درجہ کے اور بھونڈے ہیں (کھانا سائل کو دیتے حالانکہ آپ کے دو بچے تھے بلکہ تیسری بچی بھی تھی یعنی ام کلثوم جسے راوی نے اپنے شوق کے باعث ظاہر نہیں کیا)

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس کے اشعار انتہائی رکیک اور گرے درجے کے ہیں کہ ان کا اعادہ بھی ہماری برداشت سے باہر ہے۔ بہر صورت قصے کے آخر میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ آل محمد پر اسی طرح برکت نازل فرما جیسے مریم پر نازل کی گئی تھیں، پھر فرمایا: اچھا جاؤ اور اپنی کوٹھری میں داخل ہو۔ فاطمہؓ اپنی کوٹھری میں داخل ہوئیں تو وہاں طباق جوش مار رہا تھا اور اس میں ثرید تیار ہو رہا تھا اور سب طباق جواہرات سے مرصع تھا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ ہمیں اس روایت کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں اس کے ثبوت کے لئے یہ رکیک اشعار اور وہ افعال کافی ہیں جن سے یہ حضرات منزہ تھے۔

الاصبغ بن نباتہ

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ اصبغ بن نباتہ کسی شئے کے برابر نہیں اور امام احمد بن حنبل کا قول ہے ہم نے محمد بن کثیر کی روایات پھاڑ کر پھینک دی ہیں اور عبداللہ السمرقندی کی کسی نے توثیق نہیں کی۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۹۳

ذہبی لکھتے ہیں یہ اصبغ بن نباتہ حنظلی المجاشعی ہے کوفہ کا باشندہ ہے حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ سے

روایات نقل کرتا ہے اس سے ثابت بنانی، اجلح الکندی اور فطر بن خلیفہ اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں اور ایک بار فرمایا یہ کچھ نہیں۔ ابوبکر بن عیاش ناقل ہے کہ یہ کذاب ہے۔ نسائی اور ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کا ضعف ظاہر ہے ابوحاتم کا بیان ہے یہ حدیث میں کمزور ہے عقیلی کہتے ہیں یہ رجعت پر ایمان رکھتا۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ حب علیؓ میں مبتلا ہوا اس کے نتیجہ میں اس نے کھلا کھلا غلو شروع کر دی، اس بات ترک کر دیا گیا۔ میزان ج ۱ ص ۲۸۱

نسائی لکھتے ہیں یہ متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۲

دارقطنی لکھتے ہیں۔ اصبغ بن نباتہ کوفی ہے منکر الحدیث ہے کتاب الضعفاء والمتروکین الدارقطنی ص ۴

محمد بن کثیر الکوفی

یہ قریش خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کی پیداوار ہے۔ اس کی کنیت ابواسحاق ہے لیث اور حارث بن حصیرہ سے روایت کرتا ہے امام احمد فرماتے ہیں ہم نے اس کی روایات پھاڑ کر پھینک دی تھیں۔ امام بخاری کا قول ہے یہ کوفی ہے منکر الحدیث ہے ابن المدینی کا بیان ہے کہ ہم نے اس سے عجیب و غریب روایات لکھیں اور پھر سب پر قلم پھیر دیا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی روایت سے اس کا ضعف ظاہر ہے میزان ج ۴ ص ۱۷

میں (علیؓ) سترہ رمضان کو زخمی ہوں گا

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے میرے دوست (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا مجھے سترہ رمضان کو زخم لگایا جائے گا اور ۲۲ رمضان کو میری موت واقع ہوگی یہ وہی رات ہے کہ جس رات عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے۔

ابن الجوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت موضوع ہے، اس کا دار

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اصبغ بن نباتہ ــــ یحییٰ کا بیان ہے کہ یہ کسی شے کے برابر نہیں

سعد الاسکاف ۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ کسی کے لئے اس سے روایت کرنا حلال نہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ سعد توفی الحدیث روایات وضع کرتا۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۹۳ دار قطنی لکھتے ہیں اصبغ بن نباتہ متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدار قطنی ص ۱۵ نسائی نے لکھا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص ۲۲

ابن حجر لکھتے ہیں کہ اصبغ بن نباتہ التمیمی الحنظلی الکوفی۔ اس کی کنیت ابو القاسم ہے۔ متروک ہے اس پر رافضی ہونے کا الزام ہے۔ اس سے ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں یہ تیسرے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تقریب التہذیب ص ۳۷

ذہبی لکھتے ہیں۔ اصبغ بن نباتہ الحنظلی المجاشعی الکوفی اس نے حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ سے احادیث روایت کی ہیں اور اس سے ثابت البنانی، اجلح الکندی اور فطر بن خلیفہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اس کی روایات ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔

ابو بکر بن عیاش کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ایک بار فرمایا یہ کچھ نہیں۔ نسائی اور ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کا ضعف ظاہر ہے ابو حاتم کا قول ہے کہ اس کی حدیث کمزور ہے۔ عقیلی کا قول ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتا ہے ابن حبان لکھتے ہیں کہ یہ شخص حب علیؓ میں مبتلا ہوا اور اس کے نتیجہ میں عجوبے بکنا شروع کر دیا۔ اسی باعث یہ ترک کا مستحق ہے۔

ذہبی نے اس کے بعد اس کی دو موضوع روایات نقل کیں جن میں سے ایک روایت مذکورہ روایت ہے۔ میزان ج ۱ ص ۲۷۱

اس روایت کو اصبغ سے سعد الاسکاف نقل کر رہا ہے۔ اس کا پورا نام سعد بن طریف الاسکاف الحنظلی الکوفی ہے۔ ابن حجر لکھتے ہیں متروک ہے۔ ابن حبان نے اس پر وضع حدیث کا الزام لگایا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

رافضی تھا، جیسے لبیقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ تقریب التہذیب ص۱۲۲

ذہبی لکھتے ہیں کہ سعد بن طریف الاسکاف الحنظلی الکوفی عکرمہ اور ابو وائل سے روایات نقل کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ اس شخص سے روایات نقل کرے۔ امام احمد اور ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں کمزور ہے۔ نسائی اور دارقطنی کہتے ہیں یہ متروک ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ فی الفور احادیث وضع کرتا۔ فلاس کہتے ہیں ضعیف ہے تشیع میں حد سے بڑھا ہوا ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں میزان الاعتدال ص۱۲۲ کتاب الضعفاء الصغیر ص۱۲

سعد بن طریف متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۱۲

سعد بن طریف الاسکاف متروک ہے کوفی ہے۔ عکرمہ اور اصبغ سے روایات نقل کرتا ہے کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۱۰۰

یہ تو وہ امور ہیں جو ہمارے محقق علماء نے بیان کئے ہیں اب ایک شیعہ عالم عبد الحسین موسوی کی باتیں بھی سن لیجئے جو انہوں نے المراجعات میں لکھی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

سعد بن طریف الاسکاف الحنظلی الکوفی، ذہبی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس پر تشیع کا نشان بنایا ہے بعض مصنفین سلف نے بھی اس کی شکایت کی ہے۔ ابن معین اور فلاس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ غالی قسم کا شیعہ ہے۔

میرا کہنا یہ ہے کہ غالی شیعہ ہونے کے باوجود ترمذی وغیرہ نے جب اس سے روایات لی ہیں اور صحیح ترمذی میں اس کی روایات عکرمہ اور ابو وائل سے موجود ہیں نیز اس نے اصبغ بن نباتہ، عمران بن طلحہ، عمیر بن مامون سے نقل کی ہیں اور اس سے اسرائیل، حبان اور ابو معاویہ نے روایات لی ہیں۔

المراجعات ص۸۲

ایسی صورت حال کی موجودگی میں کہ اس شیعہ راوی سے اہل سنت بھی روایات لیتے ہوں تو اس کی روایات نقل کرنے میں کیا حرج ہے بھلا اس کے جواب میں ہم اتنا ہی عرض کر سکتے ہیں۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میری شرم گاہ علیؑ کے علاوہ کوئی نہ دیکھے

حضرت سائبؓ بن یزید کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری برہنگی یا میری پیشاب گاہ کو علیؑ کے علاوہ کوئی نہ دیکھے ۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ اس روایت کے وضع کا الزام عبدالملک بن موسیٰ پر ہے جو دراصل عمیر بن موسیٰ الوجیہی تھا۔ ابن جوزی یہ بھی لکھتے ہیں کہ راوی نے اپنی کمزوری کے باعث اپنے نام کو تبدیل کیا۔ یہ بات دارقطنی نے کہی ہے۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۹۲

عمیر کی ابن الجوزی آگے لکھتے ہیں۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ عمیر بن موسیٰ ثقہ نہیں۔ نسائی اور دارقطنی کا بیان ہے یہ متروک ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں یہ ان لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو حدیث کا متن بھی وضع کرتا اور سند بھی۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۹۲

یحییٰ بن یعلی الاسلمی اس روایت کا ایک راوی یحییٰ بن یعلی الاسلمی القطوانی ہے۔ اس سے ثقہ کی سے روایات لی ہیں۔ اس نے یونس بن خباب اور اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔ اور اس سے قتیبہ اور ابو ہشام الرفاعی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

بخاری کا بیان ہے کہ یہ مضطرب الحدیث ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ ضعیف۔ ترمذی نے اس کی ایک روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ روایت غریب ہے اور ہم اس سند کے علاوہ کسی اور سند سے نہیں پہچانتے جو اس کی تصدیق ہو سکے۔ میزان ج ۴ ص ۴۱۵

اس کے اور بھی متعدد روات ناقابل قبول اور متعدد مجہول ہیں ۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو علیؓ آپ کے سینہ سے چمٹے ہوئے تھے

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر موت طاری ہوئی تو آپ عائشہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے گھر میں تھے، آپ نے عائشہؓ سے فرمایا میرے پاس میرے محبوب کو بلاؤ تو انہوں نے آپ کے لئے ابوبکرؓ کو بلایا، آپ نے انہیں دیکھ کر اپنا سر نیچے رکھ دیا اور فرمایا میرے پاس میرے دوست کو بلاؤ تو آپ کے لئے عمرؓ کو بلایا گیا، آپ نے ان کی جانب دیکھ کر اپنا سر نیچے رکھ دیا، پھر فرمایا تم پر افسوس ہے میرے پاس علیؓ بن ابی طالب کو بلاؤ، اللہ کی قسم، اللہ علیؓ کے علاوہ کسی اور کو نہیں چاہتا۔ جب آپ نے علیؓ کو دیکھا تو وہ کپڑا جو آپ پر پڑا ہوا تھا پلٹ دیا اور علیؓ کو کپڑے میں لپیٹ لیا۔ علیؓ اس وقت تک ان سے چپٹے رہے جب تک حضورؐ کی وفات نہیں ہو گئی۔ اور علیؓ کا ہاتھ آپ پر رکھا ہوا تھا۔

ابن جوزی لکھتے ہیں صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات میرے سینے اور میرے گلے کے درمیان ہوئی۔ موضوعات ج ۱ ص ۲۹۲

مسلم الملائی

اس روایت کی سند میں ایک راوی مسلم الملائی ہے جو یہ روایت ابراہیم سے نقل کررہا ہے۔ اس کے باپ کا نام کیسان ہے، اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے، جو ضبہ خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ یہ حضرت انسؓ اور ابراہیم نخعی سے روایات نقل کرتا ہے اس سے ثوری، احمد، وکیع کے والد، عمرو بن قیس روایت نقل کرتے ہیں۔ اس سے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات نقل کی ہیں۔

فلاس کا بیان ہے کہ یہ مسلم متروک الحدیث ہے۔ امام احمد کا بیان ہے کہ اس کی روایت نہ لکھی جائے، یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں، بخاری کہتے ہیں محدثین کو اس پر کلام ہے۔ یحییٰ کا بیان یہ بھی ہے کہ محدثین کا خیال ہے کہ یہ روایات میں خلط ملط کرتا ہے۔

حفص بن غیاث کا بیان ہے کہ میں نے اس مسلم ملائی سے دریافت کیا کہ تم نے یہ روایت کس سے سنی۔ اس نے جواب دیا میں نے ابراہیم سے سنی، اس نے علقمہ سے، ہم نے سوال کیا علقمہ نے کس سے سنی اس نے جواب دیا عبداللہ بن مسعودؓ سے، ہم نے سوال کیا عبداللہ نے کس سے سنی اس نے جواب دیا عائشہؓ سے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حالانکہ عبداللہؓ نے عائشہؓ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ نسائی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ مسلم متروک ہے اسی نے حضرت انسؓ سے پرندے کے گوشت والی روایت نقل کی ہے۔

بخاری لکھتے ہیں مسلم بن کیسان کی کنیت ابو عبداللہ ہے بنو ضبہ سے تعلق رکھتا ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ مکہ میں جا کر مقیم ہو گیا تھا بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس کی کنیت ابو حمزہ ہے محدثین کو اس پر کلام ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص١٠١

نسائی لکھتے ہیں کہ مسلم بن کیسان الاعور ملائی ہے۔ متروک الحدیث ہے کتاب الضعفاء والمتروکین، نسائی ص٩٨

حضرت علیؓ عرش کے بائیں طرف کھڑے ہوں گے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ قیامت کے دن تمام مخلوق میں سب سے اول ابراہیم علیہ السلام کو دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور انہیں عرش کے داہنی طرف کھڑا کیا جائے گا، پھر مجھے بلایا جائے گا۔ اور مجھے دو ہرے ہرے کپڑے پہنائے جائیں گے اور پھر مجھے عرش کے بائیں طرف کھڑا کیا جائے گا۔ پھر اے علیؓ تجھے بلایا جائے گا اور تجھے دو ہرے سبز کپڑے پہنائے جائیں گے اور تجھے میرے داہنی طرف کھڑا کر دیا جائے گا۔ اب بتاؤ کیا اس پر راضی نہیں کہ اے علیؓ مجھے جہاں بلایا جائے تجھے بھی بلایا جائے اور جو لباس مجھے پہنایا جائے وہ تجھے بھی پہنایا جائے اور جہاں میری شفاعت قبول کی جائے وہاں تیری بھی شفاعت قبول کی جائے۔

دار قطنی کا بیان ہے کہ اس کا راوی جعفر بن حبیب ہے اور اس سے صرف **حکم بن ظہیر** نقل کر رہا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ حکم کذاب ہے۔ سعد کا بیان ہے یہ ساقط الاعتبار ہے۔ نسائی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔ موضوعات ج١ ص٣٩٢

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ذہبی رقم طراز ہیں

حکم بن ظہیر کوفہ کا باشندہ ہے جو فزارہ سے تعلق رکھتا ہے اس سے ترمذی نے روایات لی ہیں ابو اسحاق الفزاری جب اس سے روایت نقل کرتے ہیں تو اسے حکم بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں اس نے عاصم بن بہدلہ اور سدی سے روایت نقل کی ہیں اور اس سے ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں جن میں آخری افراد عباد بن یعقوب الرواجنی اور حسن بن عرفہ ہیں ۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ ثقہ نہیں اور ایک بار فرمایا یہ کوئی شئے نہیں بخاری کا بیان ہے کہ محدثین نے اس کی روایت ترک کر دی ہے اور ایک بار فرمایا یہ منکر الحدیث ہے ۱۸۰ھ تک یہ حیات رہا۔

عباد بن یعقوب نے اس حکم بن ظہیر کے ذریعہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل کر دو لیکن افسوس کہ کسی شیعہ میں اس کی جرات نہ ہو سکی اور وہ بیس سال تک خلافت پر براجمان رہے ۔

یہ وہی حکم بن ظہیر ہے جس نے سدی کذاب کے ذریعہ حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ مجھے ان ستاروں کے نام بتائیے کہ جنہیں یوسفؑ نے خواب میں سجدہ کرتے دیکھا تھا، آپؐ اسے کوئی جواب نہ دے سکے، تھوڑی دیر میں جبرئیل آئے اور انہیں بتا گئے، آپؐ نے اس یہودی کو طلب کیا اور فرمایا، اگر تجھے میں ان ستاروں کے نام بتا دوں کیا تو اسلام لے آئے گا پھر آپ نے یہ نام گنا دیئے جربان، ذیال، طارق، کتفان قابس، وثاب، عمودان، فیلق، مصبح، ضروح، اور ذوالفرع۔ یہ تفصیلی روایت ہے جو سعید بن منصور نے حکم سے نقل کی ہے ۔

بخاری لکھتے ہیں کہ حکم بن ظہیر سدی اور عاصم سے نقل کرتا ہے۔ محدثین نے اس کی روایت ترک کر دی ہے، یہ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص۳۱

نسائی رقم طراز ہیں حکم بن ظہیر کوفہ کا باشندہ ہے متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۳۱ ـ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دارقطنی لکھتے ہیں حکم بن ظہیر الفزاری عاصم، علقمہ بن مرثد اور سدی سے روایات نقل کرتا ہے اور اس سے مروان الفزاری نے روایات نقل کی ہیں، متروک ہے کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۹

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں

حکم بن ظہیر الفزاری، اس کی کنیت ابو محمد ہے اور اس کے باپ کی کنیت ابو لیلیٰ ہے اور ایک قول ہے کہ باپ کی کنیت ابو خالد ہے یہ متروک ہے اس پر رفض کا الزام ہے۔ ابن معین نے اسے متہم قرار دیا ہے۔ تقریب التہذیب ص۹۰

حضرت علی قیامت کے روز ایک منبر پر بیٹھے ہوں گے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منبر نصب کیا جائے گا جس کی لمبائی تیس میل طویل ہوگی، پھر عرش کے درمیان سے ایک منادی ندا کرے گا، محمدؐ کہاں ہیں، آپؐ اس کا جواب دیں گے، آپؐ سے کہا جائے گا اس کے اوپر چڑھ جاؤ اس طرح آپ بلندی پر چڑھ کر بیٹھ جائیں گے پھر دوبارہ ندا کی جائے گی علیؓ بن ابی طالب کہاں ہیں۔ وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ جس کے باعث تمام مخلوق یہ بات جان لے گی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین اور علیؓ سید المومنین ہیں۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں اس کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے بعد علیؓ سے کون بغض رکھے گا، آپ نے ارشاد فرمایا اے انصار کے بھائی علیؓ سے قریش میں سے کوئی بدبخت ہی اس سے بغض رکھ سکتا ہے۔ اور انصار میں سے کوئی یہودی اور عرب میں سے کوئی دعویدار اور بقیہ تمام لوگوں میں سے کوئی بدبخت ہی ایسا ہوگا جو اس سے بغض رکھتا ہو۔

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے موضوع کی گئی ہے، اس کا ایک راوی علی بن قرین ہے جو مجہول ہے اور اس پر روایت کے وضع کا الزام

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اسماعیل بن موسیٰ پرلے درجہ کا غالی اور ہر طرح کا شیعہ ہے ابن عدی ابن ابی شیبہ اسے فاسق کہا کرتے تھے موضوعات ج۱ صفحہ ۳۹۹

ذہبی لکھتے ہیں۔

اسماعیل بن موسیٰ، علی بن یزید المدینی کے ذریعہ ابن جعفر سے ایک باطل روایت نقل کرتے ہیں ابن جوزی نے اس پر وضع حدیث کا الزام لگایا ہے۔ پھر ذہبی نے سابقہ روایت پیش کی۔ میزان الاعتدال ج۱ صفحہ ۲۵۲

دوزخ پر سے گزرنے کیلئے پاسپورٹ کی ضرورت ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دوزخ پر سے گزرنے کا کوئی پروانہ ہو گا؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ میں نے عرض کیا وہ پروانہ کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا علیؓ بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت۔

محمد بن فارس العبدی ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابو نعیم کا بیان ہے کہ محمد بن فارس غالی قسم کا رافضی ہے۔ حدیث میں کمزور ہے ابوالحسن بن الفرات کا بیان ہے یہ ثقہ نہیں اور مذہب کے لحاظ سے پسندیدہ انسان نہیں موضوعات ج۱ صفحہ ۳۹۹

ذہبی لکھتے ہیں۔ محمد بن فارس بن حمدان العطفی یہ ابن قانع کا شیخ ہے۔ بہت بغض رکھنے والا رافضی ہے یہ ثقہ نہیں ہے ابو نعیم الحافظ کا بیان ہے کہ اس نے شریک سے حب علی کے سلسلہ میں ایک باطل روایت نقل کی ہے۔ میزان ج۳ صفحہ

اس محمد بن فارس کے علاوہ اس روایت میں شریک اور لیث بن ابی سُلیم بھی ضعیف ہیں اور شریک تو شیعوں کی مسجد کا امام ہے۔ اس لحاظ سے ہمارے قارئین خود فیصلہ فرمالیں کہ اس روایت کا کیا حال ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اے علیؓ تو اور تیرے شیعہ جنت میں جائیں گے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علیؓ تو اور تیرے شیعہ جنت میں جائیں گے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں۔ اس کا راوی سوار ثقہ نہیں۔

جُمیع ابن نمیر کا بیان ہے کہ یہ سب لوگوں سے زیادہ جھوٹا ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ جمیع احادیث وضع کرتا تھا۔ موضوعات ج ۱ ص ۳۹۷

ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ جُمیع متروک ہے اور یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اے علیؓ تو اور تیرے شیعہ جنت میں جائیں گے ابن الجوزی نے اس روایت کو موضوعات میں داخل کیا ہے۔ اس کا پورا نام جُمیع بن عمر بن سوار ہے میزان ج ۱ ص ۴۲۱

سوار جُمیع نے یہ روایت سوار بن مصعب الہمدانی الکوفی سے نقل کی ہے۔ اس سوار کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ یہ نابینا تھا، مؤذن تھا عطیہ العوفی اور ایک جماعت سے روایات نقل کرتا ہے اور اس سے ابوالجہم وغیرہ نے روایات لی ہیں۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ سوار ہمارے پاس آیا کرتا تھا۔ یہ کوئی شے نہیں۔ بخاری کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ نسائی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں سنہ [illegible] کے بعد اس کا انتقال ہوا۔ اسے یحییٰ بن معین نے دیکھا ہے میزان ج ۲ ص ۲۴۶

دارقطنی لکھتے ہیں متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۱۰۳

بخاری لکھتے ہیں، سوار بن مصعب الہمدانی کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ منکر الحدیث ہے کتاب الضعفاء الصغیر ص ۵۳

نسائی لکھتے ہیں، سوار بن مصعب کوفی ہے۔ متروک الحدیث ہے کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۵۳

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

علیؓ کے پروانے کے بغیر کوئی جہنم پر سے نہیں گزر سکتا

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائیگا اور جہنم پر پل صراط قائم کیا جائے گا تو کوئی شخص اس وقت تک جہنم پار نہ کر سکے گا جب تک اس کے ہاتھ میں ولایت علیؓ کی برات نہ ہوگی۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ روایت موضوع ہے مقطوع ہے تحکم اور ذی النون کے درمیان سے کوئی راوی گرا دیا گیا ہے اور یہ روایت یا تو ذی النون نے وضع کی ہے یا کسی ایسے شخص سے چوری کی ہے جس نے اسے وضع کیا۔ اور ابراہیم بن عبداللہ الصاعدی متروک ہے موضوعات ج ۱ ص ۳۹۹۔

ہمارے نزدیک اس روایت میں متعدد نقائص ہیں۔

راوی کا بیان کرتا ہے کہ یہ روایت جعفر بن محمد نے اپنے باپ کے ذریعہ علیؓ سے نقل کی ہے جعفر کے باپ محمد ہیں جو باقر کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ ۵۷ھ میں پیدا ہوئے وہ یہ روایت علیؓ سے نقل کرتے ہیں انکے باپ کا نام بھی علی ہے جو زین العابدین کے لقب سے مشہور ہیں تو اگر علی سے یہ مراد ہیں جس کا نتیجہ تک کوئی قائل نہیں ہوا۔ تو ان علیؓ سے قبل ہزاروں افراد اٹھ چکے تھے جن میں ان کے دادا علیؓ بن ابی طالب بھی تھے۔ اور اگر علیؓ سے مراد حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ ہیں تو جناب باقر ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب ۴۰ھ میں دنیا سے اٹھ گئے تھے۔ کیا ان دونوں کی ملاقات عالم برزخ میں ہوئی تھی۔ اور پھر یہ روایت سن اور سننے کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو خواب میں بتا گئے۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔

پھر ذی النون مصری مشہور صوفی نے اسے مالک بن انس سے نقل کیا ہے اور ماشاءاللہ وہ اکثر روایات انہی سے نقل کرتے ہیں۔ لیکن ہماری نظر میں یہ ذوالنون مصری صاحب یا تو اوّل درجہ کے کذاب ہیں یا اوّل درجہ کے احمق اس لئے کہ یہ ذی النون مصری صاحب ۱۸۰ھ میں مصر کے ایک گاؤں اخمیم میں پیدا ہوئے اور مالک بن انس ۱۷۹ھ میں اس وقت انتقال کر گئے تھے جب یہ عالم وجود میں بھی نہ

آئے تھے، رہ گئے جناب ذی النون سے نقل کرنے والے تو

ابراہیم بن عبداللہ الصاعدی

ذہبی لکھتے ہیں، انہوں نے ذی النون مصری کے ذریعہ امام مالک سے ایک باطل روایت نقل کی ہے پھر ذہبی نے روایت بالا پیش کی اور اس کے بعد لکھا۔ اس کا ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ ابراہیم متروک الحدیث ہے میزان الاعتدال ج ۱ ص ۴۲

اے علی جس سے تم بغض رکھو اسے جہنم میں داخل کردو

شریک بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ہم اعمش کے پاس تھے اور اعمش اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے تو اتنے میں ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ آئے تو ابوحنیفہ اعمش کی جانب متوجہ ہوئے اور ان سے کہنے لگے

اے ابومحمد اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارا پہلا روز ہے جب تم اللہ سے ملاقات کروگے اور دنیا کے دنوں میں سے یہ آخری دن ہے اور تم نے علیؑ کے بارے میں بہت سی روایات بیان کی ہیں اگر تو ان سے رک جاتا تو وہ تیرے لئے بہتر ہیں۔ اعمش نے جواب دیا تم مجھ جیسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہو؟ مجھ سے ابوالمتوکل الناجی نے بیان کیا انہوں نے ابوسعیدؓ سے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا اللہ تعالٰی مجھ سے اور علیؓ سے فرمائے گا تم دونوں جس سے محبت کرتے تھے اسے جنت میں پہنچا دو اور جس سے تم دونوں بغض رکھتے تھے اسے جہنم میں پہنچا دو۔ اور اللہ تعالٰی نے جو فرمایا ہے "ہر کافر سرکش کو جہنم میں ڈالو" اس سے مراد یہی ہے جو علیؓ کی محبت کا منکر ہو)

اس پر ابوحنیفہ بولے کہ اے لوگو یہاں سے کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ اس سے زیادہ ظاہر بات کوئی نہیں ہو سکتی، اے لوگو یہاں سے اٹھو اس سے زیادہ بڑی بات کوئی نہیں ہو سکتی۔ اللہ کی قسم پھر ہم نے

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کبھی اعمش کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا حتیٰ کہ اعمش کا انتقال ہو گیا۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ روایت موضوع ہے اور اعمش کے نام سے وضع کی گئی ہے اس کا واضع

اسحاق النخعی

ہے اور یہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اس کا شمار غالی اور کذاب رافضیوں میں ہوتا ہے اور اسی نے یہ روایت حماقی کے نام سے وضع کی ہے اور وہ بھی کذاب ہے۔ موضوعات ج ۱ صفحہ ۳۹

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں۔ اسحاق بن محمد بن ابان النخعی، یہ احمر کے لقب سے مشہور ہے کذاب ہے۔ انتہائی غالی قسم کا رافضی ہے۔ اس نے عبید اللہ بن محمد العیشی اور ابراہیم بن بشار الرمادی سے روایات نقل کی ہیں۔ اس سے ابن المرزبان اور ابو سہل القطان وغیرہ نے روایات لی ہیں۔

خطیب کا بیان ہے کہ میں نے عبد الواحد بن علی الاسدی کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اسحاق بن محمد النخعی انتہائی خبیث المذہب تھا۔ اس کا دعوی تھا کہ علیؓ اللہ ہیں۔ یہ اپنے بدن پر ایسی چیز ملتا جس سے اس کی رنگت بدل جاتی۔ اسی لئے اسے الاحمر کہا جاتا تھا مدائن میں ایک جماعت تھی جو خود کو اس کی جانب منسوب کرتی۔ ان لوگوں کو اسحاقیہ کہا جاتا تھا۔

خطیب کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں کچھ شیعوں سے اسی اسحاق کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے وہی باتیں بتائیں جو مجھ سے عبد الواحد نے بیان کی تھیں۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ائمہ جرح و تعدیل نے اس اسحاق کا اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا اور انہوں نے بہت اچھا کیا۔ اس لئے کہ یہ تو زندیق ہے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ کذاب ہے۔ غالی قسم کا رافضی ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ حاشا و کلا رافضی بھی اس کے قائل نہیں کہ علیؓ اللہ ہیں، جو شخص اس قسم کی بات کرے وہ کافر ہے۔ ملعون ہے۔ نصاریٰ کا بھائی ہے در اصل یہ نصیریہ کی ایک شاخ ہے۔

حسن بن موسیٰ النوبختی نے اپنی کتاب الرد علی الغلاۃ میں لکھا ہے کہ ہمارے زمانہ میں جسے جنون نے پاگل بنا دیا ہے اور جو غلو میں حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ان میں اسحاق بن محمد الاحمر ہے جو اس امر کا

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بھریدار ہے کہ علی اللہ ہیں پھر وہ حسن میں ظاہر ہوئے پھر حسین میں اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تھا اور اپنی کتاب میں وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر وہ ایک ہزار بھی ہوتے تب بھی وہ ایک ہی ہوتا۔ اس نے ایک کتاب تحریر کی اس میں بجز جنون اور غلط بحث کے علاوہ کچھ نہیں۔

ذہبی کہتے ہیں بلکہ اس کتاب میں زندقہ اور قرامطہ کے عقائد کے علاوہ کچھ نہیں میزان ۱ صفحہ ۱۹

ابن اسحاق نے یہ روایت یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی سے نقل کی ہے۔

یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی الکوفی

یہ حافظ حدیث شمار ہوتا ہے۔ شریک اور اسالت کے طبقہ سے نقل کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ثقہ ہے۔

لیکن امام احمد فرماتے ہیں یہ تو کھلم کھلا جھوٹ بولتا ہے۔ بخاری کہتے ہیں امام احمد اور علی ابن المدینی دونوں اس پر کلام کیا کرتے تھے۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے محمد بن عبد اللہ بن نمیر کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے اور ایک بار فرمایا کہ ثقہ ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ اس یحییٰ حمانی کی مسند بہترین ہے اس نے کوفہ میں سب سے پہلے مسند لکھی بصرہ میں مسدد نے اور مصر میں سب سے اول مسند لکھنے والے اسد بن موسیٰ ہیں۔

اس حمانی کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی جب مکہ سے چلے تو اس کے پاس اپنی کتابیں بطور ودیعت رکھوائیں، لیکن جب واپس آئے تو اپنی کتابوں کو غلط ملط پایا۔ دارمی کا بیان ہے کہ ان کی کتابوں میں سے سلیمان بن بلال کی روایات چرا لی گئیں اور انہیں حمانی نے براہ راست بیان کرنا شروع کر دیا۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ میں نے ان کی مسند نہیں دیکھی لیکن ان کی احادیث بہت زیادہ منکر ہوا کرتی ہیں۔ باقی مجھے امید یہ ہے کہ ان میں کوئی خاص برائی نہیں۔ ذہبی کا بیان ہے لیکن یہ بہت بغض رکھنے والے شیعہ تھے گویا ہماری اصطلاح میں نہایت بدبودار۔ زیاد بن ایوب کا بیان ہے کہ میں نے اس یحییٰ حمانی سے سنا ہے وہ کہا کرتا تھا کہ معاویہ کی موت اسلام کے علاوہ کسی اور ملت پر ہوئی۔ زیاد کہتا ہے یہ اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی میزان ج ۴ صفحہ ۳۹۲

بخاری لکھتے ہیں۔ یحییٰ بن عبد الحمید بن عبد الرحمٰن ابوزکریا الحمانی، محدثین کو اس میں کلام ہے، شریک
وغیرہ سے روایات کرتا ہے۔ بعض نے اس کی جانب سے سکوت اختیار کیا ہے کتاب الضعفاء الصغیر ص۱۲۱
نسائی لکھتے ہیں یحییٰ بن عبد الحمید کوفی ہے ضعیف ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص۱۰۳

دوزخ سے نجات کا پروانہ

بلال بن حمامہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہنستے ہوئے خوش خوش باہر تشریف لائے تو عبد الرحمٰن بن عوف آپ کے لئے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو کس شے نے ہنسایا، آپ نے ارشاد فرمایا میرے پروردگار کے پاس سے ایک بشارت آئی۔

کہ اللہ تعالیٰ نے جب علیؓ کا فاطمہؓ سے نکاح کرنا چاہا تو ایک فرشتے کو حکم دیا کہ وہ طوبیٰ درخت کو ہلائے۔ اس نے پتے نچھاور کئے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ نئے فرشتے پیدا کئے جو وہ پتے لوٹ گئے۔ جب قیامت ہوگی تو یہ فرشتے مخلوق میں پھیل جائیں گے ان کو وہی دیکھ سکے گا جو ہم اہل بیت کو چاہتا ہوگا اور یہ فرشتے اسے ایک تحریر دیں گے اس تحریر کا تعلق دوزخ سے برأت ہوگی۔ تو میرے بھائی، میرے چچا کے بیٹے اور میری بیٹی کے باعث بہت سے مرد و عورت دوزخ سے آزاد کئے جائیں گے۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ بلال بن حمامہ اور عمر بن محمد کے درمیان سات راوی ہیں سب مجہول ہیں۔ موضوعات ج ۱ ص۳۹۹

جنت میں حضرت علیؓ کی سواری

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن چار آدمیوں کے علاوہ کوئی سوار نہ ہوگا۔ اس بات پر آپ کے چچا عباسؓ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان وہ چار کون ہوں گے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا بہرحال میںؐ تو اللہ کی سواری براق پر سوار ہوں گا۔ میرے بھائی صالحؑ اس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئی تھیں۔ میرے چچا حمزہؓ جو اللہ اور اس کے رسول کے شیر ہیں۔ میری اونٹنی عضباء پر سوار ہوں گے۔

اور میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا اور میرا داماد علیؓ بن ابی طالب جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جس کی پشت صحیح سالم ہوگی۔ جس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے جو سرخ سونے کے تاروں سے بندھے ہوں گے۔ اس کا سر سپید کافور کا ہوگا اور اس کی دم عنبر اشہب کی ہوگی۔ اس کے پاؤں مشک اذفر کے ہوں گے۔ اور اس کی گردن موتیوں کی ہوں گی۔ جس پر اللہ کے نور کا قبہ ہوگا جس کے باطن میں اللہ کی معافی اور جس کے ظاہر میں اللہ کی رحمت ہوگی۔ لواء الحمد اس کے قبضے میں ہوگا۔ فرشتوں کی کوئی جماعت ایسی نہ ہوگی جو وہاں سے گزرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ یہ شخص یا تو ملک مقرب ہے یا نبی مرسل یا کوئی عرش اٹھانے والا فرشتہ ورنہ ایسی اونٹنی پر سوار ہوگا جو اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکے گی)

ایک منادی عرش کے قریب یا عرش کے درمیان سے ندا کرے گا کہ یہ شخص نہ تو کوئی مقرب فرشتہ ہے۔ نہ کوئی نبی مرسل اور نہ عرش کو اٹھانے والا۔ یہ تو علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ جو امیر المومنین ہیں۔ امام المتقین ہیں۔ اور روشن اعضا کے لوگوں کے رب العالمین کے سامنے قائد ہوں گے۔ جنہوں نے ان کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا۔ اور جنہوں نے ان کی تکذیب کی وہ نقصان میں پڑا۔

یاد رکھو کہ اگر کوئی عبادت گزار رکن اور مقام کے درمیان ایک لاکھ سال تک اللہ کی عبادت کرتا رہا حتی کہ وہ سوکھی مشک کی طرح ہو گیا۔ لیکن اللہ سے اس نے جب ملاقات کی تو وہ آلِ محمدؐ سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے ناک کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنا صحیح نہیں تھا ابوبکر الخطیب کہتے ہیں۔ اس میں متعدد رواۃ مجہول ہیں۔ اور بعض راوی جو مشہور ہیں وہ ثقہ نہیں۔

اس میں مُغَفّل تو مجہول راویوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور اصبغ اس کے بارے میں یحییٰ کا بیان ہے کہ یہ کسی شے کے برابر نہیں۔ موضوعات ج ۱ صفحہ ۳۹۰۔

اَصبغ بن نُبَاتہ اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ لہٰذا اس کا حال گزشتہ صفحات میں تلاش کر لیں۔

عَبَایۃ الاسدی ان کا حال بھی پہلے گزر چکا۔ یہ وہی حضرت ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ میں دوزخ تقسیم کروں گا۔ اس میں آدھی میری ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ موضوعات ج ۱ صفحہ ۳۹۵۔

قیامت کے روز چار اشخاص سوار ہو کر آئینگے

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن ہم چار اشخاص کے علاوہ کوئی سوار نہ ہوگا۔ اس پر آپ کے چچا عباسؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ میں تو براق پر سوار ہوں گا۔ اس کا چہرہ تو انسانوں جیسا ہوگا۔ لیکن اس کے گال گھوڑے کے گال جیسے ہوں گے۔ اس کی ایال موتیوں کی ہوگی۔ اس کے کان سبز زبرجد کے ہوں گے اور اس کی آنکھیں چمکدار ستارے کی طرح ہوں گی جو روشن ستارے کی طرح ٹمٹماتی ہوں گی۔ ان دونوں آنکھوں سے ایسی شعاعیں نکلیں گی جو ایک بار چمکے اور دوسری بار اس کے لگنے سے یہ محسوس ہو کہ اس کا حلق میں موتی پھنسے ہوئے ہیں۔ اسکی دُم گائے کی دُم کی طرح ہوگی۔ اسکے دونوں ہاتھ اور پاؤں طویل ہونگے۔ اسکے کُھر گائے کے کھروں کی طرح سبز زبرجد کے ہونگے جو اس کی چال میں چمکتے ہونگے اس کی پیٹھ ... کی طرح ہوگی۔ وہ دراصل بادل کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگا۔ وہ اسی طرح سانس لے گا جیسے انسان سانس لیتا ہے۔ انسانی کلام کو سنیگا اور سمجھے گا۔ وہ گدھے سے بڑا ہوگا اور خچر سے چھوٹا ہوگا۔

حضرت عباسؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ دوسرا کون لوگ ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرا نیک بھائی صالح اونٹنی پر سوار ہوگا جس کی کونچیں اس کی قوم نے کاٹ دی تھیں۔ حضرت عباسؓ نے دریافت

کیا یا رسول اللہ اور کون ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا میرا چچا حمزہؓ بن عبد المطلب ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہے جو تمام شہیدوں کا سردار ہوگا۔ وہ میری اونٹنی پر سوار ہوگا۔ (حضرت حسینؓ کو سید الشہدا کا خطاب دیا گیا ہے اس کا کیا بنے گا اور خطاب شیر خدا کا بھی جو حضرت علیؓ سے منسوب کیا جاتا ہے۔)

حضرت عباسؓ نے عرض کیا اور کون یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا میرا بھائی علیؓ جنت کے اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوگا۔ جس کی لگام تازہ موتیوں کی ہوگی۔ جس پر یاقوت کا محمل ہوگا ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا۔ اس تاج کے ستر کونے ہونگے۔ ہر کونا ایسا نہیں ہوگا جس میں سرخ یاقوت نہ لگا ہو جو سوار کے لئے روشنی دیتا ہوگا۔ یہ شخص دو حلے پہنے ہوگا اور اس کے ہاتھ میں لوا الحمد ہوگا۔ اور علیؓ ندا کرتا ہوگا لا الہ الا اللہ وان محمد الرسول اللہ۔ یہ سن کر مخلوق کہے گی کہ یہ شخص نبی مرسل ہے یا ملک مقرب۔

تو عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ شخص نہ تو نبی مرسل ہے اور نہ مقرب فرشتہ یہ علیؓ بن ابی طالب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں امام المتقین ہیں۔ اور ان لوگوں کے امام ہیں جن کے اعضاء وضو چمکتے ہوں گے۔ (لیکن یاد رکھئے کہ اس میں پاؤں داخل نہ ہوں گے کیونکہ شیعوں کے نزدیک ان کے دھونے کی ضرورت نہیں)

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں اس لئے کہ اس کا راوی عبد اللہ بن لہیعہ ہے۔ اور وہ ذاہب الحدیث ہے یحییٰ بن سعید القطان اس کو کچھ نہ سمجھتے، اسے یحییٰ بن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور یہ ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا۔ ہم اس عبد اللہ بن لہیعہ کا تفصیلی حال پہلے پیش کر چکے ہیں۔ موضوعات ج ۱ ، ص ۳۹۵۔

علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے

حضرت ابو بکرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت ابوبکرؓ کی اس روایت کا ناقل عدوی ہے جو کذاب اور وضاع ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ عام محدثین کو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت موضوع ہے۔ اسے نہ حضرت ابوبکرؓ نے بیان کیا، نہ حضرت عائشہؓ نے اور نہ ان کے بھانجے عروہ نے بلکہ یہ روایت ابوالربیع الزہرانی اور محمد بن عبدالاعلی الصنعانی پر ایک اتہام ہے۔ دراصل اس روایت کا راوی

حسن بن علی العدوی

ہے۔ اور عدوی کا یہ دستور تھا کہ ان لوگوں سے روایات نقل کرتا جنہیں اس نے زندگی میں کبھی بھی نہیں دیکھا اور جنہیں دیکھا تھا ان کے نام سے جھوٹ بولتا رہتا۔ اس نے ثقہ راویوں کے نام سے ایک ہزار موضوع احادیث روایت کی ہیں اور جن میں تبدیلیاں کی ہیں وہ اس کے ماسوا ہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس عدوی نے جتنی روایات بیان کی ہیں عام طور پر موضوعات ہیں۔ بلکہ ہمیں اس امر کا یقین ہے کہ ان روایات کو اسی عدوی نے وضع کیا ہے موضوعات ج ۱ ص ۱۶۳۔

دارقطنی کہتے ہیں متروک ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ حسن بن علی بن صالح العدوی البصری جو احادیث وضع کرتا تھا۔ اس نے خراش کے ذریعہ حضرت انسؓ سے چودہ احادیث نقل کیں۔ اور ایک ایسی جماعت سے بھی روایات نقل کی ہیں جنہیں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور ثقہ راویوں کے نام سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے یہ حسن بن علی بن زکریا العدوی بغداد میں آکر سکونت پذیر ہوا۔ اور عمرو بن مرزوق اور مسدد سے روایات نقل کرنی شروع کیں اس سے ابوبکر بن شاذان نے، دارقطنی اور کتانی نے روایات نقل کی ہیں۔ اس کی ولادت سنہ ۲۱۰ھ میں ہوئی۔ اس نے مذکورہ روایت نقل کی۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس حسن بن علی کے واسطے سے حضرت سلمانؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تخلیق آدم سے چودہ ہزار سال قبل میں اور علیؓ ایک نور تھے جو حضرت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے

دغلطی سے ہمارے اہل سنت اس دوسرے نور کو بھول گئے ورنہ یہ جھوٹا بہت اختلافات بھی پاتی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

صہ ہتا)

خطیب بغدادی نے اس عدوی سے نقل کیا ہے کہ میں بصرہ میں راہ سے گزر رہا تھا تو وہاں ایک چکی پر لوگ جمع تھے۔ میں نے ایسے ہی اچھل کر دیکھا جیسے بچے اچھل کر دیکھتے ہیں۔ وہاں ایک بوڑھا شخص نظر آیا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ خراش ہے جو حضرت انسؓ کے خادم ہیں۔ ان کی عمر ایک سو اسی سال ہے۔ یہ سن کر میں لوگوں کو چیرتا ہوا اندر داخل ہوا۔ لوگ ان سے احادیث لکھ رہے تھے۔ میں نے ایک شخص سے قلم لیا اور تیرہ روایات فضل علیؓ میں لکھیں اور یہ واقعہ ۲۲۳ھ میں پیش آیا اور میں اس وقت بارہ سال کا تھا۔

(اور خراش کے حال میں ہے کہ عدوی نے یہ تمام روایات جوتے کے تلے میں لکھی تھیں)

اس عدوی نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ پہلے آسمان میں اسی لاکھ فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جو ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت کرتا ہو اور اسی لاکھ فرشتے اس شخص پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں جو ان دونوں سے بغض رکھتا ہو۔

ذہبی لکھتے ہیں اس شخص کے پاس نام کو بھی حیا نہیں۔ یہ اس پر بھی غور نہیں کرتا کہ کیا جھوٹ بک رہا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں یہ خراش متروک ہے۔

حمزہ السہمی کا بیان ہے کہ میں نے ابو محمد الحسن بن علی البصری کو یہ کہتے سنا کہ ابوسعید العدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ایسی باتیں منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہیں فرمائیں۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ اس نے حضرت جابرؓ سے یہ حدیث بھی روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنی اولاد کو حب علیؓ پر پیش کر کے دیکھیں۔

ابن حبان مزید لکھتے ہیں کہ خراش نے ایک ہزار سے زائد موضوعات ثقہ لوگوں کے نام سے بیان کی ہیں۔ میزان الاعتدال ج ا صفحہ ۵۰۰۔

یہ تو فن اسماء رجال کی بحث تھی جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ عقلی بات صرف اتنی معمولی سی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف بشرط اسلام دیکھنا ایک اتنی بڑی عبادت ہے کہ

روئے زمین کے تمام عبادت گزار بھی اس کے مقابلہ میں پیش نہیں کئے جا سکتے۔ حتیٰ کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ بحالت اسلام حضور کے چہرے کی جانب دیکھنے والا صحابی ہے اور صحابی کے اس عمل پر پورے روئے زمین کے تمام اعمال قربان کئے جا سکتے ہیں۔

مذہب سبائیہ میں حضور کی کوئی خاص پوزیشن نہیں یہ سب کچھ کرامات حضرت علیؓ کو حاصل ہیں لہٰذا یہ تمام روایات فرضی و جعلی کر کے سامنے لائی گئیں۔ اگر فی الواقع ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام صحابہ کا یہی عقیدہ ہوتا تو کوئی صحابی بھی ایسا نہ ہوتا جو حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرتا۔ حالانکہ جب حضرت علیؓ کی بیعت کی گئی تو بجز اہل کوفہ کے کسی نے بیعت نہ کی حتیٰ کہ بقول محمد بن سیرین صحابہ کرام کی تعداد تقریباً دس ہزار تھی لیکن ان باہمی فتنوں میں تیس صحابہ بھی شریک نہیں ہوئے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ احادیث میں جہاں فتنہ اول کا ذکر آتا ہے۔ اس سے مراد شہادت عثمانؓ سے لیکر وہ وقت ہوتا ہے جب کہ امیر معاویہؓ کی متفقہ بیعت ہوئی اور فتنہ ثانیہ سے مراد فتنہ ابن الزبیرؓ ہے۔

چونکہ صحابہ کرام کے نزدیک ایک امام کی بیعت کرنا اور دوسرے مسلمان پر ہاتھ نہ اٹھانا لازمہ اسلام ہے تو جب بھی کسی مسلم کے خلاف کوئی کام کیا جائے گا۔ وہ غیر اسلامی ہوگا اور فتنہ ہوگا، اس لحاظ سے حضرت علیؓ کا دور فتنہ اول ہے اور ابن الزبیرؓ کا دور فتنہ ثانیہ ہے۔ اسی باعث تمام بڑے بڑے صحابہ نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا اور نہ ابن الزبیرؓ کا۔ یہ صحابہ کرام کی رائے تھی جو میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔

حضرت علیؓ اور ان کے بھائی جعفرؓ کا ایک خاص واقعہ

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوطالب کے ایک میدان میں نماز پڑھ رہا تھا اچانک ابوطالب آگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں دیکھا تو ان سے کہا کیا آپ سواری سے اتر کر نیچے ہمارے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ اس پر ابوطالب نے جواب

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دیا اسے میرے بھتیجے میں خوب جانتا ہوں کہ تو حق پر ہے۔ لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں سجدہ کروں اور میرے چوتڑ اوپر ہوں۔ لیکن اے جعفرؓ تو نیچے اتر اور اپنے چچازاد بھائی کے بازو کو ملا۔ اس پر جعفرؓ نیچے اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نے نماز پوری کر فرمائی تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے دو پر عطا کئے ہیں جن سے تو جنت میں اڑے گا۔ جیسے تو نے اپنے چچا کے بیٹے کے بازو کو ملایا ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ روایت سفیان ثوری سے باطل ہے۔ اس روایت کو ابوالقاسم البغوی نے بیان کیا ہے۔ اور ابن عدی اور ذہبی نے اس روایت کو سیف بن محمد کی موضوعات میں نقل کیا ہے سیف نے یہ روایت اپنے ماموں سفیان ثوری سے نقل کی ہے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے۔ اور سلمہ نے حبہ بن جوین کے ذریعہ حضرت علیؓ سے میزان ۲ صفحہ ۲۵۵۔

سیف بن محمد کا حال ہم سابقہ صفحات میں پیش کر چکے ہیں لہٰذا آپ ان صفحات میں حضرت علیؓ کے شاگرد حبہ بن جوین کا حال بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حبہ بن جوین الکوفی یہ قبیلہ عرینہ سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایات نقل کرتا ہے غالی قسم کا شیعہ ہے۔ اور یہ ان حضرات شریف میں ہیں جنہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ اسی بدری موجود تھے ذہبی کہتے ہیں یہ محال ہے۔ بلکہ ذہبی نے دوسری جگہ پر شعبہ سے نقل کیا ہے کہ جنگ صفین میں سوائے حضرت خزیمہؓ کے کوئی بدری شریک نہ تھا۔

جوزجانی کا قول ہے یہ ثقہ نہیں ہے۔ اس سے سلمہ بن کہیل اور حکم نے روایت نقل کی ہے۔ سلیمان بن معبد نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے کچھ بھی نسائی کا بیان ہے کہ یہ قوی نہیں۔ ابن حبان اور ابن خراش کا بیان ہے یہ کچھ نہیں بہتر ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

دارقطنی کہتے ہیں حبہ بن جوین حضرت علیؓ سے روایات نقل کرتا ہے۔ متروک ہے صفحہ ۸۱ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی۔

محشی حاشیہ میں رقم طراز ہیں۔ جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔ نسائی کا قول ہے کہ یہ قوی نہیں۔ ابن خراش کا بیان ہے کہ یہ کوئی شے نہیں۔ عجلی کہتے ہیں تابعی ہے ثقہ ہے ابن عدی کا بیان ہے کہ میں نے اس کی کوئی منکر روایت نہیں دیکھی۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔ حدیث میں واہی انسان تھا۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۳ ۔

علیؓ خیر البشر ہیں

آج تک ہم بچپن سے یہ سنتے اور پڑھتے چلے آتے تھے کہ تمام مخلوق میں سب سے بہتر انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بلکہ شاعر کا یہ مصرعہ بھی ہمارے ورد زبان تھا۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن جب ہم نے مذہب تشیع کا مطالعہ کیا تو ہمارے یہ تمام تخیلات رکھے رہ گئے اور ہمیں اس روایت کو اپنے حلق سے نیچے اتارنا پڑا کہ خیر البشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ ہیں۔ اور اس موضوع پر آپ یہ روایت ذہن میں رکھئے کہ

علیؓ خیر البشر ہیں جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

ہمارے سنی بھائیوں کے حلق سے غالباً آج تک یہ بات نہیں اتری۔ حالانکہ ابن جوزی نے اس روایت کو متعدد اسنادات اور متعدد صحابہ سے نقل کرکے اسے باطل قرار دیا ہے لیکن ابن جوزی تو بقول ہمارے علماء بہت متشدد ہیں۔ دوسرے پہلے بھی ہمارا اصول ہے کہ جب روایت کی متعدد ضعیف سندات جمع ہو جائیں تو وہ ضعف ترقی کرکے حسن کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ لیکن اگر روایات ہزار بات تک پہنچ جائیں تو پھر تو غالباً اس میں شک کرنا بھی کفر ہوگا۔ جیسا کہ تحریف قرآن اور ولایت علیؓ زبانی تشیع کا یہ دعوے ہمارے علماء کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

یہ روایت کہ علیؓ خیر البشر ہیں متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ جن میں حضرت علیؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت جابرؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ مشہور ہیں۔ اور ہمارے علماء کے فیصلے کے پیش نظر یہ روایت درجہ حسن

میسا ہے اس لئے اس پہ ایمان بھی لانا چاہیے۔ لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم حدیث کے معاملہ میں ابن جوزی اور ذہبی کے زیادہ مقلد ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے ان تمام روایات کو باطل قرار دیا۔ لہٰذا ہم بھی اسے ایک لغو اور بیہودہ بات سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ہاں اپنے سنی بھائیوں سے یہ عرض ضرور کرنا گے کہ یہ سن سن کر ایمان لانے کی عادت نے کہیں کہیں کا نہ رکھا لہٰذا اب آنکھیں کھولئے اور کچھ مطالعہ کیجئے۔ اور اپنی عقل و ذہن کو بھی کشادہ رکھئے۔ کشادہ رکھنے کا مطلب ہرگز نہیں کہ آپ مکڑ بھی ہضم کر لیں اور پتھر بھی ہضم کر لیں۔ بلکہ کشادگی کا مطلب یہ ہے کہ مکڑی اور پتھر چلتے وقت ذرا یہ بھی سوچ لیجئے کہ کہیں یہ مکڑا اور پتھر آپ کا ہاضمہ خراب نہ کر دیں۔

تم نے عثمانؓ کی بیعت کی اور علیؓ کو چھوڑ دیا

ابو وائل شقیق بن سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے سوال کیا کہ تم نے عثمانؓ کی بیعت کر لی اور علیؓ کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا اس میں میرا کوئی گناہ نہیں۔ میں نے علیؓ سے ابتدا کی تھی اور کہا تھا کہ میں آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرتا ہوں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی سیرت پر۔ علیؓ اس پر بولے کہ جس قدر ہو سکا۔ پھر یہی بات میں نے عثمانؓ کے سامنے پیش کی تو عثمانؓ نے اسے قبول کر لیا۔ (مسند احمد ج ۱ صفحہ ۷۵)

گویا عثمانؓ کا تقرر نہ فضیلت کے باعث تھا اور نہ اس کی وجہ یہ تھی کہ عام صحابہ نے ان کی بیعت کی تھی۔ بلکہ یہ عبدالرحمٰنؓ کا ذاتی فیصلہ تھا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ جب آپ کی بیعت کرتے تو آپ بھی شرط لگاتے کہ جہاں تک مجھ میں طاقت ہوگی۔ اس لحاظ سے حضرت علیؓ نے کوئی غلطی نہ کی تھی۔ بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا تھا صحیح کہا تھا حالانکہ صحیح بخاری میں ہے۔

جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی۔ اور یہ حضرت منبر رسول کے پاس جمع ہوئے تو عبدالرحمٰنؓ نے تشہد پڑھا اور کہا۔ امابعد، اے علیؓ میں نے خلافت کے معاملہ میں لوگوں کے خیالات کا پورے طور پہ جائزہ لیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ لوگ عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ اس لئے اے علیؓ تم اپنے نفس پر کوئی

واسطہ نہ نکالا۔ پھر عثمانؓ سے کہا میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں سنت اللہ، سنت رسول اللہ اور آپ کے بعد دونوں خلفاء (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) کی سنت پر۔ پھر لوگوں نے بیعت کی اور مہاجرین و انصار اور تمام لشکروں کے امراء اور دیگر مسلمانوں نے بیعت کی۔ بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۷۱۔

ابو وائل کی روایت کے تمام راوی بجز سفیانؔ بن وکیع کے سب بخاری کے راوی ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر راوی پر کچھ نہ کچھ کلام ہے لیکن ہم اسے نظر انداز کرتے ہوئے صرف سفیانؔ بن وکیع پر کلام کرتے ہیں۔

سفیان بن وکیع آپ وکیعؔ بن الجراح کے صاحبزادے ہیں۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ان سے ترمذیؔ اور ابن ماجہؔ نے روایت لی ہے۔ بخاریؔ کہتے ہیں محدثین کو ان کے بارے میں کلام ہے کیونکہ انہیں لوگوں نے کچھ باتوں کی تلقین کی تھی۔ ابو زرعہ کا بیان ہے کہ ان پر جھوٹ کا الزام ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں۔ ان کا کاتب ان کی تحریرات میں تبدیلی کرتا رہتا۔ اس طرح اس کاتب نے ان کی حدیث خراب کر دی۔ کسی نے ان سے کہا کہ آپ صرف اپنے اصول کی احادیث بیان کیجئے انہوں نے اس کا وعدہ کیا۔ لیکن پھر بھی وہ احادیث بیان کرنے لگے جن میں لوگوں نے خلط ملط کیا تھا۔

ابو احمد نے ان کی پانچ احادیث بیان کیں جن کی سندات منکر تھیں۔ ابو احمد کہتے ہیں ان کی بلا یہ تھی کہ جو انھیں تلقین کی جاتی وہ اسے قبول کر لیتے۔ اور ان کا کاتب قول صحابی کو فرمان رسول بنا دیتا یا مرسل روایت کو موصول بنا دیتا۔ یا کسی شخص کو بدل کر اس کی جگہ دوسرا آدمی رکھ دیتا۔

ابن حبانؔ کا بیان ہے کہ اس کا انتقال ۲۴۷ھ میں ہوا۔ یہ ایک فاضل شیخ تھا۔ سچا آدمی تھا لیکن ایک برے کاتب کے عذاب میں مبتلا ہو گیا تھا جو وراق ہیں، الفاظ بڑھاتا رہتا۔ اس سلسلہ میں اس سے یہ بات بھی کی گئی لیکن انہوں نے اس سے رجوع نہیں کیا۔

ابن خزیمہ اس سے روایت لیتے اور اخذ کرتے اور کہتے ہم سے بعض ان لوگوں نے روایت بیان کی جن کا ذکر کرنے سے ہم رک گئے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا میں نے بارہا ذکر کیا ہے کہ اگر آسمان سے وہ نیچے گریں اور پرندے انھیں اچک لیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے سے

یہ زیادہ پسند ہے لیکن انھیں لوگوں نے خراب کر دیا۔ ترمذی نے ان کی روایت کو حسن قرار دیا ہے
میزان ج ۲ ص ۱۵۲

گویا اس روایت پر قطعاً اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ امام احمد کی مرویات میں داخل بھی نہیں۔ بلکہ ان کے صاحبزادے کے اضافات میں داخل ہے گویا یہ روایت زوائد عبداللہ میں سے ہے۔

نسائی لکھتے ہیں کہ سفیان بن وکیع کوئی شے نہیں۔ کتاب الضعفاء للنسائی

مسند احمد کی ایک پر لطف کہانی

عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ان کے پاس نوجوانوں کی ایک ٹولی آئی۔ وہ لوگ بولے اے ابن عباسؓ یا تو آپ ہمارے ساتھ کھڑے ہو جائیں یا ان لوگوں سے ہمیں خلوت کا موقع دیجئے۔ اس پر ابن عباسؓ نے جواب دیا میں خود ہی کھڑا ہو جاتا ہوں۔ اور یہ وہ زمانہ تھا جب ابن عباسؓ تندرست تھے نابینا نہ ہوئے تھے۔

عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ یہ لوگ باتوں میں مشغول ہو گئے ہمیں نہیں معلوم کیا کیا گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن جب ابن عباسؓ ان کے پاس سے آئے تو کپڑے جھاڑ رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔ اف اور تف ہے ایسے شخص پر اعتراض کر رہے تھے جس کی دس خصلتیں ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی رسوا نہ کرے گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوگا۔ لوگوں نے اس بات پر نگاہیں لگا دیں کہ دیکھیں یہ عہدہ کسے عطا ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا علیؓ کہاں ہیں۔ اور وہ اس وقت ایک چکی پر آٹا پیس رہے تھے۔ اور کوئی ایسا شخص بھی نہ تھا جو آٹا پیس سکتا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں دیکھنا بھی ان کے لئے مشکل تھا۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضور نے ان کی آنکھوں میں پھونک لگایا۔ پھر تین بار رایہ ہلایا۔ اور انھیں وہ رایہ عطا کیا۔ اتنے میں صفیہ بنت حیی آگئیں۔

ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص یا ابوبکرؓ کو سورۂ توبہ دے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کر بھیجا پھر ان کے پیچھے علیؓ کو روانہ کیا۔ تاکہ علیؓ اس شخص (ابوبکرؓ) سے سورۃ توبہ لے لیں۔ اور فرمایا یہ سورت میرے پاس سے ایسا شخص لے جا سکتا ہے جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ اور اپنی چچا کی اولاد کے لئے فرمایا تم میں سے کون شخص دنیا و آخرت میں مجھے دوست رکھتا ہے۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ سب چچا زاد بھائیوں نے حضور کو چھوڑ دیا (اور ان میں ابن عباسؓ بھی تھے)۔ اور علیؓ آپ کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ میں آپ سے دنیا و آخرت میں دوستی کرتا ہوں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں حضور نے علیؓ کی بات کا جواب نہیں دیا اور اپنے خاندان کے ہر شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میں سے کون شخص دنیا و آخرت میں مجھ سے دوستی کرتا ہے ان سب نے انکار کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں دنیا و آخرت میں آپ سے دوستی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو دنیا و آخرت میں میرا ولی ہوگا۔

نیز فرمایا علیؓ وہ شخص ہے جو خدیجہؓ کے بعد سب سے اول اسلام لایا۔ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا لیا اور علیؓ، فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ پر رکھ دیا اور فرمایا اے اہل بیت اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم کو نجاست سے دور کر دے اور تمہیں پورے طور پر پاک کر دے۔

ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ علیؓ نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جان بیچ دی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس پہن کر ان کی جگہ ان کے بستر پر سو گئے (یعنی ہجرت مدینہ کے موقع پر) مشرکین حضرت علیؓ کو پتھر مارتے رہے۔ اور ابوبکرؓ یہ خیال کرتے رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں — ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبی! علیؓ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بیر میمون کی طرف چلے گئے ہیں پس ابوبکرؓ روانہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے

لوگ علیؓ پر اسی طرح پتھر مارنے لگے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارے جاتے تھے علیؓ تڑپ اٹھتے تھے اور بل کھاتے تھے۔ انہوں نے اپنا چہرہ کپڑے سے چھپا رکھا تھا۔ اور اس وقت تک چھپا رکھا جب تک صبح نہ ہو گئی۔ پھر چہرہ سے کپڑا ہٹایا۔ مشرکوں نے کہا اے بدبخت

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تم ہر روز ہم تمہارے ساتھی پر پتھراؤ کرتے رہے وہ بلبلاتے تھے۔ اور تم کانپ رہے تھے۔ ہم نے اس بات کو سخت ناپسند کیا۔ مسند احمد ج ۱ صفحہ ۳۳۱۔

ہجرت دن میں ہوئی یا رات میں اور اس میں کون کون سے لوگ تھے۔ اس پر تفصیلی بحث تو ہم حصہ اول میں کر چکے ہیں۔ ہمارے قارئین وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں اس وقت صرف اس روایت پر بحث کرنی ہے۔

اس روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام رات حضرت علیؓ پر پتھر برستے رہے۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن ہی میں ابو بکرؓ کو ساتھ لے کر غار میں تشریف لے گئے تھے۔ اس روایت سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ابن عباسؓ سے کسی نے جوان ہونے کے بعد بیان کیا ہوگا۔ ورنہ اس وقت ابن عباسؓ کی عمر صرف تین سال تھی۔ اور جس نے یہ واقعہ ان سے بیان کیا ہے اس کا نام موجود نہیں۔ لہٰذا اس صورت میں یہ واقعہ مرسل صحابی ہوا۔

عمرو بن میمون

اس روایت کا راوی عمرو بن میمون ہے جو قناد کے لقب سے مشہور ہے۔ اصحاب ستہ نے اس سے روایت نہیں لی۔ عبد الرحمان بن صالح سے احادیث روایت کرتا ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس کی روایت منکر ہوتی ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۲۹۔

ابو بلج۔ عمرو بن میمون

سے یہ کہانی نقل کرنے والا۔ ابو بلج الفزاری الواسطی ہے۔ اس کا نام یحییٰ بن سُلیم ہے۔ عمرو بن میمون الاودی اور محمد بن حاطب الجمحی سے روایات نقل کرتا ہے۔ اس سے شعبہ اور ہشیم نے روایات نقل کیں۔ اس کی مرویات اربع میں پائی جاتی ہیں۔

اسے یحییٰ بن معین، نسائی، دارقطنی اور ابن سعد نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں نیک ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ میں نے اسے کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے دیکھا ہے۔

بخاری کہتے ہیں اس ابو بلج کی روایت پر اعتراض ہے۔ امام احمد کا بیان ہے کہ اس نے

ایک منکر حدیث روایت کی ہے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں غلطیاں کرتا۔ جوزجانی کا بیان ہے کہ ثقہ نہیں۔
ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی منکرات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ حضورؐ نے علیؓ کے
دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا۔

اس کی بلاؤں میں سے ابن عمرؓ کی وہ روایت بھی ہے کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب
اس کے دروازے بجتے ہوں گے اور اس میں کوئی بھی شخص نہ ہوگا۔

ذہبی کہتے ہیں یہ روایت منکر ہے۔

ثابت البنانی کا بیان ہے کہ میں نے حسن بصری سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا۔
انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ میزان ج ۴ ص ۳۱۵۔

گویا روایت میں جو بھی گڑبڑ ہوئی ہے وہ اس ابو بلج کی جانب سے ہوئی ہے۔ اور
حد سے زیادہ یہی کہ اس کا انجام حدیث کی یاد داشت کی جانب سے غفلت ہوتی ہے۔

اس روایت کے موضوع ہونے کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا ہوگا تو وہ بستر یقیناً گھر کے اندر بلکہ حجرے میں ہوگا جہاں گھر
کے باہر سے پھینکے جانے والے پتھروں کا رخ ہو کر کسی قسم کا گزند پہنچانا ممکن نہ تھا۔ یہ تو
صرف اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ جب حضرت علیؓ گھر کے اندر کے بجائے کھلے میدان میں
سوتے۔ لہٰذا کافروں کا پتھر مارنا۔ حضرت علیؓ کا تڑپ اٹھنا۔ بل کھانا اور صبح ہونے کے بعد چہرے
سے کپڑا ہٹانے کے بعد کافروں کو حقیقت حال کا پتہ چلنا وغیرہ بجز افسانے کے اور کچھ نہیں۔ بلکہ ہمارا دعویٰ
تو یہ ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا ہی نہیں۔ گھر کے اندر خاموشی سے سلا دینے
سے کافروں کو کسی قسم کا مغالطہ دینا ممکن نہ تھا۔ کفار گھر کے باہر سے یہ ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے کہ حضورؐ
کے بستر پر کوئی سو بھی رہا ہے یا نہیں۔ یہ دیکھنا اور پتھر مارنا اس وقت ممکن تھا جب کہ کفار مکان کے
اندر داخل ہوتے جس کا دعویٰ آج تک کسی نے نہیں کیا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت علیؓ صدیق اکبر ہیں

عبادؔ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں۔ اور میں صدیق اکبر ہوں اور میرے بعد جو اپنے صدیق ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ میں نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی تھی۔ ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص [illegible]

ہم نے تقریباً ستائیس اٹھائیس سال قبل جب ابن ماجہ کا ترجمہ کیا تھا اور اس پر فوائد تحریر کئے تھے جو قرآن محل سے شائع ہوا تھا، اس وقت ہم نے تحریر کیا تھا

حاکم نے اسے منہال کے ذریعہ نقل کرکے لکھا ہے کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اور نسائی نے اسے "خصائص علی" میں بھی روایت کیا ہے۔ "سیوطی" "زوائد" میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند کے روات ثقہ ہیں۔ صحیح ہیں۔ لیکن یہ روایت ابن ماجہ میں منفرد ہے۔ اور اس کے شروع کے الفاظ کہ میں اللہ کے رسول کا بھائی ہوں، یہ ترمذی میں ابن عمرؓ کی روایت سے مرفوعاً ثابت ہیں۔

امام ذہبی نے حاکم کا قول نقل کرکے تحریر کیا ہے کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق تو کیا ہوتی یہ تو قطعاً صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔ اور عباد بن عبداللہ کو ابن المدینی ضعیف قرار دیتے ہیں، پھر ذہبی میزان میں فرماتے ہیں اس عباد نے حضرت علیؓ پر جھوٹ بولا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور اس میں تمام آفت اس عباد کی پھیلائی ہوئی ہے۔ اس کا ایک اور راوی منہال ہے جسے شعبہ نے متروک قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ مترجم ج ۱ ص [illegible]

علامہ عبدالرشید نعمانی جو مدرسہ نیو ٹاؤن کے ایک اہم رکن ہیں انہوں نے اپنی کتاب "ما تمس الیہ الحاجۃ" ص ۳۳ پر نہایت ہی بحث تحریر فرمائی ہے۔ اور اس روایت کو انہوں نے موضوعات ابن ماجہ میں داخل کیا ہے۔ یہ بحث پرانی یادیں تھیں جو ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔

لیکن آج سے پندرہ سال قبل ہم نے موضوعات جمع کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور اس

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سلسلہ میں کئی سال تک کام کرتے رہے۔ پھر یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ جو اب تقریباً دو سال سے تاریخی روایات کے اضافہ کے ساتھ مذہبی داستانوں کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم نے اس سلسلہ میں پرانے مسودات نکالے۔ اور اس روایت کو دیکھا تو ہم نے آج سے پندرہ سال قبل جو تحریر کیا تھا وہ قارئین کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔

ابن ماجہ کی یہ روایت قرآن اور تاریخ کے منہ پر ایک بھرپور طمانچہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ تمام صحابہؓ صدیق ہیں۔ ارشاد ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ

یہ لوگ اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔

نیز ارشاد ہے۔

أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔

یہ وہ لوگ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ ان میں کچھ انبیاء، کچھ صدیق، کچھ شہداء اور کچھ نیک لوگ ہیں۔

یہ آیت اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ صدیق متعدد ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جس طرح انبیائے کرام، صالحین اور شہداء لاتعداد ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح صدیقین بھی لاتعداد ہوتے رہیں گے۔ اس لحاظ سے تمام صحابہ صدیق ہیں۔ اور ان صدیقین میں سب سے بڑا مقام اس ہستی کا ہے جسے آج تک تاریخ صدیق اکبر کے لقب سے یاد کرتی رہی ہے۔ اور چونکہ سبائیوں کیلئے یہ کڑوی گولی سے کم نہیں۔ لہٰذا انہوں نے ایک معنوی گولی تیار کی۔ ابن ماجہ نے اس معنوی گولی کو مارکیٹ میں ایک چالو مال کی طرح پیش کیا۔

رہا یہ مسئلہ کہ حضرت علیؓ نے تمام لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔ تو یہ بھی ایک حیرت ناک امر ہے۔ کیونکہ اولاً رات کی نماز سورۂ مزمل میں یہ کہہ کر فرض کی گئی۔

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا

اے چادر اوڑھنے والے رات کو قیام کیا

نِّصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ	مگر تھوڑی رات۔ آدھی رات یا اس سے کچھ
عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۔	کم یا کچھ زیادہ۔ اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو

لیکن یہ فرضیت ایک سال تک قائم رہی اور ایک سال بعد یہ حکم نازل ہوا۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ط	جتنا قرآن تمہارے لئے آسان ہو اتنا قرآن
عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم مَّرْضَىٰ	پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں کچھ
وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ	مریض ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جو زمین میں سفر
يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ الآیہ	کرتے ہیں تاکہ اللہ کا فضل تلاش کر سکیں۔

یہ آیت وضاحت کے ساتھ یہ ثابت کر رہی ہے کہ اس سال اول میں نماز پڑھنے والے متعدد افراد تھے، صرف ایک فرد واحد نہ تھا۔ یہ روایت حضرت علیؓ پر صریح بہتان ہے۔ اور اسی لئے اس روایت کا شمار ابن ماجہ کی موضوعات میں ہوتا ہے۔

محمد بن اسمٰعیل اس کا پہلا راوی محمد بن اسمٰعیل الرازی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں اس کی حدیث باطل ہے۔ خطیب کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ روایات وضع کرتا ہے۔ خطیب نے اس کی متعدد روایات نقل کی ہیں جو اس نے وضع کی ہیں۔ میزان ج ۳ ص ۴۸

عُبَیدُ اللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی اس کا دوسرا راوی عبید اللہ بن موسیٰ ہے۔ جسے اگرچہ ابوحاتم اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

لیکن ابوداؤد فرماتے ہیں یہ تو آگ لگانے والا شیعہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ احادیث میں خلط ملط کرتا ہے۔ اور بہت بری روایات بیان کرتا ہے۔ بلکہ ان کا موجد بھی وہ خود ہی ہے۔ میں نے اسے مکہ میں دیکھا تھا لیکن میں نے اس سے روایت لینا پسند نہیں کیا۔ کسی نے امام احمد سے سوال کیا کہ کیا میں اس سے روایات لوں۔ امام احمد نے منع فرما دیا۔ اس سے بخاری۔ مسلم۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ میزان ج ۳ ص ۱۶۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ یہ ثقہ ہے شیعہ ہے۔ ۲۱۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ تقریب ص ۲۲۴۔

علاء بن صالح التیمی الکوفی اس کا تیسرا راوی علاء بن صالح ہے ۔ اسے اگرچہ ابو داؤد اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے ۔ ابو حاتم اور ابو زرعہ کہتے ہیں اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں ۔ لیکن علی بن المدینی کا بیان ہے یہ منکر احادیث روایت کرتا ہے ۔ جس کی مثال خود یہ روایت ہے ۔ میزان ج ۳ ص ۱۰۳

منہال بن عمرو الکوفی اس سے تمام مصنفین صحاح نے روایات لی ہیں ۔ یحییٰ بن معین اور احمد العجلی نے اسے ثقہ قرار دیا ہے ۔ لیکن شعبہ نے اس کی روایت ترک کر دی تھی ۔ حاکم کہتے ہیں یحییٰ بن سعید القطان نے اس کی روایت ترک کر دی تھی ۔ اور انہوں نے اس پر تنقید کی ہے ۔ جوزجانی کہتے ہیں ضعیف ہے بدترین مذہب رکھتا تھا ۔ یعنی وہ رافضی تھا ۔ ابن حزم نے بھی اس پر تنقید کی ہے ۔ امام احمد فرماتے ہیں اس سے بہتر تو ابو بشر ہے اور وہ اس سے زیادہ ثقہ ہے ۔ میزان ج ۴ ص ۱۹۲ ۔

عبّاد بن عبد اللہ الاسدی الکوفی یہ اس روایت کی سند کا آخری راوی ہے بخاری کہتے ہیں اس پر اعتراض ہے ۔ ذہبی کہتے ہیں اس نے حضرت علیؓ کی جانب یہ بہتان منسوب کیا ہے ۔ ابن المدینی کہتے ہیں ضعیف الحدیث ہے میزان ج ۲ ص ۳۶۸

یہ تو وہ تحقیقات تھیں جو ہم نے چودہ پندرہ سال قبل تحریر کی تھیں ۔ اب آگے ابن الجوزی کا فیصلہ بھی سنئے ۔ وہ فرماتے ہیں ۔

یہ روایت موضوع ہے ۔ اور اس کا واضع عبّاد بن عبد اللہ ہے ۔ علی بن المدینی کا بیان ہے کہ وہ ضعیف الحدیث ہے ۔ ازدی کا بیان ہے کہ یہ عبّاد ایسی روایات پیش کرتا ہے کہ جنہیں کوئی اور بیان نہیں کرتا ۔ اثرم کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا ۔ انہوں نے فرمایا اس کی روایت پھینک دو یہ تو منکر ہے ۔

الموضوعات ج ۱ ص ۳۴۷

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا ۔ اور حضرت

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خدیجہؓ اور حضرت ابوبکرؓ وغیرہ اسلام لائے تو کہنے والے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سب سے پہلے ایمان لائے ہیں یا بچوں میں سب سے قبل وہ ایمان لائے۔ آخر جب وہ ایمان لائے تو ان کی عمر کیا تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ پانچ سال۔ کوئی سات سال۔ کوئی نو۔ اور زیادہ سے زیادہ تیرہ بیان کی جاتی ہے یا افلاد مگر دعویٰ یہ کیا جا رہا ہے کہ حضرت علیؓ نے بعثت رسول بلکہ اپنی تخلیق سے قبل ہی نمازیں شروع فرما دی تھیں۔ کیونکہ جب وہ پانچ سال کی عمر میں ایمان لائے تو وہ اپنی تخلیق سے دو سال پہلے سے نماز پڑھتے آئے تھے۔ یہ مسئلہ علم ظاہر کی رو سے ہرگز سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کے لئے کسی ولی اور پیر کو تلاش کرنا ہوگا تاکہ وہ باطنی علوم کے ذریعہ ہماری بریف واشنگ کر سکے۔

علامہ عبدالرشید نعمانی صاحب مدیر "بینات" مدرسہ نیو ٹاؤن کراچی اپنی کتاب "ما تمس الیہ الحاجۃ" میں رقم طراز ہیں۔

ابن ماجہ کی دوسری موضوع حدیث وہ روایت ہے جو ابن ماجہ نے فضل علی میں منہال عن عباد بن عبداللہ کے ذریعہ نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی ہوں، اور میں ہی صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو خود کو صدیق اکبر کہے وہ جھوٹا ہے۔ میں نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی ہے۔

ابن الجوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ اس میں آفت عباد ہے اور منہال کو شعبہ نے ترک کیا ہے۔ ذہبی میزان میں عباد کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اس عباد نے حضرت علیؓ پر جھوٹ بولا ہے۔

سیوطی نے "تعقبات علی الموضوعات" میں تحریر کیا ہے۔ یہ روایت نسائی نے خصائص میں اور حاکم نے مستدرک میں نقل کی ہے اور حاکم کہتے ہیں یہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ لیکن ذہبی نے حاکم پر اعتراض کیا کہ عباد ضعیف ہے۔

علامہ نعمانی لکھتے ہیں۔ بلکہ ذہبی نے "تلخیص" میں واضح طور پر یہ بات لکھی ہے۔

کہ۔ حاکم نے جو یہ کہا ہے کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے یہ تو ان میں سے ایک کی شرط پر بھی پوری نہیں اترتی۔ بلکہ یہ تو صحیح بھی نہیں۔ یہ تو باطل ہے۔ اس پر غور کر لینا چاہیے کیونکہ

عباد کو ابن المدینی نے ضعیف کہا ہے۔ ماتمس بہ الحاجۃ ص۲۴۱۔

خلیفہ کی پہچان

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک رات) اچانک ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ دیکھو کہ یہ ستارہ ٹوٹ کر کس کے گھر میں گرا ہے۔ جس کے گھر میں یہ ستارہ گرا ہوگا۔ وہ میرے بعد خلیفہ ہوگا۔ ہم نے جا کر دیکھا تو وہ حضرت علیؓ کے گھر میں گرا تھا اس پر ایک جماعت بولی محمدؐ تو علیؓ کی محبت میں گمراہ ہو گئے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۔ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ — قسم ہے ستارے کی جب وہ ٹوٹ کر گرے۔

وَمَا غَوٰى ۔ میزان ج ۲ ص۴۵ — تمہارا ساتھی نہ راہ سے بھٹکا اور نہ گمراہ ہوا۔

اس کا راوی ربیعۃ بن محمد ہے۔ جس کی کنیت ابو ربیعہ ہے۔ قبیلہ طے سے تعلق رکھتا ہے۔

ذہبی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ روایت باطل ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں کہ ربیعہ متروک ہے۔ متروک وہ راوی ہوتا ہے۔ جس کی روایات منکر ہونے کے باعث ترک کر دی جائیں۔

لیکن اس پر کذب و وضع کا کسی نے کوئی الزام قائم نہ کیا ہو۔ اور ایسی روایت کو منکر کہتے ہیں۔ اور یہ الفاظ ادا کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ہم اس جھوٹ کا اگرچہ کسی خاص شخص پر الزام قائم نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ اور یہ جھوٹ کس نے وضع کیا ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن بہر صورت یہ روایت جھوٹ کا ایک پلندا ہے۔ ہم اس کی سند کے تمام راوی اور ان کے حالات قارئین کے سامنے پیش کئے دیتے ہیں۔ وہ خود ہی فیصلہ فرما لیں کہ اس کہانی کا واضع کون ہو سکتا ہے۔

ربیعۃ بن محمد نے یہ کہانی مشہور صوفی ذوالنون مصری سے نقل کی ہے۔ یہ مصر کے مشہور فلسفی گزرے ہیں ۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ یعنی یہ امام احمد بن حنبل اور بخاری وغیرہ کے ہم عصر ہیں۔

امام ذہبی ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ مصر کے باشندہ اور مشہور زاہد اور عارف تھے۔ دار قطنی کا بیان کہ انہوں نے امام مالک سے روایات نقل کی ہیں جن پر اعتراض ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے ان کا نام ثوبان بن ابراہیم ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام فیض بن احمد ہے۔ اور کنیت ابو الفیض ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کنیت ابو الفیاض ہے۔ محمد بن یوسف الکندی نے "تاریخ الموالی المصریین" میں لکھا ہے کہ اہل مصر کے غلاموں میں سے ذی النون بن ابراہیم الاخمیمی بھی ہیں۔ یہ قریش کے غلام تھے۔ ان کا باپ نوبی تھا۔ ابن یونس کا بیان ہے کہ یہ عالم فصیح اور فلسفی تھے۔ یہ نوبی الاصل ہیں۔ سنہ ۲۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ان پر بہت مصیبتیں نازل ہوئیں اور انھیں بہت اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے ایسے علوم کا تذکرہ کیا جس کی دور صحابہ سے اس وقت تک کسی نے تعلیم نہ دی تھی۔ یہ مصر میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے مقامات اولیاء اور ان کے احوال پر بحث کی جس پر لوگوں نے انھیں زندیق قرار دیا۔ میزان ج ۲ ص ۳۳۔

ظاہر ہے کہ جس امر کی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین نے تعلیم نہ دی ہو اُس کا تعلق دین سے تو ہو نہیں سکتا ایسے لوگ زندیق نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ لیکن چونکہ یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں لہٰذا ہم اس سے گریز کرتے ہوئے اپنے اصل موضوع پر آتے ہیں۔

ہمارا یہاں اس سے کوئی غرض وابستہ نہیں کہ ذی النون کا مقام کیا تھا۔ ہماری غرض تو صرف اس امر سے ہے کہ وہ امام مالک کے نام سے روایات نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ جب امام مالک کا انتقال ہوا تو اس وقت ذی النون یا تو اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے یا نطفہ کی صورت میں اپنے والد کی پشت میں۔ کیونکہ ذی النون ۱۸۰ھ میں عالم وجود میں آئے۔ اور امام مالک ۱۷۹ھ میں انتقال فرما چکے تھے۔ یہ تو صریح جھوٹ ہے کہ انہوں نے امام مالک سے روایات نقل کی ہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مالک نامی کسی اور شخص سے روایت کی ہو اور ان کے معتقدین نے ان کی عظمت میں

چار چاند لگانے کے لئے اس نامعلوم مالک کو امام مالک بنا دیا ہو۔

اس دور میں ایک شخص مالک بن غسان المسمعی بھی تھا۔ یہ بصرہ کا باشندہ تھا۔ وہیں الدرن اس سے حصول علم کی غرض سے کب بصرہ تشریف لے گئے تھے! یا مالک بن غسان یہ زہر یلے گھونٹ پلانے کے لئے کب مصر آیا تھا۔ اور اس کی نگاہِ انتخاب یک فلسفی ہی پر کیوں پڑی تھی۔ پھر یہ مالک کب پیدا ہوا اور کب مرا۔ کس کس سے اس نے تعلیم حاصل کی؟ یہ سب کچھ پردۂ راز میں ہے۔ ان تمام امور کو ایک باطنی ہی حل کر سکتا ہے۔ ہم تو ظاہر پرست ہیں۔ معرفت کی باتیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

مالک بن غسان کا دعویٰ ہے کہ اس نے یہ روایت ثابت سے سنی ہے اور ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ یہ ثابت کون ہیں؟ راوی نے ان کا اتا پتہ بیان نہیں کیا۔ غالباً یہ بھی امام مالک کی قسم کا ایک دھوکہ ہے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ثابت سے مراد ثابت البنانی ہیں۔ حاشا و کلا ان کے بارے میں اس قسم کی خرافات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا خیال ہے کہ ثابت سے مراد ثابت بن ابی صفیہ ہے۔

ثابت بن ابی صفیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرتا ہے۔ ابن المبارک، یحییٰ بن معین نسائی۔ ابو حاتم رازی اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ ضعیف ہے۔

سلیمانی کا قول ہے کہ یہ ثابت رافضی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا میزان ج ۱ ص ۲۹۳

قارئین کرام آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ ان چاروں راویوں یعنی ربیعہ بن محمد، ذوالنون، مالک اور ثابت میں سے کس نے یہ جھوٹ وضع کیا۔ بہر صورت نشر و اشاعت میں تو چاروں یکساں شریک ہیں اب آیئے ذرا اس کی کچھ معنوی حیثیت پر بھی غور کر لیں۔

۱۔ اس واقعہ کو بقول ان کذابین حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل فرما رہے ہیں۔ اور وہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد سورۂ نجم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ حالانکہ سورۃ النجم متفقہ طور پر مکی ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت دس سال کے بچے تھے۔ اس تمام باطنی اور سلاؤ

روداد کا انہیں کیسے علم ہوا۔ کاش ذوالنون ہمیں یہ راز دے جاتے! ہو سکتا ہے کہ کشف میں ایسا واقعہ رونما ہوا ہو۔

۲۔ ہمارا کشف یہ کہتا ہے کہ ان حضرت کا یہ کشف تاریخی طور پر غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اصل میں صاحب کشف حضرت ابوبکرؓ کے مکان کو حضرت علیؓ کا مکان تصور کر بیٹھا۔

۳۔ مکہ میں حضرت علیؓ کا کوئی مکان نہ تھا۔ وہاں تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ مکان تو ان کو اس وقت حاصل ہوا جب انہوں نے شادی فرمائی۔ اور حضرت علیؓ کی شادی شوال ۲ھ یا محرم ۳ھ میں مدینہ میں ہوئی۔ جبکہ سورۃ نجم مکہ میں نازل ہو چکی تھی۔

۴۔ تارہ جب ٹوٹتا ہے تو وہ سیدھا نیچے نہیں آتا بلکہ ٹیڑھا جاتا ہے جو ہزاروں میل کے فاصلہ پر جا کر گرتا ہے۔ اور بعض اوقات کافی جسیم ہوتا ہے جو پوری آبادی کو جلا کر سکتا ہے۔ ذوالنون ایک فلسفی تھے۔ اور ابتدائی جوانی فلسفہ میں گزاری۔ کیا یہ بھی کوئی فلسفہ تھا کہ حضرت علیؓ کے گھر پر گرنے کے لئے وہ تارہ سیدھا آیا۔ اور دنیا نے اسے گرتے بھی دیکھا ہو۔ اور اس نے کوئی نقصان بھی نہ پہنچایا۔ (غالباً اس لئے کہ وہ تارہ مشکل کشا کے نام کا تھا)

۵۔ ہم قارئین کرام کی معلومات کیلئے یہ بھی عرض کر دیں کہ ستارہ کوئی نہیں ٹوٹتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو آسمان کی زینت کے لئے پیدا کیا ہے۔ شیطان کو مارنے کے لئے ایک شعلہ پھینکا جاتا ہے جسے شہاب ثاقب کہا جاتا ہے۔ غلطی سے لوگ اسے ستارہ سمجھتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ۝
وَحِفْظًا مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝
لَّا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ وَيُقْذَفُونَ
مِن كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا وَلَهُمْ
عَذَابٌ وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطِفَ
الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ

ہم نے دنیاوی آسمان کو ستاروں کے ذریعہ
زینت عطا فرمائی۔ اور اسے ہر سرکش شیطان
سے حفاظت کا ذریعہ بنایا۔ وہ ملاءِ اعلیٰ کی جانب
کان نہیں لگا سکتے کہ ان پر ہر جانب سے آگ
برسائی جاتی ہے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب
ہے۔ مگر جو اچانک بات اچک لے تو اس

ثَاقِبٌ۔ الصفت۔ — کے پیچھے ایک شعلہ لپکتا ہے۔

سورۂ جن میں ارشاد ہے۔

وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا
مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝
وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ط
فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ
شِهَابًا رَّصَدًا ۝ الجن

اور اگر ہم آسمان کو چھو کر دیکھیں تو ہم اسے بھرا ہوا پائیں گے۔ شدید نگراں اور شعلوں سے اور ہم نے سننے کے لیے وہاں جگہ متعین کی تھی۔ جب بھی وہاں کوئی بات سننا چاہتا ہے تو اس کے پیچھے ایک شعلہ لپکتا ہوا لگتا ہے

۲۔ راوی کہتا ہے کہ سورۂ نجم کے نزول کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حب علیؑ میں گمراہ ہو گئے ہیں۔ تو صحیح بات یہ ہے کہ ہم اپنی شائع ہونے والی کتاب "کیا ہمارا قرآن ایک ہے" میں یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ "جب حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا گیا تو ابوبکرؓ و عمرؓ نے کہا کہ محمد تو علیؑ کی محبت میں گمراہ ہو گئے ہیں"۔ اس روایت میں کوئی خاص کا نام نہیں رکھا گیا۔ یہاں صرف ابوبکرؓ و عمرؓ کا نام حذف کر دیا گیا۔ اور اس روایت کا اصل مقصود بھی یہی تبرا ہے اور ایک جماعت نے یہ بات کہی کہ اس سے مراد جماعت صحابہ ہے۔ اس تبرا کا بانی کون ہے۔ اس کا فیصلہ قارئین خود فرمائیں۔ ہم تو صرف یہی کہہ سکتے ہیں۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ خبردار جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

حضرت علیؑ کا محل کہاں ہوگا

حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے مجھے اسی طرح خلیل بنایا ہے جیسے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا۔ میرا محل بھی جنت میں ہوگا اور ابراہیمؑ کا محل بھی جنت میں ہوگا۔ اور ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوں گے اور علیؓ کا محل میرے اور ابراہیمؑ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے محل کے درمیان ہوگا۔ تو غور کرو اس حبیب کا کیا حال ہوگا جو دو خلیلوں کے درمیان ہوگا۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ اور اس کے راوی یزید بن معقل اور عقبہ بن موسیٰ ہر دو مجہول ہیں۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ص ۲۵۰۔

گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام حضرت علیؓ سے کچھ کم ہی ہے اسی لئے تو انہیں درمیان میں بٹھایا گیا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے کون سی جگہ پسند کی گئی تو ایک روایت تو یہ گذری کہ جنت میں بٹھایا گیا۔ اور ایک روایت کا آگے مطالعہ فرمالیجئے۔

حضرت علیؓ کے لئے عرش پر قبہ لگایا جائے گا

حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے لئے سرخ یاقوت کا قبہ عرش کے داہنی طرف لگایا جائے گا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کے لئے عرش کے بائیں جانب سبز قبہ لگایا جائے گا۔ اور حضرت علیؓ کے لئے ان دونوں کے درمیان قبہ ہوگا جو سپید موتیوں کا ہوگا۔ تو دو خلیلوں کے درمیان کے حبیب کے معاملہ میں کیا خیال ہے؟

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کا راوی **داؤد بن حصین** ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس کی روایات ثقہ راویوں کی روایت کے مشابہ نہیں ہوتیں

علیؓ کا گوشت میرے گوشت سے بنا ہے

عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے ام سلمہؓ علیؓ کا گوشت میرے گوشت سے اور اس کا خون میرے خون سے ہے۔ اور یہ میری جگہ ایسا ہی ہے۔ جس طرح ہارون موسیٰ کی جگہ تھے

امام ابن جوزی فرماتے ہیں یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ داہر اس روایت کا راوی کچھ نہیں جس

داھر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

انسان میں تھوڑی سی بھی بھلائی ہوگی وہ اس کی روایت نہ لکھے گا۔ العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ ج ۱ صـ۲۲۱ ۔

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ اس کا راوی عبداللہ بن داہر ہے جو اپنے باپ سے نقل کر رہا ہے۔ کسی ماہر رجال نے ان دونوں کا ذکر تک نہیں کیا حتیٰ کہ ابو حاتم رازی جو اسی کے شہر کا باشندہ ہیں، انہوں نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ روایت باطل ہے۔ میزان ج ۲ صـ۳

اسی عبداللہ بن داہر نے یہ روایت اعمش کے واسطے سے عبایۃ الاسدی سے نقل کی ہے۔ اور اس نے ابن عباسؓ سے۔

عبایۃ بن ربعی یہ حضرت علیؓ سے روایت نقل کرتا ہے۔ اور اس سے موسیٰ بن طریف نے روایت نقل کی ہے۔ اور یہ دونوں غالی شیعہ ہیں۔ اس عبایہ نے حضرت علیؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ میں دوزخ تقسیم کروں گا۔ میزان الاعتدال ج ۲ صـ۳۰ ۔

روایت کا آخری حصہ کہ علیؓ میری جگہ ایسے ہیں جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کی جگہ تھے۔ روایت کا اتنا حصہ صحیح ہے اور ہم اس پر تفصیلی کلام دوسرے حصہ میں کر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

اسی عبداللہ بن داہر نے ابن عباسؓ سے آگے یہ کہانی بھی نقل کی ہے عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا تم میں سے جو شخص بھی اس فتنہ کو پائے وہ دو چیزوں کو اختیار کرے۔ کتاب اللہ اور علیؓ بن ابی طالب کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے اور آپؐ اس وقت علیؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ اور فرما رہے تھے۔

یہ پہلا شخص ہے۔ جو مجھ پر ایمان لایا۔ یہی قیامت کے روز سب سے اوّل مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ یہی اس امت کا فاروق ہے۔ جو حق اور باطل میں فرق کرے گا۔ یہ مومنین کا چھتہ ہے۔ اور مال ظلمت کا چھتہ ہے یہی صدیق اکبر ہے اور یہ میرے بعد خلیفہ ہوگا۔

یہ فرمانا کہ حضرت علیؓ مومنین (شیعوں) کا سرکرد ہیں۔ اور مال ظلمت کا چھتہ ہوتا ہے۔ اور یہ کہ آپ کے پہلے داماد ابوالعاص اور دوسرے داماد عثمانؓ ہر دو مالدار ہی ماہذا یہ حضرات ظلمت کا چھتہ ہیں۔ لہذا ہر وہ شخص جس کے پاس مال ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا مثلاً عشرہ مبشرہ اور بیشتر انصار۔ یہ سب ظلمت کے چھتے ہیں۔ معاذاللہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اور میرے بعد خلیفہ بھی علیؓ ہوں گے۔ لیکن صدیق اکبرؓ ہیں۔ لہٰذا اس سے قبل جو خلفاء ہوئے وہ خلیفہ نہ تھے بلکہ غاصبین تھے جنھوں نے زبردستی خلافت پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور تیس سال تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ یہ دوسری بات ہے کہ جب حضرت علیؓ کو خلافت ملی تو وہ خود بے اقتدار ہو گئے تھے۔

میں نے عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا...

حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی۔ لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ۔ میں نے محمدؐ کی تائید علیؓ کے ذریعہ کی اور علیؓ کے ذریعہ ان کی مدد کی

میزان ج ۱ صفحہ ۵۴۳۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ ابن عدی نے اس کا واضع حسین بن ابراہیم البابی کو قرار دیا ہے۔ اس نے حضرت انسؓ سے ایک روایت اور بھی نقل کی۔ عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ اس سے فاقہ دور ہوتا ہے۔ اور دایاں ہاتھ زینت کے زیادہ لائق ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ حسین بن ابراہیم کون ہے۔ اس نے حمید الطویل سے دو موضوع روایات نقل کی ہیں۔ میزان ج ۱ صفحہ ۵۴۳۔

مختصراً یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ایک اتہام ہے۔

حضرت علیؓ خیر البریہ ہیں

حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؓ خیر البریہ ہیں (یعنی مخلوق میں سب سے بہتر)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس روایت کو ابو سعیدؓ سے نقل کرنے والا عطیہ بن سعد الکوفی ہے جو کٹر شیعہ ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں یہ کلبی کذاب کے پاس جاتا اور اس سے باتیں سنتا اور چونکہ کلبی کی کنیت ابو سعید تھی۔ لہٰذا ابو سعید کے نام سے روایت بیان کرتا۔ اس کی مراد اس سے یہ تھی کہ لوگ ابو سعید کی کنیت سے دھوکہ کھا کر یہ تصور کریں کہ یہ روایت حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہیں جیسا کہ اس روایت میں واقع ہوا ہے۔ دراصل یہ کلبی کذاب کا قول ہے جو اس نے حدیث بنا کر پیش کر دیا۔ اور کلبی سے اسے نقل کرنے والا عطیہ الکوفی ہے جو کٹر رافضی ہے اور وہ اس سے نقل کرنے والا شریک ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے گزر چکا ہے۔

امام احمد کے قول سے یہ بات سامنے آئی کہ ہر وہ حدیث جسے عطیہ الکوفی ابو سعید سے نقل کرے وہ حدیث رسول نہیں ہوتی اور نہ ابو سعید سے مراد ابو سعید خدریؓ ہوتے ہیں بلکہ اس سے مراد ابو سعید کلبی کذاب ہوتا ہے اور یہ تمام روایات کوفہ کی فیکٹری میں تیار ہوتی ہیں۔ خواہ ایسی روایت حدیث کی کسی کتاب میں پائی جائے

اب ایک حدیث صحیح بھی ملاحظہ فرمائیں جس سے ہمارے قارئین کو اندازہ ہو جائے گا کہ خیر البریہ اصل میں کون ہیں۔ اور یہ کہانی کہاں سے چرائی گئی ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے حضورؐ کو مخاطب کر کے کہا

السلام علیک یا خیر البریۃ — اے خیر البریہ آپ پر سلام

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

ذالک ابراہیم علیہ السلام مسلم ج۲ ص۲۶۵ — خیر البریہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔

اور حضرت ابراہیمؑ ابو الانبیاء اور خلیل اللہ ہونے کے باعث خیر البریہ ہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے کے باعث خیر البریہ ہیں۔ اس طرح کلبی کذاب نے ابو الانبیاء حضرت ابراہیم اور سید الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر تبرا کیا ہے۔

اس مضمون کی ایک روایت حضرت جابرؓ سے ان الفاظ میں نقل کی گئی۔

کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا علیؓ خیر البشر ہیں جو اس سے انکار کرے اس نے کفر کیا۔

اہل سنت والجماعت کے عقیدے کی رو سے خیر البشر یا خیر البریہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ اور چونکہ روافض کے نزدیک ہر امام کا رتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ اس لحاظ سے تو حضرت علیؓ ایک بلند مقام رکھتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بقول کہ حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے پاس چلے جاتے لیکن ظاہر ہے کہ آپ جب بیت الخلاء وغیرہ جاتے تو حضرت جبرئیلؑ حضرت علیؓ کے پاس آتے اور ان پر وحی نازل کرتے۔ لہٰذا یہ قرآن دو شخصوں پر نازل ہوا۔ اسی باعث حضرت علیؓ نے اصلی قرآن ایسا غائب کیا کہ امام غائب کی آمد تک ہم قرآن سے محروم ہو گئے۔ اب ہمیں سب سے پہلے قرآن تلاش کرنا چاہیے۔ اور چونکہ قرآن حضرت علیؓ نے لکھا تھا اور انہوں نے ہمیشہ کے لئے غائب کر دیا۔ اگرچہ حضورؐ نے اسے پھیلانے کی کافی سعی کی۔ لیکن وہ کوشش اس لحاظ سے اکارت گئی کہ حضرت علیؓ اس قرآن کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے جس میں حضرت علیؓ کی فضیلت نہ ہو۔ چونکہ رافضیوں میں یہ مسلم ہے حضرت علیؓ کا پلہ بھاری رہا۔ کیونکہ خدا کے روپ میں بھی حضرت علیؓ تھے۔ لہٰذا اسی لئے اس معنوی خدا کو جو حضرت علیؓ کے روپ میں آیا اسے خیر البشر اور خیر البریہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟

حسن بن محمد

ہمارے نزدیک خیر البشر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کھلا تبرا ہے۔ جس کا سہرا ایک علوی کے سر بندھتا ہے۔ ابن عدی اور ذہبی کے بقول اس کا نام حسن بن محمد بن یحییٰ بن حسن بن جعفر بن عبید اللہ بن حسین بن زین العابدینؒ بن حسین بن علیؓ ہے۔ اس کی کنیت ابو طاہر ہے اور نسابہ کے لقب سے مشہور ہے۔ یہ روایت اس کے رافضی اور جھوٹے ہونے کی دلیل ہے اس نے یہ داستان اپنی کتاب النسب میں ذکر کی ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ روایت منکر ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ۳۵۸ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس پر اگر یہ جھوٹ بولنے کی تہمت نہ ہوتی تو محدثین کا اس کے پاس اژدحام جمع ہوتا۔ کیونکہ یہ شخص کافی عمر رسیدہ بھی تھا۔

دبری

اس نسابہ نے یہ روایت اسحاق دبری سے نقل کی اور اس نے مشہور شیعہ عبدالرزاق بن ہمام سے۔ عبدالرزاق کے بارے میں ہم کسی موقع پر تفصیلی فکر پیش کر چکے ہیں۔ رہا اسحاق الدبری تو یہ عبدالرزاق بن ہمام کا شاگرد ہے۔ اس اسحاق نے عبدالرزاق سے نو سال کی عمر میں ان کی تصانیف سنی تھیں۔ بعد میں یہ شخص عبدالرزاق کے نام سے منکرات بیان کرنے لگا۔ جس کے باعث لوگوں کو یہ وہم پیدا ہوا کہ یہ روایت دبری کی دستبرد ہے یا عبدالرزاق کی۔ حافظ ابو بکر بن ـــــ الاشبیلی اس کے مدعی ہیں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہ اس ذہبی نے مصنف میں تحریف کی ہے ۔ میزان ج ۱ ص ۱۸۱

میرےؐ بعد علم علیؓ اور سلمانؓ سے حاصل کرنا

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم آپؐ کے بعد علم کی باتیں کس سے لکھیں ۔ فرمایا علیؓ اور سلمانؓ سے ۔ میزان ج ۱ ص ۹۰

اس روایت کا راوی احمد بن ابی روح ہے ۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اسکی احادیث درست نہیں ہوتیں ۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس شخص نے اس روایت کی سند میں جن لوگوں کا نام لیا ہے ۔ ان سب پر اتہام ہے ۔ میزان ج ۱ ص ۹۲ ۔ بلکہ ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ موضوع ہے ۔

حضرت انسؓ کو چونکہ علیؓ سے پرخاش تھی اس لئے وہ حضرت علیؓ کی خدمت میں کبھی حاضر نہیں ہوئے رہ گئے سلمانؓ وہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں انتقال کر گئے تھے ۔ اور سبائی اس وقت تک وجود میں نہ آئے تھے ۔ لہٰذا یہ روایت حضرت انسؓ پر ایک کھلا جھوٹ ہے ۔

اس احمد بن ابی روح سے نقل کرنے والا احمد بن ابی حفص السعدی ہے ۔ جو امام ابن عدی کا شیخ ہے ۔ لیکن ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ منکر روایات بیان کرتا ہے ۔ لیکن عمداً جھوٹ نہیں بولتا ۔ ہاں دوسروں کے جھوٹ کی اشاعت کرنا اور بات ہے ۔

اے علیؓ! وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور تجھ سے بغض رکھتا ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ اے علیؓ وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے ۔ لیکن تجھ سے بغض رکھتا ہے ۔ میزان ج ۱ ص ۹۳

بے شک وہ شخص بھی جھوٹ بولتا ہے جو حضورؐ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمان رضی اللہ عنہم سے نفرت کرتا ہو۔ اور حبِ علیؓ بقول روافض بغضِ صحابہ پر موقوف ہے۔ لہٰذا کسی صحابی سے محبت کرنے والا حضرت علیؓ کا دشمن ہے۔

اس اصول کو جب ہم پیش نظر رکھتے ہیں تو تمام اہل سنت والجماعت بغضِ علیؓ میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ ہم حبِ علیؓ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم اہل سنت والجماعت جہاں حبِ علیؓ میں مبتلا ہیں وہاں بغضِ علیؓ میں بھی مبتلا ہیں۔ اس لحاظ سے نہ ہم اپنوں میں ہیں نہ غیروں میں ہیں۔ نہ ہم دشمنِ علیؓ رہے اور نہ محبِ علیؓ رہ گیا بغض کا مسئلہ تو حضرت بریدہؓ نے اس امر کا اقرار کیا تھا۔

انا ابغض علیا — میں علیؓ سے بغض رکھتا ہوں۔

میں علیؓ سے بغض رکھتا ہوں۔ اس کے جواب میں رسول اللہؐ نے صرف اتنا ارشاد فرمایا لا تبغضہ فان فی الخمس اکثر من ذلک۔ اس سے بغض نہ رکھنا کیونکہ خمس میں اس کا اس سے زیادہ حصہ ہے۔ (بخاری) اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت علیؓ سے بغض رکھنا کفر میں داخل نہیں۔

حسین بن سلیمان اس کا راوی حسین بن سلیمان الطلحی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ شخص معروف نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی متابعت میں کوئی حدیث روایت نہیں کرتا اس نے عبد الملک بن عمیر سے پانچ منکر روایات نقل کی ہیں۔ جن میں ایک یہ ہے اور ایک پرندے والی روایت ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ اسی حسین نے یہ داستان عبد الملک بن عمیر سے نقل کی ہے۔

عبد الملک بن عمیر یہ مشہور تابعی ہیں کوفہ کے باشندہ ہیں۔ ان کا تعلق قبیلہ لخم سے ہے۔ انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے۔ حضرت جابر بن سمرہ، حضرت جندبؓ بجلی اور دیگر صحابہ وغیرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ ان کی روایات تمام کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ امام شعبی کے بعد کوفہ کے قاضی رہے۔ ان کی عمر کافی طویل ہے۔ اسی باعث ان کا آخر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ابن خراش کا بیان ہے کہ شعبہ اس سے خوش نہ تھے۔ کوسج نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ انہیں بہت ضعیف کہتے۔ بلکہ عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میرے والد امام احمد سے عبد الملک اور عاصمؒ بن ابی النجود

کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انھوں نے فرمایا میرے نزدیک حاتم اس سے کم اختلاف کرتا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۱۹

حضرت علیؓ سے محبت کرنیوالے کو موت کے وقت کوئی حسرت نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ تجھ سے محبت کرنے والے کو موت کے وقت حسرت نہ ہوگی اور نہ قبر میں وحشت ہوگی۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس کا راوی احمد بن الحسین البسطامی ہے جو اسے ابوذر سے نقل کرتا ہے اور وہ مجہول ہے۔ اور اس نے اوپر کی کوئی سند بیان نہیں کی۔ میزان ج ۱ ص ۹۲

ہم پہلے بھی کئی بار لکھ چکے ہیں کہ جس حدیث کے شروع میں یا علی ! ہو وہ تمام روایات ایک روایت کے علاوہ سب شیعوں کے جھوٹ ہیں اور اس کی وضاحت ملا علی قاری نے اپنی "موضوعات" میں کی ہے۔ حتیٰ کہ وہ فرماتے ہیں کہ جس روایت میں یا علی ہو سوائے ایک روایت کے وہ یقیناً موضوع ہے۔ اور چونکہ اس روایت کی ابتداء میں لفظ یا علی ہے لہٰذا یہ یقیناً موضوع ہے۔

حضرت علیؓ کے ذریعہ اللہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ یہ علیؓ میرا بھائی ہے اور میرا ساتھی ہے۔ اور ایسی ذات ہے جس کے ذریعہ اللہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔۔۔۔

علی بن الحسین الہاشمی: یہ علی بن الحسین اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔ یہ علی اور اس کا باپ حسین ہر دو مجہول ہیں۔ انھوں نے یہ روایت امام مالکؒ کی جانب منسوب کی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے اور اسے امام مالکؒ کی جانب منسوب کرنا ایک جھوٹ ہے۔ میزان ج ۱ ص ۵۵

راوی یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ امام مالکؒ نے یہ روایت لیثؒ سے سُنی ہے۔ اور لیثؒ نے طاؤس سے۔ حالانکہ یہ ایک صریح جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ لیثؒ دو ہیں۔ لیث بن سعد اور لیث بن ابی سلیم۔ اگر لیث سے مراد لیث بن سعد ہیں تو ان کی امام مالک سے خط و کتابت ضرور ہوئی۔ بلکہ امام لیث نے ایک مراسلہ میں امام مالکؒ کی فقہی غلطیاں پکڑی ہیں جس کے ناقل امام شافعی ہیں۔ لیکن اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ امام مالکؒ نے امام لیث بن سعد سے روایت سنی ہے تو ان امام لیث نے طاؤس بن کیسان سے کوئی حدیث نہیں سُنی۔ طاؤس سے روایت نقل کرنے والے امام لیث بن سعد نہیں۔ لیث بن ابی سلیم ہیں۔ کیونکہ لیث بن ابی سعد ۹۴ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور طاؤس بن کیسان کا انتقال ۱۰۶ھ میں یمن میں ہوا۔ بلکہ امام لیث کے جتنے ہم عصر ہیں ان میں سے کسی نے طاؤس سے روایت نہیں کی۔

لیث بن ابی سلیم

لیکن اگر لیث بن ابی سلیم مراد لیے جائیں تو یہ کوفہ کے باشندہ ہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ ان سے اگرچہ لوگوں نے روایت لی ہیں۔ لیکن یہ مضطرب الحدیث ہیں۔

یحییٰ بن معین اور نسائی کا قول ہے ضعیف ہے۔ نیز یحییٰ بن معین سے ایک قول یہ مروی ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے۔ کہ آخر عمر میں اسے اختلاط ہو گیا تھا۔

دارقطنی کا بیان ہے کہ سنت کا پابند تھا۔ لیکن اس پر لوگوں نے جو اعتراضات شروع کئے وہ اس بات پر کئے گئے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ عطاؒ، طاؤس اور مجاہد ایک جگہ جمع ہوئے۔

ابوبکر بن عیاش کا قول ہے کہ لیث لوگوں سے زیادہ نماز اور روزوں میں کثرت کرتا۔ لیکن اگر غلطی سے کوئی بات زبان سے نکل جاتی تو اسے ماننے کے لئے تیار نہ ہوتا۔

ابن شوذب نے اس لیث سے نقل کیا ہے کہ میں نے کوفہ کے ابتدائی شیعوں کو دیکھا ہے کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ پر کسی کو فضیلت نہ دیتے۔

ابن ادریس کا بیان ہے کہ میں جب بھی اس لیث کے پاس جاکر بیٹھا تو میں نے اس سے وہ باتیں سنیں جو کبھی میں نے اس سے نہ سُنی تھیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد امام احمدؒ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید القطان کو دیکھا وہ جتنی بُری رائے تین اشخاص کے بارے میں رکھتے اتنی بُری رائے کسی اور کے بارے میں نہ رکھتے۔ اور اس موضوع پر کسی سے بات کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ تین اشخاص یہ ہیں۔ لیث بن ابی سلیم، محمد بن اسحاق اور ہمام

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ لیث بن ابی سلیمؒ عطا بن السائب سے زیادہ ضعیف ہے۔ مؤمل بن الفضل کا بیان ہے کہ میں نے عیسیٰ بن یونس سے لیث بن ابی سلیم کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا میں نے جب اسے دیکھا تو اسے اختلاط پیدا ہو گیا تھا بعض اوقات میں میں دوپہر کے وقت راہ سے گزرتا تو وہ مینارے پر کھڑا اذان دیتا ہوتا۔ ۱۴۳ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ بخاری کے علاوہ تمام محدثین نے اس سے روایات لی ہیں۔

مدینہ میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لائق نہیں!

حضرت سعدؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار علیؓ کے لئے یہ کہتے سنا کہ اے علیؓ مدینہ میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لائق نہیں۔ اور تو میری جگہ ایسا ہی ہے جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ تھے۔ میزان ج علاوہ

اس روایت کا راوی حفص بن عمر الایلیؒ ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی تمام روایات منکر ہوتی ہیں۔ خواہ بلحاظ سند منکر ہوں یا بلحاظ متن، یہ شخص ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ ایک استاد تھا لیکن کذاب تھا۔ ہاں ابن حبان کو یہ ضرور وہم ہوا کہ انھوں نے اُبلی کو حنبلی قرار دے دیا۔ اور اس کے بعد ابن حبان نے تحریر کیا کہ اس نے ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد، یزید بن عیاض اور مالک بن انسؓ سے نقل کیا ہے یہ حضرات کہتے ہیں کہ ہم سے زہری نے بیان کیا کہ میں نے سعید سے دریافت کیا تم نے مذکورہ بات حضورؐ سے سنی، سعید نے اس کا اقرار کیا۔

محمد بن سلیمان بن الحارث کا بیان ہے کہ ہم سے حفص بن عمر الایلی نے یہ حدیث بیان کی۔ اور اس حدیث

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کا ابتدائی حصہ باطل ہے۔

عقیلی کا بیان ہے یہ حفص بن عمر شعبہ، مسعر، مالک بن مغول اور ائمہ سے باطل روایات نقل کرتا ہے
میزان ج ۱ ص ۵۶۳

اس حفص کا دعویٰ ہے کہ اس نے روایت امام مالک، ابن ابی ذئب، ابراہیم بن سعد اور یزید بن عیاض سے سنی ہے۔ اور انہوں نے امام زہری سے۔ اور انہوں نے سعید سے۔ حالانکہ ابراہیم بن سعید زہری کے شاگرد نہیں بلکہ استاد ہیں۔

نیز یہ راوی یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ زہری کہ لئے یہ روایت سعید سے سنی۔ اور سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اگر سعید سے مراد سعید بن زید بن عمرو بن نفیل صحابی ہیں تو وہ تو زہری کی پیدائش سے قبل انتقال کر گئے تھے۔ تو زہری ان سے کیسے روایت سنتے۔ اور اگر سعید سے مراد سعید بن المسیب ہیں تو بے شک زہری نے ان سے روایات سنی ہیں۔ لیکن ان سعید نے حضور کو دیکھا تک نہیں۔ کیونکہ یہ سعید ۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔ الغرض یہ روایت ہر دو صورت میں جھوٹ ہے۔ لیکن آخری حصہ کہ تو میری جگہ ایسا ہی ہے جیسے ہارون موسیٰ کی جگہ تھے یہ حصہ ثابت ہے۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ اے علی رضی مدینہ میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لائق نہیں یا کوئی اور شخص مدینہ کے لائق نہیں۔ اس کا فیصلہ تو تاریخ کر چکی ہے۔ کہ ہزارہا افراد نے مدینہ میں جان دی لیکن حضرت علی رضی مدینہ چھوڑ کر کوفہ چلے گئے اور وہیں شہید کئے گئے۔ گویا کہ اگر مدینہ نامناسب تھا تو صرف حضرت علی رضی کے لئے۔ اور جن لوگوں کے لائق تھا۔ انہوں نے اپنا قتل گوارا کیا لیکن مدینہ چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ یعنی حضرت عثمان رضی۔

سبائیوں کو ایسی روایات وضع کرنی چاہئیں تھیں جس سے کم از کم ایک عام انسان مغالطہ کھا سکے اس روایت سے الٹا یہ ثابت ہوگا کہ اے علی رضی تو مدینہ کے لائق نہیں یا مدینہ تیرے لائق نہیں۔ معاذ اللہ۔

اونٹ کی خریداری

حضرت انس رضی کا بیان ہے کہ ایک اعرابی اونٹ لے کر آیا تاکہ انہیں فروخت کر سکے۔ عمر رضی ان کا بھاؤ تاؤ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کرنے لگے۔ عمرؓ ایک ایک اونٹ کو اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ اور اسے پیر مارتے تاکہ اونٹ کھڑا ہو تو عمرؓ اس کا دل دیکھ سکیں۔ اس پر وہ شخص بولا تیرا باپ نہ ہو میرے اونٹوں سے علیحدہ ہو جا۔ عمرؓ اس پر بھی باز نہ آئے تو وہ شخص بولا میرا خیال ہے تو بہت برا آدمی ہے۔

جب عمرؓ اس کام سے فارغ ہو گئے تو اس سے اونٹ خرید لا اور کہنے لگے کہ اسے کھینچ کر لا اور اس کی قیمت لے لے۔ اس اعرابی نے کہا اچھا میں اس کا کجاوہ اور لگام اتار دوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے جب اونٹ خریدا تھا تو یہ چیزیں اس پر موجود تھیں۔ اس پر اعرابی بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو بہت برا آدمی ہے۔

یہ دونوں باہم جھگڑ ہی رہے تھے۔ اتنے میں حضرت علیؓ آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اونٹ والے سے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ شخص میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کر دے۔ اونٹ والے نے اقرار کیا۔ حضرت عمرؓ نے علیؓ کے سامنے سارا قصہ بیان کیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا

اے امیر المومنین! اگر اونٹ خریدتے وقت آپ نے کجاوے اور لگام کی شرط لگائی تھی۔ تب تو یہ آپ کی ہیں ورنہ اونٹ کا مالک اپنے دام میں اس قیمت پر اضافہ کر سکتا ہے۔ الحدیث ---- میزان ج ۱ ص ۵۵۵

حفص بن اسلم الاصغر

اس کا راوی حفص بن اسلم الاصغر ہے۔ ابن عدیؒ کا بیان ہے کہ یہ عجیب عجیب کہانیاں نقل کرتا ہے۔ بخاریؒ کا بھی یہی بیان ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ بے اصل روایات نقل کرتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس نے یہ روایت خود وضع کی ہے میزان ج ۱ ص ۵۵۵۔

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ نے مزاحاً ایسی بات فرمائی ہو اور اسی لئے حضرت علیؓ پر فیصلہ چھوڑا ہو لیکن راوی نے اپنے دل کا غبار نکالنے کے لئے اسے افسانوی رنگ دے دیا ہو۔ ورنہ جو فیصلہ حضرت علیؓ نے دیا ہے وہ تو ایک معمولی مدرسے کا طالبعلم بھی دے سکتا ہے۔ اور ایک جاہل شخص بھی یہ بات جانتا ہوگا کہ خریداری کے معاملے میں وہ اشیاء داخل ہوتی ہیں جن کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ معاملہ صرف اونٹ کا ہوا۔ اس کے لگام اور کجاوے کا نہیں۔

ہمارے نزدیک اس واقعہ سے حضرت عمرؓ کی بردباری ثابت ہوتی ہے کہ انہیں برا کہا جا رہا ہے اور ان کے باپ کو بد دعائیں دی جا رہی ہیں۔ لیکن ان کے چہرے پر بل نہیں آتا۔ ویسے رافضیوں سے بہاری ابجاتا

کہ جب تبرا کرنا ہو تو کسی افسانہ کے پردے میں نہ کیجئے۔ بلکہ مردوں کی بات کریں۔ ہم لوگ اس قسم کی باتوں کو بزدلی قرار دیتے ہیں۔

مجھے تین قسم کے لوگوں سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے تین قسم کے لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عہد کر کے توڑنے والے (ناکثین) برابری کا دعویٰ کرنے والے (قاسطین) حد سے نکل جانے والے (مارقین) سے۔

یہ روایت حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے نام سے اگرچہ پہلے گزر چکی ہے۔ لیکن اول تو وہ روایت ادعویٰ تھی، دوئم وہ ابو ایوب انصاریؓ سے مروی تھی۔ اور یہ حضرت علیؓ سے مروی ہے۔ اس لئے اسے پیش کر رہے ہیں۔

اول تو اس کے اوپر کے دو راوی علقمہ اور ابراہیم نخعی اپنے زمانے میں اہل سنت کے نام تھے ان کا یہ مذہب قطعاً نہ تھا۔ لیکن ابراہیم نخعی کے بعد کے جتنے راوی ہیں وہ سب روات قابل غور ہیں۔

حکیم بن جبیر اگرچہ اس سے تمام اصحاب صحاحؒ نے روایت لی ہیں۔ لیکن تب بھی ذہبی لکھتے ہیں کہ شیعی تھا۔ تھوڑا سا شیعہ ہے۔ گویا کہ اگر زیادہ شیعہ ہوتا تو پھر کوئی عیب پیدا ہوتا۔

امام احمدؒ کا بیان ہے کہ ضعیف ہے منکر الحدیث ہے۔ بخاریؒ کا قول ہے کہ شعبہ کو اس میں کلام تھا لیکن تب بھی بخاریؒ نے کتاب الضعفاء الصغیر ص۳۲ پر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ دارقطنیؒ کا بیان ہے کہ متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص۸۔

معاذؒ کا بیان ہے کہ میں نے امام شعبہ سے عرض کیا کہ مجھ سے حکیم بن جبیر کی روایت بیان کیجیے۔ انہوں نے فرمایا اس کی روایت بیان کرنے کے بعد مجھے اپنے جہنم میں جانے کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

ذہبیؒ کا بیان ہے کہ یہ قول اس امر کا ثبوت ہے کہ شعبہ نے بعد میں اس کی روایت ترک کر دی تھی۔

علی ابن المدینیؒ کا بیان ہے۔ کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا اس نے بہت کم روایات بیان کی ہیں۔ زائدہ نے اس کی روایت لی ہے۔ اور شعبہ نے حدیث صدقہ کے باعث

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس کی روایت ترک کر دی تھی ۔ وہ روایت یہ ہے کہ جس کے پاس پچاس درہم موجود ہوں اس کے لئے صدقہ حلال نہیں ۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ حدیث منکر ہے ۔

فلاس کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید اس کی روایات لیتے لیکن عبد الرحمٰن بن مہدی اس کی روایات نہ لیتے ۔ عبد الرحمان کا یہ بھی بیان ہے کہ اس کی روایات بہت تھوڑی ہیں ۔ لیکن ان میں منکرات بھی شامل ہیں ۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ حکیم بن جبیر کذاب ہے ۔ میزان ج ا ص۲۴۰ ۔

حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں ۔

یہ ضعیف ہے اور اس پر تشیع کا الزام ہے ۔ اس کا انتقال ۱۳۰ھ کے بعد ہوا ۔ تقریب التہذیب ص۸۸ نسائی لکھتے ہیں ۔ یہ حکیم بن جبیر کوفہ کا باشندہ ضعیف ہے ۔ الضعفاء والمتروکین لنسائی ص۲۹ ۔

فطر بن خلیفہ اس حکیم سے یہ روایت نقل کرنے والا فطر بن خلیفہ المخزومی ہے ۔ اس کی روایات مسلم کے علاوہ اور بقیہ تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں ۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ۔

یہ سچا ہے لیکن اس پر تشیع کا الزام ہے ۔ ۱۵۰ھ کے بعد اس کا انتقال ہوا ۔ تقریب ص۲۷۴ ۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں اسے امام احمد وغیرہ نے ثقہ کہا ہے ۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس کی حدیث اچھی ہوتی ہے ۔ دار قطنی لکھتے ہیں یہ قابل حجت نہیں ۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ انشاء اللہ یہ ثقہ ہے اگرچہ کچھ لوگوں نے اسے ضعیف کہا ہے ۔

ابو بکر بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے اس کی روایت اس لئے لینا چھوڑ دی کہ اس کا مذہب بہت برا تھا ۔ امام احمد کا بیان ہے کہ اگرچہ یحییٰ بن سعید القطان نے اسے ثقہ کہا ہے ۔ لیکن یہ غالی قسم کا خشبی تھا یعنی لکڑی کا پجاری ۔ (لکڑی سے مراد وہ لکڑی ہے جس پر زید بن علی بن حسین کو پھانسی دی گئی تھی ۔ گویا یہ فرقہ خشبیہ عیسائیوں کی دوسری صنف ہے ۔ کیونکہ وہ دونوں صلیب کے پجاری ہیں)

احمد بن یونس کا بیان ہے میں اس کے سامنے سے گذرتا ۔ اور اسے اس طرح نظر انداز کر کے نکل جاتا جیسے کوئی کتے کو نظر انداز کرتا ہے ۔ امام احمد اور یحییٰ بن معین اسے اگرچہ ثقہ قرار دیتے ہیں لیکن

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ شیعہ ہے اور تشیبی ہے۔ جوزجانی کا بیان ہے۔ یہ ثقہ نہیں گمراہ ہے۔ ۲۸۸ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

محدثین کا ایک اصول یہ ہے کہ اگر راوی کسی شیعہ یا بدعتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو خواہ وہ سچا کیوں نہ ہو۔ اس کی وہ روایت ہرگز قبول نہ کی جائے گی جس سے اس کے مذہب کی تائید ہوتی ہو۔ اور اس روایت سے چونکہ ان کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ روایت قطعاً مردود ہے۔

عبیداللہ بن موسیٰ

اس فطر سے نقل کرنے والا عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی ہے۔ اس کی روایات تمام کتب صحاح میں پائی جاتی ہیں۔ امام بخاری کا استاد ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اگرچہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن آگ لگانے والا شیعہ ہے۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ ثقہ ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں اگرچہ یہ ثقہ ہے لیکن ابو نعیم اس سے بہتر ہے۔ ہاں جب اسرائیل سے روایت کرے تو وہ صحیح ہوتی ہیں لیکن یہ روایت اس فطر سے نقل کی ہے! احمد بن عبداللہ العجلی کا بیان ہے کہ قرآن کا زبردست عالم تھا میں نے کبھی اسے اوپر سر اٹھائے یا ہنستے نہیں دیکھا۔ امام ابوداؤد فرماتے ہیں تو آگ لگانے والا شیعہ ہے۔

میمونی نے امام احمد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں یہ عبیداللہ احادیث میں خلط ملط کرتا تھا۔ اس نے بدترین قسم کی روایات نقل کی ہیں۔ اور ان بلاؤں کو پھیلانے والا بھی وہی ہے۔ میں نے اسے مکہ میں دیکھا تھا۔ لیکن میں نے اس سے روایات سننا پسند نہیں کیا۔ ایک محدث نے عرض کیا کیا میں اس سے روایات لے لوں؟ امام احمد نے منع فرما دیا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس کا ۲۱۳ھ میں انتقال ہوا۔ بہت عابد و زاہد اور متقی انسان تھا۔ (یعنی زہد و تقویٰ کی بنا پر یہ تشیع کا پرچار کیا کرتا تھا۔ جس پر آج تک تمام صوفیا عمل پیرا نظر آتے ہیں)

علیؓ کے باعث مجھے پانچ خوبیاں دی گئیں

حضرت علیؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے علیؓ کے باعث پانچ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

خصلتیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں تھیں۔ ایک تو علیؓ میرا قرض ادا کرے گا۔ میری شرمگاہ کو چھپائے گا۔ میرے حوض سے لوگوں کو دشمنوں کو ہٹائے گا۔ اور قیامت کے روز میرا جھنڈا اس کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور پانچویں چیز یہ ہے کہ میں اس سے اس بات سے خائف نہیں کہ پاکدامنی کے بعد وہ زنا کرے یا ایمان کے بعد کفر کرے۔ میزان ج ۱ ص ۶۴۲۔

جہاں تک قرض کی ادائیگی کا تعلق ہے تو دنیا جانتی ہے کہ یہ قرضہ ابوبکرؓ نے ادا فرمایا تھا۔ اور دراصل یہ قرض کی ادائیگی اس شخص کے ذمہ تھی۔ جو خلیفۂ وقت ہو۔ اور چونکہ حضرت علیؓ خلیفہ نہیں ہوئے۔ اس لئے یہ بوجھ ان کے ذمہ نہیں آیا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ ہمارے مومنین بھائی زبردستی حضرت علیؓ کے ذمہ ادائیگی کا بار بھی ڈال دیں۔ تو پھر حق بات یہ ہے کہ ابھی تک وہ قرضہ ادا نہیں ہوا۔ ہماری بھی خواہش ہے کہ ایسا شخص پیدا ہو جو مومن بھائیوں سے قرضہ وصول کر سکے۔

حوض کوثر پر ابوبکرؓ ہوں یا علیؓ ان میں سے کوئی بھی ساقی گری نہ کرے گا۔ اس کے ساقی تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔

جہاں تک جھنڈے کا تعلق ہے تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ولواء الحمد بیدی و آدم وما سواہ تحت لوائی۔

اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور آدم اور ان کے سوا تمام افراد میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

شادی کے بعد زنا اور ایمان کے بعد کفر یہ ایسے عیوب ہیں جن کا کوئی مسلمان تصور نہیں کر سکتا۔

اس میں حضرت علیؓ کی تخصیص کیا ہے۔ کہیں یہ کسی پر تبرا تو نہیں۔ یا یہ تو مقصد نہیں کہ وفات رسول کے بعد سب کافر و مرتد ہو گئے تھے۔

خلف بن المبارک

عقیلی کا بیان ہے کہ اس کا راوی خلف بن المبارک ہے۔ جو اسے شریک سے روایت کر رہا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ خلف کون ہے اور نہ یہ روایت خلف کے علاوہ کوئی اور نقل کرتا ہے۔

شریک بن عبداللہ

خلف کی جہالت کے علاوہ روایت شریک سے مروی ہے ۔ اور شریک بن عبداللہ بن سنان شیعہ ہے اور اس کا حافظہ بھی خراب تھا اگر خلف معروف بھی ہوتا اور ثقہ بھی ہوتا تب بھی شریک کی موجودگی اس روایت کو مشکوک بنا دیتی ہے ۔

شریک نے یہ روایت ابو اسحاق سبیعی سے نقل کی ہے۔ جو مسلم امام ہیں لیکن تدلیس سے کام لیتے ہوئے درمیان سے ضعیف راوی گرا دیتے ہیں ۔ بلکہ بقول عبداللہ بن المبارک اہل کوفہ کو دو شخصوں نے مرض تدلیس میں مبتلا کیا ہے۔ ابو اسحاق ۔ اور اعمش ۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس روایت کا ابو اسحاق سبیعی سے کوئی تعلق نہیں ۔

راوی کا دعویٰ ہے کہ ابو اسحاق نے یہ روایت حارث سے نقل کی ہے ۔ وہ حضرت علیؓ سے ناقل ہے۔ یہ حارث کون حضرت ہیں ۔ ذرا ان کا چہرہ مہرہ بھی ملاحظہ فرما لیں ۔

حارث الاعور

حارث کے باپ کا نام عبداللہ ہے ۔ ہمدان کا باشندہ ہے ۔ تابعین میں بڑے علماء میں اس کا شمار ہوتا ہے ۔ حضرت علیؓ کے مخصوص شاگردوں میں داخل ہے۔

اس کے شاگردوں میں عمرو بن مرہ اور ابو اسحاق شعبی ہیں ۔

شعبہ کا بیان ہے کہ اس ابو اسحاق نے حارث سے صرف چار روایات سنی تھیں ۔ عجلی کا بیان ہے کہ ابو اسحاق حارث کی جو روایات نقل کرتے ہیں وہ حارث کی کتاب سے نقل کرتے ہیں ۔ جو اتفاق سے ان کے ہاتھ آ گئی تھی ۔ ...... غالباً یہ روایت بھی اس لال کتاب کی ہے ۔

مغیرہ نے شعبی تابعی سے نقل کیا ہے کہ حارث اعور کذاب ہے ۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں حارث متہم ہے ۔ مغیرہ کا بیان ہے یہ حارث حضرت علیؓ سے جتنی روایات نقل کرتا ہے ان میں سے ایک روایت میں بھی یہ سچا نہیں سمجھا جاتا ۔

اس کی روایات ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں ۔ مجھے حیرت تو امام نسائی پر ہے کہ وہ رجال اور جرح و تعدیل کے امام ہیں اور حارث کو ضعیف کہتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی اس کی روایات نقل کرتے ہیں ۔ لیکن نسائی نے زیادہ تر اس کی روایات فرائض میں نقل کی ہیں اور سنا ہے کہ حارث فرائض کے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مسئلہ میں امام مانا جاتا ہے۔

علی بن المدینی فرماتے ہیں۔ حارث کذاب ہے۔ جریر بن عبدالحمید کا بیان ہے کہ حارث ایک ذلیل انسان ہے (جریر کی شہادت اس سلسلہ میں قابل غور ہے کیونکہ جریر خود بھی شیعہ ہے)

یحییٰ بن معین اور دارقطنی کہتے ہیں ضعیف ہے، ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی عام روایات درست نہیں ہوتیں۔

شعبی تابعی کا قول ہے کہ اس امت میں جتنا جھوٹ حضرت علیؓ پر بولا گیا اتنا کسی انسان پر نہیں بولا گیا۔ غالباً امام شعبی اس جھوٹ کی بات کر رہے ہوں گے جو ان کی حیات میں بولا گیا اور جو ان کی وفات یعنی ۱۰۳ھ کے بعد جھوٹ بولا گیا اس میں اگر اس کو بھی شامل کر لیا جائے تو غالباً پوری امت پر اتنا جھوٹ نہ بولا گیا ہوگا جتنا حضرت علیؓ پر بولا گیا۔

امام محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ سے جتنی روایات ہیں وہ عام طور پر باطل ہیں۔

ابو اسحاق سبیعی جو یہ روایت حارث سے نقل کر رہے ہیں ان کا قول ہے کہ حارث کذاب ہے۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ حارث دعویٰ کیا کرتا تھا کہ قرآن حاصل کرنا آسان ہے لیکن وحی حاصل کرنا اس سے زیادہ مشکل ہے۔

امام شعبیؒ نے ایک بار حارث کی حدیث بیان کی اور فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حارث جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

بندار کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمان بن مہدی نے میرے ہاتھ سے قلم لیا۔ اور حارث کی تقریباً ان چالیس روایات پر پھیر دیا جو اس نے حضرت علیؓ سے روایات کی تھیں۔

حمزہ الزیات کا بیان ہے کہ مرۃ الہمدانی نے اس حارث سے کوئی ایسی بات سنی جو انہیں منکر معلوم ہوئی۔ اس کے بعد حارث بولا تم ذرا بیٹھو میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔ مرۃ ہمدانی نے تلوار کھینچ لی۔ جس کا احساس حارث کو بھی ہو گیا اور وہ بھاگ گیا۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ حارث غالی قسم کا شیعہ تھا۔ حدیث میں واہی انسان تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابوبکر بن ابی داؤد کا بیان ہے کہ حارث اعور سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ فرائض کا ماہر اور سب سے زیادہ حساب جانتا تھا۔ حضرت علیؓ سے اس نے فرائض کا علم حاصل کیا۔

حارث کی روایات سنن اربعہ میں پائی جاتی ہیں۔ اور نسائی رجال کے معاملے میں بہت سخت ہیں لیکن انہوں نے اس کی روایت کو اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ اور جمہور علماء اس کی روایت کو ناقابل قبول قرار دیتے اور خاص طور پر وہ روایات جو ابواب کے تحت ہوں۔ جیسے شعبی کہ اسے کذاب بھی کہتے اور اس سے روایت بھی لیتے ہیں۔ بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ گفتگو میں اسے جھوٹوں میں شمار کرتے ہوں۔ لیکن حدیث میں نہیں۔

مرہ بن خالد نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے پانچ شاگرد ہیں۔ جن سے علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں نے ان میں سے چار کو پایا اور حارث نہ مل سکا حالانکہ یہ لوگ حارث کو ان سے چاروں سے افضل کہتے۔ حالانکہ حارث ان میں بہتر تھا۔ اور باقی تین میں اختلاف تھا کہ کون افضل ہے۔ علقمہ، مسروق اور عبیدہ۔

حارث کا انتقال ۶۵ھ میں ہوا میزان ج ۱ ص۴۳۵

امام بخاری تاریخ الصغیر میں لکھتے ہیں کہ حارث بن عبداللہ الہمدانی کے بارے میں ابراہیم کا قول ہے یہ متہم ہے۔ الضعفاء الصغیر ص۲۸۔

امام نسائی لکھتے ہیں، یہ حارث قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۲۹

دارقطنی لکھتے ہیں، یہ قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۴۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ یہ روایت ابواسحاق سے باطل ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

حضرت علیؓ جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں براق پر سوار ہو کر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

آؤں گا۔ اور میرے بھائی صالحؑ اونٹنی پر ہوں گے۔ میرے چچا حمزہؓ عضبا اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور میرے بھائی علیؓ جنت کی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ ان کے سر پر نور کا تاج ہوگا۔ میزان ج ۱ ص ۲۵۲

یہ روایت ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے۔ ذہبی کا دعویٰ ہے کہ یہ روایت کافی طویل ہے۔ اس کا راوی خزیمہ بن ماہان المروزی ہے۔ اس سے صرف یہی ایک موضوع روایت مروی ہے۔ یا تو یہ خود اس کی وضع کردہ ہے یا محمد بن احمد بن الحسن القطوانی کی وضع کردہ ہے۔ کیونکہ خزیمہ سے اسی نے اسے روایت کیا ہے اور یہ ہر دو راوی مجہول ہیں۔ میزان ج ۱ ص ۲۵۵

ویسے اس سے قبل روایت گزر چکی کہ حضرت علیؓ حضورؐ کی اونٹنی عضبا پر سوار ہوں گے لیکن مشکل یہ پیدا ہوتی ہے کہ خواہ عضبا پر حضورؐ سوار ہوں یا آپؐ کا کوئی بھائی لیکن کیا قیامت کے دن جانور بھی زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ان تمام روایات کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنا ہوگا اور اگر جواب اثبات میں ہے کہ جانور بھی اٹھائے جائیں گے تو اتنے بڑے ریوڑ کے داخلہ کو ثابت کرنا ہوگا۔

ہاں ہمیں تب بھی یہ اشکال باقی رہے گا کہ ہاشمیوں میں سے حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ کے مقام کا تو ہمیں پتہ چل گیا۔ لیکن حضرت جعفرؓ، حضرت عقیلؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ بن حارث جو جنگ بدر کے پہلے شہید ہیں وہ بے چارے پیدل ٹانگتے ہوں گے۔ اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ کس جماعت کا ساتھ دیں۔ آپ سوچ کر خود اصل تلاش کریں۔ اور کم از کم پہلے یہ طے کر لیں کہ حضرت علیؓ جنت کی اونٹنی پر سوار آئیں گے یا حضورؐ کی اونٹنی پر۔

مومن صاحبان جب یہ فیصلہ کر لیں تو ہمیں مطلع کر دیں۔

جو میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا
وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ سے محبت کی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اسے علیؓ سے محبت کرنی چاہیے۔ اور جس نے علیؓ سے محبت کی ہے اسے میری بیٹی فاطمہؓ سے محبت کرنی چاہیے۔ اور جس نے میری بیٹی فاطمہؓ سے محبت کی ہے اسے ان کے بیٹوں حسنؓ و حسینؓ سے محبت کرنی چاہیے۔

یاد رکھو کہ اہل جنت باہم خوشی کا اظہار کریں گے اور ان کے دیدار میں جلدی کریں گے۔ ان کی محبت ایمان اور ان کا بغض نفاق ہے۔ اور جس نے میرے اہل بیت میں سے کسی سے بغض رکھا وہ میری شفاعت سے محروم رہا۔ کیونکہ میں نبی مکرم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے صداقت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ تو میرے گھر والوں سے محبت کرو۔ اور میرے بھائی علیؓ سے بھی محبت کرو۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ اس کا واضع عبداللہ بن حفص ہے۔ اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ قابل اعتبار نہیں ہے۔

آل محمد نبوت کے درخت ہیں

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً آل محمد شجرۂ نبوت ہیں، آل رحمت ہیں، رسالت کا مقام ہیں، فرشتوں کے آنے کی جگہ ہیں اور علم کی کان ہیں۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے وضع کی گئی ہے اور جویبر اور بجرالسقا دونوں متروک ہیں۔ موضوعات ۵ ج ۲ ص۔

اس روایت میں پورا مذہب تشیع ظاہر کیا گیا ہے۔ جب آل محمد شجرۂ نبوت ہوئے تو ابھی نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور چونکہ حضرات آل رحمت ہیں اس لیے ان کے پاس فرشتے آتے رہتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے یہ سب حضرات علم کی کان ہیں۔

ابن جوزی نے صرف دو افراد کی جانب اشارہ کیا ہے۔ لیکن ہم ان کے ساتھ کچھ اور بھی افراد

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

شامل کر لیتے ہیں۔

ضحاک یہ مزاحم بلخی کا بیٹا ہے۔ مفسر ہے۔ ابن معین نے اس کی کنیت ابوالقاسم بیان کی ہے۔ اور فلاس نے ابو محمد۔ یہ شخص بچوں کو ادب سکھایا کرتا۔ اس کے مکتب میں تین ہزار بچے تھے اور یہ گدھے پر سوار ہو کر ان سب پر چکر لگایا کرتا۔

ایک روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ماں کے پیٹ میں دو سال رہا۔ یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے کہ شعبہ اس امر کے منکر تھے کہ ضحاک نے ابن عباسؓ سے ملاقات کی ہو۔

طیالسی نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عبدالملک بن میسرہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ضحاک نے ابن عباسؓ سے کوئی ملاقات نہیں کی۔ ہاں وہ رے میں سعید بن جبیر سے ملے اور ان سے تفسیر حاصل کی ہے۔

شعبہ نے مشاش سے نقل کیا ہے کہ میں نے مشاش سے دریافت کیا کیا ضحاک نے ابن عباسؓ سے کوئی روایت سنی ہے۔ انہوں نے جواب دیا اس نے ابن عباسؓ کو دیکھا تک بھی نہیں۔

یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے کہ یہ ضحاک ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ امام احمد، یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اور یحییٰ بن معین کا یہ بھی بیان ہے کہ ضحاک مشرقی سے مراد یہی ضحاک ہے۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ ضحاک بن مزاحم مفسر کی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔ لیکن ابن عباسؓ ابوہریرہؓ اور دوسرے تمام صحابہ جن سے یہ روایت کرتا ہے۔ اس کی اس بات پر اعتراض ہے اور صحابہ سے اس کی روایت قابل اعتراض ہے۔ ۱۰۵ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

گویا کہ ضحاک نے یہ روایت جو براءؓ سے نقل کی ہے اس پر اعتراض ہے کہ براءؓ سے اس نے ملاقات بھی کی یا نہیں۔ مصنفین صحاح نے اس کی روایت نہیں لی۔

جویبر ضحاک سے یہ روایت نقل کرنے والا جویبر بن سعید ہے۔ ابن ماجہ نے اس سے روایت لی ہے۔ اس کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتا ہے۔ بلخ کا باشندہ ہے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مفسر ہے۔ ضحاک کا شاگرد ہے۔ بلکہ ابن عباسؓ کی روایت کا مفسرین کے یہاں ایک سلسلہ اس سے چلا ہے۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ جویبر کچھ نہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں اس کی مرویات میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ نسائی اور دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے یہ متروک ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس نے کچھ روایات حضرت انسؓ سے سنی ہیں۔ اس سے حماد بن زید اور ابن المبارک نے روایت نقل کی ہے۔

اس جویبر نے ضحاک کے ذریعہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جو دس محرم کو اثمد کا سرمہ لگائے گا اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں گی۔

ابو قدامہ السرخسی نے یحییٰ بن سعید القطان سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے صحابہ سے تفسیر اخذ کرنے میں بہت تساہل سے کام لیا ہے۔ حدیث میں ان کو منہ نہ لگاؤ۔ پھر قطان نے لیث بن ابی سلیم، جویبر، ضحاک اور محمد بن السائب یعنی کلبی کا نام لیا اور فرمایا ان لوگوں کی حدیث میں تعریف نہیں کی جاتی اور ان سے تفسیر لکھی جاتی ہے! میزان ج۱ ص۴۲۷۔

بحر بن کثیر یہ بحر السقاء سے مشہور ہے۔ اس کی کنیت ابو الفضل ہے۔ ابن ماجہ نے اس سے روایت لی ہے۔ اس کے موالی بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ریگستان میں حاجیوں کو پانی پلاتا۔ یہ حسن اور زہری سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے علی بن حجر نے روایت لی ہے۔

یزید بن زریع کا بیان ہے یہ کوئی شے نہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ اس کی روایت بھی نہ لکھی جانے۔ میں اس کے مقابلہ پر تمام لوگوں کو محبوب رکھتا ہوں۔ نسائی اور دارقطنی کہتے ہیں یہ قوی نہیں متروک ہے۔

بخاری کا بیان ہے کہ یہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں۔

یہ ابو حفص عمرو بن علی الفلاس کا دادا ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں اس کی روایت نہ لکھی جائے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ بحر ضعیف ہے۔ یحییٰ بن سعید

القطان اس سے راضی نہ تھے ۔

یزید بن زریع کا بیان ہے کہ میں نے اس سے ایک روایت لکھی تھی۔ اتفاق سے ایک بلی نے آ کر وہ اس کے کاغذ پر پاخانہ کر کے چلی گئی۔ سنہ ۱۶۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

اہل بیت سے بغض رکھنے والا قیامت کے دن یہودیت کی حالت میں اٹھے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، میں سن رہا تھا۔ آپ فرما رہے تھے۔ جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز یہودی اٹھائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلم ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں۔ خواہ نماز پڑھے، خواہ روزے رکھے خواہ یہ گمان کرے کہ وہ مسلم ہے۔ اس سے صرف یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنا خون کرنے سے بچ جائے گا اور جزیہ ادا کرنے سے بچ جائے گا۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے نام سکھائے جیسے آدم کو تمام نام سکھائے گئے تھے اور میری امت کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی گھاس میں پھنسا ہو تو اس پر اصحاب الرایات (جھنڈے والے) کا گذر ہوا اور میرے علیؓ اور ان کے شیعوں کے لئے استغفار کریں۔

حنان کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ جعفر بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے یہ روایت بیان کی۔

عقیلی کا بیان ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور مشرف غالی رافضی ہے جو موضوعات کا ...

سب سے پہلے یہ امر ذہن نشین رہے کہ اہل بیت اگر عورت کی مناسبت سے بولا جائے

تو خاوند مراد ہوتا ہے اور جب مرد کی مناسبت سے بولا جائے تو بیویاں مراد ہوتی ہیں۔ قرآن میں جس جس مقام پر اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس سے بیویاں مراد ہیں یعنی اس لفظ کے لغوی معنی ہیں گھر والے یا گھر والی اور بیٹیاں اور نواسے گھر والے نہیں ہوتے اور علیؓ الخصوص اس صورت میں جب کہ انہوں نے اپنا جدا گانہ گھر بسا لیا تھا۔ تو اس صورت میں ان حضرات کو بیت علیؓ میں تو شامل کیا جا سکتا ہے بیت النبی میں یہ حضرات ہرگز شامل نہیں ہو سکتے۔

فرقہ سبائیہ نے اولاد علیؓ کو اہل بیت رسول بنا کر پیش کیا حتی کہ اس کا اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ اب پاک و ہند کا کوئی شخص ایسا نہیں جو اہل بیت کے معاملہ میں تشیع کا شکار نہ ہو حتیٰ کہ ہمارے علماء بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ نماز روزہ اور نیک اعمال یہ سب اسلام میں جن کی کوئی حیثیت نہیں اصل شئے ایمان ہے اس لیے وہ خود کو مومن کہتے ہیں۔ اور ایمان کی سب سے اولین شرط یہ ہے کہ وہ ولایت علیؓ کا قائل ہو اور ولایت علی علیہ السلام کی پہچان کا ذریعہ یہ ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کو گالیاں دیتا ہو اور انہیں کافر سمجھتا ہو۔ ان کے دور خلافت کو ایک فتنہ گردانتا ہو اور انہیں منافق سمجھتا ہو۔ اگر یہ سب کچھ سمجھنے اور ماننے کے لیے تیار ہوں تو آپ پکے مومن ہیں۔ آپ کو نہ نماز کی ضرورت ہے اور نہ روزے کی۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ یہ اصحاب الرایات شیعوں کی ایک اصطلاح ہے۔ ہر وہ شیعہ جو سُنّیوں کو قتل کرے وہ صاحب الرایہ ہے اور ہمارے سیدھے سادھے سُنّی یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ جھنڈے امام مہدی کے ساتھ آئیں گے غالباً سُنّیوں کو قتل کرنے اسی لیے آج کل اس عنوان پر تحقیق صاحب براجمان ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے یہاں گنجائش نہیں۔

اس روایت کا ایک راوی شریک ہے۔ جس پر ابن الجوزی نے الزام قائم کیا ہے۔ اب ان کا بھی کچھ حال ملاحظہ فرما لیجیے۔

شریک اس کے باپ کا نام میمون ہے کوفہ کا باشندہ ہے رافضی ہے۔ اس نے غصب کیا

——— کے ساتھ خروج میں حصہ لیا ۔ منصور نے جب اس پر کامیابی حاصل کی تو اسے قتل کر دیا ۔ عقیلی کا بیان ہے یہ غالی رافضیوں میں سے تھا ۔ میزان ج ۲ ص۱۵۱ ۔

اس روایت کا ایک راوی ۔

حرب ابن الحسن الطحان ہے ۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں ۔ یہ بات ازدی نے کہی ہے ۔ میزان ج ۱ ص۲۶۹ ۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس روایت کا تیار کرنے والا ابن ریح ہے موضوعات ج ۲ ص۔

جناب ناریح کا حال پہلے پیش کیا جا چکا ہے ۔ اس کے اعادے کی ضرورت نہیں ۔ لیکن ہمارے قارئین یہ ضرور ذہن میں رکھیں کہ اہل بیت کی محبت کے بغیر تمہارا کوئی کلمہ مقبول نہیں اور تم بے دین ہو کر اٹھو گے ۔

لیکن جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں پورے قرآن میں علیؓ و فاطمہؓ اور حسن و حسین کا نام بھی نظر نہیں آتا ۔ ہاں یہ بات ضرور ملتی ہے کہ اگر کوئی شخص اس بات کا دعویدار ہو کہ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہیں تو اس کی ایک نہ ایک روز مغفرت یقینی ہے ۔ اور اللہ نے قرآن میں تمام نیک اعمال بیان کئے لیکن کسی مقام پر بھی آپ کو اعمال کے سلسلے میں محبت علیؓ ، حب فاطمہؓ اور حب حسنین کا تذکرہ نہ ملے گا ۔ بلکہ ان چہار تن کی محبت ایک افیون ہے جو آپ لوگوں کو قرآن سے دور رکھنے کیلئے استعمال کرائی جاتی ہے ۔

شیعہ جب قبروں سے اٹھیں گے تو گناہوں سے پاک ہونگے

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے علیؓ جب شیعہ قیامت کے روز قبروں سے اٹھیں گے تو ان پر نہ کوئی گناہ ہوگا اور نہ کوئی عیب ہوگا ۔ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے دکھ کے گھڑوں میں معمولی چیز بھی نہ ملے گی ۔ ان سے پریشانیاں دور کر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دی جائیں گی۔ ان کے لئے راہیں آسمان کی جائیں گی ان کی پیشاب گاہوں کو چھپایا جائے گا۔ اور ان کے دل مطمئن ہوں گے۔ ان کو امن وایمان عطا کیا جائے گا۔ ان سے غم اٹھا لئے جائیں گے۔ لوگ ان سے ڈریں گے لیکن انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ لوگ اس وقت غمگین ہوں گے لیکن ان لوگوں کو کوئی غم نہ ہوگا۔ ان کے جسموں سے ایسے جیسے پر سوار اونٹنیوں پہ بیٹھے ہوں گے۔ اور یہ اونٹنیاں بغیر کسی محنت کے ان کے تابع کر دی جائیں گی۔ ان کی گردنیں سونے کی ہوں گی۔ لیکن یہ سونا سرخ ہوگا ریشم سے بھی زیادہ نرم ہوگا۔ اور یہ سب اللہ عزوجل کی جانب سے ان لوگوں کی کرامت ہوگی۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔

محمد بن سالم حافظ علی بن الجنید کا بیان ہے کہ محمد بن سالم متروک ہے

محمد بن علی ابو الفتح الازدی کا بیان ہے کہ محمد بن علی اور محمد بن سالم دونوں ضعیف ہیں۔

محمد بن سالم کی کنیت ابو سہل ہے۔ یہ ہمدان کا باشندہ ہے کوفہ آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ شعبی کا شاگرد ہے، ترمذی کا راوی ہے۔ محدثین نے اسے انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں اس کی روایت کو دے مارو۔ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ امام احمد اس کی حدیث روایت نہ کرتے۔ سعدی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۳ ص ۵۵۶۔

محمد بن علی الکندی، یہ ایک شخص کے واسطے سے جعفر سے روایات نقل کرتا ہے۔ اسے ازدی نے ضعیف کہا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۶۵۱۔

میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں

دیگر روایات کی طرح یہ روایت بھی عوام و خواص میں مشہور عام ہے۔ لیکن یہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر خالص جھوٹ ہے اور بازاری گپ ہے۔ امام احمد اس قسم کی روایات کو حدیث السوق ، بازاری حدیث کہا کرتے تھے۔

ملا علی قاری رقم طراز ہیں کہ دمیری، زرکشی اور حافظ ابن حجر کا قول ہے کہ یہ روایت بے بنیاد ہے سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ موضوعات کبیر ص۸۳۔

حافظ سخاوی رقم طراز ہیں۔

ہمارے شیخ ابن حجر اور ان سے قبل دمیری اور زرکشی نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت بے اصل ہے۔ بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس روایت کا کسی معتبر کتاب میں کوئی وجود نہیں۔
المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ ص۱۸۲۔ تمییز الطیب من الخبیث فی ما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث ص۷۱، تذکرۃ الموضوعات محمد طاہر پٹنی ص۲۰۔

وطن کی محبت ایمان میں داخل ہے

آج کل "وطنیت" کا فتنہ ایک بہت بڑا فتنہ بن چکا ہے۔ بلکہ اس فتنہ نے قومیت کے فتنے کو جنم دیا ہے۔ آج کے دور میں یہ دونوں فتنے بڑی بڑی قوموں اور ملکوں کو نگلے جا رہے ہیں۔ ایک جاذب نظر ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ اس فتنہ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا، اور انہیں ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک زمانہ میں یہی لوگ اقبال کا یہ شعر بڑے اسٹیج پر گا گا کر سنایا کرتے تھے کہ ؎

ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

لیکن اب دینی حضرات یہ راگ الاپنے لگے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "وطن کی محبت ایمان میں داخل ہے"

ہم اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتے کہ اسلام میں وطن سے کیا مراد ہے اور کیا وطن کی محبت ایمان کا بھی جز بن سکتی ہے؟ ویسے یہ بھی بت پرستی کی ایک شکل ہے۔ جس نے مسلمانوں میں "لات و

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مناۃ" کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ ہم تو صرف اس روایت کی حیثیت پر کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

زرکشی کہتے ہیں کہ میں اس روایت سے واقف نہیں۔ شیخ معین الدین صفوی لکھتے ہیں یہ روایت ثابت نہیں۔ حافظ سخاوی فرماتے ہیں مجھے آج تک اس روایت کی سند کا پتہ نہیں چل سکا یعنی یہ روایت ایک بازاری گپ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ موضوعات کبیر ص[illegible] المقاصد الحسنہ ص۱۹۲ تمییز الطیب من الخبیث فی مایدور علی السنۃ الناس من الحدیث ص۹۶۔

جو شخص حضرت علیؓ کے جنگوں کے بارے میں شبہ کرے وہ کافر ہے

عبید بن ابی الجعد کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے جو جنگیں لڑیں ہیں ان کے بارے میں حضرت جابرؓ سے سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا جو ان جنگوں میں شک کرے وہ کافر ہے۔ میزان ص۲۵۱ ج۲

ہمیں تو آج تک کسی جنگ میں بھی شک نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ جنگ صفین اور جنگ نہروان میں بھی شک نہیں ہوا۔ ہاں ان صحابہ اور تابعین کو شک ضرور ہوا تھا جنہوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا اور ان کی بیعت کی۔ حتیٰ کہ ۳۸ھ میں جب امیر معاویہؓ سے جنگ بندی پر صلح ہوئی اور حضرت علیؓ خلافت سے معزول کئے گئے تو ان کے پاس پورے ممالک اسلامیہ میں سے صرف کوفہ کی حکومت رہ گئی تھی۔ اور لطف یہ کہ حضرت جابرؓ خود حضرت علیؓ کے ساتھ شریک نہ تھے بلکہ وہ اہل مدینہ کے ساتھ تھے۔

سوید اس داستان کا اصل راوی سوید بن سعید الانباری ہے۔ اس کی کنیت ابو محمد ہے۔ مسلم اور ابن ماجہ میں اس کی روایات پائی جاتی ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ حافظ الحدیث تھا بہت سے ائمہ نے اس سے روایات لی ہیں۔ جب اپنے مسودہ سے روایات بیان کرتا تو درست ہوتیں لیکن اگر حافظہ پر اعتماد کر کے بیان کرتا تو غلطیاں واقع ہوتیں۔ ———— اس کی عمر کافی ہوئی۔ اور آخر میں نابینا ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اگر کسی سے روایت بیان کرتا تو لوگ لقمے دیکر اس سے روایات میں اضافہ کراتے رہتے۔ ورنہ بلحاظ تحریر یہ ثقہ ہے۔

ابو حاتم رازی فرماتے ہیں کہ یہ سچا انسان ہے لیکن تدلیس بہت کرتا ہے۔ بغوی کا بیان ہے کہ یہ حفاظ حدیث میں سے ہے لیکن امام احمد اپنے بیٹوں کو اس سے محفوظ رکھتے۔ ابوزرعہ کا بیان ہے اس کی لکھی ہوئی روایات صحیح ہوتی ہیں۔

بخاری کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں (کتاب الضعفاء للنسائی صفحہ ۵۲) ذہبی نے نسائی کا بیان نقل کیا ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔ اور ترمذی نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ بے پناہ ضعیف ہے۔

یعقوب نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ ایک انسان امام احمد کے پاس اس سوید کی کتاب الفضائل لے کر آیا جس میں سوید نے حضرت علیؓ کو اول نمبر رکھا تھا اور ابو بکرؓ کا بعد میں تذکرہ کیا تھا اس پر امام احمد کو تعجب ہوا اور فرمایا کہ ممکن ہے کسی مخالف نے اس کی جانب سے یہ بات اڑائی ہو۔ صالح جزرہ کا بیان ہے کہ اگرچہ سچا ہے لیکن آخر میں نابینا ہو گیا تھا۔ لوگ اسے ان امور کی تلقین کرتے رہتے جو اس کی احادیث میں موجود نہ تھی۔

حضورؐ کی تائید حضرت علیؓ سے کی گئی

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے عرش پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ۔ محمد عبدی ورسولی۔ ایدتہ بعلی۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

(وہ میرا ایک خلیفہ ہے، محمد میرے بندے اور میرے رسول ہیں جن کی تائید میں نے علیؓ کے ذریعہ کی۔

حالانکہ اس عبارت میں وحدہ کا لفظ عربی لحاظ سے غلط ہے۔

عباس بن بکار

اس روایت کا راوی عباس بن بکار الضبی البصری ہے۔ دارقطنی کا بیان ہے۔ یہ عباس کذاب ہے۔ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۱۲۳۔

عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی روایات میں اکثر وہم پایا جاتا ہے کتاب الضعفاء للعقیلی ص ۱۲۳
ذہبی لکھتے ہیں کہ اس روایت کا واضع یہی ہے ذہبی نے عقیلی سے نقل کیا ہے اس کی اکثر احادیث منکر ہوتی ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۳۸۲۔

اس عباس نے یہ روایت خالد بن ابی عمرو الازدی سے نقل کی ہے جو قطعاً مجہول ہے۔

محمد بن السائب

خالد نے یہ کہانی محمد بن السائب الکلبی سے نقل کی ہے جو مشہور رافضی اور کذاب ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے گزر چکا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اس نے ابو صالح کے نام سے ایک تفسیر وضع کی۔ جس کا نام تفسیر ابن عباسؓ رکھا اور یہ بھی بیان کیا کہ ابو صالح نے یہ تفسیر ابن عباسؓ سے نقل کی ہے حالانکہ اس ابو صالح نے زندگی میں ابن عباسؓ کو نہیں دیکھا اور کلبی نے اس ابو صالح کو نہیں دیکھا۔ اسی کلبی کو جب بھی جھوٹ بولنا ہوتا ہے تو ابو صالح کو قبر سے باہر نکال لاتا ہے۔ موجودہ تفسیر ابن عباسؓ اس کے جھوٹ کا ایک شاخسانہ ہے۔

علیؓ سے منافق کے سوا کوئی بغض نہیں رکھ سکتا

علی بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نے تمہارے منبر پر علی بن ابی طالبؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا اے علیؓ تجھ سے مومن کے سواء کوئی محبت نہیں کر سکتا اور منافق کے سواء کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔ میزان ج ۲ ص ۱۸۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حالانکہ صحیح حدیث یہ ہے کہ حب الانصار من الایمان کہ انصار کی محبت ایمان میں داخل اور انصار کا بغض نفاق میں داخل ہے۔ اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ سبائی برادری کے نزدیک صرف پانچ آدمی مؤمن باقی رہ گئے تھے۔ اور اتفاق سے ان میں ایک بھی انصاری نہ تھا۔ اس سے یہ امر تو واضح ہو کر سامنے آ گیا کہ کوئی انصاری مذہب سبائیہ میں مؤمن نہیں ہے۔ اسی طرح مہاجرین میں سے سوائے پانچ آدمیوں کے سب منافق ہیں۔ گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ۲۳ سالہ کوشش کی اسکا حاصل یہ نکلا کہ صرف پانچ آدمی اسلام لائے۔ بقیہ تو منافق تھے۔

ربیع بن سہل اس کا راوی ربیع بن سہل بن الرکین بن الربیع بن عمیلۃ الفزاری ہے۔ دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے یحیٰی بن معین کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ بخاری کہتے ہیں یہ خود اپنی روایت کی مخالف روایت بھی نقل کرتا ہے۔ میزان ج ۲ صـ ۴۱۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للبخاری صـ [illegible] کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی۔ صـ ۴۱

احمد بن صبیح اس ربیع بن سہل سے نقل کرنے والا احمد بن صبیح ہے اور یہ مجہول ہے۔

دلال احمد بن صبیح سے اسے قاسم بن محمد الدلال نقل کرتا ہے۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۳ صـ ۳۷۶۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی صـ ۳۲۲

اے علیؓ تجھ سے مؤمن کے سواء کوئی محبت نہیں کر سکتا

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں علیؓ سے یہ کہتے سنا کہ تجھ سے بجز مؤمن کے کوئی محبت نہیں کر سکتا اور منافق کے سوا تجھ سے کوئی بغض نہیں رکھ سکتا میزان ج ۳ صـ ۲۵۳۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سابقہ صفحات میں حضرت بریدہؓ کے حوالہ سے یہ بات گزر چکی کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔

ھل تبغض علیا — کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ اس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

لا تبغض فان فی الخمس — اس سے بغض نہ رکھو۔ کیونکہ خمس میں اس

اکثر من ذالک۔ — کا حصہ اس سے بہت زیادہ ہے۔

یعنی اگر بغض کی وجہ باندی حاصل کرنا ہے تو پھر تو بغض نہ رکھو۔ کیونکہ اس کا خمس میں اس سے زیادہ حصہ ہے۔ (اور اگر کوئی اور شرعی وجہ ہے تو دوسری بات ہے)

گویا بلا ضرورت شرعیہ تو کسی مسلمان سے بھی بغض جائز نہیں۔ کجا کہ حضرت علیؓ سے لیکن بغض کو منافقت قرار دینا اور اسے پھر حضرت علیؓ کے ساتھ مخصوص کرنا یہ مسئلہ ضرور غور طلب ہے اور خاص طور پر جب کہ بخاری میں بھی یہ مروی ہے۔

بغض الانصار من النفاق — انصار سے بغض نفاق میں داخل ہے۔

اور چونکہ فرقہ شیعہ انصار کو مسلمان بھی نہیں مانتا اس لحاظ سے اس روایت میں ترمیم ضروری تھی۔ لہٰذا انہوں نے ترمیم کر کے سابقہ روایت تیار کی۔

عبداللہ بن عبدالرحمان اس روایت کا راوی عبداللہ بن عبدالرحمان الانصاری ہے ہے۔ جس کی کنیت ابو نصر ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس کی روایت پر اعتراض ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس کی یہ روایت منکر ہے۔

مساور الحمیری اس عبداللہ بن عبدالرحمان نے یہ روایت مساور الحمیری سے نقل کی ہے۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کی روایت منکر ہے۔ میزان ج ۴ صـ ۹۵۔

جب مساور مجہول ہوا اور اس نے یہ روایت اپنی ماں کے ذریعہ نقل کی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کی ماں بیٹے سے بھی زیادہ مجہول ہوگی۔

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت علیؓ وصی رسولؐ ہیں

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے بارے میں ارشاد فرمایا، یہ میرا وصی ہے، میرے راز کی جگہ ہے اور جن لوگوں کو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سب سے بہتر ہے۔ میزان ج ۱ ص ۳۵

ابو عصام خالد بن عبید البصری

اس روایت کا راوی ابو عصام ہے۔ امام بخاری کا قول ہے کہ اس روایت پر اعتراض ہے۔ حاکم کا بیان ہے کہ یہ حضرت انسؓ سے موضوع احادیث نقل کرتا ہے۔

ابو عصام سے یہ روایت نقل کرنے والا علاء بن عمران ہے اور علاء سے عبداللہ بن محمد۔ یہ ہر دو مجہول ہیں ہمیں حدیث کی کسی کتاب میں ایسی کوئی صحیح روایت نظر نہیں آئی جو حضرت انسؓ نے حضرت سلمانؓ سے نقل کی ہو۔ انہوں نے صحابہ میں سے ابو بکرؓ و عمرؓ سے تو روایات لی ہیں مگر ان کی تمام روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست مروی ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً سوا دو ہزار ہے ایسی روایات جو انہوں نے حضرت سلمانؓ سے نقل کی ہوں ان کی تعداد بیسؓ سے زیادہ نہیں۔ وہ بھی شیعوں کی وضع کردہ۔ حضرت انسؓ ان افراد میں شامل ہیں جنہوں نے حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا کوئی ساتھ نہیں دیا اور امیر معاویہؓ، یزید، عبدالملک بن مروان اور ولید کی بیعت کی اور ان کا ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ جنگ قسطنطنیہ میں یزید کی ماتحتی میں شریک ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کی تخلیق ایک درخت سے ہوئی

سیوطی نے ابن عدی کے حوالے سے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میں تھے۔ تو حضرت علیؓ آپ کے سامنے تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؓ ادھر آؤ۔ اپنی پانچ چیزوں کو میری پانچ چیزوں میں شامل کر لو۔ اور پھر فرمایا۔

اے علیؓ میں اور تو ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں اس کی جڑ میں ہوں تو اس کی شاخ ہے۔ حسنؓ و حسینؓ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ جو شخص ان میں سے ایک شاخ تھام لے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

اے علیؓ اگر میری امت اتنے روزے رکھے کہ کمان کی طرح سوکھ جائے اور اتنی نمازیں پڑھے کہ رسی کی طرح بن جائے لیکن وہ تجھ سے بغض رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔ اللآلی المصنوعہ فی احادیث الموضوعہ ج ۱ ص ۱۶۳ میزان ج ۲ ص

سیوطی کہتے ہیں ابن عدی نے یہ روایت نقل کر کے کہا ہے کہ اسے عثمان بن عبد اللہ الشامی کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا اور اس کی روایات موضوع ہوتی ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ سیوطی نے ابن عدی کا مختصر تبصرہ نقل کر دیا۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس قسم کی ایک موضوع کہانی کی تائید میں سیوطی نے یہ روایت پیش کی تھی تاکہ اس کے موضوع ہونے میں شک پیدا کیا جائے اور پھر کثرت طرق کے فارمولے پر عمل کرتے ہوئے اسے حسن قرار دیا جائے۔

اس میں غرض تو یہ ہے کہ اس پنج تنی فارمولے میں حضرت فاطمہؓ کو داخل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ آج تک جتنے پنج تنی فارمولے عمل میں آئے ان میں چار دیوتاؤں کے ساتھ ایک دیوی بھی ضرور شامل رہی ہے۔ ہندوؤں کے پنجاب میں سیتا نامی دیوی موجود ہے۔ قوم نوح کے پنج تن میں سواع نامی دیوی موجود ہے۔ غالباً راوی روایت وضع کرتے وقت یہ بات بھول گیا کہ پنج تن میں ایک دیوی کا شامل ہونا ضروری ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ لفظ پنج تن فارسی لفظ ہے۔ عربی زبان میں اس سبائی فارمولے کے لیے کوئی لفظ نہیں پایا جاتا یہ اس امر کی شہادت ہے کہ اس فارمولے نے ایران میں جنم لیا۔ جس طرح مشکل کشا، دستگیر، پیران پیر، غریب نواز اور داتا وغیرہ خالص فارسی الفاظ ہیں۔ یہ سب مال ایرانی فیکٹری کا تیار کردہ ہے۔ ورنہ عربی کتابیں ان ناموں سے پاک نظر آئیں گی۔

عثمان بن عبد اللہ الاموی الشامی

اس کے نسب نامہ میں زبردست اختلاف ہے بہر صورت یہ اموی اور شامی ہے۔ راویوں اور

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

شاگردوں میں دو چار افراد ہی ایسے گزرے ہیں جن میں تشیع پایا جاتا ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ نصیبین اور دار البلاد میں سکونت پذیر رہا۔ یہ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایات پیش کرتا ہے۔ ابن عدی نے اس کی متعدد روایات بیان کر کے انہیں موضوع قرار دیا۔ جن میں ایک روایت یہ بھی ہے۔ اس کی روایت کا بیان کرنا بھی حلال نہیں۔ میزان ج ۳ ص ۴۱۔

عثمان بن عبداللہ نے یہ روایت عبداللہ بن لہیعہ سے نقل کی ہے جو اکثر محدثین کے نزدیک ناقابل اعتبار اور شیعہ ہے۔ اس کا تفصیلی حال ہم دوسری جگہ بیان کر چکے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ غالی شیعہ ہے میزان ج ۲ ص ۴۷۷۔ بخاری کہتے ہیں ضعیف ہے۔ الضعفاء الصغیر بخاری ص ۱۲ نسائی کا قول ہے کہ عبداللہ ضعیف ہے۔ الضعفاء و المتروکین للنسائی ص ۶۲۔

اس مضمون کی ایک روایت حضرت عبدالرحمن بن عوف کی جانب منسوب کی گئی ہے جو حسب ذیل ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ فرماتے ہیں احادیث میں باطل باتیں شامل ہونے سے قبل مجھ سے سوالات کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں درخت ہوں، فاطمہؓ اس کی جڑ ہیں، علیؓ اس کا تنا ہیں، حسنؓ و حسینؓ اس کے پھل ہیں، اور ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں، اور اس درخت کی جڑ جنت عدن میں ہے، اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ جڑ، تنا، شاخیں، پھل اور پتے سب جنت میں ہیں۔ اللآلی المصنوعہ ج ۱ ص ۳۶۸۔ میزان ج

عثمان بن عبداللہ

سیوطی کہتے ہیں یہ روایت موضوع ہے اس کا واضع مینا بن ابی مینا ہے۔ اس مینا سے عثمان بن عبداللہ شامی نے اسے نقل کر کے حضرت جابرؓ کی جانب منسوب کر کے پہلی روایت کی صورت میں بیان کر دیا۔ یہ عثمان بن عبداللہ خود وضاع الحدیث ہے۔ اس نے مینا کی روایت میں ترمیم کر کے اسے ایک نئی روایت بنا کر پیش کر دیا ہے۔

حاکم نے یہ کہانی مستدرک میں نقل کر کے دعویٰ کیا ہے کہ مینا ابن ابی مینا صحابی ہے۔ ذہبی کہتے ہیں یہ قطعاً غلط ہے، نہیں بلکہ آج تک کسی نے اسے صحابی نہیں کہا ہے۔

ہمام

حاکم یہ بھی کہتے ہیں کہ عبدالرزاق بن ہمام اس کا باپ اس کا ماما سب ثقہ ہیں۔ عبدالرزاق سے اسے اسحاق دبری نے روایت کیا ہے جو سچا ہے۔ ذہبی کہتے ہیں اسے اسحاق دبری سے نقل کرنے والا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابن جبرہ جیسے جو کذاب ہے۔ اس لئے ذہبی کی جانب غلطیات منسوب کی جا کر کو شرم نہیں آتی کہ اس قسم کی کھاتات نقل کرکے انہیں بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیتا ہے۔ اللآلی ج ۱ صـ۲۰۱۔

ہمارے نزدیک اس روایت کا ایک بھی راوی ایسا نہیں جو قابل اعتماد ہو۔

اس روایت کو حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے نقل کرنے والا مینا ابن ابی مینا ہے۔

مینا ابن ابی مینا اس سے ہمام کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ حاکم نے یہ بے پرکی اڑائی کہ یہ صحابی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ کھلا جھوٹ ہے۔ ابو حاتم رازی کا یہ قول ہے کہ یہ مینا جھوٹ بولتا ہے۔ یحییٰ بن معین اور نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں متروک ہے۔

عباس دوری کا بیان ہے کہ میں نے امام یحییٰ بن معین کو یہ فرماتے سنا کون مینا؟ وہ خر جو اپنی ماں کی پیشاب گاہ جا تو پھرتا ہے اور صحابہ کو برا کہتا ہے۔ الغرض یہ مینا کسی کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔ میزان ج ۴ صـ۲۱۹

مینا سے یہ داستان نقل کرنے والا ہمام الصنعانی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے کوئی روایت نہیں کرتا۔ یہ ہمام عبد الرزاق بن ہمام کا باپ ہے۔ اور اس سے اس کے بیٹے کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ عقیلی کہتے ہیں اس کی احادیث محفوظ نہیں۔ میزان ج ۴ صـ۳۰۸۔

عبد الرزاق ہمام سے اسے نقل کرنے والا عبد الرزاق ہے۔ یہ متعدد محدثین کے نزدیک امام الحدیث ہے۔ لیکن آخر عمر میں اس کی عقل جاتی رہی تھی۔ آخر کی سب حدیثیں منکر ہوتی ہیں جب کہ محدثین کے ایک گروہ کا دعویٰ ہے کہ وہ رافضی ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ اہل بیت اور صحابہ کرام کے بارے میں اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کی ایسی روایات قابل قبول نہیں جس سے رافضیوں کی ہمنوائی ہوتی ہو۔

عبد الرزاق سے یہ کہانی نقل کرنے والا حسن بن علی بن زکریا ہے جو ابو سعید العدوی کی کنیت سے مشہور ہے۔ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتا۔ اس کی روایات بیان کرنا بھی حلال نہیں۔ میزان ج ۱ صـ۵۰۶۔

اس قسم کی خرافات نے سنیوں کو بھی شیعہ بنا دیا۔ ہمارا سنی بے چارہ یہ بھی نہیں سوچتا کہ جب جنت پہ شیعہ قبضہ جما بیٹھیں گے تو تمہارا داخلہ اسی طرح ممنوع قرار پائے گا۔ جس طرح عید غدیر اور عید باشجاع میں سنیوں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کا داخلہ ممنوع ہے۔ یہ جب ہمارے تمام نہاد دشمن کو دھر جائیں گے۔ سبائی برادری انہیں اپنے صدر میں داخل نہ ہونے دے گی اور یہ خود وہاں جانے کے لئے تیار نہ ہوں گے جہاں ان کے مقبول خاکی رونق افروز ہوں گے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اگر ہمارا دشمن جماعت اس گھر کی داستان سے واقف ہوتے تو مجلس شوریٰ میں حضرت عثمان کو حضرت علیؓ پر فضیلت نہ دیتے۔ ان کا یہ عمل خود اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ داستان جھوٹی ہے۔

اس میں ایک روایت یہ بھی ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام انسان مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن میں اور علیؓ ایک درخت سے پیدا ہوئے۔ میزان ۲ ، ۳۶۲

آج تک تو ہم یہ سنتے اور پڑھتے آئے تھے کہ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ قرآن کا یہی دعویٰ ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

لیکن اب یہ پڑھ کر کہ یہ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کرنے کی فکر دامنگیر ہو گئی ہے کہ ہماری پیدائش کس درخت سے ہوئی۔ آپ حضرات اس سلسلہ میں ہماری کچھ مدد فرمائیں اور اپنے متعلق بھی بتا جائیں۔

صباح بن یحییٰ عقیلی نے یہ داستان روایت کر کے بیان کیا ہے کہ اس کا راوی صباح بن یحییٰ ہے جو متروک ہے اور اس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔

حارث بن حصیرہ صباح نے یہ روایت حارث بن حصیرہ سے نقل کی ہے۔ جو غالی رافضی ہے۔ حضرت علیؓ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتا تھا۔

جُمَیع بن عثمان وہ یہ روایت جمیع بن عثمان سے نقل کر رہا ہے۔ اور جمیع مجہول ہے۔

سابقین تین ہیں

طبرانی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اصل سابقین تو صرف تین ہیں۔ اول تو یوشع بن نون جنھوں نے حضرت موسیٰؑ کی جانب سبقت کی۔ دوسرے صاحب یٰسین جنھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی طرف سبقت کی۔ تیسرے

حضرت علیؓ صفوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سبقت کی۔

حسین بن حسن ناصرالدین البانی لکھتے ہیں۔ یہ روایت اگر موضوع نہیں تو شدید ضعیف ضرور ہے کیونکہ حسین بن حسن الکوفی جو الاشقر کے لقب سے موسوم ہے غالی شیعہ ہے۔ بخاری نے اُسے انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ تاریخ صغیر میں لکھتے ہیں کہ اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔

عقیلی نے ضعفاء میں بخاری سے نقل کیا ہے کہ اس پر اعتراض ہے۔ ابن عدی کامل میں لکھتے ہیں سعدی کا قول ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے۔ نیک لوگوں کو گالیاں دیتا تھا۔ اگرچہ بعض نے اسے ثقہ کہا ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ جو روایات پیش کرتا ہے اس میں تمام نقائص صرف اسی کے پیدا کردہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اس سے نقل کرنے والے بھی کچھ اجزاء اس میں شامل کر دیتے ہیں، اس طرح وہ روایت کئی اشخاص کی فن کاری کا نمونہ ہوتی ہے۔ بلکہ کوفہ کے بعض ضعیف راویوں کی ایک جماعت کا دستور یہ تھا کہ وہ ہر کہانی کو اس حسین کی جانب منسوب کر دیتے۔ اگرچہ اس میں کچھ الفاظ حسین کے بھی ہوتے ہیں۔

حسین بن ابی السری العسقلانی یہ محمد بن ابی السری کا بھائی ہے۔ ابوداؤد لکھتے ہیں ضعیف ہے۔ محمد بن ابی السری جو اس کا بھائی ہے

اس کا بیان ہے کہ میرے بھائی حسین سے کوئی روایت نہ لکھو کیونکہ وہ کذاب ہے۔ (اچھا کہا ہے کسی نے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے) میزان ج ۱ ص ۵۳۱

ابو عروبہ الحرانی کا بیان ہے کہ وہ میرے والد کا ماموں تھا لیکن پکا جھوٹا تھا۔ ابن عدی نے اس کے جھوٹ کے ثبوت کے لئے یہ روایت بیان کی۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں یہ روایت منکر ہے اور اسے حسین اشقر کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور شیعہ ہے متروک ہے یہی بات ساوی نے عقیلی سے نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں۔ ابن خفیہ سے اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن خفیہ اللہ ان سے پہلے لوگوں پر کھلا جھوٹ ہے۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ج ۱ ص ۳۶۱

نسائی لکھتے ہیں حسین الاشقر قوی نہیں۔ الضعفاء والمتروکین ص ۲۳ دارقطنی اپنی الضعفاء والمتروکین

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تک لکھتے ہیں یہ قوی نہیں ہے۔ میزان ج ۱ ص ۵۳۱۔ مقتلۃ ۰ تاریخ الکبیر ج ص ۳۸۵۔

حسین بن ابی السّری نے یہ داستان حسین بن حسن الاشقر سے نقل کی ہے ان کا حال ابھی باب حطہ والی روایت میں گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ اس حسین بن ابی السّری سے یہ داستان نقل کرنے والا بھی حسین نامی ہے۔ اسے حسین بن اسحاق کہا جاتا ہے۔ یہ طبرانی کا استاد ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک یہ قابل صد احترام ہے۔ اس لئے کہ ہم شخصیت پرستی کے مرض میں سر سے پیر تک غرق ہیں۔

ہم تو قرآن میں جب سورۂ طٰہٰ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سورت سے ہمارے سامنے یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب کوہ طور پر نبوت ملی تو انہوں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔

اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دیجئے۔ میرے لئے میرا کام آسان کر دیجئے۔ میری زبان کی گرہ کھول دیجئے۔ وغیرہ وغیرہ اور اسی دعا میں یہ بھی ہے کہ ہارون کو میرا وزیر بنا دیجئے تاکہ میری کمر مضبوط ہو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سورت طٰہٰ کے دوسرے رکوع میں پایا جاتا ہے۔ جب کہ موسیٰ علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد ابھی کہیں نکلے بھی نہیں۔ اس صورت میں سب سے پہلی سبقت حضرت ہارون علیہ السلام کو حاصل ہوئی۔ حضرت یوشع علیہ السلام ان دو افراد میں داخل تھے جنہیں بیت المقدس تحقیق حال کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور انہوں نے واپسی کے بعد صحیح صورت حال بیان کی تھی۔

اور رہ گئی لیٰسین کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سبقت تو تمام مفسرین اور قرآء اس پر متفق ہیں کہ لفظ یٰسین حروف مقطعات میں داخل ہیں۔ اسے کسی کا نام قرار دینا اور پھر اسے عیسیٰ علیہ السلام کا حواری بنانا یہ انہی بچوں کی خود ساختہ ایجاد ہے۔ اس لفظ کا کسی نام سے کوئی تعلق نہیں۔ غالباً اسی لئے ہمارے علمائے اہل سنت نے اسے حضور کا نام بتا دیا۔

حتیٰ کہ ہمارے قرآن شائع کرنے والے اداروں نے جب حضور کے ننانوے نام وضع کئے تاکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ میں کوئی فرق باقی نہ رہے تو ان ننانوے ناموں میں ایک نام یٰسین بھی شامل کیا گیا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب سبقت کا خانہ خالی ہو گیا۔ اب سبقت کرنے والے بجائے تین کے دو رہ گئے۔

لیکن چونکہ ہم کند ذہن واقع ہوئے ہیں۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ہر بات اپنی جگہ صحیح ہے۔ کسی چیز کی

تردید کی ضرورت نہیں۔

حضرت علیؓ تمام نیک لوگوں کے امام ہیں

خطیب نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے المستدرک میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

علیؓ نیک لوگوں کے امام اور فاجروں کے قاتل ہیں۔ جو ان کی مدد کرے اس کی مدد کی جائے گی۔ اور جو انہیں رسوا کرے گا اسے رسوا کیا جائے گا۔ تاریخ بغداد ج ۴ ص ۲۱۹، المستدرک ج ۳ ص ۱۲۹۔

حاکم نے اسے "المستدرک" میں روایت کر کے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔ لیکن حافظ ذہبی اس کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قلت بل واللّٰہ موضوع واحمد کذاب فما اجھلک علی سعۃ معرفتک۔	میں کہتا ہوں بلکہ اللہ کی قسم یہ موضوع ہے، اور احمد کذاب ہے۔ حاکم نے اپنی اس وسعت علمی کے باوجود کتنی بڑی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

احمد بن عبداللہ بن یزید الحرانی یہ شخص سامرہ میں رہتا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ شخص احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ پھر ابن عدی نے اس کی موضوع روایات ذکر کیں۔ اس کا انتقال ۲۴۰ھ میں ہوا۔ میزان ج ۱ ص ۱۰۱

عبدالرزاق بن ہمام یہ تمام صحاح ستہ کا راوی ہے۔ لیکن شیعہ ہے اور آخر عمر میں پاگل ہو گیا تھا شیعہ ہونے کے ناتے وہ روایات قابل قبول نہیں جس سے تشیع کی تائید ہوتی ہو۔ ہم اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کر چکے ہیں۔

عبداللہ بن عثمان بن خثیم اس کی سند کا ایک اور راوی عبداللہ بن عثمان بن خثیم المکی ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی اس کی روایت نہ لیتے۔ اور نسائی کہتے ہیں اس کی حدیث کمزور ہے۔ میزان ج ۲ ص ۴۵۲

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تعجب تو حاکم پر ہے کہ وہ موضوع روایت کو بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے محدثین کا قول ہے۔

لاتغتر بتحسين الترمذي و — جس حدیث کو ترمذی حسن کہیں اور حاکم جس

لا بتصحيح الحاكم ۔ — حدیث کو صحیح کہیں ہرگز دھوکہ نہ کھانا۔

اس روایت کا ایک راوی شیعہ ہے ایک ضعیف اور ایک وضاع الحدیث ہے۔ پھر بھی حاکم اسے صحیح کہہ رہے ہیں۔ اور حاکم نے اس قسم کی بے پناہ غلطیاں کی ہیں۔ حتیٰ کہ محمد بن جعفر کتانی نے تحریر کیا کہ مستدرک کا چوتھائی حصہ منکرات اور واہی روایات سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں سو سے زیادہ روایات موضوع ہیں۔ الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۹۔

حاکم ذہبی کی نظر میں

ان کا نام محمد بن عبداللہ الضبی النیشاپوری الحاکم ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ حافظ حدیث ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں۔

لیکن اپنی مستدرک میں بہت سی ساقط الاعتبار روایات کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ بلکہ یہ حرکت اکثر کرتے رہتے ہیں۔ یہ تو میں نہیں جانتا کہ یہ بات حاکم سے مخفی رہی یا کہ وہ جاہل ہے۔ اور اگر انہوں نے جان بوجھ کر یہ کام کیا ہے تو یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ پھر اس معاملہ میں حاکم شیعہ مشہور ہیں۔ ہاں ابوبکرؓ وعمرؓ پر کچھ نہیں اچھالتے لیکن گو کہ ——— ابن طاہر تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ میں نے ابو اسماعیل عبداللہ الانصاری سے ابوعبداللہ الحاکم کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے جواب میں فرمایا۔ حدیث میں تو امام ہے۔ لیکن رافضی خبیث ہے۔

ذہبی لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتا ہے۔ وہ رافضی تو نہیں لیکن شیعہ ضرور ہے۔

ان کی بیان کردہ بدبختیوں میں سے ایک بدبختی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختون پیدا ہوئے اسی طرح یہ روایت کہ علی وصی ہیں۔ بہرصورت وہ فی الدلالت سچے ہیں۔ اور ان کی معرفت حدیث پر سب کا اتفاق ہے۔ میزان ج ۳ ص ۶۰۸۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ حاکم رافضی ہے۔ اس نے المستدرک میں حدیث طیر روایت کی ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بقول آپ ہی اللہ تعالیٰ انصاف پسند فرماتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور طبرانی میں موجود ہے لہذا فیصلہ سب کے لئے یکساں ہونا چاہیے۔

اے علیؓ تیرے علاوہ مجھے کوئی غسل نہ دے

حافظ ابو بکر بن البزار نے اپنی مسند میں حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ تیرے (علیؓ) علاوہ کوئی مجھ کو غسل نہ دے۔ کیونکہ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا وہ نابینا ہو جائے گا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں عباسؓ اور اسامہؓ مجھے پردے کے پیچھے سے پانی تھما رہے تھے۔

بزار نے جو اس کی سند پیش کی ہے۔ اس کے راوی یہ ہیں۔ محمد بن عبد الرحیم، عبد الصمد بن النعمان، کیسان ابو عمرو، یزید بن بلال، حضرت علیؓ۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ روایت بیہقی نے بھی کیسان ابو عمرو سے نقل کی ہے لیکن یہ روایت انتہا سے زیادہ غریب ہے۔ البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۶۱

یہ روایت ابن سعد نے بھی طبقات میں عبد الصمد بن النعمان سے ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (علیؓ) وصیت فرمائی کہ تیرے علاوہ کوئی مجھ کو غسل نہ دے۔ ورنہ جس شخص کی نگاہ میری شرمگاہ پر پڑے گی وہ نابینا ہو جائے گا۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ فضلؓ اور اسامہؓ مجھے پردے کے پیچھے سے پانی دے رہے تھے۔ اور ان کی آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ اور جب میں کسی عضو کو ہلاتا تو مجھے یہ محسوس ہوتا کہ مجھ میں تیس آدمیوں کی قوت پیدا ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ میں آپ کے غسل سے فارغ ہوا۔ طبقات ج ۲ ص ۲۸۰۔

قارئین کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا۔ لیکن حضرت فضلؓ آپ کو کروٹیں تبدیل کرا رہے تھے۔ اور عباسؓ، اسامہؓ اور شقرانؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے پانی ڈال رہے تھے۔ اور بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے بجائے ان کے صاحبزادے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نشین قریب تھے ۔
ہمیں تو حیرت اس امر پر ہے کہ اس روایت کے راوی تینوں کتابوں میں ایک ہی ہیں لیکن تینوں روایتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ آنکھوں پر پٹی باندھنے کی کہانی بہت دلچسپ ہے کیا اچھا ہوتا کہ راوی حضرت علی رضی کے بھی پٹی بندھوا دیتا ۔ لہٰذا ہم صرف تین راویوں عبدالصمد، کیسان ابو عمرو اور یزید بن بلال پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں ۔

عبدالصمد بن النعمان یہ بغداد کا باشندہ تھا ۔ بزاز تھا ۔ صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کسی نے اس سے روایت نہیں لی ۔ یحییٰ بن معین وغیرہ کہتے ہیں ثقہ ہے ۔ دارقطنی اور نسائی کا بیان ہے کہ قوی نہیں ۔ میزان ج ۲ ص ۶۲۱ ۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے ۔ ابراہیم الجنید کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے اس کی حدیث کے بارے میں دریافت کیا ۔ انہوں نے فرمایا میں اسے جھوٹا نہیں سمجھتا ۔ عجلی کہتے ہیں ثقہ ہے ۔ لسان المیزان ج ۴ ص ۲۳

کیسان ابو عمرو اسے قصار بھی کہا جاتا ہے ۔ یزید بن بلال سے روایات نقل کرتا ہے ۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں ضعیف ہے ۔ عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد امام احمد سے اس کے بارے میں دریافت کیا ۔ فرمایا یہ ضعیف الحدیث ہے ۔
اس سے عبداللہ بن النعمان ، محمد بن ربیع اور عبیداللہ بن موسیٰ نے روایات نقل کی ہیں ۔ اس میں [illegible] ہے ۔ اور اس کی یہ روایت اشباہ سے زیادہ منکر ہے ۔ میزان ج ۳ ص ۴۱۲ ۔
عبدالرحمان بن ابی حاتم لکھتے ہیں ۔ اس کیسان ابو عمرو نے یزید بن بلال سے روایت نقل کی ہیں ۔ یہ اس کا ماتحت تھا ۔ اس سے متعدد افراد نے روایات نقل کی ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے اس کے بارے میں دریافت کیا ۔ انہوں نے فرمایا ضعیف الحدیث ہے ۔ الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۶۶

یزید بن بلال کہا جاتا ہے کہ یہ اصحاب علی رضی میں داخل ہے ۔ اور محدثین تمام اصحاب علی رضی کو کذاب کہتے ہیں ۔ عبدالرحمان بن ابی حاتم لکھتے ہیں یزید بن بلال بن الحارث الفزاری حضرت علی رضی سے روایت نقل کرتا ہے ۔ اس سے کیسان ابو عمرو کے علاوہ کسی نے روایت نقل نہیں کی ، مجھ سے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میرے والد نے اتنی ہی بات بیان فرمائی ۔ الجرح والتعدیل ج ۹ صہ ۱۵۲ ۔

ذہبی لکھتے ہیں یہ حضرت علیؓ سے روایت نقل کرتا ہے جو صحیح نہیں ۔ بخاری کہتے ہیں یزید بن بلال نے جو حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے ۔ اس پر اعتراض ہے ۔ اس سے کیسان ابوعمرو الجبری روایت نقل کرتا ہے جو صحیح نہیں

گویا اس کا آتا پتہ معلوم کرنے کے لیے عراق کے کنوؤں میں کانٹے ڈالنے پڑیں گے ۔

اس مضمون کی ایک روایت ابن عباسؓ کی جانب بھی منسوب کی جاتی ہے ۔ جو انتہائی مختصر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؓ میرے علاوہ مجھے کوئی غسل نہ دے ۔

یہ روایت ان روایات میں داخل ہے جن کے ذریعہ حضرت علیؓ کا وصی ہونا ثابت کیا جاتا ہے ۔

زرارہ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کا لڑکا زرارہ بن اعین الکوفی ہے جو کٹر رافضی ہے ۔

نہ صرف رافضی بلکہ فقہ جعفریہ کے چار ستونوں میں سے ایک ستون ہے ۔ اس کا دعویٰ تھا کہ ہمارا امام یعنی جناب جعفر جھوٹا ہے ۔ اور امام کا دعویٰ یہ تھا کہ زرارہ جھوٹا ہے ۔ حتیٰ کہ اس نے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی ۔ جس کا نام زراریہ تھا ۔ اور بقول اس کے جعفر نے امامت اسے منتقل کر دی تھی ۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ سعید بن منصور نے ابن السماک سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا ۔ قادسیہ کے مقام پر میری ملاقات اس زرارہ بن اعین سے ہوئی ۔ مجھ سے بولا کہ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے وہ یہ کہ اگر مدینہ میں تمہاری ملاقات جعفر بن محمد سے ہو تو انہیں میرا سلام کہنا اور ان سے میرے بارے میں پوچھنا کہ میں جنتی ہوں یا دوزخی ۔ میں نے یہ سن کر انکار کر دیا ۔ اس نے کہا وہ یہ بات جانتے ہیں کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی ۔ تم سوال ضرور کرنا ۔ حتیٰ کہ اس نے اتنا اصرار کیا کہ میں نے مجبور ہو کر اقرار کر لیا ۔

جب میری جعفر سے ملاقات ہوئی تو میں نے زرارہ کا قول نقل کیا ۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخی ہے ۔

ابن السماکؒ کا بیان ہے کہ اس بات سے میرے دل میں کچھ شک پیدا ہوا ۔ میں نے سوال کیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ دوزخی ہے ۔ انہوں نے جواب دیا جو میرے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ میں عالم الغیب ہوں وہ دوزخی ہے ۔

جب میں واپس آیا تو میں نے زرارہ سے ان کا قول بیان کیا۔ اس نے کہا انہوں نے میرے سامنے جو کہا ہے
وہی بات کہی ہے۔ میں نے سوال کیا یہ جز آب قرہ کیا بلا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ انہوں نے میرے ساتھ تقیہ
کر لیا ہوگا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ابن ابی حاتم نے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ اس نے باقر سے روایات
نقل کی ہیں۔ لیکن امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں اس نے باقر کو دیکھا تک بھی نہیں۔ میزان ج ۲ صفحہ ۹۹۔

اس کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ روایت ابو جعفر باقر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کی ہے۔ اور باقر نے
حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ کے علاوہ کسی صحابی کو نہیں دیکھا۔

الغرض اس روایت کا یہ حال ہے کہ سر ڈھکو تو پاؤں ننگے اور پاؤں ڈھکو تو سر ننگا۔ لیکن امت سبائیہ
کا عقیدہ یہی ہے۔ اگر آپ حضرات کو یقین نہیں آتا تو ملا باقر مجلسی کی زبانی نئے نئے انکشافات سن لیجیے۔
ارشاد ہوتا ہے۔

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے حضرت رسول خدا سے پوچھا کہ آپ کو آپ کے انتقال
کے بعد کون غسل دے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہر پیغمبر کو اس کا وصی غسل دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یا حضرت آپؐ کا
وصی کون ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میرا وصی علیؓ ہے۔ میں نے پوچھا علیؓ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے۔ حضرتؐ
نے فرمایا تیس سال۔ جس طرح یوشعؑ بن نون وصی موسیٰؑ بعد موسیٰؑ کے تیس سال زندہ رہے اور صفیرا دختر شعیب
نے کہ زوجہ موسیٰؑ تھی یوشعؑ پر خروج کیا اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق خلافت موسیٰؑ ہوں۔ یوشعؑ نے اس سے
مقابلہ کیا اور قید کر لیا۔ بعد قید کرنے کے اس نے اس کی عزت کی۔

اسی طرح میری زوجہ عائشہؓ دختر ابی بکرؓ ہمراہ چند ہزار نامرد جو میری امت سے ہوں گے علیؓ پر خروج کرے
گی۔ اور علیؓ اکثر مردان لشکر عائشہؓ کو قتل اور عائشہؓ کو اسیر کرے گا اور پھر اس پر احسان کرے گا۔

کلینی و صفار و شیخ طوسی و ابن بابویہ و قطب راوندی وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امیر المومنین و
امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے جناب امیر کو بلایا اور فرمایا اے
علیؓ جب میں انتقال کر جاؤں۔ چھ مشک پانی چاہ غرس سے کھینچ کر مجھے اچھی طرح اس سے غسل دینا اور

کفن و حنوط کرنا اور جب غسل و کفن و حنوط سے فارغ ہونا میرا گریبان کفن پکڑنا اور مجھے اٹھانا اور جو کچھ بھی چاہئے مجھ سے پوچھنا۔ جو پوچھوگے میں اس کا جواب دوں گا۔ چنانچہ جناب امیر نے ایسا ہی کیا اور فرمایا۔ اس وقت بھی حضورؐ نے ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے۔

اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا حضورؐ نے جو قیامت تک گزرے گا اس کی مجھے خبر دی۔ پس کوئی گروہ مردم نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ ان سے راہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرتؐ نے جو فرمایا جناب امیر نے سب کچھ اسی وقت لکھ لیا۔ اور شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیر سے فرمایا۔ اے علی! جب میں انتقال کر جاؤں مجھے غسل اس طرح دینا کہ بغیر تمہارے کوئی میری شرمگاہ دیکھ سکے۔ اس لئے کہ جو دیکھے گا اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیر نے عرض کیا حضرت میں تنہا غسل کیسے دے سکوں گا۔ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دوسرا شخص بھی ہو۔ حضرت نے فرمایا بوقت غسل جبرئیل تمہارے معین ہوں گے۔ اور فضل بن عباس کو حکم دو کہ وہ تم کو پانی دے مگر کہہ دو کہ پٹی آنکھوں پر باندھ لے اس لئے کہ اگر اس کی نظر میری شرمگاہ پر پڑے گی تو وہ اندھا ہو جائے گا۔ جلاء العیون مترجم ج ۱ ص ۷۵۔

قارئین کرام! آپ حضرات کو خوب اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اس کہانی میں کیا کیا گل کھلائے گئے ہیں۔ اسے مختصر طور پر یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ حضرت علیؓ کے علاوہ اگر آنکھوں پر پٹی باندھے بغیر کوئی غسل دے گا تو وہ نابینا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ علم غیب کے انکشافات کسی غیر کی موجودگی میں نہیں ہو سکتے اس کے لئے پردہ پوشی ضروری ہے۔

۲۔ صحابہ پر بیجا تبرا کرنا۔ لازمۂ سبائیت ہے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہ کو برا بھلا کہہ کر دل کی بھڑاس نکالی جائے۔

۳۔ انبیاء مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں اور اپنے اولیاء کو تعلیم دیتے رہتے ہیں۔

۴۔ ائمہ و اولیاء عالم ما کان و ما یکون ہوتے ہیں۔ قیامت تک کے پیش آنے والے تمام امور سے ان سب واقفیت ہوتی ہے۔

۵۔ انبیاؑ و اولیاء مرنے کے بعد بھی دوسروں کو فیض پہنچاتے رہتے ہیں۔

۶۔ کشفِ قبور برحق ہے۔

۷۔ علم سینہ بسینہ مرنے کے بعد بھی روح سے حاصل ہوتا رہتا ہے۔

۸۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا تھا۔ اور حضرت علیؓ نے انہیں قید کیا اور احسان کر کے چھوڑ دیا۔

سُنّی بھائیو! یہ شیعوں کے وہ عقائد ہیں جو صوفیا کے ذریعہ شیعوں نے ہم میں پھیلائے اور تمام سُنّی اب ان امراض میں مبتلا ہیں اور پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم سُنّی ہیں۔ یہ وہ عقائد ہیں جن پر تصوف کی بنیاد قائم ہے۔ اگر ہمیں فی الواقع سُنّی بننا ہے تو تصوف کے ان عقائد کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ ورنہ جب تک ہم تصوف کے غلام رہیں گے گویا اس وقت تک ہم ہرگز سُنّی نہیں بن سکتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ہارونؑ اور حضرت علیؓ ایک مٹی سے پیدا ہوئے

موسیٰ بن جعفر اپنے والد کے ذریعے اپنے دادا سے ناقل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں، ہارونؑ بن عمران، یحییٰ بن زکریاؑ اور علیؓ بن ابی طالب ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے۔

محمد بن خلف یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے وضع کی گئی ہے۔ اور اس روایت میں وضع حدیث کا الزام مروزی کے سر ہے۔ یعنی محمد بن خلف المروزی جو یہ روایت موسیٰ بن ابراہیم سے نقل کر رہا ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ محمد ابن خلف المروزی کذاب ہے۔ دارقطنی کا قول ہے کہ یہ مروزی متروک ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ ایک مُغَفَّل انسان تھا۔ اسے جو بات بتائی جاتی وہی گا، شروع کر دیتا۔ اسی لئے یہ قابل ترک قرار پایا۔ الموضوعات ج ا ص ۳۲۹

ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں۔ محمد بن خلف المروزی کو یحییٰ بن معین نے کذاب کہا ہے۔ بالج

جوزی نے الموضوعات میں بھی یہ بات تحریر فرمائی ہے اور یہ روایت موضوع ہے ۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۳۵
ہماری سمجھ میں صرف اتنی بات آتی ہے کہ حضورؐ ایک انسان تھے اور انسان ہونے کے ناطے ان کی تخلیق بھی مٹی سے ہوئی تھی ۔ اب آپؐ کون سی مٹی سے پیدا ہوئے ، اس میں آپ لوگ لڑتے بیٹھے کیونکہ سبائیہ کے نزدیک حضورؐ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے ۔ اور اس میں بھی حضرت علیؓ حضورؐ کے ساتھ شریک ہیں ۔ لیکن علیؓ اعلیٰ ہونے کے باعث حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی شریک ہیں ۔ لیکن امیر معاویہؓ نے اس علی اعلیٰ سے کوفہ کے علاوہ تمام علاقہ چھین لیا ۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ اور عمروؓ بن العاص نے حکم ہونے کی حیثیت سے انہیں خلافت سے معطل کر دیا ۔ وہ اس طرح ۳۷ھ سے ۴۰ھ تک امیر کوفہ کی حیثیت سے برسر اقتدار رہے ۔

اگر حضرت علیؓ کو بلا تامل صحیح خلیفہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو وہ اس وقت تک زبردستی خلافت پر متمکن رہے جبکہ ہر دو جانب کے حکمین نے انہیں خلافت سے دستبردار نہیں کر دیا ۔

علیؓ کے علاوہ کسی کا عمل اوپر نہیں چڑھتا

حضرت ابو ایوبؓ انصاریؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے سات سال تک حضرت علیؓ پر درود پڑھتے رہے ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ساتھ علیؓ کے علاوہ کسی نے نماز نہ پڑھی تھی ۔

یہ روایت حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ فرشتے مجھ پر اور علیؓ ابن ابی طالب پر سات سال تک درود پڑھتے رہے لیکن یہ درود آسمانوں پر نہیں چڑھتا ۔ اور میرے اور علیؓ کے علاوہ زمین سے آسمان تک کسی کی اس امر کی شہادت کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں سوائے میرے اور علیؓ کے کسی کی بلند نہیں ہوتی ۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت عطا ہوئی تو حضرت علیؓ کی کیا عمر تھی ۔ کوئی کہتا کہ پانچ سال تھی ۔ کوئی سات ، کوئی نو ، کوئی گیارہ اور کوئی تیرہ سال بیان کرتا ہے ۔

اگر فرض کر لو ان کی عمر سات سال تھی تو پندرہ سال کی عمر تک ان کے اور حضورؐ کے علاوہ کسی کا درود

آسمانوں پر نہیں پہنچا تو ہم اس صورتحال کو اس طرح قبول کریں گے کہ نبی کا درود نبوت کے باعث بلند ہوتا رہا۔ رہا حضرت علیؓ کا معاملہ تو ان کا درود اس لیئے اوپر چڑھتا رہا کہ وہ بچہ تھے۔ اور باقی چونکہ عمر رسیدہ تھے۔ لہذا ان کا درود اس لئے اوپر نہیں چڑھ سکا۔ حضرت خدیجہؓ بھی اگر پوری عمر کی عورت نہ ہوتیں بلکہ وہ بھی بچی ہوتیں تو شاید ان کا درود بھی اوپر چڑھ جاتا۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کی روایت میں محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع ہے۔

محمد بن عبیداللہ

محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع۔ یحیٰی کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ الموضوعات ج ۱ ص ۳۷۱

ذہبی کا بیان ہے کہ محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع المدنی کو محدثین نے ضعیف کہا ہے۔ بخاری کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ اس سے مندل اور علی بن ہاشم حدیث روایت کرتا ہے۔ یحیٰی بن معین کا بیان ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں ہوتی۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ انتہا سے زیادہ منکر الحدیث ہے۔ ردی قسم کا آدمی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے اس سے حدیث روایت کی ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کا شمار کوفہ کے شیعوں میں ہوتا تھا۔

طبرانی نے اس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اول جو اشخاص جنت میں داخل ہوں گے ان میں میں اور تو اور حسن و حسین ہوں گے۔ اور ہمارے پیچھے ہماری اولاد ہوگی اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گے۔ رہ گئی دوسری روایت تو اس کا راوی عباد بن عبدالصمد ہے۔

عباد بن عبدالصمد

ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ عباد غالی قسم کا شیعہ ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ اس نے حضرت انسؓ سے ایک نسخہ روایت کیا ہے۔ جس کی عام روایات منکر ہیں۔ اور انس کی عام روایات حضرت علیؓ کے فضائل سے متعلق ہوتی ہیں۔ امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں یہ انتہا سے زیادہ ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہے۔ یہ روایت حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔ جو انشاءاللہ آگے پیش کی جائے گی۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حضرت علیؓ نے اس امت سے پانچ یا سات سال قبل اللہ کی عبادت کی تھی

حبہ بن جوین کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وقت اللہ کی عبادت کی تھی۔ جب اس امت کے کسی فرد نے یہ عبادت نہ کی تھی۔ اور تقریباً یہ عبادت پانچ یا سات سال جاری رہی۔

یہ عبارت اسی قسم کی ہوگی جیسے ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب فاطمہ بنت اسد حضرت علیؓ کو پیدائش کے بعد لے کر نکلیں اور گھر پہنچیں تو حضور کی انگلیاں چوسیں اور حضرت علیؓ اس طرح علم کے سمندر چوستے رہے اور تیسرے روز حضرت علیؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائیں۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ حالانکہ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابھی نبوت نہ ملی تھی لیکن سورۂ مومنون میں مومنین (شیعہ) کا ذکر ہے اس لئے یہ آیات حضرت علیؓ پر پیدائش کے تیسرے روز نازل ہو گئی تھیں۔

یہ روایات اس وقت عقل میں آ سکتی ہیں جب کتب بخاری کے بجائے جلاء العیون پر ایمان لائیں۔ ورنہ تشیع نام ہے۔ اس امر کا ہر خلاف عقل بات پر ایمان لے آؤ۔ اور سبحان اللہ کے نعرے بلند کرو۔

یہ روایت حضرت علیؓ کے نام سے وضع کی گئی۔ اسکا پہلا راوی جو اسے حضرت علیؓ سے نقل کر رہا ہے اس کا نام حبہ بن جوین ہے۔

حبہ بن جوین ابن جوزی کہتے ہیں یہ روایت حضرت علیؓ کے نام سے وضع کی گئی ہے۔ جہاں تک حبہ کا تعلق ہے۔ تو وہ ایک حبہ برابر نہیں کیونکہ وہ کذاب ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں اس کی حدیث کچھ نہیں، سعدی کا بیان ہے کہ یہ غیر ثقہ ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ غالی قسم کا شیعہ ہے اور

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حدیث میں واہی ہے۔

اجلح امام احمد فرماتے ہیں اس نے کئی منکر روایات نقل کیں۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ اجلح تو یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ روایات ان احادیث کے خلاف ہیں جو حضرت ابوبکرؓ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت زید بن حارثہ کے تقدیم اسلام کے بارے میں مروی ہیں۔ بلکہ اگر حضرت علیؓ سات سال تک عبادت کرتے رہے ہیں اور کسی کو خبر تک نہیں ہوئی تو حضرت عمرؓ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے اور اسلام لانے والوں میں ان کا نمبر چالیسواں تھا۔ الموضوعات ج ۱ ص ۳۴۲

امام ابن الجوزی تشغیل کی باتیں کر رہے ہیں۔ ورنہ بات مومنین کی ہو رہی ہے منافقین کی نہیں ہو رہی تھی کہ جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو صرف پانچ افراد اسلام لائے تھے۔ باقی سب منافق تھے۔ اور ان پانچوں افرادؐ میں حسنؑ حسینؑ اور فاطمہؑ بھی داخل ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان افراد کو کیسے داخل کیا گیا۔

امام ذہبی تحریر فرماتے ہیں یہ حبۃ بن جوین قبیلہ عرینہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ اس کا تعلق غالی شیعوں سے ہے۔ اس نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں اسی بدری تھے۔ ذہبی لکھتے ہیں یہ محال ہے۔

جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ نہیں اس سے سلمہ بن کہیل اور حکم اور ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ سلیمان بن معبد نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ ثقہ نہیں۔

نسائی کا بیان ہے کہ یہ قوی نہیں۔ اور ابن خراش کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔

احمد بن عبداللہ العجلی کا بیان ہے کہ میں نے اس حبہ کو دیکھا ہے۔ اس کی زبان پر سبحان اللہ اور الحمد للہ جاری رہتا۔ بجز اس کے وہ نماز پڑھتا یا حدیث بیان کرتا۔ ۱۴۵ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس حبہ سے یہ کہانی اجلح بن عبداللہ ابو حجیۃ الکندی الکوفی نے نقل کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ قطر کے قریب ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں قوی نہیں۔ نسائی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے بری رائے رکھتا تھا۔ قطان کہتے ہیں میرے دل میں اس کی جانب سے شک ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں شیعہ ہے سچا ہے۔ لیکن

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ شیخ افترا باز ہے ۔ ۲۴۸ھ میں اس کا انتقال ہوا ۔ میزان ج ۱

اے علیؓ! اہل نجران کو جزیرۃ العرب سے نکال دو

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا ۔ اے علیؓ! اگر میرے بعد تم خلیفہ ہو تو اہل نجران کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا ۔ مسند احمد بن حنبل ج ا صفحہ ۔

اور چونکہ حضرت علیؓ مصطفیٰؐ کی وفات کے بعد خلیفہ نہ بن سکے ۔ لہٰذا اہل نجران جوں کے توں اپنی جگہ برقرار رہ گئے حالانکہ اہل نجران نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی تھی ۔ اس کے باوجود حضورؐ نے انہیں نکال دینے کا یہ حکم دیا ۔ لیکن صورت حال کچھ اس طرح پیش آئی کہ حضرت علیؓ خلیفہ ہی نہ بن سکے ۔ نتیجۃً اہل نجران بھی اپنی جگہ برقرار رہ گئے ۔ ورنہ شاید حضرت علیؓ کو اہل نجران سے جنگ کی ضرورت پیش آتی ۔

جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے ۔ تو ماشاءاللہ اس روایت کا کوئی راوی بھی ایسا نہیں جو قابل اطمینان ہو ۔ سب سے اوّل راوی جو امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ہیں ۔ ان کا نام خلف ہے ۔

خلف ۔ یہ خلفؒ بن ایوب العامری البلخی ہے ۔ اس کی روایات ترمذی میں پائی جاتی ہیں ۔

اس خلف نے عوف اعرابی معمر اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں ۔ اور اس سے امام احمدؒ ابوکریب اور ایک بڑی مخلوق نے روایات نقل کی ہیں ۔

ابوحاتم کا بیان ہے کہ اس سے روایات نقل کی جاتی ہیں ۔ ابن حبان کتاب الثقات میں لکھتے ہیں ۔ یہ خاص قسم کا مرجئی تھا ۔ اور ان لوگوں کا کٹر دشمن تھا جو سنت سے اعراض کریں ۔ اسی دشمنی کے باعث اس کی حدیث سے احتراز کیا گیا ۔

معاویہ بن صالح نے یحیٰی بن معین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ضعیف ہے ۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ صاحب علم و عمل تھا ۔ بعث اللہ الٰلہ کرتا تھا ۔ بادشاہ بلخ نے ان کی زیارت کی تھی ۔ لیکن پھر ان سے اعراض کر لیا ۔

امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ یہ عوف اعرابی اور قیس سے منکر روایات نقل کرتا ہے ۔ امام

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

احمد کا یہ قول عُقیلی نے بیان کیا ہے۔ اور اتفاق سے یہ روایت بھی اسی نے قیس سے نقل کی ہے۔ گویا کہ یہ روایت امام احمد کے نزدیک خود قابل وثوق نہیں۔ خود امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ اس خلف کو قابل اعتبار تصور نہ کرتے۔

اس خلف کی ایک روایت جامع ترمذی میں بایں الفاظ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ ایک اچھے اخلاق اور ایک دین کی سمجھ۔

ترمذی یہ روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ روایت غریب ہے۔ ہم خلف کے علاوہ کسی اور شخص کو نہیں جانتے جس نے یہ روایت بیان کی ہو اور ہم کریب کے علاوہ کسی ایسے شخص سے بھی واقف نہیں جس نے اس خلف سے روایت نقل کی ہو۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسا شخص تھا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ۱۸۱ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ہے۔ میزان ج ۱ ص ۱۵۱۔

خلف نے یہ روایت قیس بن الربیع سے نقل کی ہے۔

قیس بن الربیع

یہ قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔ اس کا شمار علماء میں ہوتا ہے۔

اگرچہ بذات خود سچا ہے لیکن اس کا حافظہ خراب تھا۔

عفّان کا بیان ہے کہ میں لوگوں سے قیس کا ذکر سنتا رہتا اور مجھے کبھی صحیح حال کا پتہ نہ چلتا۔ حتیٰ کہ میں کوفہ آیا۔ اس کے پاس آکر بیٹھا۔ تو دیکھا کہ اس کا بیٹا اسے روایت میں الفاظ کی تلقین کر رہا ہے۔

ابن نمیر کا بیان ہے کہ اس کا بیٹا ایک آفت تھا۔ محدثین نے اس کی کتابوں پر نظر ڈالی اور انھوں نے اس کی حدیث کا انکار کر دیا۔ ان کا گمان تھا کہ اس کی روایات میں تبدیلی اس کے بیٹے نے کی ہے۔

محمد بن عبید الطنافسی کا بیان ہے کہ اس قیس بن الربیع کو خلیفہ ابوجعفر المنصور نے مدائن کا گورنر بنایا۔

وہ اپنی گورنری کے زمانہ میں عورتوں کی چھاتیوں سے چمٹا رہتا اور ان پر بھڑیں چھوڑتا رہتا۔ علم میں یہ سفیان ثوری سے کم نہ تھا۔ لیکن جب یہ گورنر بنا تو اس نے ایک شخص پر حد جاری کی۔ جس سے اس کی موت واقع

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہوگئی۔ وہیں سے اس کا نام بدنام ہوگیا۔

محمد بن المثنیٰ کا بیان ہے کہ شعبہ اور سفیان اس قیس کی حدیث بیان کرتے لیکن یحییٰ القطان اور عبدالرحمٰن بن مہدی اس کی حدیث بیان نہ کرتے۔ عبدالرحمٰن شروع میں تو اس کی روایت لیتے لیکن بعد میں اس کی روایات لینی چھوڑ دیں۔

ابوالنضر نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ قیس نے ایک بار میرے سامنے ابوحصین کی حدیث بیان کی جسے سن کر میں یہ تمنا کر رہا تھا کہ کاش مکان کی چھت ہم پر گر پڑے تاکہ میں اس کے نیچے دب کر مر جاتا اور (اس قسم کی بکواس سننے سے بچ جاؤں)

ابوحصین کی روایت ہے کہ اس ابوحصین نے یحییٰ بن آدم سے نقل کی ہے۔ اور وہ ابن قرعہ نقل کرتا ہے کہ حسن و حسین کے دو تعویذ بندھے ہوئے تھے جن میں جبرئیل کے بازو کے پر بندھے تھے۔

ذہبی کہتے ہیں یہ روایت انتہا سے زیادہ منکر ہے۔ اسے کوفی نے بھی خلاد سے نقل کیا ہے اور اسی خلاد سے قیس نے۔

ابوالحسن بن القطان کا بیان ہے کہ یہ محدثین کے نزدیک اسی طرح ضعیف ہے جیسے ابن ابی لیلیٰ اور شریک۔ اور یہ کمزوری قضا ملنے کے بعد پیدا ہوئی۔

محمد بن عبید کا بیان ہے کہ قاضی بننے کے بعد بھی یہ ہمیشہ درست رہا لیکن ایک شخص کو قتل کر بیٹھے وہاں سے حالات خراب ہوگئے۔

ساجی کا بیان ہے کہ احمد بن حنبل فرماتے ہیں اس کا بیٹا مستغر اور متعصب ان متقدمین کی احادیث لیتا اور اپنے باپ کی روایت میں داخل کر دیتا۔ اور باپ جان کو خبر بھی نہ ہوتی۔

اس قیس نے یہ روایت اشعث بن سوار الکوفی سے نقل کی ہے۔

اشعث بن سوار دارقطنی کا بیان ہے یہ اشعث ضعیف ہے متروک ہے۔ اس نے شریک ہشیم اور لیث بن سعد سے روایات لی ہیں۔ الضعفاء والمتروکین

دارقطنی ص ۲۶۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حافظ ابن حجر تقریب میں لکھتے ہیں۔

اَشْعَثُ بن سَوَّار الکندی النَّجَّار الأفرق الأثرم ۔ یہ تابوت تیار کرتا تھا۔ اہواز کا قاضی تھا۔ ضعیف ہے۔ چھٹے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سے مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بخاری نے اَدَبُ المُفْرَد میں روایت نقل کی ہے تقریب التہذیب صـ۳۷

حافظ ابن حجر چھٹے طبقہ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

چھٹے طبقہ سے ہماری مراد وہ حضرات ہوتے ہیں جن کی روایات بہت کم ہوتی ہیں۔ اور جن کے بارے میں ثابت نہیں ہوتا کہ محدثین نے ان کی روایات کس لئے ترک کی ہیں۔ اور ہم ایسے حضرات کے لئے اگر ان کا ساتھ دینے والا موجود ہو تو ان کو مقبول کہتے ہیں۔ اگر ان کا کوئی ساتھ دینے والا نہ ہو تو مجہول الحال کہتے ہیں۔ تقریب التہذیب صـ۱ ۔

نسائی کتاب الضعفاء والمتروکین میں لکھتے ہیں۔

اشعث بن سوّار الکندی الکوفی ضعیف ہے کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ۔

حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں۔

یہ اشعث بن سوّار قبیلہ کندہ سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ تابوت بنایا کرتا۔ الصرہ کا قاضی رہا ہے۔ یہ بنو ثقیف کا غلام تھا۔ اہواز کا بھی قاضی رہا ہے۔ اس سے مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔

مسلم نے اس کی روایات متابعت میں نقل کی ہیں۔ کیونکہ اس اشعث کے اساتذہ بڑے مرتبہ کے لوگ تھے۔

ثوری کہتے ہیں یہ اشعث مجالد سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن سعید القطان کا قول ہے۔ میرے نزدیک یہ ابن اسحاق سے کم ہے۔ ابو زرعہ کہتے ہیں کمزور ہے۔ نسائی کا قول ہے کہ ضعیف ہے ابن الدورقی نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ اشعث بن سوّار الکوفی ثقہ ہے۔ لیکن عباس دُوری نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ ضعیف ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں یہ محمد بن سالم سے بہتر ہے۔ محمد بن المثنیٰ کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید اور عبدالرحمان کو کبھی اس اشعث بن سوار کی روایت بیان کرتے نہیں دیکھا۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ اشعث غلطیاں بہت کرتا۔ اسے وہم بھی بہت ہوتا۔ دار قطنی لکھتے ہیں ابن عدی کا بیان ہے کہ میں نے اس کی کوئی منکر روایت نہیں دیکھی۔

فلاس کا بیان ہے کہ اس کا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا۔ میزان ج ۱ ص ۲۶۳۔

اس کا ایک اور راوی عدی بن ثابت ہے

عدی بن ثابت: اس سے تمام مصنفین صحاح نے روایات لی ہیں۔ یہ شیعوں کا عالم ہے۔ ان کا قصہ گو اور ان کی مسجد کا امام ہے۔ اور اگر تمام شیعہ ایسے ہی ہو جاتے تو ان کا شر کچھ کم ہوتا۔

مسعودی کا بیان ہے کہ ہم نے کوئی شیعہ ایسا نہیں دیکھا جو عدی سے زیادہ سچی بات کہتا ہو۔ اسے امام احمد، عجلی اور نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ سچا ہے۔ یحییٰ ابن معین کہتے ہیں غالی قسم کا شیعہ ہے۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ رافضی ہے اور انتہائی غالی۔ اگرچہ ثقہ ہے۔ جوزجانی کا بیان ہے کہ راہ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۱۶۹

یعنی اس روایت کا کوئی راوی ایسا نہیں جو قابل اطمینان ہو اور ان میں سے بعض راویوں کو خود امام احمد بن حنبلؒ نے ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ روایت خود امام احمد کے نزدیک ناقابل قبول ہے۔

پھر اہل نجران کا جزیرۃ العرب سے نکالا جانا اس پر موقوف ہے کہ حضرت علیؓ خلیفہ اول بنتا کہ جب وہ خلیفہ اول نہ بنے تو وہ اپنی جگہ برقرار رہے کہیں ایسا معاملہ تو نہیں کہ واقعہ مباہلہ جو شیعہ لوگوں نے بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے۔ اس کی کچھ بھی حقیقت نہ ہو۔ اسی لئے اہل نجران کو جزیرۃ العرب سے نکالا گیا ہو تاکہ اصلیت پر پردہ پڑا رہے۔ اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

چونکہ اس روایت کے متعدد راوی مجروح تھے۔ اس لئے ہم نے ایک راوی ابو ظبیانؓ کو چھوڑ دیا کیونکہ محدثین کا فیصلہ یہ ہے کہ اگر حضرت علیؓ سے صحابہ کرام یا عبداللہؓ بن مسعود کے شاگرد حدیث

روایت کریں تو وہ روایت قابل قبول ہوگی اور اگر حضرت علیؓ کے ساتھی روایت کریں تو وہ سبھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ امام محمد بن سیرین کا قول ہے۔

ان اصحاب علی کلھم کذابون — علی کے تمام ساتھی جھوٹے ہیں۔

یہ ابو ظبیانؒ حضرت علیؓ کا ساتھی ہے۔ لہٰذا یہ روایت تو قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ علی کے تمام ساتھی جھوٹے ہیں۔

اس روایت کے پانچ راوی ہیں اور پانچوں پر اعتراضات ہیں۔ حتیٰ کہ خود امام احمدؒ کے نزدیک اس روایت کے بعض رواۃ ناقابل قبول ہیں۔

جنگ صفین میں ستر بدری موجود تھے

ابن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ جنگ صفین میں ستر بدری شریک ہوئے۔

ابراہیم بن عثمان اس کا راوی ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ العبسی الکوفی ہے۔ یہ واسط کا قاضی تھا، اور ابوبکر بن ابی شیبہ کا دادا تھا۔ اس نے یہ روایت حکم کے واسطہ سے ابن ابی لیلیٰ سے نقل کی ہے۔

شعبہ کہتے ہیں اللہ کی قسم یہ ابراہیم بن عثمان جھوٹا ہے میں نے خود حکم سے اس موضوع پر گفتگو کی تھی ہم نے اہل بدر میں سے خزیمہ کے علاوہ کسی کو نہیں پایا جو جنگ صفین میں موجود ہو۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ اور عمارؓ موجود تھے۔ امام ذہبی نے بظاہر تو شعبہ کا رد کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دو تین افراد کی شرکت سے ستر کی شرکت ثابت نہیں ہوتی اور یہ ظاہر ہے کہ جنگ صفین حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے مابین ہوئی۔ لہٰذا حضرت علیؓ کی شرکت تو ایک جزو لاینفک ہے۔ بلکہ اگر حضرت علیؓ کو جنگ صفین سے علیحدہ کر دیا جائے تو پھر تو یہ ثابت ہوگا کہ چند باغی امیر معاویہؓ کے خلاف کھڑے ہوگئے تھے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کی شرکت تو لازمی تھی۔ رہی عمار رضی اللہ عنہ کی شرکت وہ بھی مختلف فیہ ہے۔ اور بقول شعبہ و حکم کے علاوہ صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں موجود تھے۔ جن کا شمار اہل بدر میں ہوتا تھا۔ لیکن اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ جو جنگ صفین میں شریک تھے وہ واقعتاً بدری تھے۔ یا انہیں صرف اس لیے بدری کہا گیا ہے کہ انہوں نے مقام بدر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس لحاظ سے انہیں بدری کہتے ہیں۔ بات خواہ کچھ بھی ہو لیکن جنگ صفین میں ستر بدری ہرگز شریک نہ تھے۔ کھینچ تان کر آپ انہیں تین تک لا سکتے ہیں۔ اور شعبہ امام مالک رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں اور تشیع میں بھی مبتلا ہیں۔ جب ان کے زمانہ تک جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ ایک بدری موجود تھا تو شعبہ کے بعد اور کہاں سے اور کیسے پیدا ہو گئے۔ امام محمد بن سیرین جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سنہ ۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور جن کا انتقال سنہ ۱۱۰ھ میں ہے۔ اور جن کے روبرو یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ وہ فرماتے ہیں۔

هاجت الفتنة و اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم عشرات الوف فلم یحضرها منهم مائة بل لم یبلغوا ثلاثین۔

فتن اسی طرح آگے بڑھتا رہا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تیس ہزار اور نوے ہزار کے درمیان تھے۔ اور ان جنگوں میں سو صحابہ بھی شریک نہیں ہوئے بلکہ شریک ہونے والوں کی تعداد تیس تک بھی نہیں پہنچی۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کی سند نقل کر کے فرماتے ہیں۔

هذا الاسناد اصح اسناد علی وجه الارض۔

یہ سند روئے زمین پر صحیح ترین سند ہے۔

(منہاج السنۃ ج ۳ صفحہ ۱۸۶)

اور جب ہم اس پر غور کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد اس وقت کسی صورت میں تیس ہزار سے کم نہ تھی۔ بلکہ وہ تقریباً نوے ہزار کے قریب تھے۔ تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ان تمام جنگوں میں اصل تقابل ان لوگوں کا تھا جو صحابی نہ تھے۔ صحابہ کرام تو بمشکل چند ہی شریک ہوئے اور ان کے نام کو اتنا اچھالا گیا ہے کہ پوری تاریخ اس میں دب کر رہ گئی۔ اور صحابہ کرام نے علیحدہ بیٹھ کر ان سب جھگڑوں کا نظارہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کیا۔ صرف اس تخیل کے تحت کہ شاید کہ کسی وقت یہ فتنہ ختم ہو اور امت ایک جگہ متحد ہو۔ اور جب انہوں نے یہ دیکھا کہ تمام امت ایک امام پر مجتمع ہو گئی اور حضرت حسنؓ نے صلح کر کے امیر معاویہؓ کا ہاتھ تھام لیا تو تمام صحابہ نے امیر معاویہؓ کی بیعت کی اور اس سال کا نام ان کے اتفاق سے عام الجماعت (جماعت کا سال) قرار پایا۔

حضرت علیؓ امیر المومنین ہیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ تیرے پاس ابھی اس دروازے سے امیر المومنین، سید المسلمین، قائد الغر المحجلین اور خاتم الوصیین داخل ہوں گے ......

امام ذہبی نے میزان میں پوری حکایت نقل نہیں فرمائی۔ کاش وہ پوری داستان پیش فرما دیتے۔ غالباً ان کی قوت برداشت جواب دے گئی۔ نتیجۃً انہوں نے روایت کے ابتدائی الفاظ نقل کئے ہم بھی اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ابراہیم بن محمد ۔ فرماتے ہیں کہ اس کا ایک راوی ابراہیم بن محمد بن میمون ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ اس نے یہ موضوع حدیث روایت کی ہے۔ میزان ج ۱ ص ۶۴

حافظ ابن حجر نے بھی اس ابراہیم کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ کوئی فرضی بزرگ ہے جو روایت پیش کرنے کے لئے وضع کر لیا گیا ہے۔

اتفاق سے اس روایت کی سند میں جتنے راوی ہیں وہ یا تو ضعیف ہیں یا مجہول۔ اور کسی ایک راوی کے بارے میں بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ قابل اعتبار ہے۔

قاسم بن جندب: اسے حضرت انسؓ سے نقل کرنے والا قاسم بن جندب ہے۔ جو قطعاً مجہول شخص ہے۔

حارث بن حصیرہ: قاسم سے یہ کہانی نقل کرنے والا حارث بن حصیرہ ہے۔ جو قبیلہ ازدؓ سے تعلق

رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ خشبی ہے۔

خشبیہ شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو زید بن علی بن حسین کی پھانسی کے بعد لکڑیاں لے کر مرنے کے لئے نکلا تھا اور ناکامی کے بعد اس لکڑی کو پوجنا شروع کر دیا۔ جس پر زید بن علی کو پھانسی دی گئی تھی۔ اس فرقہ کو خشبیہ کہا جاتا ہے۔

ابو احمد الزبیری کا بیان ہے کہ یہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل نہیں ہوئے۔ وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ بادلوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اور دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

اب جب سے ہم پر بادلوں کی یہ حقیقت واضح ہوئی ہے تو ہماری یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ اس گرج اور چمک کی حقیقت کیا ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی حدیث نہ لکھی جائے کیونکہ یہ ضعیف ہے۔ اور کوفہ کے ان لوگوں میں داخل ہے جنہوں نے کوفہ میں تشیع کو دبا پھیلائی ہے زغیغ کا بیان ہے کہ میں نے جریر سے سوال کیا۔ کیا تم نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں، میرے زمانہ میں وہ بہت بوڑھا تھا اور ایک بڑی بات پر اصرار کیا کرتا تھا یعنی رجعت میزان ج ۱ ص۴۳۲ ۔ دار قطنی لکھتے ہیں یہ غالی قسم کا شیعہ ہے۔ الضعفاء والمتروکین ص۱۸

اس حارث سے نقل کرنے والا علی بن عابس الاسدی الکوفی ہے

علی بن عابس۔ اس کی روایت ترمذی میں پائی جاتی ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ جوزجانی، نسائی اور ازدی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ فحش غلطیاں کرتا ہے اسی باعث اسے ترک کر دیا گیا۔ اسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ تو آپ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں فدک عطا فرمایا۔

ذہبی لکھتے ہیں یہ باطل ہے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک عطا فرما دیتے تو پھر وہ کیا شے طلب کرنے آئی تھیں۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی روایت بطور تحقیق لکھی جائے۔ میزان ج ۳ ص۱۳۴

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ

اس کا آخری راوی جو ہے ابراہیم بن محمد بن میمون سے نقل کرتا ہے۔ وہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ہے۔ جو عثمان بن ابی شیبہ کا بیٹا ہے جن کی اور جن کے بھائی کی مصنف محدثین کے یہاں مشہور ہے۔

یہ شخص حافظ الحدیث سمجھا جاتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ لیکن عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ کذاب ہے۔ ابن خراش کا بیان ہے کہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ مطینؒ کا بیان ہے کہ یہ تو حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کی طرح ہے جو ہر چیز کو نگل لیتا ہے۔ برذعیؒ کا بیان ہے کہ میں نے محدثین کو ہمیشہ اس پر اعتراض کرتے دیکھا ہے۔

ابن عقدہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن اسامہ الکلبی۔ ابراہیم بن اسحاق الصواف اور داؤد بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا ہے کہ یہ محمد بن عثمان کذاب ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۲۔

رافضیوں کو قتل کر دو

حضرت فاطمہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی جانب دیکھا اور فرمایا یہ جنت میں جائے گا۔ اور اس کے شیعوں میں سے ایک جماعت ایسی ہوگی جو اسلام کا اظہار کرے گی جن کو روافض کہا جائے گا۔ انہیں تم جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ میزان ج ۱ ص ۳۵۸۔

اس کا راوی تلید بن سلیمان المحاربی ہے۔ اور یہ روایت اس کی منکرات میں شمار ہوتی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ شیعہ ہے لیکن ہم نے اس میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔

یحییٰ بن معین کا ارشاد ہے یہ کذاب ہے۔ حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا۔ ایک روز اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر حضرت عثمانؓ کو گالیاں دینے لگا۔ اتفاق سے حضرت عثمانؓ کے غلاموں میں کسی فرد کا ادھر سے گزر ہوا تھا۔ اس نے یہ گالیاں سن کر ایک تیر کھینچ مارا۔ یہ کوٹھے سے نیچے گرا اور اس کے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابو داؤد کا بیان ہے کہ یہ رافضی ہے ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا تھا، خبیث ہے۔ نسائی لکھتے ہیں کہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۱ ص۲۵۳۔ کتاب الضعفاء والمتروکین النسائی ص۲۷۔

ابوالجحاف تلیدؔ نے اس روایت کو ابوالجحافؔ سے نقل کیا ہے۔ جس کا نام داؤد بن ابی عوف ہے، ابن عدی کا بیان ہے۔ میرے نزدیک یہ قابل حجت نہیں، شیعہ ہے اور اس کی عام روایات اولادِ علیؓ کی فضیلت میں ہیں۔ میزان ج ۲ ص۱۔

امام ذہبیؔ فرماتے ہیں یہ روایت تلیدؔ بن سلیمان کی وضع کردہ ہے۔

میرے نزدیک اس میں ایک عیب اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ زینبؔ بنت علی نے یہ روایت فاطمہؓ سے نقل کی ہے۔ حالانکہ جب حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو ان کی عمر ڈیڑھ دو سال تھی۔ انہوں نے حضرت فاطمہؓ سے حدیث کب سنی اور کیسے سنی؟ یہ روایت بہر صورت منقطع ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ زینب پہلے پیدا ہوئی ہوں اور ان کی پیدائش پر اسی طرح پردہ ڈالا گیا ہو جس طرح ان کی وفات پر پردہ ڈالا گیا ہے۔

میں معاویہؓ کے ساتھ حساب کیلئے رکوں گا

حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ سب سے اول جنت میں ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوں گے، اور میں معاویہؓ کے ساتھ حساب دینے کے لیے رکا ہوں گا۔

حضرت علیؓ سے اسے نقل کرنے والا اصبغؔ ہے۔ لیکن یہ وہ اصبغؔ بن نباتہ نہیں۔ بلکہ یہ اصبغ ابوبکر الشیبانی ہے۔ یہ سُدی کا شاگرد اور تبع تابعین کے بعد ہے جب کہ پہلا اصبغؔ تابعی ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مجہول ہے، اور اس کی یہ روایت منکر ہے۔

اصبغؔ نے اسے سُدی سے نقل کیا ہے۔ اور سُدی کے لقب سے دو شخص مشہور ہیں۔ ہر دو کا حال پہلے عرض کیا جا چکا، اور دونوں رافضی ہیں۔ باقی اس روایت پر ہم نے جو اعتراضات کئے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہیں۔ اصولی طور پر تو یہی اعتراضات وارد ہونے چاہییں۔ لیکن اغلب گمان یہ ہے کہ ایسا ہونا بعید نہیں۔ اس لئے کہ ایک شیعہ سے یہ توقع رکھنا کہ وہ حضرت علیؓ پر جھوٹ بولے گا یہ خلاف عقل ہے۔ ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں حضرت علیؓ نے اپنا کچھ عندیہ ظاہر فرمایا ہو۔ اور اس صورت میں یہ حضرت علیؓ کا اپنا تخیل ہوگا۔ ممکن ہے کہ قیامت کے روز ہر دو کا حساب ہو۔ یا دونوں معاف کر دیئے جائیں۔

تین قسم کے لوگوں سے جنگ کرنا

حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا بیان ہے کہ ہمیں تین قسم کے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ ناکثین۔ قاسطین۔ اور مارقین۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کن لوگوں سے مل کر جنگ کریں۔ ارشاد فرمایا علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ مل کر۔ میزان ج ۱ ص ۲۷۱

اصبغ بن نباتہ اس روایت کا راوی اصبغ بن نباتہ الحنظلی المجاشعی الکوفی ہے۔ جو حضرت علیؓ اور حضرت عمارؓ کا شاگرد ہے۔ اور اصحاب علیؓ میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

قاسم ابو بکر بن عیاش کوفی کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ نسائی اور ابن حبان کا قول ہے کہ یہ متروک ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایت سے اس کا ضعف ظاہر ہے ابو حاتم کہتے ہیں اس کی روایت جھوٹی ہوتی ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ یہ علیؓ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتا تھا۔ (دیکھئے مہدی کے)

ابن حبان کا بیان ہے کہ اس نے حب علیؓ میں مبتلا ہو کر دل کھول کر جھوٹ بولا ہے۔ اسی باعث یہ قابل ترک ہے۔

اس اصبغ سے یہ کہانی نقل کرنے والا علی بن الحزور ہے۔ میزان ۱ ص ۲۷۱۔

علی بن الحزور ذہبی کا بیان ہے کہ یہ علی بن الحزور خود ایک بلا ہے۔ یہ تمام روایات اصبغ سے نقل کرتا ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس کی روایت پر اعتراض ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مجھے قاسطین اور مارقین سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے

حضرت عمار بن یاسر کا بیان ہے کہ مجھے قاسطین اور مارقین سے جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔

ہمیں حیرت اس پر ہے کہ ناکثین کو اس میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ناکثین سے حضرت عمارؓ نے جنگ نہ کی ہو۔

ناکثین سے مراد حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور ان کے ساتھی ہیں، حالانکہ بقول شیعہ زبیرؓ و طلحہؓ نے عہد کر کے توڑا تھا بقیہ اہل بصرہ اور اہل مکہ جو حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے انہوں نے کوئی عہد نہ کیا تھا لہٰذا انہیں ناکث قرار دینا یہ خود خلاف عقل ہے۔

قاسطین برابری کا دعویٰ کرنے والے۔ اس سے مراد امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہیں۔

مارقین سے مراد عہد سے نکل جانے والے یعنی خارجی ہیں۔

جعفر بن سلیمان اس کا راوی جعفر بن سلیمان الضبعی ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے گزر چکا ہے۔

خلیل بن مرہ جعفر بن سلیمان نے یہ روایت خلیل بن مرہ سے نقل کی ہے۔ بخاریؒ کا بیان ہے کہ خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ قوی نہیں۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ میزان الاعتدال ج ۱ ص۳۰۱۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۳۱۔

خلیل نے اسے قاسم بن سلیمان سے نقل کیا ہے اور قاسم اپنے باپ دادا سے روایت کرتا ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی حدیث صحیح نہیں۔ میزان ج ۳ ص۳۷۲۔

علیؓ ہادی ہیں

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ (بیشک تو ڈرانے والا ہے)

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نبی کریم صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک میں منذر ہوں لیکن علیؓ تجھے ہدایت کرنے والے ہیں اے علیؓ ہدایت یافتہ لوگ تیرے ذریعہ ہدایت پائیں گے۔ میزان ج ۱ ص ۲۸۴۔

ذہبی لکھتے ہیں اس آیت اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ کی یہ تفسیر مفسر ابن جریر نے حسن بن الحسین کے ذریعہ معاذ بن مسلم سے نقل کی ہے۔ یہ روایت منکر ہے اور غالباً یہ آفت اسی معاذ کی ڈھائی ہوئی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آفت ابن جریر نے ڈھائی ہو۔

حسن بن الحسین کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ شخص کوفہ کا باشندہ ہے۔ ابوحاتم لکھتے ہیں یہ محدثین کے نزدیک سچا نہیں۔ اس کا شمار بڑے درجے کے شیعوں میں ہوتا ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی روایت ثقہ راویوں جیسی نہیں ہوتی۔ ابن حبان لکھتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے الٹ پلٹ روایت کرتا اور احادیث میں تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ میزان ج ۱ ص ۲۴۳

معاذ بن مسلم ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مجہول ہے اور اس نے عطاء بن السائب سے یہ موضوع حدیث روایت کی ہے۔ میزان ج ۴ ص ۱۳۲۔

عطاء بن السائب معاذ بن مسلم نے یہ روایت عطاء بن السائب سے نقل کی ہے۔ عطاء اگرچہ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔ لیکن اولاً تو ان کا آخر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ثانیاً وہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔

اے علیؓ تجھے جو غصہ دلائے گا میں اسکے باپ کو اس کی ماں کے رحم میں شریک بنا دوں گا

حضرت عبداللہؓ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کو صفا کے قریب دیکھا۔ آپ ایک شخص کی جانب متوجہ تھے جس کی شکل وشباہت ہاشمی جیسی تھی آپ اس پر لعنت بھیج رہے تھے۔ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ یہ کون ہے جس پر آپ لعنت بھیج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ شیطان رجیم ہے۔
حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے دشمن میں تجھے قتل کروں گا اور امت کو تجھ سے راحت دلاؤں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اے علیؓ کیا یہ تیری جانب سے میرا بدلہ ہے۔ میں نے سوال کیا اے اللہ کے دشمن میری جانب سے تیرا کیا بدلہ ہونا چاہیے۔ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم تجھ جو غصہ ولانے لگا میں اس کے باپ کی اس کی ماں کے رحم میں شریک بنادوں گا۔ میزان ج ۲ صفحہ ۱۹۱۔

یہ حضرت علیؓ کی تعریف ہے یا تنقیص کہ ایک فقرہ گالی سے تمام غصہ کافور ہوگیا اور اس طرح ان پر شیطان کا داؤ چل گیا۔ عیاذاً باللہ اہل سنت والجماعت تو اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔ یہ رافضی بیچ تعریف کے پردے میں حضرت علیؓ کو گالیاں دیتے ہیں۔

رہا شیطان کا قتل اگر اس سے مراد ابلیس لعین ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کی مہلت دی ہے اور اگر کوئی اس کا چیلہ مراد ہے تو وہ ہر دور میں لاتعداد پائے جاتے رہے۔ بلکہ ان کے لئے کوئی جن ہونا بھی ضروری نہیں۔ اس لئے کہ ہر وہ انسان بھی شیطان ہوتا ہے جو اللہ کی سرکشی اختیار کرے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ	انسانی اور جناتی شیطان ایک دوسرے کو
اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۔	دھوکہ دینے والے قول رٹی کرتے رہتے ہیں

معلوم ہوا کہ ہر وہ شخص شیطان ہے جو خلاف حکم الٰہی دوسروں کو برائی کی تلقین کرے۔ اور اس واسطے ہر اس شخص کو جو ہمارے دلوں میں خلاف احکام الٰہی وسوسے پیدا کرے اسے خناس کہا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِيْ	میں خناس کے وسوسوں کے شر سے پناہ
يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ	مانگتا ہوں وہ خناس جو لوگوں کے دلوں

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۔ یعنی وسوسے ڈالتا ہے، وہ جن میں سے بھی ہوتا ہے اور انسان بھی۔

تو پھر وہ ہستی جو انسان کے دل میں خلافِ شرع وسوسے پیدا کرے وہ شیطان بھی ہے اور خناس بھی۔ اور یہ دونوں انسان بھی ہو سکتے ہیں اور جنات بھی اور دونوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر شیطان سے حضرت علیؓ کی مراد اس قسم کے شیاطین سے تھی تو ایک شیطان کو قتل کرنے سے امت کو ہرگز نجات نہ ملتی۔ اس لحاظ سے اسے قتل کرنے کا تصور ہی غلط تھا۔

پھر جس شخص نے یہ روایت وضع کی ہے۔ وہ اس کا قائل تھا کہ وہ اصل علی اللہ ہیں۔ ایسی صورت میں ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ رافضیوں کے نزدیک اللہ اور شیطان میں مصالحت ہو گئی اس لئے کہ ہمیشہ یزداں اہرمن سے صلح کرنے پر مجبور رہا۔ یہی وہ عقیدہ ہے جو خدائے خیر اور خدائے شر کے پردے میں پیش کیا جاتا رہا۔

اس روایت کا واضع اسحاق بن محمد النخعی الکوفی ہے

اسحاق بن محمد النخعی یہ شخص احمر کے لقب سے مشہور تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے یہ کذاب ہے۔ غالی رافضیوں میں سے بھی حد سے بڑھا ہوا ہے۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے عبدالواحد بن علی سے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے یہ اسحاق انتہائی خبیث مذہب رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ علی اللہ ہیں۔ اسے برص کا مرض تھا اور برص کے نشانوں پر سرخ رنگ لگاتا۔ اسی لئے اسے احمر کہا جاتا ہے۔ مدائن میں رافضیوں کی ایک جماعت تھی جو اسی کی جانب منسوب تھی اور اسے اسحاقیہ کہا جاتا تھا۔

خطیب کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے اس اسحاق کے بارے میں شیعوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے بھی اسحاق کے بارے میں وہی بات کہی جو عبدالواحد بن زید نے کی تھی۔

ذہبی کا بیان ہے کہ ائمہ جرح و تعدیل نے اس اسحاق کا اپنی کتابوں میں کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اور انہوں نے بھی اچھا کیا کیونکہ یہ ایک زندیق تھا۔ ہاں ابن الجوزی نے موضوعات میں اس

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں یہ کذاب ہے، غالی رافضی ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مذہب تو رافضیوں کا بھی نہیں بلکہ وہ تو نصیری ہے اور یہ بھی لحاظ رہے یہ نصاریٰ کا بھائی ہے اور جو شخص علی کی الوہیت کا قائل ہو وہ کافر ہے۔ ملعون ہے
آج کل حکومت شام بھی ان نصاریٰ یعنی نصیریوں کے قبضے میں ہے۔

ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت متعدد گناہوں پر مشتمل ہے، بلکہ اس سے حضرت علیؓ کی توہین لازم آتی ہے۔ میں اللہ سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔ اس روایت کو اسحاق الاحمر نے وضع کیا (جو پکا شیعہ تھا) پھر اس کے یاروں نے اس کے لئے سند وضع کر دی۔ اس طرح یہ پوری داستان چوتھی صدی ہجری میں تیار ہوئی۔

حسن بن یحییٰ المنوبختی جو خود ایک رافضی ہے اور جو اس کا قائل تھا کہ اگر اللہ ہزار ہوں تو ایک ہی رہے گا۔ اپنی کتاب "الرد علی الغلاة" میں لکھتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسحاق بن محمد الاحمر ہے جو یہ کہتا ہے کہ علیؓ اللہ ہیں۔ اور وہ بعد میں حسن میں اور پھر حسین میں ظاہر ہوئے۔ (گویا کہ اللہ وہ ہوتا ہے جو ہمیشہ ناکام ہوتا رہے)

صیحانی کھجور کا اعلان

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا تو ایک کھجور کے درخت نے دوسرے درخت کو آواز دی۔ یہ نبی مصطفیٰ اور علی مرتضیٰؓ جا رہے ہیں۔۔۔۔

نیز اس روایت میں دیکھا ہے کہ مدینہ کی کھجور کو صیحانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے میرے اور تیرے فضل کا اعلان کیا ہے۔ میزان ج ۱ صـ۱۹۱

احمد بن نصر اس داستان کا ایک راوی احمد بن نصر الذارع البغدادی ہے۔ اس کی تمام روایات منکر ہوتی ہیں۔ دار قطنی کا بیان ہے یہ اپنے وقت کا دجال

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے اور یہ روایت اس کے فریب کاریوں میں شمار ہوتی ہیں۔ میزان ج ۱ ص ۱۶۱۔

صدقہ اس کی سند کا ایک اور راوی صدقہ بن موسیٰ بن تمیم ہے جو اپنے باپ سے باطل روایات نقل کرتا ہے۔ اور اس سے احمد الذارع کذاب نے یہ روایات نقل کی ہے۔ اور اسی کی اکثر روایات اسی کتاب سے مروی ہوتی ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۳۱۳۔

صدقہ کا باپ موسیٰ بن تمیم مجہول ہے۔

علی رضا: موسیٰ بن تمیم نے اسے علی رضا سے روایت کیا ہے جو شیعوں کے ایک امام ہیں۔

ابن طاہر کا بیان ہے کہ یہ اپنے باپ دادا کے نام سے عجیب عجیب کہانیاں بیان کرتے ہیں ان کے نام سے متعدد شیعوں نے چند نسخے گھڑ کر تیار کئے۔ یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ نسخے ان کی جانب جھوٹے منسوب کئے گئے یا یہ خود اس فعل کے مرتکب تھے۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ اپنے باپ دادا سے عجیب و غریب روایات بیان کرتا ہے۔ اور بعض اس میں غلطیاں بھی کرتا اور وہم میں مبتلا رہتا ہے۔ دار قطنی کا بھی یہی قول ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۵۸۔

لطف یہ ہے کہ لغت کی مشہور کتابوں القاموس اور لسان المیزان میں ہے کہ صیحانی صیحان کی جانب منسوب ہے۔ اور صیحان چیخنے والے کو کہتے ہیں۔

اہل مدینہ اپنے مینڈھے اور بھیڑ بکری وغیرہ کھجور کے تنے سے باندھتے تھے اور وہ بہت چیختا تھا اس لئے مدینہ کی کھجور کو صیحانی کہنے لگے۔

یہ ملحوظ رہے کہ اس کھجور کا نام اس وقت سے ہے کہ ابھی تک جناب حضرت علیؓ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

نیز لفظ مرتضیٰ جو ہماری اردو زبان میں حضرت علیؓ کے ساتھ عام لگنے لگا، صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے دور میں کسی صحابی کے ساتھ مستعمل نہ تھا جو بعد کے شیعوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ چسپاں کر دیا حالانکہ یہ لفظ از روئے قرآن رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ ملاحظہ ہو ارشاد باری

إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ — مگر اللہ جس رسول سے راضی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے

حبشی بن جنادہ کا بیان ہے کہ میں ابو بکرؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ ابو بکرؓ نے فرمایا جس شخص سے حضور نے کوئی وعدہ فرمایا ہو وہ کھڑا ہو جائے تو ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور اس نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔

یہ سن کر ابو بکرؓ نے فرمایا۔ اچھا علیؓ کو بلاؤ۔ علیؓ کو بلایا گیا تو وہ آ گئے۔ ابو بکرؓ نے ان سے فرمایا اے ابوالحسنؓ یہ شخص ایسا اور ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ انھیں ہاتھ بھر کر دے دیجئے۔ علیؓ نے اسے ہاتھ بھر کر دیا۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ ان کھجوروں کو گن لو جو علیؓ کے ہاتھ میں آئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ہر دو میں ساٹھ کھجوریں آئی ہیں۔ اور ان میں سے ایک بھی زیادہ نہیں ہوئی۔

ابو بکرؓ نے فرمایا۔ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتا ہے۔ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار کی رات فرمایا تھا۔ میرا ہاتھ اور علیؓ کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں۔ میزان ج ۱ ص ۱۳۲۔

ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے اور اس کا واضع ابن وادہ ہے۔

ہمیں حیرت اس پر ہے کہ ابو بکرؓ علیؓ کے اس معجزے کو بارہ سال تک چھپائے رہے۔ لیکن اچانک یہ روایت الہام ہوئی۔

ہمارے نزدیک یہ روایت حضرت جابرؓ کی اس روایت کے جواب میں تیار کی گئی ہے جس میں حضرت جابرؓ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب ابو بکرؓ کے پاس مال آیا تو انہوں نے اعلان کیا جس شخص سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ فرمایا ہو تو وہ اپنا دعویٰ پیش کرے۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے میں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول اللہ حضور نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب آئندہ مال غنیمت آئے گا تو میں تجھے تین بار دونوں ہاتھ بھر بھر کر مال دوں گا۔ ابو بکرؓ نے فرمایا اچھا تین بار ہاتھ بھر کر مال لے لو۔ جب میں لے چکا تو فرمایا یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ تھا۔ اب میری جانب سے تین بار ہاتھ بھر کر لے لو۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ جو کچھ عرض کیا گیا یہ تو سنی صاحبان کا قول تھا۔ ورنہ شیعوں کے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ حضرت حسینؓ اپنی شہادت تک اس کا اعلان کرتے رہے کہ حضور نے جس سے کوئی وعدہ فرمایا ہو۔ وہ آکر مجھ سے لے لے۔ اور یہ فضیلت ابن سعد نے اپنی طبقات میں بھی واقدی سے نقل کی ہے۔

لہٰذا اصل بات یہ ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ نے اپنی زندگی میں جو کچھ دیا تھا وہ تو اس لئے انکار کیا گیا کہ ان حضرات کو دینے کا حق نہ تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے وصول کیا۔ تو ان کا بھی حق ادا ہوا یا نہیں۔ یہ معاملہ غور طلب ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ جن حضرات کو دیا گیا وہ دیا دلایا سب بے کار ہے تو حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، اور حضرت حسینؓ نے کس کس کو کتنا مال دیا۔ گویا کہ یہیں یہ سبق پڑھایا گیا کہ ابوبکرؓ کا دیا ہوا مال بے کار اور حضرت علیؓ اور ان کی اولاد ہر سال اعلان کرتی رہی۔ لیکن کوئی لینے والا نہیں تھا۔

لہٰذا یہ تمام کہانیاں اس لئے وضع کی گئیں کہ ابوبکرؓ جو کچھ کرتے رہے وہ حضرت علیؓ کے مشورے سے کام کرتے رہے۔

میرے بعد فتنہ واقع ہوگا۔ لہٰذا تم علیؓ کو لازم پکڑ لینا

حضرت ابو لیلیٰ غفاری کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ عنقریب میرے بعد ایک فتنہ ہوگا۔ تو تم اس وقت علیؓ کو لازم پکڑ لینا۔ کیونکہ علیؓ سب سے پہلا وہ شخص ہے جس نے مجھے دیکھا۔ یہی سب سے پہلا شخص ہے جو قیامت کے روز مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ اور یہ علیؓ بلند آسمان میں میرے ساتھ ہوگا۔ اور یہ علی حق و باطل کے درمیان فرق پیدا کریگا۔ میزان ج ۲ صفحہ ۱۰۹

حضرت علیؓ نے جب خلافت سنبھالی۔ اور ان لوگوں سے اعلان جنگ کیا جنہوں نے ان کی خلافت کو قبول نہ کیا تھا تو صحابہ کرام کی اکثریت نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اور

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس میں کھڑا ہونے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور اسی قسم کی دیگر تفصیلات بیان کیں۔ جو صحیح بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ۔ حضرت زیدؓ بن ثابت۔ حضرت ابوہریرہؓ۔ حضرت ابوموسیٰؓ اشعری۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت کعبؓ بن مالک۔ حضرت ابوبکرہؓ۔ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت جریرؓ بن عبداللہ البجلی وغیرہ سے مروی ہیں۔ یہ زیر بحث روایت ایک زمانہ دراز بعد ان احادیث کے جواب کے لئے تیار کی گئی۔

اس روایت کی رو سے جہاں ان حضرات پر الزام قائم کیا گیا جنہوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی اور اسے جائز تصور کیا۔ مثلاً ام المومنین عائشہؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ۔ حضرت معاویہؓ۔ حضرت عمروؓ بن العاص۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص وغیرہم اصل میں اس روایت کا واضع اسحاق بن بشر بن مقاتل الکوفی الکاہلی ہے۔ اس کی کنیت ابویعقوب ہے۔ مسلمین کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوبکر بن ابی شیبہ سے کسی کو کذاب کہتے نہیں سنا۔ لیکن اسحاق کو وہ کذاب کہتے۔ موسیٰ بن ہارون اور ابوزرعہ نے بھی اسے کذاب قرار دیا ہے۔ فلاس وغیرہ کا قول ہے کہ یہ متروک ہے۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو احادیث وضع کرتے تھے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس داستان کا واضع اسحاق بن بشر الکاہلی ہے۔ اللہ اس پر کبھی برکت نازل نہ فرمائے۔ میزان ج ۱ ص ۸۵۔

میرے نزدیک اس میں اور بھی نقائص ہیں جو ہم ذیل میں پیش کئے دیتے ہیں۔

۱۔ اسحاق بن بشر الکاہلی نے یہ روایت حسن بصری کی جانب منسوب کی ہے کہ انہوں نے یہ روایت ابولیلیٰ سے نقل کی ہے۔ اگر حسن بصری واقعتاً اس داستان سے واقف ہوتے اور وہ نقل کرتے تو جب حضرت علیؓ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے جنگ کے لئے بصرہ پہنچے تو حسن بصری کو چاہیئے تھا کہ وہ حضرت علیؓ کا ساتھ دیتے۔ لیکن وہ فتنہ کے خوف سے بصرہ چھوڑ کر ایک گاؤں چلے گئے۔ حتیٰ کہ جنگ کے بعد بھی انہوں نے بصرہ کا رخ نہیں کیا۔ حالانکہ حضرت علیؓ کی جانب سے بصرہ

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے گورنر حضرت عبداللہ بن عباسؓ متعین کئے گئے جو حضرت علیؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ حسن بصری نے ان سے ملاقات تک نہیں کی یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ حسن بصری کے نام سے جھوٹ بولا گیا ہے

۲۔ حسن بصری مشہور مدلس ہیں اور صحابہ سے مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے ابولیلیٰ صحابی کو دیکھا تک نہیں۔ الغرض یہ اس روایت کے جھوٹا ہونے کی ایک دلیل ہوئی۔

۳۔ حسن بصری سے یہ کہانی نقل کرنے والا عوف اعرابی ہے جو حسن بصری کا شاگرد ہے وہ تاریخ میں عوف الصدوق کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن امام ابن المبارک جنہیں فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں تبع تابعین کے زاہدوں اور اولیاء میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے ایک روز جعفر بن سلیمان الضبعی سے فرمایا۔ تو نے ابن عون، یونس اور ایوب کو دیکھا ہے۔ جب اس نے اس کا اقرار کیا تو فرمایا تو پھر اس کی کیا وجہ کہ تو نے ان سے علم حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ان تینوں حضرات کو چھوڑ کر عوف اعرابی کی مجلس میں شرکت کی!

اللہ کی قسم یہ عوف اس وقت تک خوش نہیں ہوتا جب تک وہ دو بدعتیں اختیار نہ کر لے۔ کیونکہ وہ قدری (تقدیر کا منکر) بھی ہے اور شیعہ بھی۔

محمد بن عبداللہ الانصاری کا بیان ہے کہ میں نے داؤد بن ابی ہند کو دیکھا کہ وہ اس عوف کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے قدری

محمد بن بشار المعروف بہ بندار جب اس عوف کی روایت بیان کرتے تو فرماتے اللہ کی قسم عوف قدری ہے۔ رافضی ہے۔ شیطان ہے۔ مقدمہ مسلم۔ میزان ج ۳ صفحہ ۳۰۵۔

عوف اعرابی سے یہ داستان نقل کرنے والا خالد بن الحارث ہے جو مجہول ہے۔

الغرض اس روایت کی سند کے جتنے بھی راوی ہیں ان میں سے ایک بھی قابل اعتبار نہیں۔

میں نے رسول اللہ کی تائید حضرت علیؓ کے ذریعہ کی ہے

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ایدتہ بعلی۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے آپ کی تائید علیؓ کے ذریعہ کی ہے۔

اور میں نے یہ تحریر زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل لکھی تھی۔ میزان ج ۱ ص۲۶۱

جب آسمانوں کا کوئی وجود نہ تھا تو جنت کہاں وقوع میں آئی اور کیسے وقوع میں آئی؟

اس روایت کا راوی اشعث ہے جو حسن بن صالح بن حی کا بھتیجا ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ کٹر شیعہ ہے۔ محدثین نے اس پر کلام کیا ہے۔ عقیلی کا بیان ہے۔ یہ احادیث یاد نہ رکھ سکتا تھا۔ میزان ج ۱ ص۲۶۹۔

اس کا ایک اور راوی عطیۃ العوفی ہے جس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ وہ یہ داستان حضرت جابرؓ سے نقل کر رہا ہے۔ حالانکہ اس نے حضرت جابرؓ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔

اس روایت کی سند میں ایک اور راوی یحییٰ بن سالم الکوفی ہے۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے میزان ج ۴ ص۳۸۳۔

اس روایت کی سند کا ایک اور راوی زکریا بن یحییٰ الکسائی ہے۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ بدترین روایات بیان کرتا ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس کی یہ روایت باطل ہے۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی لکھتے ہیں۔ اس کی روایت میں اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ ایک اور روایت میں کہتا ہے۔

آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر لکھا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؓ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

نسائی اور دار قطنی کا بیان ہے۔ یہ زکریا متروک ہے۔ میزان ج ۲ ص۷۵۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس کی روایت نقل کرے۔ ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔ نسائی کا قول ہے کہ متروک ہے ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کا شمار کوفہ کے شیعوں میں ہوتا ہے اور اس کی روایت سے اس کا ضعف ظاہر

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۱۲۔

نیز یہ روایت ابو ایوب انصاری کی جانب منسوب کی گئی ہے۔ حالانکہ ابو ایوبؓ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک نہ تھے۔ ان کی یہ عدم شرکت روایت کے جھوٹا ہونے کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ جب بقول آپ ابو ایوبؓ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ علیؓ کے ساتھ مل کر ناکثین، قاسطین اور مارقین سے قتال کرنا لیکن انہوں نے قتال نہیں کیا جو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ابو ایوبؓ اللہ ان کا نے حضور کے فرمان کی مخالفت کی جو عمداً کسی صحابی سے ممکن نہیں یا ابو ایوبؓ کے نام سے جھوٹ بولا گیا۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ناکثین یعنی عہد توڑنے والوں سے مراد زبیرؓ و طلحہؓ ہیں۔ قاسطین سے مراد انصاف چاہنے والے یعنی امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھی ہیں جو حضرت عثمانؓ کے خون کا انصاف چاہتے تھے۔ اور مارقین سے مراد ساتھ چھوڑ کر جانے والے یعنی خارجی ہیں۔ ان سے قتال کا حکم متعدد احادیث میں موجود ہے۔ اسی لیے حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کا اعلان کیا۔ اور ابو ایوبؓ مدینہ سے آکر شریک ہوئے اسے جنگ نہروان کہا جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کو شیطان ایک ہاتھی کی شکل میں نظر آیا

عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ ہم صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے احادیث بیان کر رہے تھے اچانک رکن یمانی کے قریب سے ایک بڑی شے جو تقریباً ہاتھی کے برابر ہوگی نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تھوکا اور فرمایا تجھ پر لعنت کی گئی ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کس سبب سے۔ آپ نے فرمایا یہ ابلیس ہے۔

یہ سن کر حضرت علیؓ اس پر جھپٹے۔ اس کے پیشانی کے بال پکڑ کے اسے کھینچا اور اسے اس کے مقام سے ہٹا دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ جانتا ہے کہ ابلیس نے تجھے ڈھیل دی ہے۔ وہ ایک کنارے جا کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا

اے ابن ابی طالب اللہ کی قسم تجھے جو بھی غصہ دلائے گا۔ میں اس کے باپ کو اس کی ماں کے رحم میں شریک کردوں گا۔ میزان ج ۱ صفحہ ۱۹۶ ۔

پہلی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ شیطان صفا کے پاس ملا۔ اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رکن یمانی کے قریب نظر آیا۔ پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا تو عبداللہ بن مسعود کے علاوہ کوئی اور موجود نہ تھا اور اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں ایک مجمع تھا۔ (لیکن ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیا اور نہ شاید یہ اہرمن ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔)

پہلی روایت سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت علیؓ نے اسے بلا وجہ چھوڑ دیا اور اس روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور کے مشورے کے بعد چھوڑا گیا۔ لیکن ایک بات ہر دو روایات میں مشترک ہے کہ ابلیس کو حضرت علیؓ سے کوئی خاص اختلاف نہ تھا۔ عیاذاً باللہ۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس روایت کا واضع محمد بن مزید بن ابی الازہر ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۱۹۸

ذہبی جلد چہارم میں محمد بن مزید کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے متروک ہے اور متہم ہے۔ اس نے حضرت حسینؓ کی فضیلت میں بھی ایک روایت وضع کی ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ یہ متعدد احادیث کا واضع ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ ۳۵ ۔

ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے

حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے۔ اور میرے وصی اور وارث علی ہیں۔ میزان ج ۲ صفحہ ۲۷۳ ۔

حالانکہ حضرت بریدہؓ نے خم غدیر کے موقعہ پر یہ اقرار کیا تھا کہ مجھے علیؓ سے بغض ہے۔ اور بغض کی وجہ بھی بیان فرمائی تھی۔ لیکن اچانک ان پر حضرت علیؓ کے فضائل الہام ہونے لگے۔

شریک۔ اس کا مرکزی کردار قاضی شریک ہے جو مشہور شیعہ ہے۔ اس کا حال پہلے بیان کیا جا چکا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ابن اسحاق شریک سے یہ کہانی نقل کرنے والا مؤرخ محمد بن اسحاق ہے۔ ہم اس کا تفصیلی حال "ایصال ثواب قرآن کی نظر میں" بیان کر چکے ہیں۔

سلمۃ الابرش ابن اسحاق سے یہ داستان نقل کرنے والا مؤرخ سلمۃ بن الابرش ہے۔ اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔

حمید الرازی سلمہ سے یہ کہانی نقل کرنے والا مؤرخ حمید الرازی ہے جو کذاب ہے۔ سلمہ ہی ابن اسحاق کا ناقل یہی ہے۔

ابوربیعۃ الایادی شریک نے یہ روایت ابوربیعۃ الایادی سے نقل کی ہے۔ اس کا نام عمر بن ربیعہ ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں یہ منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۲ ص ۲۵۲

حضرت علیؓ خیر البشر ہیں

عطیہ کا بیان ہے کہ میں نے جابرؓ سے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ کی تم میں کیا پوزیشن تھی، انہوں نے فرمایا علیؓ خیر البشر تھے۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے نہ حضرت علیؓ کی بیعت کی اور نہ ان کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہوئے بلکہ ان کے صاحبزادے حضرت حسین کو خروج سے منع کیا۔

عطیہ اس روایت کا راوی عطیۃ العوفی ہے جو مشہور رافضی ہے اور اس کی عام روایات کلبی کذاب سے ہوتی ہیں۔ جو عطیہ کا استاد ہے۔ جب عطیہ یہ کہے کہ ابوسعیدؓ سے یہ روایت ہے تو اس سے ابوسعیدؓ خدری مراد نہیں ہوتے بلکہ کلبی کذاب مراد ہوتا ہے۔ تو ممکن ہے کہ جابر سے جابر بن عبداللہؓ صحابی مراد نہ ہوں بلکہ مشہور رافضی جابر جعفی مراد ہو۔

صالح الخیاط اس کا ایک اور راوی صالح بن ابی الاسود الکوفی الخیاط ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے اس کی احادیث درست نہیں ہوتیں۔ اور نہ یہ معروف انسان ہے، ذہبی

کو بیان ہے کہ یہ بہت واہی انسان ہے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۳۰۹ ۔

حضرت علیؓ کو دو سپید کپڑے پہنائے جائینگے

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ اللہ تعالیٰ جب تمام انسانوں کو ایک میدان میں جمع فرمائیں گے تو میں عرش الٰہی کے داہنے کھڑا ہوں گا۔ اور تو میرے داہنی طرف کھڑا ہوگا۔ اور تجھے دو سپید کپڑے پہنائے جائیں گے۔ تو اے علیؓ تجھے جس بھلائی کی دعوت دی جائے گی تجھے بھی اس کی دعوت دی جائے گی۔ میزان ج ۲ صفحہ ۱۹۵ ۔

اس روایت کا راوی سفیان بن ابراہیم الکوفی ہے۔ ازدی کا بیان ہے کہ گمراہ ہے۔ ضعیف ہے۔ ذہبی کہتے ہیں یہ روایت منکر ہے۔ اور اسے عبدالمومن القاسم نے تیار کیا ہے میزان ج ۲ صفحہ ۱۴۴

عبدالمومن بن القاسم الانصاری عبدالغفار کا بھائی ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ یہ کٹر شیعہ ہے۔ اس کی اکثر روایات ایسی ہوتی ہیں جنھیں کوئی دوسرا بیان نہیں کرتا ج ۲ صفحہ ۱۴۷ ۔

ابان بن تغلب عبدالمومن نے یہ روایت ابان بن تغلب الکوفی سے نقل کی ہے اور یہ غالی کٹر شیعہ ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے یہ غالی شیعہ ہے۔ سعدی کہتے ہیں یہ کھلا گمراہ ہے ج ۱ صفحہ ۔

عمران بن مقسم ابان نے یہ روایت عمران بن مقسم سے نقل کی ہے۔ جو قطعاً مجہول ہے۔

منہال بن عمرو عمران نے یہ روایت منہال بن عمرو سے نقل کی ہے جو اگرچہ بخاری و مسلم کا راوی ہے لیکن یحییٰ بن سعید القطان۔ حاکم۔ جوزجانی اور ابن حزم نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اے علیؓ تو قیامت کے روز لوگوں کو حوض کوثر سے بھگائے گا

حضرت ابو سعیدؓ خدری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ قیامت کے دن تیرے ہاتھ میں جنت کی لاٹھیوں میں سے ایک لاٹھی ہوگی۔ جس کے ذریعہ تو لوگوں کو میرے حوض سے ہٹائے گا۔ میزان ج ۲ ص ۱۷۶۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔

سلام بن سلیمان اس روایت کا راوی سلام بن سلیمان بن سوار ہے۔ اس کا تعلق بنو ثقیف سے ہے۔ مدائن کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابو العباس ہے۔ شبابہ بن سوار کا بھتیجا ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ قوی نہیں۔ ابن عدی کا قول ہے منکر الحدیث ہے۔ ابن عدی نے اس کی اٹھارہ روایات نقل کی ہیں۔ اور کہا ہے کہ یہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جنہیں کوئی اور بیان نہیں کرتا۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی احادیث منکر ہوتی ہے۔ میزان ج ۲ ص ۱۷۸

زید العمی اس کا ایک اور راوی زید العمی ہے جو زید بن الحواری کے لقب سے مشہور ہے ابو الحواری اس کی کنیت ہے۔ بصرہ کا باشندہ ہے۔ ہرات کا قاضی تھا۔

یحیٰی بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے ضعیف ہے لیکن اس کی روایت لکھ لی جائے۔ نسائی کا قول ہے ضعیف ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ شعبہ نے جن ضعیف راویوں سے روایات لی ہیں یہ زید ان میں سب سے زیادہ ضعیف ہے۔ بخاری و مسلم نے اس کی روایت نہیں لی۔ میزان ج ۲ ص ۱۰۲۔

حضرت علیؓ دوبارہ قتل ہونگے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں ضرور قتل کیا جاؤں گا۔ پھر اٹھایا جاؤں گا۔ پھر قتل کیا

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جاؤں گا اس دوبارہ قتل سے میری موت واقع ہوگی۔ مجھے اریحا مقام پر ایک یہودی پھینکنے پتھر سے مارے گا اور وہ میری کھوپڑی پھاڑ دے گا۔ میزان ج ۲ ص ۳۰۳۔

ذہبی کہتے ہیں یہ روایت عقیلی نے کتاب الضعفاء میں نقل کی ہے۔ اس کی سند کے تمام راوی مجہول ہیں اسے حضرت علیؓ سے نقل کرنے والا ان کا مشہور شاگرد عبایہ بن ربعی ہے جو غالی شیعہ ہے۔ میزان ج ۲ ص ۳۸۷۔

عبایہ سے نقل کرنے والا ذہبی موسیٰ بن طریف ہے۔ جس کا حال پہلے پیش کیا جا چکا ہے اور یہی اس روایت کا واضع ہے، لیکن اس نے اہانت علی کے لئے یہ داستان وضع کی تھی لیکن جماعتی رافضی برادری سے یہ کارنامہ انجام دیا کہ اس روایت کا آخری حصہ حذف کر دیا۔ حتیٰ کہ اہل تشیع کی مشہور کتاب کوکب دری میں اس کا ابتدائی حصہ موجود ہے۔

حضرت علیؓ دنیا و آخرت میں سردار ہیں

عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی جانب دیکھ کر فرمایا تو دنیا میں بھی سردار ہوگا۔ اور آخرت میں سردار ہوگا۔ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ میزان ج ۲ ص ۲۱۲۔

اس کے ساتھ حضرت جعفرؒ کا وہ قول بھی لگا لیجئے کہ جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو مسلمان سمجھا اس نے علیؓ سے دشمنی رکھی اسی لئے خمینی تک نے اپنی ولایت فقیہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دی ہیں اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ علیؓ سے محبت کرنے والا ابوبکرؓ و عمرؓ کو دشمن ضرور سمجھے گا، اور جو شخص ان کو مسلمان سمجھے گا وہ علیؓ کا دوست نہیں ہوگا۔ رہا حضرت علیؓ کا ابوبکرؓ و عمرؓ سے دوستی کرنا تو وہ تقیہ پر مبنی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شیعہ آپ سے دوستی کرتا ہے تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ تقیہ کرتا ہے اس کی بات پر یقین کرنا شاید اتنا دشوار ہے جتنا متعدد خداؤں کو ماننا۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس روایت کا راوی عبدالرزاق بن ہمام ہے جو خالص رافضی ہے۔ اور آخر عمر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ احمد بن الازہر کا بیان ہے کہ عبدالرزاق نے یہ روایت مجھ سے خلوت میں حافظہ کے بل بوتے پر بیان کی۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ عبدالرزاق کا تفصیلی حال پہلے دیکھ لیجئے۔

میرے بعد جو خود کو رسول کا بھائی کہے وہ کذاب ہے

زید بن وہب کا بیان ہے کہ میں نے علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ میرے بعد اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

اتفاق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد چچا زاد بھائیوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ لیکن حضرت علیؓ کے بعد وہ رسول اللہ کے بھائی نہیں رہے۔ مثلاً حضرت عباسؓ، ابولہب، حارث وغیرہ کی اولاد۔

اور اگر مقصد یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے بعد کوئی اللہ کا بندہ نہیں تو اس کا حکم کم از کم ہماری عقل سے بالاتر ہے۔

حارث بن حصیرۃ الازدی اس کا راوی حارث بن حصیرۃ الازدی الکوفی ہے۔ ابو حاتم رازی کا قول ہے کہ اگر سفیان ثوری اس سے روایت نہ لیتے تو سب اسے ترک کر دیتے یہ شیعوں کا آزاد کردہ غلام ہے۔

ابو احمد الزبیری کا بیان ہے کہ یہ حضرت علیؓ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتا تھا۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ خشبی تھا۔

خشبی وہ طبقہ ہے جو اس لکڑی کی پوجا کیا کرتا تھا جس پر زید بن علی بن حسین کو پھانسی دی گئی۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی روایت لکھی جائے اگرچہ یہ شیعہ ہے اور کوفہ کے آگ لگانے والے شیعوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ میزان ج ۱ ص ۴۳۲۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حارث نے اس روایت کو زید بن وہب سے نقل کیا ہے۔ اگرچہ وہ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں لیکن حب علی میں غلو کی حد تک مبتلا تھے۔ حتیٰ کہ حضرت حذیفہؓ سے اس روایت کو نا قل ہے کہ اگر دجال ظاہر ہوا تو اس کے ساتھ وہ لوگ ہوں گے جو عثمانؓ سے محبت کرتے ہیں۔ میزان ج ۲ صفحہ ۱۰۷

حالانکہ حضرت حذیفہؓ کو حضرت عثمانؓ سے اتنی شدید محبت تھی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے غم میں شہر چھوڑ کر جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ چالیس روز کے اندر ان کا انتقال ہو گیا۔ لیکن انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔

جو شخص میری طرح سے زندگی گزارنا چاہے وہ علیؓ سے دوستی رکھے

حضرت حذیفہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ وہ میری طرح زندگی گزارے۔ اور میری موت مرے تو اسے چاہیئے کہ میرے بعد علیؓ بن ابی طالب سے محبت کرے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۳۲۵۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے جب یہ سنا کہ عثمانؓ شہید کر دئے گئے تو جنگل میں ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ ان کی موت آگئی۔

بشر بن مہران الخصاف اس کا راوی بشر بن مہران الخصاف ہے۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ میرے والد نے اس کی حدیث ترک کر دی تھی۔ میزان ج ۱ صفحہ ۳۲۵

بشر نے اسے شریک بن عبداللہ سنان الکوفی سے نقل کیا ہے جو کٹر رافضی ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کیا جا چکا۔

بشر بن مہران سے یہ کہانی نقل کرنے والا محمد بن زکریا الغلابی ہے۔ یہ بصرہ کا باشندہ ہے۔ مؤرخ ہے۔ ابن مندہ کا بیان ہے کہ اس پہ اعتراض ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں ضعیف ہے۔ ابن عدی نے اس کی ایک روایت نقل کر کے اسے جھوٹا قرار دیا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۵۵۔ دارقطنی کا بیان

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے کہ یہ احادیث وضع کرتا۔ کتاب الضعفاء والمتروکین۔ للدارقطنی صفحہ ۱۵ ۔

علیؓ کے فضائل تیس ہزار کے قریب ہیں

عیسیٰ بن عبداللہ نے اپنے باپ دادا کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص نے ابن عباسؓ سے عرض کیا۔ سبحان اللہ میرا خیال ہے کہ علیؓ کے مناقب تین ہزار ہوں گے۔

اس پر ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ تیس ہزار کے قریب ہوں گے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۴۷۲ ۔

اس کا پہلا راوی حسن بن حسین العرنی ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں محدثین کے نزدیک یہ سچا نہیں بہت اونچے درجہ کے شیعوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے۔ کہ اس کی روایات ثقہ راویوں کی طرح نہیں ہوتیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے لغو روایات بیان کرتا اور احادیث میں تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ میزان ج ۱ صفحہ ۴۸۳ ۔

عیسیٰ بن عبداللہ

اس حسن بن حسین العرنی نے یہ داستان عیسیٰ بن عبداللہ سے نقل کی ہے وہ اپنے باپ دادا کے واسطے سے یہ روایت نقل کرتا ہے۔

اس عیسیٰ سے مراد عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہے۔ یہ تمام روایات اپنے باپ دادا کے نام سے نقل کرتا ہے۔ اس کی عام روایات موضوع ہوتی ہیں۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۳۱۵ ۔

علیؓ میری جگہ ایسے ہی ہیں جیسے میرا سر میرے بدن پر

حضرت براءؓ بن عازب کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؓ ایسے ہی ہیں جیسا کہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میرے بعد یہ میرا امیر۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ میں نے اس سند سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت نہیں لکھی۔

غالباً یہ ارشاد بھی خم غدیر میں ہوا ہوگا۔ اس لئے کہ خم غدیر میں بقول جعفر بن سلیمان ضبعی حضرت بریدہؓ شکایت کرنے پہنچے تھے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس روایت کی سند میں کئی راوی مجہول ہیں۔

ہاں ابن مردویہ نے حسین الاشقر اور قیس بن الربیع کی سند سے ابن عباسؓ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

حسین الاشقر بخاری کا بیان ہے کہ اس کے پاس منکر روایات ہوتی تھیں۔

قیس بن الربیع اور اس روایت کی سند میں قیس بن الربیع بھی ہے۔ یحییٰ کا بیان ہے یہ کچھ نہیں، امام احمد کا بیان ہے یہ شیعہ تھا۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ا صـ۲۱۲

حسین الاشقر اس کا نام حسین بن الحسن الاشقر الکوفی ہے۔ نسائی نے اس سے روایت لی ہے۔ یہ حسین بن صالح اور زہیر وغیرہ سے روایت کرتا ہے۔ اس سے احمد بن حنبل اور کدیمی وغیرہ نے روایت لی ہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس پر اعتراض ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں قوی نہیں، جوزجانی کہتے ہیں۔ یہ غالی قسم کا رافضی ہے۔ نیک لوگوں کو گالیاں دیتا۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ ضعیف راویوں کی ایک جماعت اس حسین الاشقر کو بطور حیلہ استعمال کرتی حالانکہ اس کی روایات بھی منکر ہوتی ہیں۔ پھر ابن عدی نے اس کی متعدد منکرات بیان کیں۔ اور ایک روایت کے بارے میں تحریر کیا میرے نزدیک یہ تمام بلا اشقر کی نازل کردہ ہے۔

ابو معمر الہذلی کا بیان ہے کذاب ہے۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی صـ۳۳، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی صـ۸۳۔

قیس بن الربیع کا ہم تفصیلی حال پیش کر چکے ہیں، لہٰذا اس کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

یہ ذہن میں رہے کہ کسی انسان کی زندگی اس کے سر کی بقا پر ہے اور جو کچھ وہ بولتا اور کہتا ہے وہ سر ہی سے بولتا اور کہتا ہے۔ اگر سر نہ ہو تو بقیہ جسم بے کار محض ہے۔ اس میں کوئی زندگی نہیں۔ گویا اگر حضرت علیؓ نہ ہوں تو حضور کی زندگی بے کار اور حضور جو کچھ فرماتے وہ مولا علی کی زبان سے فرماتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ بیماری کے وقت حضور نے اپنی جگہ ابوبکرؓ کو امام بنا دیا۔ اور سر بے چارہ سوچتا ہی رہ گیا کہ وہ کیا کرے؟

علیؓ سے حسد رکھنے والا مجھ سے حسد رکھتا ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے جس نے علیؓ سے حسد کیا اس نے مجھؐ سے حسد کیا اور جو مجھؐ سے حسد رکھتا ہے اس نے کفر کیا۔

ہم نے بخاری کے حوالہ سے حضرت بریدہؓ کی یہ حدیث پیش کی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریدہؓ سے استفسار فرمایا کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔ انہوں نے اقرار کیا۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا ان سے بغض مت رکھو کیونکہ خمس میں اس کا بھی حصہ ہے۔

اگر صورت حال وہ ہوتی ہے جو مذکورہ بالا روایت میں بیان کی گئی تو آپؐ کو بریدہؓ سے فرمانا چاہئے تھا کہ تو نے کفر کیا۔ کیونکہ علیؓ سے بغض مجھ سے بغض ہے اور مجھ سے بغض رکھنے والا کافر ہے۔ لیکن آپؐ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ اور دنیا جانتی ہے کہ بغض کا درجہ حسد سے بہت بلند ہے اور جب بغض رکھنے پر حضرت بریدہؓ کو کافر نہیں کہا گیا تو حسد رکھنے پر کوئی کیسے کافر ہوگا۔

سلام یہ روایت ابن مردویہ کے حوالہ سے ابن جوزی نے اپنی العلل میں نقل کی ہے۔ اور فرمایا اس کا راوی سلام بن ابی عمرہ ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس راوی کو بطور حجت پیش کرنا جائز نہیں۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ ص ۲۱۲

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ سلام بن ابی عمرۃ الخراسانی سے ترمذی نے روایت نقل کی ہے یہ عکرمہ سے روایت کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس سلام کی روایت پیش کرنا جائز نہیں۔ میزان ج ۲ ص [illegible]

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سب سے پہلے حوض کوثر پر حضرت علیؓ آئینگے۔

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس امت میں سب سے قبل ایک مسلم کی حیثیت سے جو آئے گا وہ علیؓ بن ابی طالب ہوں گے۔

مآربی ابن جوزی کا بیان ہے کہ محمد بن یحیٰی المآربی منکر الحدیث ہے۔ اس کی روایات بالکل تاریک اور منکر ہوتی ہیں۔ العلل المتناہیہ فی احادیث الواہیہ ج ۱ صـ۲۱۱

لیکن محشی یعنی شیخ خلیل المیس۔ مدیر ازہر لبنان اس روایت کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں کہ اس محمد بن یحیٰی کو دارقطنی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے بھی اس کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے خطیب اور حاکم نے ج ۳ صـ۱۳۲ پر سیف بن محمد کو اس کا متابع بیان کیا ہے۔ اور وہ کذاب ہے ابن عدی نے عبدالرحمان بن قیس کو بھی اس کا متابع بیان کیا ہے لیکن وہ وضاع ہے۔ حاشیہ العلل صـ۲۱۱

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں کہ محمد بن یحیٰی المآربی، سبائی کے لقب سے مشہور ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اسکی روایات تاریک اور منکر ہوتی ہیں۔ اور دارقطنی نے اسے ثقہ کہا ہے۔ اس کے بعد ذہبی نے ایک روایت نقل کرکے تحریر کیا ہے۔

کہ یہ روایت باطل ہے میں نہیں جانتا کہ اس روایت کو کس نے وضع کیا ہے۔ خطاب بن عمر الصفار نے یا محمد بن یحیٰی المآربی۔ میزان ج ۴ صـ۹۲

سلمانؓ سے یہ روایت نقل کرنے والا علیم الکندی ہے مجھے اس کا کچھ حال معلوم نہیں۔

علیؓ سے قیامت تک منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھ سکتا۔

حضرت عمرانؓ بن حصینؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور علیؓ آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی " کیا وہ مضطر کی پکار نہیں سنتا اور اس سے تکلیف دور نہیں کرتا اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے "

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس پر حضرت علیؓ کے مونڈھے کانپنے لگے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کے مونڈھے پہ ہاتھ مارا اور فرمایا۔ اے علیؓ تجھ سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کر سکتا ۔ اور منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھ سکتا ۔

یہ آیت سننے کے بعد حضرت علیؓ کے کپکپانے اور پھر ان کے بارے میں فیصلہ سنانے سے اس آیت کا کوئی تعلق نہیں ۔ دراصل اس داستان کا راوی

نُفیع بن الحارث النخعی الکوفی الاعمیٰ ہے ۔ اس کی کنیت ابوداؤد ہے ۔ یہ ایک قصہ گو انسان تھا ۔ عقیلی کا بیان ہے ۔ یہ غالی رافضی تھا ۔ بخاری کہتے ہیں ۔ اس پر محدثین کو اعتراض ہے ۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں ۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے ۔

اس نفیع کو ابوداؤد الاعمیٰ اور ابوداؤد السبیعی بھی کہا جاتا ہے ۔ بعض افراد نے دھوکہ دینے کے لئے اس کا نام نافع بن ابی نافع بھی بیان کیا ہے تاکہ لوگ اسے کوئی غیر شخص تصور کریں ۔

قتادہ بن دعامہ جو اس کے ہم عصر تھے ۔ وہ کہتے ہیں یہ کذاب ہے ۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے ۔ ابوزرعہ کہتے ہیں یہ کچھ نہیں ۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس ابوداؤد سے روایت اخذ کرنا بھی جائز نہیں ۔

ہمام کا بیان ہے کہ یہ ابوداؤد ایک بار بصرہ آیا اور ہمارے سامنے زید بن ارقمؓ اور براءؓ کی احادیث بیان کرنے لگا ۔ ہم نے قتادہ سے اس کا ذکر کیا ۔ انہوں نے فرمایا وہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ طاعون جارف یعنی ۱۳۱ھ سے قبل تو وہ گداگر تھا ۔ لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا ۔ (اور اب محدث بن گیا ہے میزان ج۴)

یہ ابوداؤد حضرت انسؓ ، حضرت زید بن ارقمؓ ، حضرت براء بن عازبؓ ، حضرت عمران بن حصینؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے احادیث روایت کرتا ہے ۔ جو خود ایک انتہائی مشکوک امر ہے ۔ اس لئے کہ نفیع بصرہ میں طاعون جارف کے وقت ، گدا یعنی ۱۳۱ھ کے بعد جب کہ عمران بن حصینؓ کا بصرہ میں ۵۲ھ میں اور انس بن مالکؓ کا ۹۳ھ میں انتقال ہوا ۔ پھر لطف یہ ہے کہ براءؓ سے ۷۲ھ

ہیں کوفہ میں زیدؓ بن ارقم نے مدینہ میں ۵۸ھ میں اور ابن عباسؓ نے ۶۸ھ میں طائف میں انتقال کیا۔ اور ماشاء اللہ یہ سب پہلے نقل کر رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام قتادہ فرماتے ہیں اس نے ان صحابہ میں سے کسی سے بھی حدیث نہیں سنی۔ امام مسلم نے ہمام سے نقل کیا ہے کہ اس ابوداؤد کا دعویٰ تھا کہ اس نے اٹھارہ بدری صحابہ کو دیکھا ہے۔ اس پر امام قتادہ نے فرمایا حسن بصریؒ اور سعیدؒ بن المسیب اس سے عمر میں بڑے تھے اور اس سے زیادہ علم حدیث کے متلاشی تھے لیکن انہوں نے بھی کسی بدری صحابی سے حدیث نہیں سنی ہاں سعیدؒ بن المسیب نے صرف ایک بدری صحابی یعنی سعدؓ بن ابی وقاصؓ سے حدیث سنی ہے۔ مقدمہ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۵۔

حارث بن حصیرۃ الازدی

اسی ابوداؤد سے روایت حارث بن حصیرۃ الازدی نے نقل کی ہے۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ ہے۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں اگرچہ یہ ثقہ تھا۔ لیکن اس لکڑی کا پجاری تھا جس پر زیدؒ بن علی بن حسین کو پھانسی دی گئی تھی۔

ابو احمد الزبیری کا بیان ہے کہ یہ شخص فرقہ رجعیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ابو حاتم رازی لکھتے ہیں۔ اگر سفیان ثوری اس سے روایات نہ لیتے تو سب لوگ اس کی روایات ترک کر دیتے میزان ج۱ صفحہ ۲۰۲

دارقطنی لکھتے ہیں کہ حارث بن حصیرہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔ الضعفاء والمتروکین صفحہ ۵۹

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں سچا ہے غلطیاں کرتا ہے لیکن اس پر رفض کا اتہام ہے۔ تقریب صفحہ ۵۹

عبدالحسین شرف الدین موسوی جو عراق میں شیعوں کا امام تھا وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ ابو حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ شیعہ تھا۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ ابو احمد الزبیری کہتے ہیں یہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا۔ ابن عدیؒ کہتے ہیں کہ ضعف کے باوجود اس کی روایت لکھی جاتی ہے یہ کوفہ کے آگ لگانے والے شیعوں میں داخل ہے۔

ذتیج کا بیان ہے میں نے جریر سے سوال کیا کہ کیا آپ نے حارث بن حصیرہ کو دیکھا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

انہوں نے جواب دیا ہاں دیکھا ہے ایک بہت بوڑھا شخص تھا۔ اکثر خاموش رہتا لیکن ایک بہت بڑی بات پر اصرار کرتا۔ یحییٰ بن معین اور نسائی کا بیان ہے کہ ثقہ ہے' خشبی ہے۔ اس حارث سے سفیان ثوری' مالک بن مغول اور عبداللہ بن نمیر نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ شیعوں کا شیخ اور ان کا معتبر راوی شمار ہوتا ہے۔ ہم نے یہ سب کچھ میزان سے تحریر کیا ہے۔

نسائی نے عباد بن یعقوب کے ذریعہ عبداللہ بن عبدالملک المسعودی نے اس حارث بن حصیرہ کے ذریعہ زید بن وہب سے نقل کیا ہے کہ میں نے علیؓ کو یہ کہتے سنا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ مراجعات ۳۵۳ ۔

ان تمام امور کو دیکھنے کے بعد آپ حضرات خود غور فرمالیں کہ نجات شیعہ راویوں کی روایت کو اپنانے میں ہے یا ان روایات سے پیچھا چھوڑنے میں۔

قیامت کے روز حضرت علیؓ جھنڈا اٹھائیں گے

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ قیامت کے روز آپ کا جھنڈا کون اٹھائے گا۔ آپ نے فرمایا جو اسے دنیا میں اٹھاتا رہا۔ یعنی علیؓ۔ میزان ج ۴ ص ۲۲۳

یہ بات تو اس وقت درست ہوتی جب کہ ہر غزوہ میں حضرت علیؓ کے ہاتھ ہی جھنڈا ہوتا لیکن خیبر کے قلعہ قموص کے علاوہ کسی وقت بھی حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا نہیں رہا۔ ہاں جنگ احد میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ کو جھنڈا دیا گیا۔ فتح مکہ کے وقت ابوعبیدہؓ زبیر بن العوام اور خالدؓ بن الولید علم بردار تھے۔ جنگ ذات السلاسل میں حضرت عمروؓ بن العاص علم بردار تھے۔ اگر جرح کمزور راوی یہ کہتا کہ قیامت کے روز تمام وہ لوگ بالترتیب جھنڈے اٹھائیں گے جو آپ کی زندگی میں جھنڈے اٹھاتے رہے تو بات کچھ سوچنے کے قابل ہوتی۔

یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہر غزوہ میں کم از کم تین جھنڈے ہوتے ایک مہاجرین کا اور دو انصار کے۔ اس لحاظ سے حضرت جابرؓ کا یہ فرمانا کہ حضورؐ کا جھنڈا اٹھانے

والے صرف حضرت علیؓ تھے۔ یہ بات درست نہیں۔

پھر حضرت جابرؓ ان افراد میں داخل ہیں جو حضرت علیؓ کے ساتھ کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے انہیں صرف اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ وہ رافضیوں کے امام باقر کے استاد ہیں ورنہ پانچ افراد کے علاوہ سب کافر ہو گئے تھے۔ لیکن پھر بھی ہماری سمجھ سے یہ باہر ہے کہ بوقت ضرورت اپنا کاروبار چمکانے کے لئے انہی حضرات کو جھوٹ بول کر پیش کیا جاتا ہے۔

ناصح بن عبداللہ المحلمی

اس داستان کا راوی ناصح بن عبداللہ الکوفی ہے۔ محدثین کا فتویٰ ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ نسائی کا بیان ہے ضعیف ہے۔ فلاس کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ میزان ج ۴ صفحہ ۲۴۰

دارقطنی کا بیان ہے کہ ناصح بن عبداللہ، اس کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔

سماک بن حرب سے روایات نقل کرتا ہے۔ متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی صفحہ ۱۶۵

امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ ناصح، سماک اور اپنے ماموں عبدالعزیز بن الخطاب سے حدیث روایت کرتا ہے اس کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر صفحہ ۱۱۲

نسائی لکھتے ہیں۔ ناصح بن عبداللہ کوفہ کا باشندہ ہے ضعیف ہے۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی صفحہ ۱۰۱

اسمٰعیل بن ابان الغنوی

ناصح سے یہ روایت نقل کرنے والا اسمٰعیل بن ابان الغنوی الکوفی ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں یہ موضوع احادیث روایت کرتا ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ احمد بن حنبل اور دیگر محدثین نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ اس نے متعدد احادیث وضع کر کے امام سفیان ثوری کی جانب بھی منسوب کی ہیں۔ نسائی اور مسلم کا بیان ہے کہ متروک الحدیث ہے۔ (میزان ج ۱ صفحہ ۲۱۲)

نسائی لکھتے ہیں اسمٰعیل بن ابان کوفہ کا باشندہ ہے۔ ہشام بن عروہ سے احادیث روایت کرتا ہے۔ متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین صفحہ ۱۹

دارقطنی لکھتے ہیں۔ اسمٰعیل بن ابان الغنوی کوفہ کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابو اسحاق الکوفی ہے۔ حکم، عطیہ، فضیل بن عمرو الحیاط اور ہشام بن عروہ سے روایات نقل کرتا ہے، متروک ہے۔
کتاب الضعفاء والمتروکین صفحہ

علیؓ سے کیا عہد لیا گیا تھا؟

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ علیؓ حق پر ہیں اور جو ان کی پیروی کرے وہ بھی حق پر ہے۔ اور جس نے انہیں چھوڑا اس نے حق کو چھوڑا۔ یہ ایک ایسا عہد ہے جو اس سے قبل لیا گیا تھا۔ میزان جلد ۳
یہ ام المومنین ام سلمہؓ کی ذاتی رائے بیان کی گئی ہے۔ بہت سے حضرات حضرت علیؓ کو حق پر سمجھتے تھے ہوسکتا ہے کہ ام المومنین بھی حضرت علیؓ کو حق پر سمجھتی ہوں۔ لیکن اس معاملہ میں حضورؐ کا یا اللہ کا کسی بات پر عہد لینا اس لئے ممکن نہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو ہزار ہا صحابہ حضرت علیؓ کا ساتھ دیتے۔ لیکن چند صحابہ کے علاوہ کسی نے ساتھ نہیں دیا جو اس روایت کے غلط ہونے کی دلیل ہے۔

موسیٰ بن قیس اس روایت کا راوی موسیٰ بن قیس ہے۔ یہ خود کو عصفور الجنۃ (جنت کی چڑیا) کہا کرتا تھا۔ ابن جوزی کا بیان ہے یہ احادیث وضع کرتا۔ عقیلی کا بیان ہے یہ غالی قسم کا رافضی تھا۔ اس نے ردی روایات بیان کی ہیں۔

مالک بن جعونہ اس روایت کا ایک راوی مالک بن جعونہ ہے جو حضرت ام سلمہ سے یہ روایت نقل کر رہا ہے۔ اور وہ قطعاً مجہول ہے اور اس سے نقل کرنے والا عیاض بن عیاض بھی مجہول ہے۔

قیامت کے روز سب سے اوّل علیؓ مجھ سے ملاقات کریں گے

لیلیٰؓ غفاری کا بیان ہے کہ میں غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتی۔ زخمیوں کی دوا دارو کرتی اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتی۔ جب علیؓ بصرہ چلے تو میں ان کے ساتھ گئی۔ میں نے عائشہؓ

کو گھر سے دیکھا (جن تنہا اور پیدل) تو میں ان کے پاس پہنچی - اور میں نے ان سے عرض کیا - کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت نہیں سنی۔ انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے سنی ہے۔

ایک بار علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر بیٹھے تھے۔ اور آپ ایک چادر اوڑھے تھے۔ علی رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان بیٹھ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے ان سے عرض کیا آپ کو اس کے علاوہ کوئی کشادہ جگہ نہیں ملی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے عائشہ رضی اللہ عنہا میرے بھائی کو چھوڑ دے۔ کیونکہ یہ لوگوں میں سب سے اوّل اسلام لایا۔ اور موت کے وقت سب سے آخری عہد اس سے ہوگا اور قیامت کے روز سب سے پہلے یہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔ میزان ج ۲ ص ۱۲

اس روایت کا راوی کاموسیٰ بن القاسم ہے۔ بخاری کا بیان ہے یہ ایسی روایات نقل کرتا ہے۔ جو اور کوئی روایت نہیں کرتا۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس روایت کے تمام راوی مجہول ہیں۔

اس روایت کا پہلا راوی عبدالسلام ابوالصلت ہے۔ جس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔
ہمارے نزدیک یہ بھی ایک اعلیٰ قسم کی بے غیرتی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان چچازاد بھائی گھس کر بیٹھ جائے ہم تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنا بے حیا تصور نہیں کرتے۔ رہ گیا وفات کے وقت کا عہد تو بخاری و مسلم میں تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور بھائی کو بلا لے تاکہ میں ان کے لئے خلافت لکھ دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اٹھنا چاہا تو آپ اپنا بدن سہار نہ سکے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ رہنے دے کیونکہ اللہ اور مسلمان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو اختیار نہ کریں گے۔ غالباً یہ کہانی اسی حدیث صحیح کے جواب میں تیار کی گئی ہے۔

اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کر اور اس سے مدد کی خواہش کر

کدیرہ الہجری کا بیان ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ سے اپنی پشت لگائی، پھر فرمایا۔ اے لوگو! آؤ میں تم

Created with
nitroPDF® professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سے دو باتیں بیان کروں جو میں نے تمہارے بچا سے سنی ہیں۔ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے علیؓ سے چند کلمات کہے۔

"اے اللہ! اس کی اعانت کر۔ اس سے اعانت کا خواہاں ہو۔ اس کی مدد کر اور اس سے مدد کا خواہاں ہو کیونکہ وہ تیرا بندہ اور تیرے رسول کا بھائی ہے"

یعنی اللہ تعالیٰ جس کی مدد کرتا ہے اس سے امداد بھی طلب کرتا ہے۔ بہت خوب!

مُہَلْہَل عَبدی اس روایت کو محمد بن قرۃ البکری سے نقل کرتا ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ دونوں مجہول ہیں۔

اس روایت کے دونوں جملے قطعاً کفریہ ہیں۔ ہم اس کفر سے مغفرت کے طلبگار ہیں۔

حضرت علیؓ کی آنکھوں میں تھوک لگانا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی آنکھوں میں تھوک کا سرمہ لگایا۔

میزان ج ۳ ص ۱۵۱

معلّٰی اس کا راوی معلّٰی بن عرفان ہے جو اپنے چچا ابو وائل شقیق بن سلمہ سے روایت نقل کرتا ہے۔ شقیق اس کے چچا امام التابعین ہیں۔ وہ تو اس کذب و افتراء سے بری ہیں۔ لیکن جہاں تک ان کے بھتیجے معلّٰی کا تعلق ہے تو یحییٰ بن معین کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ بخاری کا بیان ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ نسائی کا بیان کہ متروک ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ غالی شیعہ ہے۔ اس نے شقیق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جنگ صفین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حاضر تھے۔ حالانکہ حضرت عبداللہؓ حضرت عثمانؓ کی حیات میں انتقال فرما چکے تھے۔ لہٰذا یہ روایت بھی اپنے وجود میں آنے سے قبل انتقال کر گئی تھی۔

بخاری لکھتے ہیں معلّٰی بن عرفان الاسدی الکوفی اپنے چچا شقیق سے روایات نقل کرتا ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص ۱۱۵

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نسائی لکھتے ہیں، یہ معلّی بن عرفان متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۹۰
دارقطنی لکھتے ہیں، یہ معلّی بن عرفان کوفی ہے۔ ابو وائل یعنی شقیق سے روایات نقل کرتا ہے۔ متروک الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۱۶۱

محشی حاشیہ میں رقم طراز ہیں۔
حافظ لکھتے ہیں، تمام ناقدین حدیث کا اس کے کذب پر اتفاق ہے۔ یہ غالی قسم کا شیعہ تھا۔ ص۱۶۱

علیؓ خلق الٰہی پر اللہ کی حجت ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھا تھا۔ اچانک حضرت علیؓ آگئے۔ انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انسؓ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا یہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا۔ اے انسؓ، یہ خلق الٰہی پر اللہ کی حجت ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میری امت پر قیامت کے دن یہ حجت ہوگا۔

سب سے بڑی حیرت تو اس پر ہے کہ حضرت انسؓ ۹۳ھ تک حیات رہے اور مختلف امویوں کی بیعت کی لیکن حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ یہ ان کی جانب سے اڑائی ہوئی ایک گپ ہے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ اسے حضرت انسؓ سے مطر بن میمون المحاربی الاسکاف نقل کر رہا ہے جسے مطر بن ابی مطر کہا جاتا ہے۔ امام ابو حاتم رازی، بخاریؒ اور نسائیؒ کا بیان ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۴ ص۱۲۷۔ دارقطنی لکھتے ہیں یہ متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص۱۶۵ للدارقطنی، بخاریؒ لکھتے ہیں، مطر بن میمون نے حضرت انسؓ اور عکرمہ سے روایات سنی ہیں۔ اس سے یونس بن بکیر روایات لیتا ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص۱۱۱

اس مطر نے حضرت انسؓ کے نام سے یہ روایت بھی وضع کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔ علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔

اور یہ روایت کہ میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور جن لوگوں کو میں چھوڑ کر مروں گا ان میں سب سے بہتر علیؓ ہیں۔ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ ان سب روایات کا وضاع مطرؒ بن میمون ہے

ان روایات کے علاوہ ایک روایت ابن عدیؒ اور ذہبیؒ نے یہ بھی نقل کی ہے کہ علیؓ میرا بھائی، میرا ساتھی، میرے چچا کا بیٹا، اور میں اپنے بعد جن لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سب سے بہتر ہے جو میرا قرض ادا کرے گا اور میرا وعدہ پورا کرے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے مطر سے دریافت کیا تم انسؓ سے کہاں ملے تھے۔ اس نے جواب دیا خریبہ میں (بصرہ میں ایک جگہ ہے)

عبیداللہ بن موسیٰ

مطر سے یہ تمام کہانیاں نقل کرنے والا عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی ہے۔ اس سے تمام اصحاب صحاح نے روایت لی ہے۔ لیکن ماشاءاللہ بہت کٹر قسم کے رافضی تھے۔ ان کا حال پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

ہاں یہ بات ضرور ذہن میں رکھیں کہ عبیداللہ بن موسیٰ سے یہ تمام کہانی نقل کرنے والے علی بن مثنیٰ، علی بن سہل اور عبدالرحمٰن بن سراج ہیں۔ اور تینوں کے الفاظ جداگانہ ہیں۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عبیداللہ یا مطر بن ابی مطر نے کبھی کچھ کہا اور کبھی کچھ۔ اور چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد لہٰذا اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ عبیداللہ بھی صورت حال کا اندازہ کر کے الفاظ ــــــــ گھٹاتا بڑھاتا رہتا

حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو حکومت نہیں مل سکتی

حضرت سعدؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو امیروں (حکام) کا تذکرہ آیا۔ حضرت علیؓ نے اس پر کوئی رائے زنی کرنی چاہی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، تم رہو اس لئے کہ یہ امارت نہ تمہارے لئے ہے اور نہ تمہاری اولاد کے لئے۔ میزان ج ۱ ص ۳

اس روایت کا راوی اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ ہے۔ یہ حضرت طلحہؓ کا پوتا ہے۔ اور

حضرت طلحہؓ چونکہ جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے لشکریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے ۔ اس لئے اغلب گمان یہ ہے کہ ان کا بیٹا حضرت علیؓ سے ناراض معلوم ہوتا ہے ۔ اور اپنے ما فی الضمیر کو حضرت علیؓ کی جانب منسوب کر کے بیان کرنا چاہتا ہے ۔

اسحٰق بن یحییٰ

یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں یہ اسحاق کچھ نہیں ۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ اس کی روایت نہ لکھی جائے ۔ امام احمد اور نسائی کا قول ہے کہ یہ متروک ہے ۔ بخاری کا بیان ہے کہ محدثین کو اس کے حافظہ میں کلام ہے ۔

ابن حبان کتاب الثقات میں فرماتے ہیں اسحٰق کا انتقال خلافت مہدی میں ہوا ہے ۔ یہ حدیث میں غلطیاں کرتا ہے ۔ اور اس میں ترکم کا مادہ بھی ہے ۔ اس لئے ہم نے اس کا تذکرہ ضعفا میں کیا ہے لیکن اگر وہ ایسی روایات پیش کرے جنہیں کوئی اور روایت نہ کرتا ہو تو وہ قابل قبول نہیں ۔ اور اگر اسے دیگر لوگ بھی روایت کر رہے ہوں تو پھر اس کی روایت کو تسلیم کیا جائے گا ۔ اور اتفاق سے اسے وہ تنہا روایت کر رہا ہے ۔ اسی لئے ابن عدی اور ذہبی نے اس کی اس روایت کو منکر قرار دیا ہے میزان ج ۱ صفحہ ۲۰۲ ۔ علمائے حدیث کو اس کے حافظہ میں کلام ہے ۔ اس کی حدیث بطور یادداشت لکھ لی جائے ۔ تاریخ الصغیر صفحہ ۱ ۔

نسائی لکھتے ہیں یہ اسحٰق متروک الحدیث ہے ۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی صفحہ ۹

لیکن ہمارے نزدیک یہ اسحاق ضرور ضعیف ہے ۔ لیکن کذاب اور وضاع الحدیث نہیں ۔ اس لئے یہ روایت خود اس کی وضع کردہ نہیں ۔ بلکہ یہ روایت کسی نے گھڑ کر اس کی جانب منسوب کی ہے کیونکہ اس روایت کو اس اسحاق بن یحییٰ سے عثمان بن فائد نقل کر رہا ہے ۔

عثمان بن فائد

یہ اسحاق اس عثمان سے لاکھ درجہ بہتر ہے ۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس عثمان کی حدیث قطعاً حجت نہیں ۔ ذہبی نے اس کی ایک روایت نقل کر کے اسے موضوع قرار دیا ہے ۔ اور کہا ہے یہ تمام آفت اس عثمان کی ڈھائی ہوئی ہے ۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس عثمان سے سلیمان کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا اور اس کی روایت پر اعتراض ہے ۔ ذہبی نے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس کی متعدد روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے یہ کچھ نہیں ابن عدی کا بیان ہے۔ کہ اس کی عام روایات درست نہیں۔ میزان ج ۴ صفحہ

خیبر کے روز تلوار جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھی

مسیب بن عبدالرحمٰن جو جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے، فرماتے ہیں، میں حضرت حذیفہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات بیان فرمانے لگے انہوں نے فرمایا جب علیؓ نے روز خیبر حملہ کی تیاری کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے علیؓ! میرا باپ تجھ پر قربان قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تیرے ساتھ وہ ہستی ہے جو تجھے کبھی رسوا نہ کرے گی۔ تیرے دائیں جبرئیلؑ ہیں ان کے ہاتھ میں تلوار ہے کہ اگر اسے پہاڑوں پر ماریں تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

اے علیؓ! تجھے رضوان اور جنت کی خوشخبری ہو۔ اے علیؓ! تو عرب کا سردار ہے اور میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ یہ حدیث کافی طویل ہے۔ افسوس کہ امام ذہبیؒ نے اس کا صرف اتنا ابتدائی حصہ بیان کیا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں مسیب کی یہ روایت منکر ہے۔

جب بقول مسیب اتنی لمبی چوڑی تلوار لیے حضرت جبرئیلؑ ساتھ تھے تو ہو سکتا ہے کہ در خیبر جبرئیلؑ نے اکھاڑا ہو اور یار لوگوں نے اسے حضرت علیؓ کی جانب منسوب کر دیا ہو۔

رہا ان کے سید عرب ہونے کا مسئلہ تو اہل عرب تو انہیں خلیفہ بھی ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے حتیٰ کہ ان کی خلافت سمٹ سمٹا کر صرف کوفہ تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اور ساتھ میں صرف ایرانی اور تاملیں جو خان رہ گئے تو وہ کس وقت سید عرب بنے ہمیں اس کی خبر نہیں۔

علیؓ انبیائے کرام کا ایک نمونہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بلحاظ علم آدمؑ کو، بلحاظ حکمت نوحؑ کو اور بلحاظ بردباری ابراہیمؑ کو دیکھنا چاہے وہ علیؑ کو دیکھ لے۔

ہمارے نظریہ کے مطابق یہ انبیائے کرام کی صریح توہین ہے کہ کسی غیر نبی کو ان کے مثل قرار دیا جائے، لیکن مذہب تشیع کی رو سے ہر امام کا مقام تمام انبیاؑ سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی یہ تشبیہ غلط ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ کا ہم مثل ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا جب حضرت علیؑ کو انبیاؑ سے تشبیہ دی گئی تو تسلیم کر لیا گیا کہ یہ انبیا حضرت علیؑ کے برابر درجہ رکھتے ہیں لیکن جب یہ عقیدہ مانا جائے کہ معراج میں پس پردہ جو آواز آ رہی تھی وہ بھی حضرت علیؑ کی آواز تھی۔۔۔۔ تو اس لحاظ سے انہیں انبیا سے تشبیہ دینا یہ بھی سراسر توہین ہے۔ لیکن ہم اپنی فطرت سے مجبور ہیں کہ کسی غیر نبی کو نبی کے برابر درجہ نہیں دے سکتے۔ اس لحاظ سے یہ تشبیہ بے ہودہ ہے۔

مسعر بن یحییٰ النہدی اس کا راوی مسعر بن یحییٰ ہے، ذہبی کا بیان ہے میں اسے نہیں جانتا اور اس کی یہ روایت منکر ہے۔ میزان ج ۳ ص ۹۹۔

مسعر بن یحییٰ نے یہ روایت شریک بن عبداللہ بن سنان سے نقل کی ہے اور وہ خالص شیعہ ہے اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ شریک نے یہ روایت ابو اسحاق سبیعی سے نقل کی ہے۔ جو مدلس ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے نقل کر رہا ہے جو غیر معروف ہے۔ اس روایت پر وہ مثل صادق آتی ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔

حضرت علیؑ بادلوں میں

جناب باقر کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک چادر اوڑھائی۔ اس چادر کو "سحاب" کہا جاتا تھا۔ حضرت علیؑ یہ سحاب (بادل) پہن کر تشریف لائے۔ حضورؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ علی سحاب میں آ رہے ہیں۔ جعفر کا بیان ہے کہ میرے والد باقر نے فرمایا ان لوگوں نے اس میں تحریف کر ڈالی اور یہ کہنا شروع کیا کہ علیؑ بادلوں میں آ رہے ہیں۔ میزان ج ۳ ص ۹۹

شیعوں میں سے فرقہ مجیبہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ زندہ بادلوں میں اٹھا لئے گئے ہیں۔ یہ

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بجلی کی کڑک ان کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز ہے اور یہ بجلی ان کے کوڑے کی چمک ہے ۔ اسے تو تہ رجعیہ کہتے تھے ۔ جناب باقرؒ نے اس کی خوب عمدہ تاویل پیش کی ہے ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب باقرؒ کو یہ چادر اڑھانے کا قصہ کیسے معلوم ہوا کیونکہ جناب باقرؒ بقول قاؔ مجلسی ۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور علیؔ سجاد محو کمسن بچے تھے ان کے یہ صاحبزادے میدان کربلا میں چار سال کے تھے ۔ انہوں نے یہ واقعہ کس سے سنا ۔ محدثین اہل سنت کی نظر میں یہ روایت مرسل ہے اور مرسل روایت قابل قبول نہیں ہوتی ۔

ہاں فرقہ شیعہ کے ہاں اس سے زیادہ مقبول کوئی روایت نہیں ہوتی کیونکہ اسے ایک امام روایت کر رہا ہے ۔ ان سے ان کے صاحبزادے جعفر نقل کر رہے ہیں ۔ جن کی ذات پر ہم پہلے بحث کر چکے ہیں جعفر سے نقل کرنے والا مسعدہ بن الیسع الباہلی ہے ۔

مسعدہ ابن عدی کا بیان ہے یہ ہلاکت ہے ۔ ابوداؤد کا قول ہے کذاب ہے ۔ امام احمد فرماتے ہیں ایک زمانہ گزر گیا کہ ہم نے اس کی روایات پھاڑ کر پھینک دیں ۔

قتیبہ کا بیان ہے کہ میں نے اسے دیکھا ہے لیکن میں نے اس سے روایات سننا پسند نہیں کیا ۔

میزان ج ۴ ص ۹۸

(دار قطنی) دار قطنی لکھتے ہیں یہ مسعدہ بن الیسع الباہلی بصرہ کا باشندہ ہے ۔ جعفر ابن جریج اور محمد بن عمرو سے روایات نقل کرتا ہے ۔ متروک ہے ۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۱۵۹ ۔

اے اللہ ! تو علیؓ سے دوستی رکھ

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں بھائی چارہ کرا رہے تھے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا علیؓ میرے بھائی ہیں ۔ اور میں علیؓ کا بھائی ہوں ۔ اے اللہ ! تو اس سے دوستی رکھ ۔ میزان ج ۴ ص ۳۶۱ ۔

ہمیں حیرت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ۷ھ میں فتح خیبر کے وقت کسی بھائی چارے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کا خیال نہیں آیا۔ اور جب خیبر فتح ہو گیا۔ اور ابو ہریرہؓ ایمان لائے تو اس بھائی چارے کا خیال آیا۔ بھائی چارہ ہجرت مدینہ کے بعد پیش آیا۔ اور مہاجرین اور انصار کو باہم ایک کر دیا گیا تاکہ باہم اخوت ہو۔ اس لحاظ سے حضرت علیؓ کا بھائی چارہ حضورؐ سے نہیں ہوا۔ بلکہ سہلؓ بن حنیف سے ہوا۔ یہ وہ بھائی چارہ ہے جسے عام مورخین مواخات کے نام سے پیش کرتے ہیں۔

دوسرا بھائی چارہ مہاجرین کا باہم کرایا گیا لیکن یہ عام بھائی چارہ نہ تھا۔ بلکہ صرف ان مہاجرین کا بھائی چارہ کرایا گیا جن مہاجرین کا کوئی بھائی نہ تھا۔ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی حضرت جعفرؓ مسلمان تھے۔ اس لحاظ سے حضرت علیؓ کے بھائی چارے کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس سلسلہ میں جتنی روایات ہیں وہ سب رافضیوں کی پھیلائی ہوئی ہیں۔ حضرت علیؓ کا بھائی چارہ سہلؓ بن حنیف انصاری سے ہوا۔

ہیاج بن بسطام الہروی اس روایت کا راوی ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے ابوداؤد کہتے ہیں۔ محدثین نے اس کی روایات ترک کر دی ہیں۔ احمد بن حنبل کا بیان ہے یہ شخص متروک الحدیث ہے۔ ۱۷۷ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ ابن ماجہ کے علاوہ اس سے کسی نے روایت نہیں لی نسائی لکھتے ہیں۔ ہیاج بن بسطام بڑا ضعیف ہے۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی ص [illegible]

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں۔

ہیاج بن بسطام التیمی البرجمی الہروی ضعیف ہے۔ اس سے اس کے بیٹے خالد نے بہت سی منکرات نقل کی ہیں۔ ۱۷۷ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ تقریب التہذیب، ص [illegible]

حضرت علیؓ کے کان

ابوالدنیا کا بیان ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَ تَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ اور اس کے کان اسے محفوظ رکھتے ہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علیؓ! میں نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ تیرے کان ایسے بنا دے۔ میزان ج ۴ ص ۴۲

اس کا واضع ابوالدنیا الاشج ہے۔ اس نے ۳۰۰ھ کے بعد یعنی جب بارھویں امام غائب

ہو گئے تھے) یہ دعویٰ کیا کہ وہ حضرت علیؑ کی شاگردی میں رہا ہے۔ جس طرح رتن ہندی نے چھ سو سال بعد اپنے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ سب افراد اپنے اپنے زمانہ کے دجال تھے۔ اس الوانہ نیا کی تمام روایات حضرت علیؓ سے متعلق ہیں کسی اور کی اسے خبر نہیں۔

اہل بیت میں دو فرقے ہونا

زید بن وہب الجہنی کا بیان ہے کہ ہم حضرت حذیفہؓ کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ تمہارے نبیؐ کے گھر والے دو فرقوں میں بٹ جائیں گے اور ایک دوسرے کو تلوار سے قتل کرنا شروع کر دیں گے۔ ہم نے عرض کیا اے ابو عبداللہ ایسا ہوگا؟ انہوں نے فرمایا ہاں ایسا ہو کر رہے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا میں کیا کروں، آپ نے فرمایا اس فرقہ کو دیکھو جو علیؓ کی طرف دعوت دیتا ہو اسے لازم پکڑ لو۔ میزان جلد ۲ ص ۱۸۰

اتفاق ہے ان حضرت حذیفہؓ کے متعلق تمام محدثین و مورخین کے نزدیک متفق علیہ یہ مروی ہے کہ جب انہیں حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ جنگل میں جا کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ حتیٰ کہ چالیس روز کے اندر انکی موت واقع ہو گئی۔

حضرت حذیفہؓ کو فتنوں کے بارے میں سب سے زیادہ خبر تھی۔ انہوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی شہادت کو اتنا اہم سمجھا کہ کسی اور کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

شیعوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ اہل بیت میں یہ دو فرقے کب بنے؟ اور ان کا آپس میں قتال کب ہوا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قتل حسینؓ کے وقت اکثر ان کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے ساتھ نہیں دیا۔ حتیٰ کہ بہن زینب شہادت حسینؓ کے بعد جا کر یزید کے پاس بیٹھ گئی۔ تب بھی ان میں آپس میں قتل و قتال نہیں ہوا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک پارٹی نے حضرت حسینؓ کا ساتھ نہیں دیا بلکہ اکثر انہیں منع کرتے رہے۔

مورخ مسعودی اس روایت کا راوی ہے۔ اس کا نام عبداللہ بن عبدالملک ہے عقیلی کا بیان

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے کہ اس کی روایت پر اعتراض ہے ، اور وہ خالص شیعہ تھا ۔ اس سے یہ داستان نقل کرنے والا عباد بن یعقوب الرواجنی ہے جو کٹر رافضی ہے اور بخاری کا شیخ ہے ۔

مسعودی نے یہ داستان عمرو بن حریث سے نقل کی ہے ۔ جو مجہول ہے ۔ ذہبی کہتے ہیں یہ روایت قطعاً جھوٹ ہے ۔ میزان ج ۴ ص [illegible]

نور کی چھڑی

ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تخلیق سے چالیس ہزار سال قبل نور کی ایک چھڑی پیدا فرمائی اس کے آدھے حصے سے مجھے پیدا کیا اور آدھے سے علیؓ کو ۔ میزان ج ۴ ص [illegible]

غالباً اسی لئے حضور کی غیر حاضری میں علیؓ پر وحی نازل کی جاتی تھی اسطرح یہ دوہری نبوت چلتی رہی جو بارہویں امام سے کر غائب ہو گئے ۔

اس کہانی کا راوی ابو ذکوان ہے ۔ جو قطعاً مجہول ہے ۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے اس نے یہ روایت احمد بن عمرو سے نقل کی ہے یہ کونسا احمد بن عمرو ہے اس کا کچھ اتا پتہ معلوم نہیں اس احمد بن عمرو نے اپنے ہم نام احمد بن عبد اللہ سے حدیث نقل کی ہے اتفاق سے احمد بن عبد اللہ نامی سینکڑوں افراد ہیں ۔ احمد بن عبد اللہ نے یہ داستان عبید اللہ بن عمرو سے نقل کی ہے ۔ اور عبید اللہ بن عمرو کوئی شخص نہیں ۔ دراصل یہ سب افسانوی ہیرو ہیں ۔ جن کا وجود کوئی ضروری نہیں ۔ عبید اللہ نے یہ روایت عبد الکریم الجزری سے نقل کی ہے اور یہ منکرات بیان کرنے میں مشہور ہے ۔ عبد الکریم نے اسے عکرمہ سے نقل کیا ہے جو ابن عباسؓ کا غلام ہے اور مشہور خارجی ہے ۔ وہ تو ان لوگوں کا قتل بھی لازمی سمجھتا تھا جو حضرت علیؓ کو مسلمان سمجھتے ہوں ۔ اگر واقعتاً اس نے کوئی ایسی روایت سنی اور بیان کی ہوتی تو شاید یہاں تک نوبت نہ آتی ۔

یہاں سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ کب اور کسی شئے سے پیدا ہوئے ۔ کبھی وہ زمین

کی مٹی سے پیدا ہوتے ہیں کبھی جنت کی مٹی سے کبھی درخت سے اور کبھی نور سے کبھی ان کے ساتھ پیدائش میں حضورؐ شریک ہوتے ہیں کبھی ان کی بیوی اور صاحبزادے بھی شریک ہوتے ہیں اور کبھی متبعین بھی آخروہ ہیں کیا شے آج تک ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کوئی ہے جو ہماری رہنمائی کرے۔

جنت میں تیرا باغیچہ اس باغیچہ سے بہتر ہے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں اور علیؓ بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں کی جانب گئے۔ اتفاق سے ہمارا گزر ایک باغیچہ پر سے ہوا۔ حضرت علیؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا یہ باغیچہ کتنا عمدہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں تجھے جو باغیچہ ملے گا وہ اس سے بہتر ہوگا۔ حتیٰ کہ آپ سات باغوں پر سے گزرے اور ہر بار یہی کہتے رہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے۔ اس پر حضرت علیؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ! آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس قوم کے سینوں میں کینہ بھرا ہوا ہے جسے تجھ پر ظاہر نہیں کرتے۔ اور میری وفات تک یہی ہوتا رہے گا۔

آخر قوم کے دل میں حضرت علیؓ کی جانب سے کون سا کینہ بھرا ہوا تھا۔ جو پوری قوم اسے دل میں چھپائے بیٹھی تھی۔ اس قوم میں انصار، قریشی، تیمی، غفار، اوس، بجیلہ، نخع، اشعر اور دیگر قبائل سب مشترک تھے۔ بالفاظ دیگر پانچ افراد کے علاوہ پورا عرب ان سے کینہ رکھتا تھا۔ حالاں کہ جہاں یہ بات خلاف عقل ہے وہاں یہ بات خلاف نقل بھی ہے۔ اور آپ کے رونے سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان لوگوں سے خوش نہ تھے۔ آخر اس مخفی تبرا کی کیا ضرورت تھی۔ کھل کر اور واضح الفاظ میں کہنا چاہیے تھا کہ سب کافر تھے۔

یونس بن خباب الاسیدی الکوفی

اس روایت کا راوی یونس بن خباب ہے۔ اس کی روایات ترمذی، نسائی ابوداؤد اور ابن ماجہ میں پائی جاتی ہیں۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ رافضی تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عباد بن عباد کا بیان ہے کہ میں ابو یونس بن خباب کے پاس گیا۔ اور اس سے عذاب قبر کی حدیث دریافت کی۔ اس نے حدیث بیان کی اور پھر کہنے لگا کہ اس حدیث میں ایک جملہ اور بھی تھا۔ جو میں نے ناصبیوں سے چھپا لیا ہے۔ میں نے دریافت کیا وہ جملہ کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ قبر میں یہ بھی سوال ہوگا کہ تیرا ولی کون ہے۔ اگر مرنے والے نے یہ جواب دیا کہ علیؓ ہیں تو نجات پا جائے گا۔ (جب ہی تو آج کل ہمارے سنی بھائی کہتے ہیں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہوتا ہے)

عباد کہتے ہیں میں نے اس پر کہا کہ تم تو اپنے باپ دادا سے ایسی بات نہیں سنی تھی۔ اس نے سوال کیا تو کہاں کا باشندہ ہے؟ میں نے جواب دیا بصرہ کا۔ اس پر بولا تو تو عثمانی خبیث ہے عثمانؓ سے محبت کرتا ہے۔ حالانکہ عثمانؓ نے حضور کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا تھا۔ عباد کہتے ہیں میں نے کہا جب ایک کو قتل کر چکے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دوسری بیٹی کا نکاح کیوں فرمایا۔
یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں یونس کذاب ہے یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ بدترین انسان تھا۔ ابن حبان کہتے ہیں اس سے روایت لینا بھی حلال نہیں۔ نسائی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے دارقطنی کہتے ہیں یہ ایک بدترین انسان تھا غالی شیعہ ہے۔ بخاری کا قول ہے منکر الحدیث ہے۔
میزان جلد ۴ ص ۴۸۲۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۱۱۳۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۴۰۷

حضرت علیؓ امام المتقین ہیں

• حضرت سعد بن زرارہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے علیؓ کے معاملہ میں مجھ پر تین باتوں کی وحی کی۔ اول تو وہ سید المسلمین ہیں، امام المتقین ہیں۔ اور ان لوگوں کے قائد ہیں۔ جن کے اعضاء وضو سے چمکتے ہوں گے۔

اس روایت کا راوی وہی یحییٰ بن العلاء الرازی ہے۔ جس کا حال سابقہ روایت میں گزر چکا ہے۔

دعا سی بھائی کو

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہلال بن ابی حمید سے نقل کر رہا ہے۔ جو قطعاً مجہول ہے۔ یحییٰ بن العلاء سے یہ روایت
نقل کرنے والا
عمرو بن الحصین العقیلی ہے ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس کی حدیث بیکار ہوتی ہے۔ ابو زرعہ کا
بیان ہے۔ یہ بہت واہی اللسان ہے۔ دار قطنی کہتے ہیں متروک ہے۔ میزان ج ۲ ص ۲۵۳

لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے اس کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی وفات کے وقت ابو بکرؓ صدیق کو امام متعین کر دیا۔ اس طرح یہ چور دروازہ بند ہو گیا۔ اسی
لئے تو کہا جاتا ہے کہ حضور کی وفات کے بعد سے عثمانؓ کے خاتمہ تک خلافت پر منافقین کا ناجائز
قبضہ تھا۔ لیکن اتفاق یہ کہ جب حضرت علیؓ کی صورت میں ایک مومن زبردستی خلافت پر قابض
ہوا تو دنیا نے اس کی مخالفت کی اور واقعہ تحکیم کے بعد وہ صرف امیر کوفہ ہو کر رہ گئے۔ اور صحابہ کرامؓ
نے ان کی معزولی کا فیصلہ سنا دیا۔

جنت کے خزانے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہونگے

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو برزہؓ اسلمی کے پاس بلانے
کے لئے بھیجا۔ جب وہ آگئے تو آپ نے ان سے فرمایا اور میں یہ بات سن رہا تھا۔ اے ابو برزہؓ علیؓ
کے بارے میں پروردگار نے مجھ سے عہد فرمایا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا علیؓ ہدایت کے جھنڈے، ایمان
کے منار، میرے اولیاء کے امام اور ان سب لوگوں کے نور ہیں جنھوں نے میری اطاعت کی۔
اے ابو برزہؓ علیؓ میرے امین ہیں کل میرے حوض پر آئیں گے۔ میرا جھنڈا اٹھائیں گے۔ اور
میرے پسند گنہگار کی جنت کے خزانوں کی چابیوں کے ذمہ دار ہوں گے۔ میزان ج ۲ ص ۱۵۱

آج تک حضرت علیؓ کے سلسلے میں جتنے بھی عہد و پیمان ہوتے ہیں۔ ان سب پر کسی انصاری
کا تقرر ہوتا ہے۔ اور مہاجرین و قریش سے ان کا اخفا کیا جاتا ہے۔ آخر اس میں کیا راز پنہاں ہے
کافر و منافق ہونے میں دونوں مساوی ہیں۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ہاں میرا سبائیوں سے یہ سوال ضرور ہے کہ جلو تاریخ و رجال سے یہی ثابت کردو کہ عروۃ بن الزبیر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے کوئی حدیث سنی ہے۔ حالانکہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تک نہیں۔ اس لئے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے بصرہ میں مقیم رہے جب کہ عروہ مدینہ کے عالم ہیں۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد ہیں۔

لاھز ابو عمرو التیمی ابن عدی کا بیان ہے کہ اس روایت کا راوی لاہز ابو عمرو التیمی ہے۔ جو مجہول ہے اور ثقہ راویوں کے نام سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اور یہ روایت باطل ہے۔ ذہبی کا بیان ہے یقیناً موضوع ہے۔

سبائیوں سے ہمارا ایک سوال یہ بھی ہے کہ اس روایت کو عروہ سے ان کے صاحبزادے ہشام نقل کر رہے ہیں اور ہشام سے سلیمان بن طرخان التیمی البصری۔ چلئے یہی ثابت کر دیجئے کہ سلیمان تیمی نے ہشام بن عروہ سے احادیث سنی ہیں۔ اور ہشام کا عراق آنے کے بعد یعنی ۱۴۱ھ کے بعد حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ان کی صرف وہ روایات قابل قبول ہیں جو ان سے صرف اہل مدینہ نقل کریں۔

بغض علی رضی اللہ عنہ کا انجام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ! اگر میری امت تجھ سے بغض رکھے گی تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ناک کے بل دوزخ میں ڈال دے گا۔ میزان ج ۳ ص۴۱

اس روایت کو عثمان بن عبد اللہ القرشی الشامی نے ابن لہیعہ سے نقل کیا ہے۔ اس عثمان کے نسب نامہ میں اختلاف ہے کوئی اس کا نسب نامہ اس طرح بیان کرتا ہے۔ عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان۔

خطیب کا بیان ہے کہ حاکم نے اس کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔ عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عبد الرحمٰن بن الحکم بن ابی العاص الاموی۔

بعض نے اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کیا ہے اور نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

عثمان بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن محمد بن عبدالملک بن سلیمان بن عبدالملک بن عبداللہ بن عنبسہ بن عمرو بن عثمان بن عفان۔

ذہبی کا بیان ہے کہ نسب نامہ طویل ہے اور خالص جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ عبداللہ القرشی اور حضرت عثمانؓ کے درمیان دو تین آبا تو کہاں ہوتے چھ کا ہونا بھی محال ہے۔

ابن عدی کہا یا ہے کہ یہ نصیبی اور دار البلاد میں رہا کرتا تھا۔ یہ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع احادیث نقل کرتا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۱

شیعہ فردوس کے ایک چشمے سے پیدا ہوئے

یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے اپنے باپ اور جعفر نے اپنے باپ کے ذریعہ اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فردوس میں ایک چشمہ ہے جو شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اسی سے اللہ نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اور اسی سے ہمارے شیعوں کو اور یہی وہ میثاق تھا جس کا اللہ نے وعدہ لیا تھا یعنی ولایت علیؓ کا۔ میزان ج ۲ ص ۱۳۱

یہ روایت حماقتوں سے معمور ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو زمین سے پیدا فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔

ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا۔ اسی میں لوٹائیں گے۔ اور دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔

گویا ہم اس مٹی سے پیدا ہوتے اسی لئے مٹی میں دفن ہوتے ہیں۔ شیعوں کو چاہیے کہ وہ فردوس میں دفن ہوا کریں۔ اس زمین سے ان کا کوئی واسطہ نہ ہونا چاہئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ انہوں نے اپنے کسی مخصوص قبرستان کا نام فردوس رکھ لیا ہو۔ ہم نے کراچی میں متعدد محلوں کا نام فردوس دیکھا ہے۔ ہاں یہ ضرور غور طلب مسئلہ ہے کہ شیعوں کے امام کہاں دفن ہیں۔ اب اگر وہ مٹی میں دفن ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کے آباواجداد کو کوئی مغالطہ ہوا ہو۔ ویسے بھی ہم اپنے ساتھیوں کو ایک پتے کی بات بتائے دیتے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہیں کہ علی رضا کا بیان تبصرہ بیان کیا جاتا ہے۔ وہاں حضرت امیر معاویہؓ کے مخصوص ساتھی جنھوں نے بیعت یزید کی بنیاد رکھی۔ یعنی حضرت مغیرہؓ بن شعبہ دفن ہیں۔ یہ بات خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں بیان کی ہے۔

اس روایت میں لفظ شہد بھی استعمال کیا گیا ہے۔ یہ لفظ شہد فارسی کا لفظ ہے۔ عربی میں شہد کو عسل بولتے ہیں۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ کہانی کسی ایرانی نے وضع کی ہے۔ کیونکہ اولاد علیؓ عربی زبان سے خوب واقف تھی۔ وہ عربی النسل تھے۔ شہربانو کی اولاد نہ تھے جو ان کے عجمی ہونے کا اثر آتا۔

عبید بن مہران

اس کا راوی عبید بن مہران ابو عباد المدنی ہے جو مجہول ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ روایت موضوع ہے۔ میزان ج ۳ ص ۲۳

اس روایت میں ایک لطف یہ ہے کہ اسے حضرت علیؓ کی اولاد میں سے دو شخص روایت کرتے ہیں ایک جعفر کے دادا زین العابدینؒ جو تابعی ہیں اور انہوں نے حضور کو نہیں دیکھا۔ اور اوپر کا راوی وہ بیان نہیں کرتے اس طرح یہ روایت مرسل ہوئی۔

دوسرے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے دادا حسن بن علی ہیں یہ بھی تابعی ہے۔

راوی کا دعویٰ ہے کہ دونوں اپنے دادا سے روایت کر رہے ہیں۔ حالانکہ دونوں کے دادا جدا گانہ۔ اس لحاظ سے یہ جملہ حسن جدہ ہی غلط ہوا۔

تو مجھ سے جنگ کریگا، حالانکہ یہ تیرا ظلم ہوگا

ابو جزہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو قسم دے کر سوال کیا کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا تھا کہ اے زبیرؓ تو علیؓ سے جنگ کرے گا حالانکہ تو ظالم ہوگا؟ زبیرؓ نے جواب دیا کیوں نہیں لیکن میں بھول گیا تھا۔ میزان ج ۴ ص ۲۲۲

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ ابو جزہ جو حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کا قصہ نقل کر رہا ہے۔ یہ مجہول ہے اسے کوئی نہیں جانتا۔ میزان ج ۴ ص ۵۱

عبدالملک بن مسلم الرقاشی ابو حمزہ سے یہ داستان نقل کرنے والا عبدالملک بن مسلم الرقاشی ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس کی روایت صحیح نہیں۔ ذہبی کہتے ہیں: سے عبدالملک کے علاوہ اور کوئی روایت نہیں کرتا۔

عبداللہ بن محمد الرقاشی اس عبدالملک بن مسلم سے عبداللہ بن محمد الرقاشی کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا جو اس کا پوتا ہے۔ اس سے بجز جعفر بن سلیمان کے کوئی روایت نہیں لیتا۔ بخاری کہتے ہیں اس کی روایت پر اعتراض ہے۔ اس نے زبیرؓ و علیؓ کا قصہ نقل کیا ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس روایت کی سند کمزور ہے۔ میزان ج ۲ ص ۴۸۸

جعفر بن سلیمان الضبعی اس کا حال پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ کٹر رافضی تھا خلفائے ثلٰثہ کو گالیاں دیتا۔

ہماری عرض صرف اتنی ہے کہ جب حسب روایت زبیرؓ نے اپنی غلطی قبول کر لی تھی۔ اور میدان چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پھر انہیں کس جرم میں قتل کیا گیا اور قتل کے بعد جب قاتل نے حضرت علیؓ کے سامنے ان کے قتل کا اعلان کیا تو حضرت علیؓ نے اس قاتل سے زبیرؓ کا قصاص کیوں نہیں لیا؟

علیؓ سے زیادہ مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے والد عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ اچانک علیؓ آ گئے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم اس سے مجھ سے زیادہ کوئی محبت نہیں کرتا۔ اللہ نے ہر نبی کی اولاد اس کی پشت میں رکھی ہے۔ اور میری اولاد علیؓ کی پشت میں رکھ دی۔ میزان ج ۲ ص ۵۸۶۔

کیونکہ بقول روافض حضورؐ کی ایک ہی صاحبزادی تھیں اور آپ کا ایک ہی داماد تھا اور اتفاق سے کسی اور کے اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے حضورؐ کی اولاد علیؓ کی پشت میں رکھ دی گئی۔

دوسرا یہ کہ حضرت ابو العاصؓ اور حضرت عثمانؓ آپ کے سگے داماد نہ تھے۔ بلکہ ایسے ہی مانگے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کی بیٹیاں لے کر پال لی تھیں۔ لہٰذا آپ کا ایک ہی داماد تھا۔ اور اس کا نام علیؓ تھا۔ اور ابو العاصؓ اور عثمانؓ ایسے ہی زبردستی داماد بن گئے تھے لہٰذا انکی اولاد اولادِ رسول نہیں کہلا سکتی۔ ورنہ پورا ایک دستہ تیار ہو جائے گا ......

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حضرت عباسؓ اور ان کے صاحبزادے عبداللہؓ فتح مکہ کے بعد مدینہ آئے تھے۔ اس سے قبل تو مدینہ میں ان کا کوئی وجود نہ تھا۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ جب حضورؐ کی اولاد علیؓ کی پشت میں رکھی گئی تھی۔ اور اس پشت سے ام کلثومؓ بھی پیدا ہوئیں جو حضرت عمرؓ کے نکاح میں گئیں ان ام کلثومؓ سے عمرؓ کی جو اولاد ہوئی زید اور رقیہ وہ بھی اولادِ رسول ہے۔

عبدالرحمٰن بن محمد المحاسب یہ داستان عبدالرحمٰن بن محمد نے نقل کی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اسے کوئی نہیں جانتا اور یہ روایت جھوٹی ہے۔ میزان جلد ۲ صفحہ ۵۸۶

حضرت علیؓ کی شبِ عروسی کا بستر مینڈھے کی کھال تھی

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ہم علیؓ اور فاطمہؓ کی شادی میں حاضر ہوئے۔ اور گھر پر بہت عمدہ مٹی کا پلاسٹر کیا۔ ہمارے روبرو کشمش اور چھوہارے لائے گئے جو ہم نے کھائے اور شبِ عروس میں علیؓ و فاطمہؓ کا بستر مینڈھے کی کھال تھی۔ میزان ج ۲ صفحہ ۵۱۲

عبداللہ بن میمون القداح اس روایت کا راوی عبداللہ بن میمون القداح المکی ہے۔ جو یہ کہانی جعفر بن محمد سے نقل کر رہا ہے۔ اسکی روایت ترمذی میں پائی جاتی ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں یہ متروک ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اسکی روایت رد کی ہوئی ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اگر یہ کوئی تنہا روایت بیان کرے گا تو ہرگز قابلِ حجت نہیں۔ ابو زرعہ رازی کا بیان ہے کہ اس کی حدیث واہی ہوتی ہے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۵۱۲

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نسائی لکھتے ہیں، عبداللہ بن میمون القداح ضعیف ہے۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۹۴

قتلِ عثمانؓ کے روز علیؓ دُلدُل پر سوار ہو کر آئے۔

علی بن عبداللہ بن نعیم نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ جس روز عثمانؓ قتل ہوئے اس روز علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر دُلدُل پر سوار ہو کر آئے۔

ذہبی کا بیان ہے اسے عقیلی نے مختصراً بیان کیا ہے مجھے پوری روایت کسی جگہ نہیں ملی۔

ابراہیم بن علی الرافعی اس کا راوی ابراہیم بن علی الرافعی ہے۔ بخاری کا بیان ہے اس پر اعتراض ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں ضعیف ہے۔ (میزان ج ۱ ص۴۸)

دارقطنی لکھتے ہیں یہ بہت کم روایات بیان کرتا ہے۔ اس نے کثیر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز پڑھائی اور پانچ تکبیریں کہیں۔ یہ منکر ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۱۴۳

محشی حاشیہ میں رقمطراز ہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ خطا بہت کرتا حتیٰ کہ ان لوگوں سے جن کی روایت حجت ہو اسے خارج کر دیا گیا۔ حاشیہ ص۱۴۳

جو شخص مجھؐ سے محبت کرتا ہے اسے علیؓ سے بھی محبت کرنی چاہیئے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھؐ سے محبت رکھتا ہے اسے علیؓ سے بھی محبت رکھنی چاہیئے۔ اور جو شخص میرے اہل بیت میں سے کسی سے بغض رکھتا ہے وہ میری شفاعت سے محروم ہوا۔

عبداللہ بن حفص الوکیل اس داستان کا راوی عبداللہ بن حفص الوکیل السامری ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ میں نے اس کی روایات لکھی تھیں، اس نے مجھ سے جتنی روایات بیان کیں سب موضوع تھیں۔ ان میں ایک روایت قارئین کے سامنے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

پیش کی گئی۔

ذہبی لکھتے ابن عدی کو اپنی کتاب میں ایسے دجّال کا حال بیان نہیں کرنا چاہیے تھا۔

اس شخص نے جہاں حضرت علیؓ کی فضیلت میں روایات وضع کی ہیں وہاں حضرت امیر معاویہؓ کے فضائل میں بھی وضع کی ہیں۔ جو ہم انشاءاللہ مناقب معاویہؓ میں پیش کریں گے یعنی جیسا موقع دیکھا ویسے ہی گئے۔ میزان ج ۲ ص ۱۲

حضرت علیؓ کے عمامہ باندھنا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے روز میرے سر پہ ایک عمامہ باندھا۔ اور اس کے دونوں کنارے میرے مونڈھوں پہ ڈال لیے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری مدد بدر و روزِ حنین فرشتوں کے ذریعے فرمائی۔ اور وہ فرشتے یہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا یہ عمامہ مسلمین و مشرکین کے درمیان رکاوٹ ہے۔ پھر اس کے بعد لوگ آپؐ کے سامنے سے گزرنے لگے۔ اچانک ایک شخص کے ہاتھ میں عربی کمان تھی۔ اور ایک شخص کے پاس فارسی کمان تھی۔ آپؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

تم ان دونوں کو ان کے مشابہ چیزوں کو اور نیزوں کو اختیار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زمین میں تمہاری ان کے ذریعے مدد فرمائے گا۔ میزان ج ۲ ص ۲۹۱

۱۔ اولین مسئلہ یہ ہے کہ ایک عمامہ بدر و حنین کے روز کتنے فرشتوں نے باندھا ہوگا۔ پھر انہوں نے یہ عمامہ یکے بعد دیگرے باندھا تھا۔ یا ایک ساتھ باندھا تھا۔ اور یہ کتنا طویل تھا جسے پہلے پانچ ہزار فرشتوں نے باندھا اور پھر وہ حضرت علیؓ کے سر پہ آ گیا۔ حالانکہ ہم تو آج تک یہ سنتے آئے تھے کہ عمامہ بعد ہجرت۔ اگر واقعتاً اس عمامہ میں یہ اہم خصوصیت پائی جاتی تھی تو کم از کم جنگِ احد کے وقت اس کی خاص ضرورت تھی۔ لیکن جب حضرت علیؓ پہ الزام لگا تو یہ عمامہ باندھ دیا گیا۔ تاکہ اس عمامہ کے ذریعہ اس الزام کی پردہ پوشی کی جائے۔ لیکن صد افسوس کہ اتنا طویل عمامہ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

امیر معاویہؓ کے مقابلہ پر کچھ کام نہ آیا۔

۲۔ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مشرکین بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔ یہ عمامہ تمام عربوں کا لباس تھا نہ کہ صرف مسلمانوں کا۔

۳۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ غدیر خم پر سے آپؐ کا گزر حجۃ الوداع کے بعد ہوا اور ہو کر تمام صحابہ احرام باندھ کر حج کو گئے تھے۔ اور اب اہل مکہ سے کسی قسم کا خطرہ نہ تھا۔ اس لئے کوئی ہتھیار ساتھ لے جانے کا کوئی مسئلہ نہ تھا اور وہاں تو سب عربی یا قریش فارسی کا کون سا مسئلہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ کتنے فارسی تھے جو حضورؐ کے ساتھ تھے۔ حتیٰ کہ صحابہ میں سلمان فارسی کے علاوہ کوئی فارسی نہ تھا۔

عبداللہ بن بُسر الحُبرانی الحمصی

اس روایت کا راوی عبداللہ بن بسر الحبرانی الحمصی ہے یحییٰ بن سعید القطان کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں ضعیف ہے۔ نسائی کا بیان ہے کہ ثقہ نہیں۔ میزان ج ۲ ص ۳۹۶، کتاب الضعفاء والمترو کین ص ۶۰۔

پھر یہ عبداللہ بن بسر کبھی تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ روایت حکیم ابوالاحوص نے مجھ سے بیان کی اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حالانکہ حکیم صحابی نہیں۔ اس صورت میں یہ روایت منقطع بھی ہو گی اور کبھی کہتا ہے کہ روایت ابو راشد الحبرانی نے بیان کی اور اس نے حضرت علیؓ سے سنی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بے پرکی گپ ہے۔ اور حکیم ابوالاحوص ضعیف ہے اور ابو راشد الحبرانی مجہول ہے۔

علیؓ تمام مخلوق سے اسی طرح افضل ہیں جیسے بنفشہ کا تیل

ابو سعید خدریؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؓ تمام مخلوق سے اسی طرح افضل ہیں جیسے بنفشہ کا تیل تمام تیلوں سے۔

اس روایت کا راوی عثمان بن عبداللہ الشامی ہے۔ جس کا حال ابھی گزرا ہے۔ جو ثقہ راویوں کے نام سے موضوع کہانیاں نقل کرتا ہے۔ اس نے یہ داستان باقر کے ذریعہ ابو سعید خدریؓ سے نقل کی ہے۔ حالانکہ باقر نے ابو سعیدؓ سے کوئی روایت نہیں سنی۔ ہاں یہ روایت پاکستانی تیل فروشوں کا بینک بیلنس بڑھانے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے ضرور کام آسکتی ہے۔

مسلم بن خالد الزنجی ابن عدیؔ کا بیان ہے کہ اس میں کوئی خاص حرج نہیں یحییٰؔ کے بارے میں عثمانؔ دارمی نے ان سے نقل کیا ہے کہ ثقہ ہے۔ لیکن بعض لوگ یہ نقل کرتے ہیں کہ وہ ضعیف حدیث کیا کرتے تھے

ساجیؔ کا بیان ہے کہ بہت غلطیاں کرتا۔ علی بنؔ المدینی کچھ نہیں۔ بخاریؔ کا بیان ہے کہ منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتمؔ کہتے ہیں اس کی حدیث حجت نہیں۔ ابو داؤدؔ کہتے ہیں ضعیف ہے۔ اگرچہ ابو داؤدؔ نے اس سے روایت لی ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ ۱۰۲

میرا قرض ادا کرنے والا علیؓ ہے

حضرت ابو سعیدؓ نے سلمانؓ سے نقل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ آپ کا وصی کون ہے؟ پہلے تو آپ کچھ دیر خاموش رہے (گویا یہ سوچ رہے ہیں کہ سلمانؓ کے روبرو راز فاش کیا جائے یا نہیں) پھر بعد میں فرمایا۔ اے سلمانؓ میرا وصی، میرے راز کی جگہ، جن لوگوں کو چھوڑ کر میں جا رہا ہوں ان میں سب سے بہتر۔ جو شخص میرا وعدہ پورا کرے گا اور میرا قرض اتارے گا۔ وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ میزان ج ۴ صفحہ ۲

حضرت سلمانؓ کے سوال کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس لئے خاموشی اختیار کی۔ کیا یہ تو نہیں سوچ رہے تھے۔ کہ اتنے اہم راز کو کہیں یہ فاش نہ کر دیں۔ اور سلمانؓ نے واقعتاً اسے فاش کر دیا۔ لیکن ہم اتنا ضرور کہنے پر مجبور ہوں گے کہ سب وعدے ابو بکرؓ نے پورے کئے تھے۔ اور آپؐ کے تمام قرضے ادا کئے تھے۔ پھر حضرت حسینؓ کربلا میں بقول شیعہ حضرات کن قرضوں کی واپسی کی بات کر رہے تھے۔ اگر فی الواقع وہ قرض ادا نہیں ہوئے تھے تو اب ہمیں ادا کر دیئے جائیں۔

مزید لطف یہ ہے کہ راز دار رسول کا خطاب حضرت علیؓ کو دیا گیا۔ لیکن بے اڈے حذیفہؓ بن الیمان صحابی کرام کا لقب راز دار رسول ہو گیا۔ پھر حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ایک درخت کی کھوہ میں یہ

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہہ کر جا بیٹھے کہ اب کوئی امام نہیں۔ حتیٰ کہ ان کی وفات ہو گئی۔ لیکن حضرت علیؓ کو انہوں نے اپنا امام تسلیم نہیں کیا۔

ہاں ہم شیعہ صاحبان سے یہ ضرور سوال کرنا چاہتے ہیں کہ بقول سلمانؓ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے تو حضرت نوحؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت ایوبؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کا وصی کون تھا۔

اس روایت کا راوی وہی ناصح بن عبداللہ الکوفی ہے۔ جس کا حال سطور بالا میں گزر چکا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت منکر ہے ناصح نے یہ روایت سماک بن حرب سے نقل کی ہے۔

سماک بن حرب اس کی کنیت ابوالمغیرہ ہے۔ قبیلہ ذہل سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے۔ مشہور علماء میں سے ہے۔ بخاری کے علاوہ تمام اصحاب ستہ نے اس کی روایات لی ہیں۔

ابن المبارک نے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ سماک ضعیف ہے۔

جریر الضبی کا بیان ہے "میں سماک سے ملنے گیا۔ میں نے اسے کھڑے کھڑے پیشاب کرتے دیکھا۔ میں واپس لوٹ آیا اور اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اور یہ سمجھا کہ یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔

احمد بن ابی مریم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ سماک ثقہ ہے۔ اگرچہ شعبہ اسے ضعیف کہا کرتے تھے۔

حماد المکتب کا بیان ہے کہ ہم سماک کے پاس جاتے اور اس سے اشعار کا سوال کرتے اچانک اہل حدیث بھی آجاتے سماک ہماری طرف متوجہ ہوتے اور کہتے اچھا سوال کرو' یہ ایک قسم کا بوجھ ہیں۔

حماد بن سلمہ کا بیان ہے کہ میں نے سماک کو یہ کہتے سنا ہے کہ میری اب نگاہ جاتی رہی' میں نے ابراہیم خلیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ دریائے فرات جاؤ اس میں اپنا سر ڈبو دے۔ لیکن اپنی آنکھیں کھلی رکھنا۔ اللہ تعالیٰ تیری بینائی لوٹا دیگا۔ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی لوٹا دی۔ اور سماک یہ بھی کہا کرتے تھے۔ کہ میں نے اسّی صحابہ سے ملاقات کی ہے۔

امام احمد کا بیان ہے کہ سماک مضطرب الحدیث ہے۔ لیکن اس کی حدیث عبدالملک بن عمیر سے بہتر ہوتی ہے۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ ثقہ ہے سچا ہے۔ لیکن صالح جزرہ اسے ضعیف کہتے نسائی

کا بیان ہے کہ جب تنہا وہ کوئی حدیث بیان کرے تو حجت نہیں۔ کیونکہ اسے جو تلقین کی جاتی وہ اسے قبول کر لیتا۔

حجاج نے شعبہ سے نقل کیا ہے کہ لوگ سماک سے کہتے کچھ لوگوں نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے تو وہ فوراً اس کا اقرار کر لیتا، لیکن میں نے اسے کبھی تلقین نہیں کی۔

قتادہ نے ابوالاسود دئلی سے نقل کیا ہے اگر تیری یہ تمنا ہو کہ اپنے سائل کو جھوٹ بولنا سکھا دے تو اسے لقمہ دینا شروع کر دو۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کا بیان ہے۔ میں نے اپنے باپ کی تحریر میں ایک نامعلوم شخص کا یہ قول پڑھا ہے سماک بہت فصیح تھا۔ اپنی زبان اپنی فصاحت سے مزین کرتا۔

ذہبی کا بیان ہے کہ مسلم نے اپنی روایت میں اس سے حجت پکڑی ہے۔

ابن المدینی کہتے ہیں اس سماک سے دو سو کے قریب روایات مروی ہیں۔ ابن عمار کا بیان ہے کہ ان میں غلطیاں کرتا۔ اور لوگوں کی بیان کردہ روایات میں اختلاف کرتا ہے۔

عجلی کا بیان ہے جائز الحدیث ہے لیکن سفیان ثوری اسے تھوڑا سا ضعیف کہتے۔ علی بن المدینی کہتے ہیں۔ اس کی عکرمہ سے روایات مضطرب ہوتی ہیں۔ سفیان اور شعبہ نے انہیں عکرمہ کی روایت بیان کیا ہے۔ ابوالاحوص اور اسرائیل نے ان تمام روایات کو عکرمہ کے واسطے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔

یعقوب بن شیبہ کا بیان ہے کہ اگرچہ یہ غیر عکرمہ میں ٹھیک ہے۔ لیکن وہ ثبت لوگوں میں داخل نہیں۔

حضرت علیؓ باب حطہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ علیؓ باب حطہ ہیں۔ جو اس میں سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا۔ اور جو اس سے خارج ہوگا وہ کافر ہوگا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میزان ج ۱ ص۵۳۲

قوم یہود نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بیت المقدس پر جہاد سے انکار کیا تو انہیں چالیس سال تک مقام تیہ میں قید کر دیا گیا۔ جب نئی نسل پیدا ہو کر جوان ہوئی تو حضرت یوشعؑ کے ذریعہ انہیں دوبارہ جہاد کا حکم دیا گیا۔ اور ارشاد ہوا۔

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ۔	اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور کہو معافی کے خواہاں ہیں۔ ہم اپنی خطاؤں کی آپ سے مغفرت چاہتے ہیں۔

یہ حکم یہود کے لئے مخصوص تھا۔ اور انہیں حکم دیا گیا تھا کہ جب تم دروازے میں داخل ہو تو یہ کہتے ہوئے داخل ہونا کہ (حطۃ) ہم معافی کے طلبگار ہیں۔ ہم تمہاری خطائیں معاف کریں گے انہوں نے اس حکم کی مخالفت کی اور ان پر طاعون نازل کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک روز میں ستر ہزار افراد مر گئے۔ اس واقعہ سے تمام کتب تفاسیر معمور ہیں۔

لیکن اس رافضیت نے حضرت علیؓ کو باب حطہ بنا کر اول تو اپنی جہالت کا ثبوت فراہم کیا۔ کیونکہ حطہ کسی دروازے کا نام نہیں۔ اور ساتھ ساتھ اس نے اپنے اس مسلک کی اشاعت کی کہ جس نے علیؓ کا دروازہ اختیار نہیں کیا۔ وہ باب حطہ میں داخل نہیں ہوا۔ اور جو باب حطہ میں داخل نہیں ہوا وہ کافر ہے۔ لہذا جو حضرت علیؓ کی ولایت کا قائل نہ ہوا اور انہیں مولیٰ تسلیم نہ کرتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اس پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہو جس طرح اس قوم یہود پر نازل ہوا تھا۔ اور کوئی سنی ایسا نہیں جس نے اس دروازے کو اختیار کیا ہو۔ لیکن بقول روافض کوئی سنی ایسا نہیں جس نے اس دروازے کو ترک نہ کیا ہو اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کا دامن نہ تھاما ہو لہٰذا ان کے لئے ضروری ہوا کہ اس پر عذاب نازل ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ عذاب نازل کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو سبائیوں کو اپنے ساتھ ملا کر شبیہ کر دیں اور علیؓ کو اپنے ساتھ ملا کر انہیں باب حطہ قرار دیں۔ اور یہ تمام منازل کوفہ میں بیٹھ کر طے کر لئے ہیں۔ لہذا جو شخص کوفہ آ کر حضرت علیؓ کی قیادت کو قبول نہیں کرتا

وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔ اور جس نے علیؓ کو چھوڑا، وہ کافر ہوا۔

لہٰذا تمام وہ حضرات جو امیر معاویہؓ اور ام المومنین عائشہؓ کے ساتھ بتدر مقابل ہو گئے۔ اسی طرح وہ حضرات جنھوں نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ وہ سب کافر مرے۔ اور ان حضرات کی تعداد اسی نوے ہزار کے درمیان تھی۔ جب کہ حضرت علیؓ، حضرت امیر معاویہؓ اور ام المومنین عائشہؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے والوں کی تعداد بقول ابن سیرینؒ تیس صحابہ سے زیادہ نہ تھی۔ اس لحاظ سے یہ سب صحابہ کافر تھے۔ حتیٰ کہ ان میں وہ حضرات بھی داخل تھے جن کے نام سے منسوب کر کے بزارہا روایات وضع کی گئیں۔ مثلاً حضرت جابرؓ، حضرت بریدہؓ وغیرہ۔

اس داستان کا واضع حسین بن الحسن الاشقر الکوفی ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس پر اعتراض ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ ابوحاتم کا بیان ہے۔ یہ قوی نہیں۔ جوزجانی کا بیان ہے یہ غالی شیعہ ہے صحابہ اور نیک لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ بعض ضعیف راوی اس کی ضعیف روایت کا کچھ حصہ لے کر اور اس میں اضافات کر کے اس کی جانب منسوب کرتے۔ اس کے بعد ابن عدی نے اس کی منکرات بیان کیں جن کا واضع اسے قرار دیا۔ ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے۔

ابو معمر الہذلی کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں۔ یہ قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۳۲۔ ابوحاتم کا بیان ہے۔ یہ قوی نہیں۔ جوزجانی کا بیان ہے کہ یہ حد سے زیادہ گمراہ تھا۔ نیک لوگوں کو گالیاں دیتا۔ میزان ج۱ ص۵۳۱۔

دارقطنی لکھتے ہیں یہ حسین کوفہ کا باشندہ ہے۔ اشقر کے لقب سے مشہور ہے۔ شریک قیس بن جعفر الاحمر اور ہریم بن سفیان سے روایات نقل کرتا ہے۔ یہ قوی نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص۲۳۔

اس کا انتقال ۲۰۸ھ میں ہوا۔

شریک اس حسین الاشقر نے یہ روایت شریک سے نقل کی ہے۔ جس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ کہ وہ غالی شیعہ ہے۔ اور اس کا دادا سنان قاتل حسین ہے۔ اس

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

شریکؒ نے یہ روایت عطاؔ سے نقل کی ہے اگر عطاؔ سے مراد عطاؔ بن ابی رباح المکی ہیں تو وہ مسلم ہیں اور انہوں نے ابن عباسؓ سے احادیث سُنی ہیں۔ لیکن اعمشؔ جن سے شریکؔ نے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے ان عطاؔ سے کوئی روایت نہیں کی اس طرح یہ روایت منقطع ہوئی۔ لیکن اگر عطاؔ سے مراد عطاؔ بن السائب ہیں۔ اگرچہ وہ ثقہ ہیں لیکن ان کا حافظہ خراب تھا۔ خود اعمشؔ نے ان سے روایات سُنی ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ اس عطاؔ نے ابن عباسؓ سے کوئی روایت نہیں سُنی۔ یہ اس راوی کی جہالت کا اعلیٰ نمونہ ہے جو ہم نے قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

جنّت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ علیؓ رسول اللہؐ کے بھائی ہیں

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی اخی رسول اللّٰہ**

اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی کادح بن رحمہ ہے۔

کادِح بن رَحمۃ ہے۔ جو انتہائی زاہد اور پارسا ہے۔ لیکن ازدیؔ کا بیان ہے کہ روایت حدیث میں کذاب ہے۔ ابن عدیؔ کہتے ہیں۔ اس کا نام ابورحمہ ہے خطابیؔ کا قول ہے میں ساٹھ برس اس کے پاس رہا۔ میں نے شب و روز میں کسی وقت اسے لیٹے نہیں دیکھا۔

بظاہر تو یہ بات بہت نیکی کی ہے۔ لیکن جن لوگوں کا ذہن زہد و تقویٰ میں اٹکا ہوا ہو وہ حفظ حدیث کی جانب توجہ نہیں دے سکتا۔ اسی لئے امام یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا تھا۔

ما رایت اکذب من الصالحین **فی الحدیث۔** میں نے نیک لوگوں سے زیادہ حدیث میں کسی کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔

اور امام مسلم نے یہ تشریح فرمائی ہے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بل الکذب یجری علی لسانھم — بلکہ جھوٹ ان کی زبانوں پر جاری رہتا ہے۔

اس سے یہ قاعدہ ظاہر ہوگیا کہ جو شخص زیادہ نیک ہوگا وہ حدیث میں قطعاً کمزور ہوگا۔

اس کارح نے یہ روایت بشر کے واسطے عطیہ العوفی سے نقل کی ہے۔ اور عطیہ مشہور شیعہ ہے۔

جنت میں داخلہ کیلئے علیؓ کی محبت لازمی ہے

حضرت زیدؓ بن ارقم فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص میرے پروردگار کی اس جنت میں داخل ہونا چاہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے۔ اسے علیؓ سے محبت کرنی چاہیے۔

اس کا راوی قاسم بن محمد بن ابی شیبہ العبسی ہے۔ یہ ابو بکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ کا بھتیجا ہے۔ اس کا انتقال ۲۳۵ھ میں ہوا۔ یہ تمام آفت اسی کی ڈھائی ہوئی ہے۔

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کا بیان ہے کہ میں نے امام یحییٰ بن معین سے دریافت کیا کہ قاسم بن محمد میرا چچا ہے، وہ روایت حدیث میں کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے میرے بھتیجے! تیرا چچا ضعیف ہے۔
میزان ج ۳ صفحہ ۳۷۹

یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی الکوفی — اس نے یہ روایت یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی الکوفی سے نقل کی ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ شیعہ ہے، ضعیف ہے۔ تقریب ص ۳۷۹

بخاری لکھتے ہیں یہ مضطرب الحدیث ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔ ترمذی نے اس کی روایت کو غریب اور منکر قرار دیا ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ ۴۱۱

عمار بن زریق — یحییٰ نے اسے عمار بن زریق سے نقل کیا ہے۔ سلیمانی کا بیان ہے کہ وہ رافضی ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۱۶۳

ابو اسحٰق سبیعی — عمار نے اسے ابو اسحٰق سبیعی سے نقل کیا ہے۔ وہ اگرچہ ثقہ کہے جاتے ہیں لیکن مدلس ہیں۔ اور مدلس کی حدیث معنعن قطعاً قابل قبول نہیں ہوتی۔ اتفاق سے

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

یہ روایت بھی مُعَنعَن ہے

زیاد بن مطرف

ابو اسحٰق اسے زیاد بن مطرف سے نقل کرتا ہے جو مجہول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کے لئے جن اوصاف کو لازم قرار دیا ہے ان میں یہ وصف شامل نہیں کیا گیا۔

مختصراً اس کی کوئی کل بھی درست نہیں۔ اور جب کوئی کل درست ہو جائے گی تو پھر غور کیا جائے گا

اے علیؓ تیری جانب سے لوگوں کے دلوں میں کینہ ہے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ اور آپؐ میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ ہم ایک باغیچہ پر سے گزرے۔ میں نے کہا کتنا خوبصورت باغیچہ ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جنت میں تیرے لئے اس سے بھی زیادہ حسین ہوگا۔ حتیٰ کہ ہم سات باغیچوں پر سے گذرے اور آپ ہر ایک کے سلسلہ میں یہی بات فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ جب راستہ سے کنارہ کش ہو گئے۔

تو آپؐ نے مجھے گلے لگایا اور رونے لگے۔ میں نے سوال کیا آپؐ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا میری قوم کے سینوں میں کینہ بھرا ہوا ہے۔ وہ مجھ سے یہ کینہ میرے بعد ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کینہ کیا میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں تیرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگا۔ میزان ج ۳ ص ۳۵۵

یہ روایت نسائیؒ نے مسند علی اور بغویؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ روایت تقیہ کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ سے خائف ہیں کہ انہیں فضیلت علیؓ کا علم نہ ہو۔ اسی لئے شہر سے دور جا کر جب کوئی دیکھنے والا نہ رہے علیؓ کو گلے لگاتے اور بے ساختہ روتے ہیں اور صحابہ کرام جو حضرت علیؓ سے بغض رکھتے ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خائف ہیں۔ اور اپنا کینہ ظاہر نہیں کرتے۔ اسی لئے دونوں ہی تقیہ پر مجبور ہیں۔ اس لحاظ سے دین کی سلامتی تقیہ ہی میں ہے۔ اور دین کے دس حصوں میں سے نو حصہ دین تقیہ پر موقوف ہے

لہٰذا ہم تقیہ بازوں کے ڈر سے تقیہ کئے بیٹھے ہیں۔

یہ بھی ہم عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ انصار مدینہ کے پاس کھجور کے کچھ باغات تھے۔ اور مدینہ میں کھجور کے علاوہ اور کوئی پھل نہ تھا۔ اور نہ آج تک کسی اور پھل کے درخت پائے جاتے ہیں۔ کم از کم ہمارے زمانہ تک تو یہی صورت حال ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں پیدا ہو جائیں۔ وہ افغانستان، ایران و کشمیر کا علاقہ تو نہ تھا جس میں پے در پے سات باغات گزرتے چلے گئے۔ اور وہ بھی سب سر راہ واقع تھے۔ یا رونے کے لئے جنگل میں جانا کوئی ضروری تھا؟

رہا یہ مسئلہ کہ حضرت علیؓ کو جنت میں اس سے بہتر باغات ملیں گے تو حضرت علیؓ کا تو بہت بڑا مقام ہے۔ ایک عام مسلم کو بھی جنت میں جو کچھ ملے گا اسے نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا نہ کانوں نے سنا ہوگا اور نہ دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔ جب ایک عام مسلم کیلئے ہمارا یہ تصور ہے تو حضرت علیؓ کا تو بہت اونچا مقام ہے۔ اس بہلاوے سے حضرت علیؓ کو دنیا میں کیا فائدہ پہنچا۔ اگر واقعتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بات فرمائی تھی تو حضرت علیؓ نے قبول خلافت کے وقت اس وصیت کو کیوں نہ ذہن میں رکھا؟

فضل بن عُمَیرۃ القیسی اس روایت کا راوی فضل بن عمیرۃ القیسی ہے۔ محدثین کا بیان ہے یہ ضعیف ہے۔ عقیلی کہتے ہیں وہ ایسی روایات بیان کرتا ہے جو دوسرا کوئی نہیں بیان کرتا۔ ابن حبانؒ کا بیان ہے یہ ثقہ ہے۔ لیکن ذہبیؒ لکھتے ہیں یہ ہرگز ثقہ نہیں۔ بلکہ منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۵۵

میمون فضل نے یہ روایت میمون سے نقل کی ہے۔ پھر بھی یہ کہتا ہے کہ یہ روایت میمون الکردی سے مروی ہے اور کبھی کہتا ہے میمون بن سیاہ سے مروی ہے۔ اور میمون اسے ابو عثمان النہدی سے نقل کر رہا ہے اور ابو عثمان کے شاگردوں میں میمون کردی داخل ہے میمون بن سیاہ نہیں۔ ازدیؒ کا بیان ہے یہ میمون کردی ضعیف ہے۔ میزان ج ۴ ص ۲۳۳۔ لیکن اگر میمون بن سیاہ مراد ہے۔ تو ابو داؤد کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ یحیٰی بن معین کا بیان ہے ضعیف ہے۔ میزان ج ۴ ص ۲۲۳

اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے

حضرت امامہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیا کو مختلف درختوں سے پیدا فرمایا ہے۔ اور مجھے اور علیؓ کو ایک درخت سے پیدا کیا۔ اس درخت کی جڑ میں ہوں فاطمہؓ اس کا تنا ہیں، علیؓ اس کی شاخ ہیں۔ حسنؓ و حسینؓ اس کے پھل ہیں۔ ان شاخوں میں سے اگر کوئی ایک شاخ تھام لے گا۔ وہ نجات پا جائے گا۔ میزان ۳ صفحہ ۳

اللہ تعالیٰ نے تو قرآن میں یہ دعویٰ فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ طِينٍ۔ اور ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

حتیٰ کہ اس سلسلہ میں تخلیق آدم کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ درختوں سے پیدائش کی کہانی ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہے اور فقہا احناف کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اگر کوئی روایت خلاف قرآن ہو تو اس کی تاویل اگر ممکن ہے تو اس کی تاویل کی جائے گی ورنہ اسے باطل قرار دیا جائے گا۔ اور قرآن اس کی شہادت دے رہا ہے کہ تمام انسان مٹی سے پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے یہ روایت جھوٹ کا ایک پلندہ ہے۔

لیکن شیعہ صاحبان کو اس روایت پر عمل کرتے ہوئے اپنے بھائی بندوں کو قبرستانوں کی بجائے درختوں میں دفن کرنا چاہیے۔ ہم بھی اس تماشہ کے منتظر ہیں۔ لیکن افسوس کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما سب مٹی میں دفن ہوئے اس لئے ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں دکھانے کے اور۔

فضال بن جبیر اس روایت کا راوی فضال بن جبیر ہے۔ جو خود کو ابوامامہ کا دوست کہتا ہے۔ اس کی کنیت ابو مہند ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی روایت صحیح نہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں اس روایت کی کوئی اصل نہیں بلکہ فضال کی روایت کو بطور حجت پیش کرنا حلال نہیں۔ میزان ج ۳ صفحہ ۳۴۶

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

آگ سے بچاؤ کا ذریعہ حضرت علیؓ کی محبت ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیا جہنم سے بچاؤ کا کوئی جواز ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں علیؓ بن ابی طالب کی محبت ہے۔ میزان ج ۳ ص ۳۳۱

فارس بن حمدان بن عبدالرحمٰن العبدی

اس روایت کا ایک راوی فارس بن حمدان العبدی ہے۔ جو روایات وضع کیا کرتا اور یہ روایت موضوع ہے۔ فارس نے یہ روایت اپنے باپ دادا کے واسطہ سے، **شریک بن عبداللہ النخعی** سے نقل کی ہے۔ جو خالص شیعہ ہے۔ اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔ شریک نے یہ کہانی، **لیث بن ابی سلیم** سے نقل کی ہے۔ اس کے ضعف پر بھی سب کا اتفاق ہے۔ اور اس کا تفصیلی حال پہلے پیش کیا جا چکا۔ لیث نے یہ روایت مجاہد کے واسطہ طاؤس سے نقل کی ہے۔ حالانکہ طاؤس و مجاہد نے ایک دوسرے کو زندگی بھر نہیں دیکھا۔

اس سلسلہ میں صرف یہی کہنا کافی ہوگا۔

ع — دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

علیؓ کے فضائل حدِ شمار سے باہر ہیں

حضرت علی فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علیؓ کے فضائل حدِ شمار سے زیادہ رکھے ہیں۔ جس نے ان کی ایک فضیلت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف فرماتا ہے اور جس نے علیؓ کی ایک فضیلت لکھی تو فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ لکھا ہوا موجود ہے اور جس نے فضائل علیؓ میں سے ایک فضیلت سنی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے ان تمام گناہوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ جو اس نے کانوں کے ذریعے سے کئے

علیؓ کی جانب دیکھنا بھی عبادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی بندے کا ایمان علیؓ کی دوستی اور اس کے دشمنوں سے برأت (بیزاری) کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۲۶

ذہبی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کی فضیلت میں جتنی روایات وضع کی گئی ہیں۔ ان میں یہ سب سے بدترین اور رسوا کن ہے۔ لیکن ہمیں امام ذہبی کی رائے سے اس لئے اتفاق نہیں کہ اگر یہ شاہکار وجود میں نہ آتا تو ان احکامات الٰہیہ سے چھٹکارا کیسے حاصل ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے امر و نہی کے سلسلہ میں قرآن میں دیتے ہیں۔ لیکن اعمال سے چھٹکارا اور گناہوں کی معافی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ حضرت علیؓ کے دشمنوں پر تبرا بھیجا جائے۔

یہ تو غالباً آپ حضرات جان گئے ہوں گے کہ شیعہ فرقے کے نزدیک دشمنان علیؓ سے کون لوگ مراد ہوتے ہیں۔ اگر آپ نہ جانتے ہوں تو مختصراً یہ سمجھ لیجئے کہ پانچ افراد کے علاوہ سب کافر تھے۔ ہاں ہم ان کے چند بڑے بڑے کافروں کے نام بتا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اہل سنت والجماعت اسے ہضم کر سکیں۔

ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، مغیرہ بن شعبہؓ، حبیب بن مسلمہؓ، عبید اللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ وغیرہ۔ اگر آپ میں سے کوئی شخص ان اشخاص میں سے کسی کو مسلمان سمجھتا ہے تو شیعہ مذہب میں آپ پر بھی تبرا بھیجنا لازم ہے۔

ہم بھی دشمنان علیؓ پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک حضرت علیؓ کے اصل دشمن وہ قاتل عثمانؓ ہیں جنھوں نے اول حضرت علیؓ کو خلافت پر مجبور کیا۔ پھر انہیں مدینہ سے نکال کر لے گئے۔ اور اس طرح حضرت علیؓ کو اپنے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا لیا۔ اور پھر حضرت حسینؓ کو کوفہ زبردستی طلب کر کے کربلا میں نہیں سرزمین نینوا میں انہیں ختم کر دیا۔ اور خود ہی سینہ کوبی میں مشغول ہو گئے۔ اور آج تک اس پر کاربند رہیں۔

محمد بن شاذان

اس داستان کا راوی وہی محمد بن احمد بن علی بن شاذان ہے۔ جس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے علاوہ اس کی سند میں مزید چار مجہول اور موجود ہیں۔ یعنی حسن بن احمد المخلدی، حسین بن اسحاق، محمد بن عمار اور جعفر بن محمد بن عمار۔ یہ چاروں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

تو مجہول ہیں۔ اور ایک راوی کی ذات پر اختلاف یعنی جعفر بن محمد بن علی یعنی جعفر صادق جو بقول یحییٰ بن سعید مجالد سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ اور اس روایت کا ایک راوی مشہور کذاب ہے یعنی **محمد بن زکریا الغلابی**۔ دارقطنی نے اسے واضع الحدیث قرار دیا۔ میزان ج ۳ [illegible]

فضائل علیؓ کا شمار ممکن نہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تمام پیڑ قلم بن جائیں۔ اور سمندر سیاہی بن جائیں اور جنات حساب میں لگ جائیں اور تمام انسان لکھنے لگ جائیں تو وہ فضائل علیؓ کا شمار نہیں کر سکتے۔ میزان ج ۳ [illegible]

دراصل یہ داستان قرآن کی اس آیت کے رد میں وضع کی گئی۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔ (الکہف)

آپ فرما دیجئے کہ اگر میرے رب کے کلمات (لکھنے کے لئے) سمندر روشنائی بن جائیں تو میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے اگرچہ اس جیسی روشنائی اور لائی جائے۔

اس شیطان نے کلمات الٰہیہ کو فضائل علیؓ بنا دیا ہے۔ ہاں روایت سے یہ نئی بات مزید معلوم ہوئی کہ شیعہ صاحبان حساب کا کام جنات سے لیتے ہیں۔ ہم تو آج تک یہی تصور کرتے آئے تھے کہ حساب کے موجد انسان ہیں اور انہوں نے اس فن کو ترقی کی معراج پر پہنچا دیا ہے۔ کیونکہ انہی کو حساب و کتاب کی ضرورت تھی۔ لیکن یہ ہماری غلطی تھی۔ اس کی اصل ضرورت شیاطین کو پیش آئی ہے۔ کیونکہ وہ گمراہوں کا حساب کتاب کرتے رہتے ہیں۔

محمد بن احمد اس روایت کا واضع محمد بن احمد بن علی بن شاذان ہے۔ اس کی روایات زاد المہدی ابوطالب الزینبی اور اخطب خوارزمی نے اپنی اپنی کتابوں میں فضائل علیؓ میں نقل کی ہیں۔ اور یہ روایات کافی تعداد میں ہیں اور سب باطل اور رکیک ہیں۔ میزان ج ۳

اس محمد کے سوا اس روایت کی سند میں چار راوی مجہول ہیں۔ یعنی حسن بن محمد بن بہرام، یوسف بن موسیٰ القطان، معافی بن زکریا اور محمد بن احمد بن ابی الثلج۔ اس کے علاوہ ایک راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف ہے۔

جو شخص علیؓ سے دشمنی رکھتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اور وہ علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ میزان ۳ ص۳۱۵

اس کا راوی عیسیٰ بن عبداللہ ہے۔ یہ حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے۔ اس کا پورا نسب نامہ اس طرح ہے۔ عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب۔

ابن حبان کا بیان ہے یہ اپنے باپ دادا سے موضوع روایات نقل کرتا ہے۔ جن میں سے ایک روایت یہ ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں یہ شخص متروک الحدیث ہے۔ میزان ج ۳ ص۳۱۵

قریش کے دو بدبخت

حضرت علیؓ فرماتے ہیں قرآن میں جو یہ آتا ہے۔ وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ (اور انہوں نے اپنی قوم کو جہنم میں پہنچا دیا) اس سے قریش کے دو بدبخت مراد ہیں۔ میزان ۳ ص۲۹۵

حاشا وکلا جو حضرت علیؓ ایسی بات فرمائے کیونکہ اسی روایت میں ان دو بدبختوں سے مراد ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اس روایت کا راوی وہی شرابی عمرو ذومر ہے اور اس سے یہ کہانی نقل کرنے والا ابو اسحاق ہے۔ ہمیں تعجب تو اس ابو اسحاق پر ہے کہ تمام محدثین اسے ثقہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ ابو اسحاق بھی رافضی ہے۔ کیونکہ بعد کے تمام راوی معتبر اور اہل سنت کے امام ہیں۔ اس لئے یہ روایت وضع کرنے والا عمرو ذومر ہے۔ اور اس کی اشاعت کرنے والا ابو اسحاق ہے

اے اللہ جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ اے اللہ جو علیؓ سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔ میزان ج ۲ ص ۲۹۲

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ لفظ مولیٰ اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ رافضیوں نے اپنی کہانیوں میں اسے حضرت علیؓ کے لئے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ علیؓ کے پردہ میں اللہ تھا۔ اس لئے لفظ مولیٰ کا اللہ کے سوا کسی اور کے لئے استعمال جائز نہیں۔

عمرو ذومر اس کہانی کا راوی عمرو ذومر ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے۔ یہ ذومر ابو اسحاق کے ان اساتذہ میں داخل ہے۔ جو قطعاً مجہول ہیں اور جن کا اتا پتہ کسی کو معلوم نہیں۔ بلکہ ہمیں یہ خبر نہیں کہ ابو اسحاق کو اس کا اتا پتہ معلوم تھا یا نہیں۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ عکرمہ عبد اللہ بن سوار کے ہاں ٹھہرا کرتا۔ اور یہ عبد اللہ بن سوار ذومر کا باپ ہے۔ عبد اللہ بن سوار اپنے بیٹے سے کہتا اس سے احادیث سنو عکرمہ اس عمرو کو تلاش کراتا۔ لیکن یہ عمرو شراب پینے میں مشغول رہتا۔ میزان ج ۲ ص ۲۹۵

اس روایت میں ایک مزید خامی یہ ہے کہ ابو اسحاق مدلس ہے اور مدلس عام طور پر حرف عن سے روایت کرتے ہیں تاکہ کسی کو یہ پتہ ہی نہ چل سکے کہ اس نے بیان کردہ راوی سے ملاقات بھی کی تھی یا نہیں اسی لئے حدیث معنعن قابل قبول نہیں ہوتی۔

جابر بن حر ابو اسحاق سے یہ روایت نقل کرنے والا جابر بن حر ہے۔ ازدی کہتے ہیں محدثین کو اس پر اعتراض ہے۔ میزان ج ۱ ص ۲۳۷

مخول بن ابراہیم جابر سے یہ کہانی مخول بن ابراہیم نے نقل کی ہے۔ یہ کوفہ کا باشندہ تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ رافضی تھا اور اہل سنت سے بہت

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بغض رکھتا تھا۔ ابونعیمؒ کا بیان ہے کہ ایک روز ایک سیاہ فام شخص کو دیکھ کر بولا۔ میرے نزدیک یہ شخص ابوبکرؓ و عمرؓ سے افضل ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی، آپؐ کا ولی، آپؐ کا چچازاد بھائی اور آپ کا وارث ہوں، مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہو سکتا ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۲۵۵

اس کا راوی عمرو بن حماد بن طلحہ ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ انشاء اللہ وہ سچا ہے۔ کیونکہ ابو حاتم رازی اور یحیٰی بن معین نے اسے سچا اور مطینؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن ابوداؤد کا کہنا ہے کہ یہ عمرو بن حماد رافضی ہے۔ قناد کے لقب سے مشہور ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۲۵۵

ایک جانب تو ذہبی عمرو بن حماد کو ثقہ قرار دیتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ روایت منکر ہے۔ لیکن اس کی کوئی خاص وجہ بیان نہیں کرتے۔

ہمارے نزدیک اس کے منکر ہونے کی ایک وجہ تو عمرو بن حماد کا رافضی ہونا ہے اور دوسری اس کی وجہ یہ ہے کہ عمرو بن حماد نے اسے

اسباط بن نصر سے روایت کیا ہے۔ جسے ابونعیم اور نسائی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور وہ بھی شیعہ ہے اور اس روایت کا راوی ہے کہ آپ نے علیؓ، فاطمہؓ اور حسنؓ و حسینؓ سے فرمایا تم جس سے جنگ کرو گے میں اس سے جنگ کروں گا اور جس سے صلح کرو گے میں اس سے صلح کروں گا۔ میزان ج ۴ صفحہ ۱۷۵

سماکؒ بن حرب اسباط نے یہ روایت سماک بن حرب سے نقل کی ہے۔ اس کا آخر عمر میں حافظہ خراب ہو گیا تھا لوگ اس سے جس بات کو حدیث کہلوانا چاہتے وہ اسے حدیث کہہ دیتا۔ اور خاص طور پر وہ جتنی روایات عکرمہ سے نقل کرتا ہے وہ اسی قسم کی ہوتی ہیں کہ لوگوں نے گھڑ کر اس کے سامنے پیش کیں۔ اس نے اپنے پاگل پن سے اسے روایت کر دیا۔ اور اتفاق سے سماکؒ نے یہ روایت عکرمہ سے نقل کی ہے۔ گویا کہ ہر وہ روایت جسے سماکؒ عکرمہ سے

نقل کرے وہ درست نہیں ہوتی۔ میزان ج ۲ صد ۲۳۳

عکرمہ مولی ابن عباس جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے تو اسے اگرچہ بہت سوں نے ثقہ کہا ہے لیکن بہت سے اسے کذاب کہتے ہیں، مثلاً سعید بن المسیب، محمد بن سیرین، ابن محقن اور مالک وغیرہ، اور عبد اللہ بن عباس کے صاحبزادے علی کا بیان ہے کہ یہ میرے باپ پر جھوٹ بولتا ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک یہ روایت عکرمہ نے بیان نہیں کی، بلکہ سماک نے اپنے پاگل پن سے اس کی جانب منسوب کر دیا، ورنہ عکرمہ۔ تو خارجی تھا اور حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کا قتل واجب تصور کرتا تھا۔ اس لئے وہ حضرت علیؓ کی فضیلت میں کوئی بات نہیں کہہ سکتا۔

حضرت علیؓ چار انگوٹھیاں پہنے رہتے

عبد خیر کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں جنھیں وہ پہنے رہتے، قوت قلب کے لئے یاقوت کی، بینائی کے لئے فیروزہ کی اور چینی لوہے کی قوت باہ کے لئے اور عقیق کی پناہ کے لئے۔

عبد خیر سے اس کہانی کو جس مشرک ہستی نے نقل کیا ہے ان کا نام سُدی ہے ان کا حال پہلے گزر چکا، اس کا ایک راوی

ابو جعفر الرازی ہے۔ اس کا نام محمد بن احمد بن سعید ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ میں اسے نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور یہ روایت باطل ہے۔ اور یہ ساری آفت اسی کی ڈھائی ہوئی ہے۔

میزان ج ۳ صد ۴۵۵

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ انگوٹھی پہننے کے باوجود کوڑھیوں ان کا قتل عام ہو جانے رہ گئی جان کی حفاظت تو عقیق کی انگوٹھیاں بازاروں میں ماری ماری پھرتی ہیں۔ بعض لوگ آٹھ آٹھ دس دس انگوٹھیاں پہنے پھرتے ہیں۔ لیکن موت اپنے وقت پر آتی ہے۔ یا فرق ہے

کی انگوٹھی ساس کے پہنے بغیر کوئی شیعہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ فیروزہ فیروز کی یادگار ہے جو قاتل عمرؓ ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے، کہ اسے نہ پہنا جائے۔ اسی سے تو سب فالیں کھولی جاتی ہیں۔

جہاں تک ہمارے اپنے تخیل کا تعلق ہے۔ تو حضرت علیؓ کے مرید تھے نہ وہ بت پرست تھے اور نہ سنگ پرست۔ یہ دوسری شے ہے کہ انگوٹھی کو سنت رسول سمجھتے ہوئے پہنتے ہوں۔ اگرچہ اس میں اختلاف ہے۔ محققین کا مسلک یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء انگوٹھی کو بطور مُہر استعمال کرتے نہ کہ عورتوں کی طرح ہاتھوں میں سجاتے۔

میرے بعد علیؓ کے پاس پناہ لینا

حضرت صفیہؓ بنت حی زوجہ رسول فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی بیویوں میں سے کوئی بیوی ایسی نہیں جس کا قبیلہ موجود نہ ہو، جہاں جا کر وہ پناہ لے سکے لیکن میرا تو کوئی قبیلہ نہیں۔ اگر آپ کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا تو میں کس کے پاس پناہ لوں۔ آپؐ نے فرمایا علیؓ کے پاس میزان ج۳

یہ کیا عالم غیب کی باتیں ہو رہی ہیں؟ عالم شہود میں تو ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ ان کے خرچے اٹھاتے رہے اور جب حضرت علیؓ خلیفہ بنائے گئے تو مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔ اس داستان کا راوی **مالک بن مالک** ہے۔ جو یہ داستان حضرت صفیہؓ سے نقل کر رہا ہے اور اس سے یہ داستان ابو اسحاق سبیعی نے نقل کی ہے۔ لیکن اس مالک کو کوئی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس مالک کی کوئی متابعت نہیں کرتا۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۲۵

ذہبی لکھتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ضرار بن صرد ہے۔ یہ ضعیف ہے۔

ضرار بن صُرَدْ ذہبی اس کے حال میں لکھتے ہیں اس کی کنیت ابو نعیم الطحان ہے۔ بخاری کہتے ہیں متروک ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ کوفہ میں دو کذاب ہیں، ایک نعیم النخعی اور ایک یہ ضرار بن صرد۔ اس نے جتنی روایات بیان کی ہیں سب حضرت علیؓ کی فضیلت میں بیان کی ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۳۲۷

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حسین ابن الحسن الاشقر الکوفی

اس روایت کا ایک راوی حسین بن الحسن الاشقر ہے بخاری کا بیان ہے کہ اس کی روایت غور طلب ہے

ابوزرعہ کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ ابو حاتم لکھتے ہیں قوی نہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں حد سے بڑھا ہوا ہے نیک لوگوں کو گالیاں دیتا تھا۔ اس کی متعدد منکرات نقل کر کے لکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ ساری بلا اسی حسین کی نازل کردہ ہے۔

ابو معمر الہذلی کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ نسائی اور دارقطنی لکھتے ہیں یہ قوی نہیں ۲۰۸ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ گویا اس روایت کے تین راوی ماشاء اللہ ہیں اور رافضی اور کذاب ہیں۔

حضرت علیؓ ابوبکرؓ سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ابوبکرؓ سب کے والی بن گئے، حالانکہ میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار تھا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۱۱

کثیر بن یحییٰ بن کثیر

اس روایت کا راوی کثیر بن یحییٰ ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے شیعہ ہے۔ ازدی کہتے ہیں یہ منکر روایات نقل کرتا ہے۔ عباس بن العظیم العنبری فرماتے ہیں اس کی کوئی روایت نقل کرو۔

اس کثیر سے نقل کرنے والے ابو عوانہ ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں یا ابو عوانہ پر جھوٹ ہے۔ انہوں نے اپنی کسی کتاب میں یہ روایت نہیں لی۔ اور اس کثیر سے نقل کرنے والے کا کچھ اتا پتہ نہیں۔ میزان ج ۳ صفحہ ۴۰۹

جب ابو عوانہ پر یہ روایت جھوٹ ہے تو غالباً حذرانہ عبدالرحمٰن بن ابی نجم اور ان کے والد ابو نجم صحابی کیسے روایت کر سکتے ہیں، جب کہ ابو بکرہؓ نے جمل و صفین میں بھی تلوار اٹھانا گوارا نہ کیا۔ اور یہ روایت بیان کی کہ جب دو مسلمان باہم قتال کریں تو دونوں جہنمی ہیں، اور اسی باعث حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔ گویا ابوبکرہؓ اس کے کیا قائل ہوتے کہ علیؓ کا پہلا نمبر ہے۔ وہ تو چوتھا نمبر ماننے کے لئے تیار نہیں ہوئے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

علیؓ کا منبر تمام انبیاء کے منبروں سے بڑا ہوگا

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر نبی کو ایک نور کا منبر ملے گا۔ اور علیؓ کے پاس سب سے طویل اور سب سے زیادہ نورانی منبر ہوگا۔ ایک منادی ندا کرے گا نبی امی کہاں ہیں؟ تو انبیاء جواب دیں گے ہم سبھی نبی امی ہیں۔ تو کہا جائے گا نبی امی عربی کہاں ہے۔ راوی کہتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوں گے۔ اور جنت کے دروازے پر آئیں گے۔ اسے کھٹکھٹائیں گے۔ آپ کے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ آپ اس میں داخل ہوں گے تو پروردگار تجلی فرمائے گا اور یہ تجلی کسی نبی کے لئے قطعاً نہ ہوگی۔ اسے دیکھ کر آپ سجدے میں گر جائیں گے۔ یہ حدیث انتہائی زیادہ غریب ہے۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ہر امام کا مقام بجز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑھ کر ہے۔ لہٰذا منبر علیؓ سب سے زیادہ طویل اور سب سے زیادہ نورانی ہونا چاہیے۔

سنیوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی امتی کسی نبی کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ کجا کہ اسے تمام انبیاء پر فوقیت ہو۔ اس داستان کا راوی

کثیر بن حبیب اللیثی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت انتہائی غریب ہے۔ اگرچہ اس مخبر کو ابن ابی حاتم نے ثقہ کہا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۰۴

اے علیؓ! امت تیرے ساتھ غداری کریگی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ امت تیرے ساتھ غداری کرے گی۔ میزان ج ۳ ص ۱۰۴

جب حضرت علیؓ کو اس بات کا علم تھا تو انہیں خلافت سنبھالنی ہی نہیں چاہیے تھی۔ اور اگر سنبھالی تھی تو کسی کے ساتھ بگاڑ نہیں رکھنا چاہیے تھا۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کامل بن العلاء السعدی اس روایت کا راوی کامل بن العلاء السعدی الکوفی ہے۔ اس کی کنیت ابو العلاء ہے۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ ابن حبان کا بیان ہے۔ یہ حدیث کی اسنادات میں تبدیلیاں کرتا رہتا۔ اور صحابی کے قول کو حدیث رسول بنا کر پیش کرتا ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۰۱

کامل نے یہ روایت حبیب بن ابی ثابت سے نقل کی ہے اور حبیب نے

ثعلبہ بن یزید الحمانی سے نقل کی ہے ثعلبہ حضرت علیؓ کی جانب سے پولیس افسر تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے یہ غالی شیعہ ہے۔ بخاری کہتے ہیں اس کی روایت پر اعتراض ہے۔ یعنی اے علیؓ! امت تیرے ساتھ غداری کرے گی۔ اس روایت کو ثعلبہ سے حبیب نے نقل کیا ہے۔ اور کوئی اس روایت کو نقل نہیں کرتا۔ میزان ج ا ص ۳۷۱ اس ثعلبہ کو اگرچہ نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ لیکن امام شعبی تابعی کا قول ہے کہ حضرت علیؓ کے سب ساتھی جھوٹے ہیں۔ اور محمد بن سیرین کا بیان ہے کہ علیؓ سے جتنی روایات مروی ہیں سب جھوٹ ہیں۔

علیؓ سے محبت کرنیوالے کو پسینہ کے ہر قطرہ کے بدلے جنّت میں ایک شہر ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے علیؓ سے محبت کی، اللہ تعالیٰ اسے اس کے بدن کے پسینہ کے ہر قطرے کے بدلے جنّت میں ایک شہر عطا فرمائے گا۔ میزان ج ۳ ص ۴۶۱

اس کا واضع وہی ابن شاذان ہے۔ اور اس نے اس روایت میں امام مالکؒ کا نام بھی لیا ہے۔ حاشا و کلا امام مالکؒ کی مرویات محدثین میں مشہور ہیں ہمیں ان کی مرویات میں یہ روایت کہیں نظر نہیں آئی۔

ہاں ہمیں یہ سنکر ضرور خوشی حاصل ہوئی کہ ہر شیعہ کو جنّت میں شہروں کی صورت میں اتنی

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بڑی مملکت عطا فرمائے گا جس پر کسریٰ پرویز بھی حسد کرے گا۔ اور موجودہ دور کے امریکہ اور روس بھی۔ اتفاق سے قسمتوں کی ہمیشہ سے تمنا یہی رہی ہے۔ اور اس کے حصول کے لیئے حضرت علیؑ اور حسینؑ کو استعمال کیا گیا۔ اور جب دنیا میں حسرت پوری ہوتی نظر نہ آئی تو جنت کے ٹھیکیدار بن گئے۔

علیؓ کے چہرے کیجانب دیکھنا عبادت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے معاذؓ کو ہمیشہ علیؓ کی جانب دیکھتے دیکھا۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی۔ آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ میزان ج ۳ ص ۴۴

ذہبی لکھتے ہیں اس کا واضع

محمد بن اسمٰعیل الرازی محمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ بن ہارون الرازی ہے۔ خطیب لکھتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس روایت کا واضع یہی ہے۔ خطیب نے اس کی متعدد موضوعات نقل کی ہیں۔ اس رازی کا انتقال ۳۰۰ھ کے بعد ہوا۔

موسیٰ بن نصر الرازی محمد بن اسمٰعیل الرازی کا دعویٰ تھا کہ اس نے یہ روایت موسیٰ بن نصر الرازی سے سُنی ہے۔ جو جریر کے شاگرد تھے۔ خطیب کا دعویٰ ہے کہ محمد بن اسمٰعیل الرازی نے موسیٰ بن نصر سے کبھی ملاقات نہیں کی۔

اس روایت میں ایک عیب یہ ہے کہ محمد بن اسمٰعیل کا دعویٰ ہے کہ یہ روایت محمد بن الفریس نے ہوذہ سے نقل کی ہے اور ہوذہ نے ابن جریج سے اور ابن جریج نے ابو صالح سے۔

ذہبی کا بیان ہے کہ محمد بن ایوب نے ہوذہ کا زمانہ نہیں پایا اور ہوذہ نے ابن جریج کا اور ابن جریج نے ابو صالح کا زمانہ نہیں پایا۔ گویا ان کے درمیان میں کم از کم تین راوی اور ہونے چاہئیں۔

اس کی سند پر اور بھی اعتراضات کئے جا سکتے ہیں لیکن ہماری تو غرض صرف اتنی سی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت معاذؓ کو یہ عمل کرتے کب دیکھا۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضورؐ کی حیات میں

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دیکھا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر توہینِ رسولؐ کیا ہو گی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک چھوڑ کر حضرت علیؓ کے چہرے کو دیکھا جائے۔ اور وہ بھی لگاتار یعنی ٹکٹکی باندھ کر۔ کیونکہ لفظ یدیم دوام ثابت کرتا ہے اور یہ کسی صحابی سے ممکن نہیں۔ لیکن فرقِ شیعہ اس امر کا دعویدار ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی جانب دیکھنا کوئی عبادت نہیں۔ لیکن علیؓ کے چہرے کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ کہتا کہ معاذؓ نے یہ عمل حضورؐ کی وفات کے بعد شروع کیا تو وفاتِ رسول کے بعد صحابہ کرام مرتدین کے قلع قمع میں لگے رہے۔ اور بعد میں معاذؓ شام کی مہمات میں ابوعبیدہؓ کے ساتھ چلے گئے اور وہیں سنہ ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔

دراصل سبائیوں نے یہ تصور کر لیا ہے کہ سُنی جاہل اور بے وقوف ہیں۔ لہٰذا انہیں جو چاہے سبق پڑھا دو۔ تو اللہ کا کرم ہے کہ ابھی کچھ صاحبِ علم باقی ہیں۔

اگر کوئی صاحب استغراق یہ فرمائیں کہ یہ سب کچھ عالمِ استغراق میں ہوتا تھا تو حضرت معاذؓ کا تمام استغراق جہاد میں تھا۔ اور اس وقت اسی استغراق کی ضرورت تھی۔ انہیں حضرت علیؓ کے سلسلہ میں کسی استغراق کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

تین شخصوں نے اللہ کے ساتھ کبھی کفر نہیں کیا

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین شخصوں نے اللہ کے ساتھ کبھی کفر نہیں کیا۔ ایک مؤمن آلِ یٰسین، ایک فرعون کی بیوی آسیہ اور ایک علیؓ بن ابی طالب

میزان ج ۲ ص ۱۶

اس روایت کا جھوٹا ہونا اس کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اس لئے کہ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی پہلے متفقہ طور پر کافرہ تھیں، بعد میں حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائیں۔ اس طرح آلِ یٰسین پہلے کافر تھا۔ بعد میں حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لایا۔

جہاں تک حضرت علیؓ کا تعلق ہے تو اگر وہ روزِ پیدائش ہی سے مؤمن تھے۔ جیسا کہ ملا باقر مجلسی نے اپنی جلاء العیون میں نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی پیدائش کے تیسرے روز سورۃ

مؤمنون کی تلاوت فرمائی جب کہ ابھی حضور کو نبوت بھی نہ ملی تھی ۔ اور فاطمہؓ بنت اسد تو حضرت علیؓ کی پیدائش کے وقت بھی مسلمان تھیں ۔

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ فاطمہؓ بنت اسد حضرت علیؓ کی والدہ کا کوئی رافضی حضور کے بعد تذکرہ نہیں کرتا ۔ اور لطف یہ کہ ان کی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہؓ کو سیدۃ النساء بنا یا گیا لیکن فاطمہؓ بنت اسد کو قطعاً بھلا دیا گیا ۔ حالانکہ وہ تو سب سے پہلے امام کی ماں تھیں ۔

ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت علیؓ نابالغ تھے ۔ اور نابالغ غیر مکلف ہوتا ہے ۔ اور فرقہ شیعہ کے نزدیک وہ پیدائش کے وقت ہی مسلمان تھے ۔ ایسی صورت میں ان کے اسلام کی کہانیاں کیا معنیٰ رکھتی ہیں اور علی الخصوص ایسی صورت میں کہ حضور کی صاحبزادیوں کے ایمان کا کوئی تذکرہ نہیں ہے ۔

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہئیے ۔۔۔ ع

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ بچپن میں حضرت علیؓ کی پرورش حضور نے فرمائی حتیٰ کہ جلاء العیون میں ہے کہ تیسرے روز آپ علی کو لے آئے تھے ۔ ایسی صورت میں ان کے کفر کا سوال پیدا ہوتا ہے

محمد بن المغیرہ

دراصل اس روایت کا راوی محمد بن المغیرۃ الشہرزوری ہے ۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ حدیث چور تھا ۔ اور روایت وضع کیا کرتا تھا ۔ میزان ج ۴ صفحہ ۴۹

یحییٰ بن الحسین

محمد بن المغیرہ نے یہ روایت یحییٰ بن الحسین المدائنی سے نقل کی ہے جو ابن لبیعہ سے نقل کرتا ہے ۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ مجہول الحال ہے ۔ حضرت خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے ۔ میزان ج ۴ صفحہ ۲۶

اس محمد بن لبیعہ نے یہ داستان عبداللہ بن لبیعہ سے نقل کی ہے ۔ ہم اس کا حال پہلے بیان کر چکے ہیں ۔ الغرض یہ روایت جھوٹ کا ایک پلندہ ہے ۔

رحمت الٰہی سے مراد علی ہیں

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا ارشاد ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے ۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ

وَبِرَحْمَتِهٖ ۔آپ فرما دیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے۔
ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں فضل اللہ سے مراد محمدؐ اور رحمت اللہ سے مراد علیؓ ہیں۔

میزان ج ۴ ص ۳۰۳

سُدّی ابن عباسؓ کے اس قول کا راوی محمدؐ بن مروان ہے جو سدّی صغیر کے لقب سے مشہور ہے تمام محدثین نے اسے ترک کیا ہے اور بعض حضرات نے اسے کذاب کہا ہے تفصیل پہلے بیان کی جا چکی۔

کلبی سدی نے یہ تفسیر کلبی سے نقل کی ہے۔ جو مشہور رافضی اور کذاب ہے۔ یہ تفسیر ابو صالحؔ سے نقل کرتا ہے۔ جسے اس نے دو ایک بار دیکھا تھا۔ لیکن اس نے اسے پوری تفسیر گھول کر پلا دی۔ اسی طرح ابو صالحؔ نے کبھی ابن عباسؓ کو نہیں دیکھا لیکن وہ تفسیر ابن عباس ابو صالحؔ کو دیکھے بغیر گھول کر پلا گئے اور پھر ابو صالحؔ نے اسے کلبی کو گھول کر پلا دیا۔

بقول ابن حبانؔ کلبی کو جب جھوٹ بولنا ہوتا ہے تو وہ اس کام کے لئے ابو صالحؔ کو قبر سے باہر نکال کر کھڑا کر دیتا ہے اور پھر اس کے نام سے خوب حل کھول کر جھوٹ بولتا ہے۔ اور چونکہ ہم جھوٹ کے دلدادہ ہیں۔ لہٰذا ہم نے تفسیر کلبی کا نام تفسیر ابن عباسؓ تجویز کیا اور پھر اس نام سے اس کی اتباع شروع کر دی۔ اس کی تفصیل پہلے بارہا گزر چکی ہے۔

حضرت علیؓ سے دوستی نہ رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیگا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ! اگر کوئی بندہ ایک ہزار سال تک اللہ کی عبادت کرتا رہے، اس کے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اور صفا و مروہ کے درمیان مظلوم قتل ہو۔ لیکن وہ شخص تجھ سے دوستی

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

منکر ہو تو وہ شخص جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا اور اس میں داخل بھی نہ ہوگا۔ میزان ج ۳ صفحہ ۵۹

ہم یہ پہلے تحریر کر چکے کہ جس روایت میں یا علی رضی ہو موضوع ہوتی ہے۔ اس روایت میں یا علی رضی آ رہا ہے۔ اور کم از کم ان روایات کے مطالعہ کرنے کے بعد حضرات ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما کا تصور ذہن سے قطعاً نکل جاتا ہے۔ اور یہ ماننے میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے کہ حضرت علی رضی کے علاوہ بقیہ صحابہ سب منافق تھے لیکن یہ منافقت کا مرض یا تو یہودیوں میں پایا جاتا ہے یا عجمیوں میں۔ عربوں میں زمانۂ کفر میں بھی یہ مرض نہ تھا۔ کیونکہ منافقت کا مرض ہمیشہ کمزور لوگوں میں پایا جاتا ہے۔

محمد بن عبداللہ البلوی اس کا راوی محمد بن عبداللہ عن محمد البلوی ہے۔ اور اس کی یہ روایت منکر ہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں یہ محمد بن عبداللہ کذاب ہے اور یہ روایت قطعاً موضوع ہے۔

ابراہیم بلوی نے یہ روایت ابراہیم سے نقل کی ہے یہ ابراہیم کون سا ہے۔ اس کا علم یا تو کسی عالم الغیب کو ہو سکتا ہے یا پھر یہ جھوٹ وضع کرنے والے کو۔ کیونکہ جب تک ابراہیم کے باپ کا نام معلوم نہ ہو وہ قطعاً مجہول ہے۔ امام ذہبی نے اپنی میزان الاعتدال میں ۱۳۲ ابراہیم نامی راویوں کا ذکر کیا ہے جو تقریباً سب ضعیف ہیں۔ اور یہ ابراہیم عبیداللہ بن العلاء سے نقل کر رہا ہے جس کا وجود ہمیں تاریخ میں نظر نہیں آیا۔ اور عبیداللہ اپنے باپ علاء سے نقل کرتا ہے۔ یہ علاء کون ہے اس کا بھی ہمیں علم نہیں۔ کتب رجال میں سو کے قریب علاء نامی افراد پائے جاتے ہیں جن میں اکثر سے زیادہ ضعیف ہیں اور اتفاق سے ان میں کوئی ایسا علاء موجود نہیں جو زید بن علی بن حسین سے حدیث روایت کرتا ہو۔ کیونکہ موجودہ روایت کا علاء زید بن علی بن حسین سے روایت کر رہا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ علاء علم باطن کا کوئی راز ہو۔ یا امام غائب کی طرح وہ بھی اس دنیا سے غائب ہو۔ ان تمام امور کی وضاحت رافضی صاحبان ہی کر سکتے ہیں نہ ہم رافضی ہیں اور نہ علم باطن کے ماہر ہیں۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

آسمان سے اخروٹ کا نزول

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک لگی تو جبرئیلؑ نازل ہوتے ان کے ہاتھ میں ایک اخروٹ تھا۔ جبرئیلؑ نے آپ کو وہ اخروٹ دیا۔ آپ نے اسے توڑا تو اس میں ایک سبز کاغذ رکھا ہوا تھا جس پر نور سے لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں نے آپ کی تائید علیؓ سے کی۔ اور انہی کے ذریعہ آپ کی مدد کی۔ جس نے مجھ پر میرے فیصلہ میں تہمت لگائی یا مجھ پر رزق میں تاخیر کا الزام لگایا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔ میزان ج ۳ ص ۵۴ء

عجیب لطیفہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوک لگ رہی ہے۔ تو اخروٹ نازل ہوتا ہے اور وہ بھی کھانے کے لئے نہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ کی فضیلت میں ایک جملہ لکھا ہوا ملا۔ تو سوال یہ ہے کہ کیا اس جملہ سے بھوک مٹ گئی ہوگی اگر ایسا ہی تو مد نظر آیا تھا تو حضرت علیؓ کے پجاریوں کو بھوکا رہنا چاہیے تھا۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ اس فرقہ سے زیادہ پیٹ کا بھوکا کوئی اور فرقہ شاید ہی ہو۔

محمد بن ابی الزعیزعہ اس کا واضع محمد بن ابی الزعیزعہ ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ یہ دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔ میزان ج ۳ ص ۱۵۰

اس کا ایک اور راوی میمون بن مہران ہے جو مجہول ہے۔

چار افراد ایک مخصوص مٹی سے پیدا ہوئے

حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میںؐ، ہارونؑ، یحییٰؑ اور علیؓ ایک مٹی سے پیدا ہوئے۔ آج تک ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کس شئے سے پیدا ہوئے۔ کبھی یہ دونوں حضرات نور سے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی درخت سے اور کبھی مٹی سے۔ پھر ان کے ساتھ کبھی تخلیقی عمل میں حضرت فاطمہؓ اور حضرات حسنینؓ شریک ہوتے ہیں۔ کبھی اور دیگر افراد

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ بھی ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتیں۔ اور نہ ان کی اولاد۔ ان حضرات کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ ان بیٹیوں کے خاوند اموی ہیں اور ان کی اولاد بھی اموی ہے۔ اور تشیع نے ہمیں یہ سبق پڑھایا ہے کہ بنوامیہ تو حضور کے پکے دشمن تھے لیکن مکی زندگی میں بنوامیہ کے جتنے افراد ایمان لائے۔ بنو ہاشم خاندان میں سے اس سے آدھے بھی ایمان نہ لائے۔ اسی باعث کسی ہاشمی عورت کو ام المومنین ہونے کا فخر حاصل نہیں ہوا۔ جب کہ ام المومنین ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیانؓ کی صاحبزادی آپؐ کے نکاح میں آئیں ہوئی تھیں۔

جس طرح آپؐ کی دیگر صاحبزادیاں اموی ہونے کے باعث آپؐ کی اولاد ہونے سے خارج ہوتی ہیں اسی طرح حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم اس فخر سے محروم ہوتی ہیں۔ زینب اس لئے خارج ہوئیں کہ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد انہوں نے یزید کے پاس رہنا پسند کیا۔ اور فرمایا کہ میں یہاں اپنے داماد کے پاس رہوں گی۔ اور آج تک ان کا مزار دمشق میں ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ یزید پر قتل حسینؓ کا الزام سراپا جھوٹ ہے۔

رہیں حضرت ام کلثومؓ انہوں نے حضرت عمرؓ سے نکاح فرمایا۔ اور اتفاق سے یہ نکاح پڑھانے والے حضرت حسنؓ تھے۔ اس لحاظ سے حضرت عمرؓ کی اولاد بھی بنی ہاشم ہوئی۔ کیونکہ شیعوں کے ہاں نسب ماں عورت سے چلتا ہے مرد سے نہیں۔ لیکن ہماری عرض یہ ہے کہ حضور کی صاحبزادیاں حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ بھی ہاشمیہ تھیں۔ اگرچہ وہ اموی کے نکاح میں گئیں۔ لیکن ان کی اولاد بھی تو ہاشمی ہوگی۔ اسی لئے تو حضرت فاطمہؓ کے علاوہ بقیہ صاحبزادیوں کا پتا کاٹا جاتا ہے۔

اس کا راوی محمد بن خلف المروزی ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کذاب ہے۔ ابن جوزی نے اس کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایت موضوع ہے۔ میزان ج ۳ ص ۵۳

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

فرشتے سات سال تک حضرت علیؓ پر درود پڑھتے رہے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے مجھ پر اور علیؓ ابن ابی طالب پر سات سال تک درود پڑھتے رہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت زمین سے آسمان کی جانب بلند نہیں ہوتی بجز میرے اور علیؓ کے۔ میزان ج ۲ ص ۳۶۹

جب کلمہ شہادت حضرت علیؓ اور حضورؐ کے علاوہ کسی کا قابل قبول نہیں اور نہ وہ آسمانوں پر چڑھتا ہے۔ لہٰذا حضرت علیؓ کے علاوہ سب کا اسلام غیر مقبول ہے۔ جن میں خاص طور پر حضرت فاطمؓ اور حضرت حسنینؓ بھی داخل ہیں۔ گویا ان حضرات کا بھی نامقبول ہے۔

عباد بن عبد الصمد

ذہبی لکھتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھلی تہمت ہے اور اس کا راوی عباد بن عبد الصمد البصری ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس کی بیان کردہ روایت پر اعتراض ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں یہ بہت واہی انسان ہے۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ انتہائی ضعیف ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں اس کی عام روایات حضرت علیؓ کے فضائل میں ہوتی ہیں یہ غالی رافضی ہے۔ میزان ج ۲ ص ۳۶۹

ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ ابن عدی کا بیان ہے کہ عباد غالی قسم کا رافضی ہے عقیلی کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے حضرت انسؓ سے اس نے ایک نسخہ نقل کیا ہے جس کی عام روایات منکر ہیں۔ اور اکثر روایات حضرت علیؓ کے فضائل میں پیش کی گئی ہیں۔ ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ یہ شخص انتہائی ضعیف الحدیث ہے۔ اس کی روایات منکر ہوتی ہیں۔ موضوعات کبیر ج ۱ ص ۳۴۱

رہا یہ سوال کہ کلمہ شہادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کے علاوہ کسی کا آسمانوں کی جانب بلند نہیں ہوتا تو ارشاد الٰہی ہے۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ

اس کی جانب پاک کلمے بلند ہوتے اور وہ نیک عمل کو اٹھاتا ہے۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس آیت سے یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ لامحدود مخلوق کے نہ صرف پاکیزہ کلمات اوپر چڑھتے ہیں۔ بلکہ اس کی جانب عمل صالح بھی اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ قرآن کی اس آیت میں بھی ناصبیوں نے ترمیم کر ڈالی ہو کیونکہ وہ جب دس پارے فضائل علیؓ سے متعلق ہضم کر سکتے ہیں یا ام المومنین عائشہؓ کی بکری انہیں کھا سکتی ہے۔ تو اس آیت میں ترمیم بھی ہو سکتی ہے۔ عیاذاً باللہ

حضرت علیؓ امیر البررہ ہیں

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علیؓ نیک لوگوں کے امیر (امیر البررہ) اور فاجروں کے قاتل ہیں۔ میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔ میزان غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت جابرؓ نے حضرت علیؓ کا کسی جنگ میں ساتھ نہیں دیا۔ لیکن ان پر سبائی برادری اس لئے زیادہ مہربان ہے کہ سبائیوں کے ایک امام یعنی جناب باقرؒ نے حضرت جابرؓ سے احادیث سنی تھیں۔ اس لئے ان کا نام لینا ضروری ہے۔ اگرچہ تمام انصار ان منافقین میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضرت علیؓ کی جگہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اور جو لوگ ابوبکرؓ و عمرؓ کو مسلمان تسلیم کریں وہ سب کافر ہیں۔ اس لحاظ سے نہ صرف حضرت جابرؓ بلکہ موجودہ دور کے تمام سُنّی کفار میں شامل ہیں

احمد بن عبداللہ اس روایت کا اوّلین راوی احمد بن عبداللہ بن یزید الہیثمی المؤدب ہے۔ اس کی کنیت ابوجعفر ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ سامرا میں مقیم تھا۔ اور احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ سنہ ۲۷۱ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۱ ص ۱۱

عبدالرزاق بن ہمام یہ احمد اس روایت کو عبدالرزاق بن ہمام سے نقل کر رہا ہے۔ اس پر ہم پہلے تفصیل کلام کر چکے ہیں کہ اول تو آخر میں رافضی ہو گیا تھا ثانیاً ۲۰۰ھ میں یہ نابینا ہو گیا تھا۔ جس کے بعد اس کی کوئی روایت قابل قبول نہ سمجھی جاتی تھی۔ اور ظاہر ہے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہ احمد بن عبداللہ نے اگر اس سے کوئی روایت سنی بھی ہے تو سنہ ۲۰۳ھ کے بعد سنی ہوگی۔ اس لیے کہ اس احمد کا انتقال سنہ ۲۷۵ھ میں ہوا۔ اور اس کا شمار معمرین میں نہیں یعنی جن کی عمر سو سال یا اس کے قریب یا اس سے زیادہ ہوئی ہو۔ لہذا اصل بات وہی ہے جو ابن عدی نے فرمائی کہ یہ روایت احمد بن عبداللہ بن یزید الہشی نے خود وضع کر کے ان لوگوں کی جانب منسوب کر دی ہے۔

ابن خثیم المکی

عبدالرزاق یہ روایت سفیان کے واسطے سے ابن خثیم المکی سے نقل کر رہا ہے اس ابن خثیم کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ یحیٰی بن معین کہتے ہیں اس کی احادیث قوی نہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ اس کی حدیث حجت نہیں۔ نسائی کہتے ہیں۔ ضعیف ہے۔ میزان ج [illegible]

عبدالرحمان بن بہمان

ابن خثیم نے یہ روایت عبدالرحمان بن بہمان سے نقل کی ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے۔ اس عبدالرحمان سے ابن خثیم کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ علی ابن المدینی فرماتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ یہ کون شخص ہے۔ میزان [illegible]

گویا اس روایت کے ابتداء سے آخر تک تمام راوی وضاع، رافضی، ضعیف اور مجہول لوگ ہیں ایسی صورت میں اس روایت کی کیا پوزیشن ہوگی۔

ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہونگے

حضرت ابو رافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ سب سے پہلے جنت کے اندر میں، اے علیؓ تو اور حسنؓ و حسینؓ داخل ہوں گے۔ اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی۔ اور ہمارے دائیں بائیں ہمارے شیعہ ہوں گے۔ میزان ج ۳ ص ۲۳۵

یعنی جنت صرف اولاد علیؓ اور ان کے ماننے والوں کے لئے ہی ہے۔ تو ہم جیسے لوگوں کا وہاں کیا گذر ہوگا۔ رہے اہل سنت تو وہ حب علیؓ اور حب حسینؓ کے معاملہ میں خالص شیعہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بائیں جانب ان ہی کا گروہ ہو۔ بھائی ہم تو یہ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارشاد

فرمایا میری امت میں ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس میں آپ نے حب علیؓ کی کوئی شرط نہیں لگائی۔ اسی لیے ہمیں اللہ سے امید ہے کہ ہم ان میں داخل ہوں گے۔

محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع

اس کا راوی محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے جو ابو رافعؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوتا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں اس کی روایات پائی جاتی ہیں۔ ذہبی کا بیان ہے کہ تمام محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے۔

بخاری کا بیان ہے کہ ابو رافعؓ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوتا محمد منکر الحدیث ہے یحییٰ بن معین کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ انتہائی منکر الحدیث ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کا شمار کوفہ کے شیعوں میں ہوتا تھا۔ میزان ج ۳ ص ۶۳۵

دارقطنی لکھتے ہیں محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع اپنے باپ زید بن اسلم، عطاء اور حکم سے حدیث بیان کرتا ہے۔ متروک ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۱۵۳ للدارقطنی

کتاب الضعفاء کے محشی لکھتے ہیں ابو حاتم اور بخاری کا بیان ہے کہ یہ محمد منکر الحدیث ہے یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کچھ نہیں۔ حاشیہ کتاب الضعفاء ص ۱۵۳

امام بخاری لکھتے ہیں۔

محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع اپنے باپ اور داؤد بن الحصین سے حدیث روایت کرتا ہے۔ اس سے علی بن ہاشم نے حدیث روایت کی ہے۔ منکر الحدیث ہے۔ کتاب الضعفاء الصغیر ص ۱۰۱

الضعفاء والصغیر کے محشی لکھتے ہیں یحییٰ بن معین کا بیان ہے۔ یہ اور اس کا بیٹا معمر کچھ نہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے انتہا سے زیادہ منکر الحدیث ہے ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کا شمار شیعان کوفہ میں ہوتا تھا۔ حاشیہ الضعفاء الصغیر ص ۱۰۱

ذہبی کا بیان ہے یہ روایت طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حرب بن الحسن الطحان کے ذریعہ یحییٰ بن یعلیٰ سے نقل کی ہے۔ اور یحییٰ اس محمد سے نقل کرتا ہے۔ حرب بن الحسن الطحان پر بھی اعتراض ہے

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اور یہ روایت باطل ہے۔ میزان ج ۳ صفحہ ۹۳۵

اے علیؓ! جس شخص نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا

صلصال بن الدلہمس الانصاری کا بیان ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں علیؓ آ گئے، آپؐ نے فرمایا اے علیؓ۔ وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو اس کا مدعی ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور اس شخص سے بغض رکھتا ہے جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اسے اللہ نے محبوب بنایا اور جسے اللہ محبوب بنائے۔ اسے اللہ جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اور اس نے تو اللہ سے بغض رکھا اور اللہ اسے جہنم میں داخل فرمائے گا۔ میزان ۳ صفحہ ۲۹

صلصال، صلصال بن دلہمس کا یہ بیان ہے کہ جب یہ وفد پیش آیا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ حالانکہ صلصال نامی کسی صحابی کا وجود نہیں۔ نیز یہ صلصل بخارا کا باشندہ ہے اور بخارا کا کوئی فرد بشر صحابی نہیں۔ بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں نہ بخارا تک اسلام پہنچا تھا اور نہ اہل بخارا کو اسلام کے بارے میں کچھ علم تھا۔ لہٰذا صلصال بھی کوئی صحابی رسول نہیں۔ بلکہ بخارا کے آتشکدہ کا کوئی پجاری ہوگا۔

اس صلصل سے اس واقعہ کو نقل کرنے والا اس کا بیٹا مسور ہے۔ جس کا تاریخ میں کوئی وجود نہیں اور مسور سے نقل کرنے والا اس کا بیٹا محمد ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اسے حجت میں پیش کرنا جائز نہیں۔

ذہبی کا بیان ہے کہ اس کی روایت باطل ہے۔ اور ہمیں یہ اطلاعات ملی ہیں کہ وہ بغداد میں جھوٹ بولنے اور شراب نوشی میں مشہور زمانہ ہے۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں اس سے دین کی کوئی بات سننا حلال نہیں۔ اس لئے کہ وہ کذاب

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہے۔ شراب نوشی اور فسق و فجور میں مشہور ہے۔ میزان ج ۳ ص ۵۹۶

ہم پہلے یہ کلیہ بیان کر چکے کہ ہر وہ روایت جس میں یا علی کے الفاظ ہوں بجز اس روایت یا علی بمنزلۃ ھارون من موسیٰؑ کے سب جھوٹ اور باطل ہیں۔

دس حصوں میں سے نو حصے حکمت علیؓ کو دی گئی

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حکمت تقسیم کی گئی تو حضرت علیؓ کو نو حصے دیئے گئے۔ باقی تمام انسانوں کو صرف ایک حصہ دیا گیا۔

احمد بن عمران بن سلمہ اس کا راوی احمد بن عمران ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کون ہے اور یہ روایت جھوٹ ہے۔ میزان ج ۱ ص ۱۲۴

اس روایت کے جھوٹا ہونے کی متعدد دلائل ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت علیؓ نے حصول خلافت کے لئے جو طریقے استعمال کئے وہ سراسر حکمت کے خلاف تھے۔ اسی لئے آخر میں ان کی خلافت کوفہ تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ حتیٰ کہ اہل بصرہ بھی بخاری کے زمانہ تک تشیع کے مخالف رہے۔

۲۔ یہ روایت جن حضرات کی جانب منسوب کی گئی ہے ان میں سے کوئی جھوٹا نہ تھا۔ لہٰذا یہ روایت یقیناً احمد بن عمران کی وضع کردہ ہے۔

۳۔ حضرت علیؓ کو جو نو حصے حکمت کے دیئے گئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز ان کی حکومت میں کمی آتی گئی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ امیر معاویہ سے صلح کرنے پر مجبور ہوگئے اور تمام صحابہ نے ان کی بیعت کی۔ اور اس دن کا نام عام الجماعت رکھا گیا۔

اس روایت پر ہم اس لئے مزید کلام کرنا نہیں چاہتے کہ حکمت کے اس بچے ہوئے دسویں حصہ میں انبیاء کرام بھی ہیں۔ لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب نو حصہ حکمت حضرت علیؓ کی صورت میں دنیا سے اٹھ گئی تو بیچارے حسنؓ کو بھی بے وقوفوں سے صلح کرنی پڑی اور حضرت علیؓ حکمت کے نو حصے

لے کر لیے رخصت ہوتے کہ اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ کے لئے خلافت سے محروم کر گئے۔

سیب کی حور

حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب مجھے رات کو لے جایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے مجھے ایک سیب دیا۔ اچانک وہ سیب پھٹا۔ اور اس سے ایک حور برآمد ہوئی۔ میں نے اس حور سے دریافت کیا تو کس کے حصہ میں آئی ہے۔ اس نے جواب دیا علیؓ بن ابی طالب کے۔ میزان ج ۱ صـ۱۲

اس روایت کو خطیبؒ بغدادی نے اپنی تاریخ میں احمدؒ بن علی بن عیسٰی بن ہامان سے روایت کیا ہے۔ ذہبیؒ کا بیان ہے کہ یہ روایت عبداللہؒ بن سلیمان نے بھی نقل کی ہے۔ لیکن اس نے حضرت علیؓ کے بجائے حضرت عثمانؓ کا نام ذکر کیا ہے۔ میزان ج ا صـ۱۲

اس روایت میں صرف یہی عیب نہیں کہ اس کا ایک راوی احمد بن علی بن عیسٰی بن ہامان ہے جو قابل قبول نہیں۔ بلکہ یہ روایت ابو سعید کی جانب منسوب کی گئی ہے۔ اور ابو سعید سے یہ کہانی نقل کرنے والا وہی عطیہؒ ہے۔ جس کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ ابو سعید یعنی کلبی کذاب سے روایت نقل کرتا ہے۔

ہو سکتا ہے کہ ہمارے قارئین کے ذہن سے کلبیؒ کا نام نکل گیا ہو۔ لہذا اس کا حال دوبارہ پیش کیا جاتا ہے۔

محمد بن السائب المعروف بہ کلبی

اس کی کنیت ابو النضر ہے۔ کوفہ کا باشندہ ہے مشہور مؤرخ، مفسر اور ماہر الانساب میں شمار ہوتا ہے۔

امام سفیانؒ ثوری کا بیان ہے کہ ایک روز مجھ سے اس کلبی نے کہا کہ ایک دن مجھ سے ابو صالح نے

کہا کہ میں نے ابن عباسؓ کی جتنی روایات بیان کی ہیں وہ کسی سے بیان نہ کرنا۔

دراصل اس کلبی نے ابوصالح کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے پورے قرآن کی تفسیر نقل کی ہے جو تفسیر ابن عباس کے نام سے بازار میں ملتی ہے۔ کلبی اس سلسلہ میں یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ ابوصالح نے یہ سب روایات جھوٹ نقل کی ہیں۔

ابو معاویہ کا بیان ہے کہ میں نے کلبی کو یہ کہتے سنا کہ جتنی جلد میں نے قرآن حفظ کیا، اتنی جلد کسی اور نے نہیں کیا۔ یعنی میں نے پورا قرآن صرف چھ روز میں حفظ کر لیا تھا۔ اور جتنی بھول مجھے واقع ہوئی اتنی بھول کسی کو واقع نہ ہوئی ہوگی۔ کیونکہ میں ایک روز حجامت بنوا رہا تھا۔ میں نے اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ لی تاکہ ایک بالشت سے زیادہ جو ہے اسے کٹوا دوں۔ لیکن نیچے کے بجائے اوپر سے کٹوا دی۔

امام سفیان ثوری کا فرمان ہے کہ اس کلبی سے بچو۔ کیونکہ کلبی نے خود مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوصالح کے واسطے سے ابن عباسؓ کی جتنی احادیث بیان کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں۔ یعنی تفسیر ابن عباسؓ۔

یعلیٰ محاربی کا بیان ہے کہ میں کلبی سے تفسیر پڑھنے جاتا تھا۔ ایک روز کہنے لگا کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا۔ جو کچھ مجھے یاد تھا میں سب کچھ بھول گیا۔ میں آل محمد کے پاس گیا۔ انھوں نے میرے منہ میں تھوک دیا۔ جس سے سب بھولا ہوا سبق یاد آگیا۔ یعلیٰ کا بیان ہے کہ میں نے یہ سننے کے بعد اس کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ اور قسم کھائی کہ آئندہ اس کی کوئی روایت نہ لوں گا۔

یزید بن زریع کا بیان ہے کہ یہ کلبی سبائی ہے۔

اعمش کا بیان ہے کہ اس سبائی سے بچو۔ کیونکہ میں نے اپنے زمانہ کے جتنے لوگوں کو دیکھا وہ سب ان سبائیوں کو جھوٹا سمجھتے تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ اعمش شیعہ تھا۔

ابن عدی اور ذہبی کا بیان ہے کہ اس کلبی نے ابوصالح کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر نشہ آور شئے حرام ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ جب ہم شراب زیادہ پیتے ہیں تو ہمیں نشہ ہوتا ہے، ورنہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر نو گھونٹ پینے میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر دسویں گھونٹ پر نشہ ہو تو حرام ہے (یہ شیعہ مذہب پیش کیا

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

جا رہا ہے۔)

ابن عدیؒ کا بیان ہے کہ یہ منکر احادیث پیش کرتا ہے۔ اور خاص طور پر جب یہ کلبی ابو صالح کے واسطہ سے کچھ روایت کرے تو وہ یقیناً منکر ہوتی ہے (گویا پوری تفسیر ابن عباس منکر ہے)

ابن حبانؒ کا بیان ہے کہ یہ کلبی سبائی تھا۔ اور ان لوگوں میں داخل تھا۔ جو یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ کی موت واقع نہیں ہوئی۔ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور اسی طرح اسے عدل سے بھر دیں گے جیسا کہ وہ ظلم سے بھری ہوئی تھی۔ اگر یہ سبائی طبقہ کوئی بادل دیکھتا تو کہتا کہ امیر المومنین اس بادل میں تشریف لے جا رہے ہیں (اور یہ کڑک امیر المؤمنین کے گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز ہے۔ اور یہ بجلی ان کے کوڑے مارنے کی چمک ہے۔ اللہ خیر کرے، دیکھئے امت پر یہ عذاب کب تک نازل ہوتا رہے گا۔)

ہمامؒ کا بیان ہے کہ میں نے کلبیؒ کو خود یہ کہتے سنا کہ میں سبائی ہوں۔

ابو عوانہؒ کا قول ہے کہ یہ کلبی کہا کرتا تھا کہ جبرئیلؑ جب حضورؐ کے پاس وحی لے کر آتے تو اگر آپؐ حاجت ضروریہ کے لئے چلے جاتے تو جبرئیلؑ وہ وحی علیؓ پر نازل کر کے (اس طرح ایک وقت میں دو نبی تھے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے علیؓ بن ابی طالب اور جتنا قرآن علیؓ بن ابی طالب پر نازل ہوا وہ گیارہویں امام کا فرضی بیٹا لے کر غائب ہو گیا۔)

احمد بن زہیرؒ کا بیان ہے کہ میں نے امام احمدؒ سے دریافت کیا، کیا کلبی کی تفسیر (یعنی تفسیر ابن عباسؓ) دیکھنا جائز ہے، فرمایا نہیں۔

یحییٰ بن معینؒ کا بیان ہے کہ کلبی ثقہ نہیں۔ جوزجانیؒ کا قول ہے کہ کلبی کذاب ہے۔ دارقطنیؒ اور ایک بڑی جماعت کہتی ہے متروک ہے۔

ابن حبانؒ کا بیان ہے کہ اس کا مذہب تو جیسا ہے ظاہر ہے لیکن اس کا جھوٹا ہونا بھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ابو صالحؒ کے واسطہ سے ابن عباسؓ سے جو تفسیر نقل کرتا ہے وہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ اول تو ابو صالحؒ نے ابن عباسؓ کو دیکھا ہی نہیں۔ دوم کلبیؒ نے ابو صالحؒ سے دو ایک باتیں سنی ہیں۔ جب

کلبی کو کوئی جھوٹ گھڑنا ہوتا ہے تو ابوصالح کو زمین کی گہرائیوں سے نکال کر باہر لے آتا ہے۔ اس کا تو کسی کتاب میں ذکر بھی حلال نہیں۔ لیکن واو رے افسوس کہ اب کوئی تفسیر اس رافضی بچہ کے ذکر سے خالی نہیں۔ عطیہ العوفی ابوسعید کنام آتی کلبی کذاب سے روایات نقل کرتا ہے۔ گویا وہ تمام روایات جو عطیہ نے ابوسعید سے نقل کی ہیں ان سب مقامات پر ابوسعید سے مراد کلبی کذاب ہے۔ اور یہ تمام روایات خالص جھوٹ ہیں۔ اس قسم کی روایات ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس قسم کی سب روایات کلبی اور عطیہ نے سبائی فیکٹری میں تیار کی ہیں۔ ہمارے قارئین ابوسعید کا نام پڑھتے ہی ہوشیار ہو جائیں۔ اگر ابوسعید سے عطیہ نقل کر رہا ہے تو سمجھ لیجئے کہ یہ روایت سبائی فیکٹری میں تیار ہوئی ہے۔

خدیجہؓ اور علیؓ کے علاوہ کسی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

عفیف کا بیان ہے کہ میں ایک تاجر تھا۔ اچانک حج کے لئے گیا تو عباسؓ کے پاس بھی گیا۔ اچانک ایک شخص باہر نکلا۔ اس نے آسمان کو دیکھا۔ جب سورج کو دیکھا کہ مائل ہو گیا ہے۔ تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ پھر اس خیمہ سے جس سے وہ مرد نکلا تھا ایک عورت نکلی۔ وہ عورت آپ کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی۔ میں نے عباسؓ سے عرض کیا اے ابوالفضلؓ! یہ کون لوگ ہیں؟

عباسؓ نے جواب دیا یہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ اور یہ خدیجہؓ ہیں۔ پھر اچانک ایک لڑکا نکلا جو بلوغ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی۔ اس پر عباسؓ نے کہا یہ علیؓ ہے اس کے چچا کا بیٹا۔ میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں۔ عباسؓ نے جواب دیا یہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور اس کا گمان ہے کہ یہ نبی ہے اور یہ بھی گمان کرتا ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اس کے لئے فتح کر دیئے جائیں گے۔

عفیف اس کے بعد اسلام لائے اور کہا کرتے تھے۔ اگر اللہ نے اس روز میرے لئے اسلام مقدر فرما دیا ہوتا تو میں علیؓ کے ساتھ دوسرا ہوتا۔ میزان ج ۱ ص ۱۴۳

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

معنوی لحاظ سے اس روایت میں متعدد ایسی خامیاں پائی جاتی ہیں جو اس روایت کے جھوٹا ہونے کا ثبوت ہیں۔

۱۔ راوی یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی جو حضورؐ نے آسمان کی جانب یہ دیکھ کر کہ سورج ڈھل گیا ہے ادا کی۔ حالانکہ جب تک پنج وقتہ نماز فرض نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت تک رات کو نماز ادا کی جاتی رہی۔ اور پنج وقتہ نماز کی فرضیت معراج میں واقع ہوئی اور معراج ہجرت سے ایک سال قبل اور نبوت کے بارہ سال بعد نماز فرض ہوئی۔ گویا راوی یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ نبوت کے تیرہویں سال تک آپ پر علیؓ کے علاوہ کوئی ایمان نہیں لایا۔ اور حضرت علیؓ اس وقت بھی نابالغ تھے۔ تو تیرہ سال قبل تو وہ اپنی والدہ کا دودھ پی رہے ہوں گے۔

۲۔ ہمیں افسوس اس امر کا ہے کہ راوی حبِ علیؓ میں مبتلا ہو کر حضورؐ کی صاحبزادیوں کو بھی بھول گیا۔

۳۔ حضرت خدیجہؓ کا انتقال معراج سے قبل ہو چکا تھا اور پنج وقتہ نمازیں معراج میں فرض ہوئی تھیں۔

۴۔ حضرت علیؓ اسلام لانے تو راویوں کا بیان ہے کہ ان کی عمر بقول بعض ۱۳ سال اور بقول بعض ۹ سال اور بقول بعض اس سے بھی کم تھی۔ لیکن معراج کے بعد یعنی نبوت کے بارہ سال بعد تو آپ جوان ہو گئے ہوں گے۔ لہٰذا نماز ظہر کے وقت راوی نے جو انہیں نابالغ بچہ کہا تو ہو سکتا ہے کہ یہ عفیف نامی فرضی ہیرو خود بچہ ہو۔

۵۔ ہجرتِ مدینہ سے قبل عورتیں مردوں کے ساتھ نماز نہ پڑھتی تھیں۔ عورتوں کو نماز میں شرکت کا حکم مدینہ آنے کے بعد ملا۔

۶۔ مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں مقیم تھے، نہ کہ خیمے میں۔ خواہ وہ مکان آپؐ کے والد کا ہو یا حضرت خدیجہؓ کا۔

جہاں تک سند کا تعلق ہے تو ہمیں عفیف کا حال معلوم نہیں۔ اور نہ تاریخ میں کہیں نظر آتا ہے۔ جن لوگوں نے انہیں صحابی قرار دیا ہے وہ اسی روایت کو پیشِ نظر رکھ کر دیا ہے۔ لیکن جب یہ روایت فی الواقع غلط ہے۔ تو ان کا اسلام کیسے ثابت ہوگا۔ کیونکہ ان سے اور کوئی روایت مروی نہیں

عقیف سے اس روایت کو نقل کرنے والے ان کے بیٹے ایاس اور یحییٰ ہیں۔ ایاس سے ان کے بیٹے اسمٰعیل کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ بخاری کا بیان ہے کہ اس ایاس کی حدیث پر اعتراض ہے رہا عفیف کا دوسرا بیٹا یحییٰ تو بخاری کہتے ہیں اس کی روایت صحیح نہیں۔ میزان ج ۱ صفحہ ۲۴۳ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ بھی مجہول ہے۔ میزان ج ۴ صفحہ ۳۹۵

کیا کسی کی زوجہ میری زوجہ کے مانند ہے ؟

حضرت ابوالطفیلؓ کا بیان ہے کہ میں شوریٰ کے روز دروازے پر موجود تھا۔ اچانک آوازیں بلند ہونے لگیں اور میں نے علیؓ کو یہ کہتے سُنا کہ لوگوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی حالانکہ میں اس معاملہ میں ابوبکرؓ سے زیادہ حقدار تھا۔ لیکن میں نے تب بھی ابوبکرؓ کی بات سُنی اور اطاعت کی اس خوف سے کہ لوگ کافر نہ بن جائیں اور ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنے لگیں۔

پھر لوگوں نے عمرؓ کی بیعت کر لی۔ اور اللہ کی قسم میں عمرؓ سے زیادہ حقدار تھا۔ لیکن میں نے تب بھی عمرؓ کی بات سُنی اور اطاعت کی اس خوف سے کہ لوگ ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنے لگیں۔ اب تم عثمانؓ کو چاہتے ہو میں اس کی بھی سنونگا۔ اور اطاعت کروں گا۔ عمرؓ نے مجھے پانچ آدمیوں میں داخل کر دیا۔ اور عمرؓ نے میری فضیلت نہیں پہچانی۔ اور نہ لوگ مجھے پہچان سکے۔ اور یہ سب اس معاملہ میں برابر ہیں اگر اللہ کی قسم میں کلام کروں تو کوئی عربی اور عجمی اس کے رد کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے علاوہ کسی کو اپنا بھائی بنایا۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسمیں دے کر سوال کرتا ہوں کیا کسی کے چچا میرے چچا حمزہؓ کی طرح ہیں۔ سب نے کہا نہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کیا کسی کا بھائی میرے بھائی ذوالجناحین (حضرت جعفرؓ) کی طرح ہے جن کے پروں میں موتی جڑے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ جنت میں اڑتا پھرتا ہے۔ کیا کسی کے بیٹے میرے بیٹوں کی طرح ہیں۔ جو نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ سب نے جواب دیا نہیں۔ پھر فرمایا کیا تم میں کسی

کی زوجہ میری زوجہ کی طرح ہے۔ سب نے جواب دیا نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مشرکین کو اسی طرح قتل کرنے والا ہے جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کیا ہے۔ لوگوں نے جواب دیا نہیں۔ (لیکن افسوس کہ پھر بھی عثمانؓ کو منتخب کر لیا گیا)

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ ایک طویل روایت ہے۔ حاشا وکلا ہرگز یہ ممکن نہیں کہ حضرت علیؓ نے ایسی باتیں فرمائی ہوں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ ۝ اپنے نفسوں کو پاکیزہ قرار نہ دو، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ متقی ہے۔

کیا ایک صحابیٔ رسول اس حکمِ الٰہی کی موجودگی میں اس قسم کی فضول ڈینگیں مار سکتا ہے جس کا اس کی ذات سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو۔ یہ باپ دادا اولاد پر فخر ان لوگوں کو تو زیب دیتا ہے، جو خود کچھ نہ کر سکتے ہوں۔ لیکن حضرت علیؓ جیسے صحابی سے متعلق یہ باتیں ہرگز زیب نہیں دیتیں۔ اس روایت کے موضوع ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے۔ علاوہ اہل عرب کبھی اس قسم کے عیب میں مبتلا نہیں رہے۔ یہ مرض تو ان میں اسرائیلیوں نے پھیلایا ہے۔

نیز وہ صرف چھ آدمیوں کا اجلاس تھا کوئی پاکستان کی پارلیمنٹ کا اجلاس نہ تھا۔ جو اس میں کرسیاں چلیں۔ اور جس کی ہنگامہ آرائی کی اطلاع پوری دنیا میں پہنچ رہی ہو۔

ذہبی کا بیان ہے کہ یہ روایات منکر ہے۔ حضرت ابو الطفیلؓ سے ا سے حارث بن محمد کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ ابن عدی کا بیان ہے

حارث بن محمد کہ یہ حارث مجہول ہے۔ اور اس سے زافر بن سلیمان کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور وہ بھی ایک ایسے انسان کے واسطے سے جو مجہول ہے۔ بخاری کا بیان ہے کہ اسے زافر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ میزان ج ۱ ص ۴۴۱

مع مجہول۔ حارث سے نقل کرنے والا ایک مجہول شخص ہے۔ راوی نے اس کا نام لینا گوارا

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نہیں کیا۔ حالانکہ ایسی روایت جس کا راوی مجہول ہو وہ روایت خود مجہول ہوتی ہے۔ اور پھر ابو الطفیلؓ کی جانب منسوب کرنا ویسے بھی خلاف عقل محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ابو الطفیلؓ کی عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آٹھ نو سال تھی اور ۱۰۰ھ تک حیات رہے۔ انہوں نے اپنی زندگی میں جن خلفاء کی بیعت کی وہ حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت امیر معاویہؓ، یزید بن معاویہ، معاویہ بن یزید، ابن الزبیر، ولید بن عبد الملک، سلیمان بن عبد الملک، عمر بن عبد العزیزؒ، یزید بن عبد الملک۔

زافر بن سلیمان

جہاں تک زافر بن سلیمان کا تعلق ہے۔ یہ شخص قوہستان کا باشندہ ہے۔ آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ یہ قوہستان کے تیار شدہ کپڑے بغداد لاکر فروخت کیا کرتا تھا۔

بخاری کا بیان ہے کہ یہ مرسل روایات نقل کرتا ہے۔ ابن عدی لکھتے ہیں اس کی عام روایات ایسی ہوتی ہیں جنھیں کوئی دوسرا روایت نہیں کرتا۔ ابن حبان کا بیان ہے۔ اگرچہ یہ سچا ہے لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے اور اسے روایت میں بے پناہ وہم ہوتا ہے۔ ابن عدی نے اس کی متعدد روایات کو منکر قرار دیا ہے۔ جن میں سے ایک روایت مذکورہ بھی ہے۔ نسائی کا بیان ہے یہ کچھ نہیں۔ امام مالک سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔ زکریا ساجی کا بیان ہے کہ اسے بہت وہم ہوتا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۶۳ نیز بخاری لکھتے ہیں اسے وہم بہت ہوتا ہے۔ الضعفاء الصغیر ص ۴۲، کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۴۳

اپنی اولاد کو حبِ علیؓ پر پیش کرو

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنی اولاد کو محبت

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

علیؓ بن ابی طالب پر پیش کریں۔ (اور دیکھیں کہ وہ محبتِ علیؓ کے قائل ہیں یا نہیں)

ہمیں حیرت اس پر ہے کہ حضرت جابرؓ نے کبھی اس پر خود عمل نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضرت علیؓ کا کبھی حضرت جابرؓ نے ساتھ نہ دیا۔ بلکہ حضرت جابرؓ نے امیر معاویؓہ اور یزید کا ساتھ دیا۔ ہاں یار لوگ ایسی باتوں سے بے وقوف ضرور بن جاتے ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں کہ ابن حبان کی رائے یہ ہے کہ یہ حسن بن علی کی بکواس ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اسی شخص سے اگرچہ بہت کم روایات مروی ہیں۔ لیکن سب موضوع ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ روایات اس نے خود وضع کی ہیں۔ دارقطنی کا قول ہے کہ یہ متروک ہے۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اس شخص کے پاس نام کو حیا نہیں۔ یہ شخص اتنی بات تک نہیں سوچتا کہ وہ کیا جھوٹ گھڑ رہا ہے۔

ابن حبان کا بیان ہے کہ اس نے ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کر کے لوگوں میں پھیلائیں۔ ۳۲۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ میزان ج ۱ ص ۲۳۵

اے علیؓ تیرے لئے مسجد میں وہ اُمور حلال ہیں جو میرے لئے حلال ہیں

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ہمیں کھجور کی شاخ سے مارا اور فرمایا کیا مسجد میں لیٹے ہو حالانکہ مسجد لیٹنے کے لئے نہیں ہوتی۔ پھر آپ ہماری جانب آگے بڑھے۔ لیکن علیؓ بھی آگے بڑھ آئے تو آپؐ نے فرمایا اے علیؓ آگے آؤ تمہارے لئے مسجد میں وہ امور حلال ہیں جو میرے لئے حلال ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تو قیامت کے روز میرے حوض سے لوگوں کو پانی پلائے گا۔

ہمارے یہاں ساقیٔ کوثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب تھا۔ اور آج بھی بہت سے افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساقیٔ کوثر کہتے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ اس قسم کی بکواس سے متاثر ہو کر حضرت علیؓ کو ساقیٔ کوثر کہہ کر پکارتا ہے۔

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ذہبیؒ کا بیان ہے یہ روایت انتہائی منکر ہے۔ اس کا راوی

حرام بن عثمان الانصاری المدنی ہے۔ یہ حضرت جابرؓ کے دو بیٹوں سے روایت کرتا ہے امام مالکؒ اور یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ امام احمدؒ کا قول ہے کہ محدثین نے اس کی حدیث ترک کر دی ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اس حرام بن عثمان کی روایت قبول کرنا بھی حرام ہے۔

ابن حبانؒ کہتے ہیں یہ غالی درجہ کا شیعہ تھا۔ حدیث کی سندات میں تبدیلیاں کرتا اور مرسل کو مرفوع بنا تا تھا۔ امام یحییٰ بن معین اور جوزجانی کا بیان ہے کہ اس حرام سے روایت لینا بھی حرام ہے۔ یعنی حرام ہی خود کو جابرؓ کا بیٹے قرار دیتا ہے کبھی خود کا نام محمد رکھ لیتا ہے۔ اور کبھی عبدالرحمان۔ اگر تو چاہے تو وہ اپنے دس فرضی نام تجویز کر سکتا ہے۔ میزان ج ۱ ص ۴۶۹ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۸۵ الضعفاء الصغیر ص ۳۲

سوید بن سعید اس کا ایک راوی سوید بن سعید ہے۔ یہ آخر میں نابینا ہو گیا۔ جس کے بعد اگر کوئی لقمہ دیتا تو انہی الفاظ کو حدیث بنا دیتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں سچا ہے لیکن تدلیس بہت کرتا ہے۔ بغوی کا بیان ہے کہ ـــــ امام احمد اپنے دونوں بچوں کو اس کے پاس جانے دیتے۔ بخاری کا بیان ہے کہ یہ انتہائی درجہ ضعیف ہے۔ نسائی کہتے ہیں کہ انتہائی درجہ ضعیف ہے۔ امام احمد کہتے متروک ہے۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ کذاب ہے۔ کاش میرے پاس ایک گھوڑا اور ایک نیزہ ہوتا جو اس سے جا کر جہاد کرتا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۲۴۸ کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۵۱ اس کا تفصیلی حال پہلے گذر چکا ہے۔

قیامت کے روز اہل بیت کے بارے میں سوال ہوگا

حضرت ابو ذرؓ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز بندے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کے قدم اس وقت تک نہیں ہل سکتے۔ جب تک ہم اہل بیت کی محبت کا سوال نہ ہوجائے۔ اور آپؐ نے علیؓ کی جانب اشارہ کیا۔

ہم پہلے حصہ میں بیان کر چکے ہیں کہ اہلِ بیت سے مراد بیویاں ہوتی ہیں۔ قرآن میں اہلِ بیت کا لفظ بیوی کے لئے آیا ہے۔ اس سے اولادِ علیؓ مراد لینا یہ شیعوں کا مذہب ہے۔ اور اس سلسلے میں جتنی روایات مروی ہیں ان میں سے کوئی روایت ایسی نہیں جس میں کوئی شیعہ یا مجہول راوی موجود نہ ہو ذہبیؒ کا بیان ہے کہ یہ روایت باطل ہے۔ اور اسے

حارث بن معکوف کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا۔ اور اس راوی سے تمام منکر احادیث میں صرف یہی روایت مروی ہے۔ میزان ج ا ص۴۴۳۔ یعنی اس روایت کے علاوہ حارث کا کوئی حال معلوم نہیں۔

ابوبکر بن عیاش حارث نے یہ روایت قاری ابوبکر بن عیاش سے نقل کی ہے۔ قاری صاحب قرأت میں تو مسلم امام ہیں۔ لیکن روایت حدیث میں غلطیاں کرتے ہیں۔ دراصل یہ ان لوگوں کے دشمن تھے جو قرآن چھوڑ کر حدیث میں اپنی عمر گزارتے تھے۔

معروف بن خربوذ حارث المعکوف کا بیان ہے کہ ابوبکر بن عیاش نے یہ روایت معروف بن خربوذ سے نقل کی ہے۔ یہ معروف بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔ ذہبی کا بیان ہے اگرچہ یہ سچا ہے لیکن شیعہ ہے۔ ابوحاتم لکھتے ہیں اس کی روایت بطور تحقیق لکھ لی جائے۔ امام احمد فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ اس کی حدیث کیسی ہوتی ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۴ ص ۱۴۱

شیعہ درخت کے پتے ہیں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھ سے اس قبل سوال کرلو کہ حادث

میں اعلیٰ آ میں شامل ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - میں ایک درخت کی طرح ہوں -
فاطمہؓ اس کی جڑ ہیں۔ علیؓ اس کی شاخ ہیں۔ حسنؓ و حسینؓ اس کے پھل ہیں۔ اور ہمارے شیعہ اس کے ورق
ہیں - میزان ج ا صفحہ، ج ۴ صفحہ ۲۴

مینا ابن ابی مینا

ذہبی کا بیان ہے کہ شاید یہ روایت مینا ابن ابی مینا نے وضع کی ہے۔ لیکن جلد
چہارم میں لکھتے ہیں شاید یہ روایت ابو عبد الغنی نے وضع کی ہے۔ یعنی ان
دونوں میں سے کوئی اس کا واضع ہے۔ عبد الغنی الازدی کا نام حسن بن علی بن عیسیٰ ہے۔ ابن حبان
کا بیان ہے کہ یہ ثقہ راویوں کے نام سے احادیث وضع کرتا۔ اس کی روایت کسی حال میں لینا جائز
نہیں - میزان ج ا صفحہ

جہاں تک مینا ابن ابی مینا کا تعلق ہے تو اس سے عبد الرزاق کے باپ ہمام کے علاوہ کسی نے
روایت نہیں لی۔ ابو حاتم کا بیان ہے یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یحییٰ بن معین اور نسائی کا بیان ہے کہ
ثقہ نہیں ۔ دار قطنی کہتے ہیں متروک ہے ۔
عباس دوری کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار یحییٰ کو یہ کہتے سنا۔ کون مینا؟ یہ ایسا آدمی جو اپنی ماں
کی پیشاب گاہ کو چھوتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کو بھی برا کہتا ہے۔ یہ ہرگز ثقہ نہیں - میزان ج ۴ صفحہ ۲۳۵

ہمام

اس مینا سے نقل کرنے والا ہمام بن نافع ہے۔ عقیلی کا بیان ہے کہ اس کی احادیث
محفوظ نہیں اور ہمام سے اس کے بیٹے عبد الرزاق کے علاوہ کسی نے روایت نہیں لی۔
ہمام سے یہ داستان نقل کرنے والا عبد الرزاق رافضی ہے ۔ اور عبد الرزاق سے عبد الغنی
کذاب نے یہ روایت نقل کی ہے۔ گویا اس درخت کے پورے پھل سڑے ہوئے ہیں۔
پھر ہمیں اس پر حیرت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو ان لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔
کہ جنہوں نے علیؓ کی موجودگی میں عثمانؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور اتنی بڑی شاخ کو چھوڑ دیا۔ اور حسنؓ و حسینؓ
سے انہیں کبھی بھی واسطہ پیش نہیں آیا۔

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سابقین اوّلین سے کیا مراد ہے؟

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اس آیت وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی تفسیر فرمائی کہ اس سے دس قریشی اشخاص مراد ہیں۔ جن میں سب سے پہلے علیؓ ابن طالب اسلام لائے میزان ج ۱ ص۵۰۔

حسن بن علی

اس روایت کا راوی حسن بن علی الہدالی ہے۔ جس کا کچھ بھی حال معلوم نہیں اور یہ روایت منکر ہے۔ حسن سے یہ نقل کرنے والا اسمٰعیل ابن بنت السدی ہے۔ میزان ج ۱ ص۵۰

امام ذہبی نے اشاروں میں گفتگو کی ہے۔ کیونکہ یہ سدی شیعہ ہے۔ گویا اس روایت میں ذہبی کے نزدیک دو عیوب ہیں۔ حالانکہ اس روایت میں مزید دو عیوب اور پائے جاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا پوتا قاسم اور پڑپوتا حمید دونوں مجہول ہیں۔ ہاں عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا بیٹا حمید ثقہ ہے اور مقبول ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس روایت میں مہاجرین کی تخصیص نہیں فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا۔

وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ	اور مہاجرین و انصار میں سے پہلے سبقت
وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ	کرنے والے اور وہ لوگ جنھوں نے ان کی اتباع کی

گویا سابقین سے مراد صرف مہاجر نہیں بلکہ اس طبقہ میں انصار بھی داخل ہیں۔ اور وہ لوگ بھی داخل ہیں جو ان دونوں طبقوں کی اتباع میں اسلام لائے۔ گویا سابقین سے مراد ابتدا میں اسلام لانے والے مراد نہیں۔ ورنہ مؤرخین نے سابقین مہاجرین کو نام بنام گنایا ہے۔ لیکن یہاں سابقین مراد ہیں جس میں انصار بھی داخل ہیں۔ اس طرح مہاجرین کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور جب اس پر غور کیا جاتا ہے کہ یہ آیات جنگ تبوک کے بعد نازل ہوئیں تو اس آیت میں ہزاروں مہاجر اور انصار داخل ہوگئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ نہیں کہ یہ بتایا جائے کہ سابقین اوّلین

کون ہیں۔ بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ رضائے الٰہی کن لوگوں کو حاصل ہے۔

اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ سابقین اوّلین سے مراد مہاجرین حبشہ ہیں تو حضرت علیؓ اس میں داخل نہیں ہوتے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ سابقین سے مراد وہ مہاجرین ہیں جنھوں نے پہلے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ تب بھی حضرت علیؓ کا نمبر بہت بعد میں آتا ہے۔ الغرض یہ روایت ہر طرح لغو ہے۔ بلکہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر ایک اتہام ہے کہ وہ اتنی معمولی بات نہیں سمجھ سکے۔ عیاذاً باللہ

تخلیق آدمؑ سے چار ہزار سال قبل میں اور علیؓ نور تھے

حضرت سلمانؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تخلیق آدمؑ سے چار ہزار سال قبل میں اور علیؓ نور تھے۔ جو ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے۔ میزان ج ۱ ص۲۵

ہم آج تک یہ طے نہ کر سکے کہ حضورؐ کی اور حضرت علیؓ کی تخلیق کس شے سے ہوئی۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دو کے لئے ایک مخصوص قسم کی مٹی درکار ہوئی۔ ان ہر دو افراد کو آدمؑ سے جدا کر کے پیدا کیا گیا۔ کسی روایت میں ہے کہ حضورؐ کو علیؓ، ہارونؑ اور یحییٰؑ کے ساتھ نور سے پیدا کیا گیا۔ کسی روایت میں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ اور کسی میں سال بڑھائے گئے۔ اسی لئے ہمارے اہل سنت میں یہ مشہور ہے کہ حضورؐ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اور پھر اس کام کے لئے روایات کا سہارا لیا گیا۔ اور اس میں مزید یہ اضافہ کیا گیا کہ آپؐ اللہ کے نور سے پیدا ہوئے۔ حالانکہ نور خود مخلوق ہے۔ ارشاد الٰہی ہے کہ

وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ط	اور اللہ تعالیٰ نے ظلمت اور نور کو پیدا فرمایا۔

اور ارشاد فرمایا

وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝	اور جس کے لئے اللہ نور پیدا نہ فرمائے اسے نور کیسے حاصل ہوگا۔

نور خود مخلوق ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سب سے بڑا اور جدا انسان کا متعین فرمایا

اور ارشادِ الٰہی ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ۔ اور ہم نے بنی آدم کو معزز بنایا۔

اور جب انسان فرشتوں سے معزز و مکرم ہوا اور فرشتے نورانی مخلوق میں سب سے افضل ہیں لہٰذا از روئے قرآن یہ ثابت ہوچکا ہے کہ انسان سے بڑھ کر کوئی مخلوق نہیں۔ اور جو شخص انسان کو نورانی بنانے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ انسان کو ایک معزز مقام سے گرا کر ایک کمتر مقام پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ نورانی مخلوق میں سب سے بڑا مقام فرشتوں کا ہے۔ لیکن جب اس سے انسان کو سجدہ کرایا جاتا ہے اور انسان مسجود بنتا ہے تو فرشتوں کا مقام انسانوں سے خود کمتر ثابت ہوتا ہے۔ اور رہ گیا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا اگر اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ خود نور ہے اور اس نے اپنے نور کے اجزاء کئے جن میں سے ایک حصہ سے حضورؐ کو پیدا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ طِيْنٍ ۝ اور ہم نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔

تو جتنے انسان پیدا ہوئے ان کا مادہ مٹی ہے نور نہیں۔ اور خود اللہ تعالیٰ اپنے نور سے کسی کو پیدا نہیں کرسکتا۔ اس طرح الوہیت مختلف حصوں میں تقسیم ہوجائے گی ظاہر ہے کہ سادات میں الوہیت آئے گی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ہمارے احناف بھائی آج تک سادات کو پوجتے آرہے ہیں۔ بلکہ جسے پوجنا چاہا اسے اوّلاً سادات بنایا بعد پھر اس کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ اس حدیث کا راوی

حسن بن علی بن زکریا ابن صالح ہے جو بصرہ کا باشندہ ہے۔ اس کی کنیت ابوسعید ہے اور ذئب (بھیڑیا) کے لقب سے مشہور ہے۔ دار قطنی کا قول ہے کہ متروک ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ حسن بن علی احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ اس نے ابن خراش سے چند روایات نقل کی ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے روایات نقل کرتا ہے جنہیں رو کے زمین پر کوئی نہیں جانتا۔ خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ اس نے بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ سنہ ۲۱۲ھ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

میں پیدا ہونے اس کا دعویٰ تھا کہ میرا ایک بار بصرہ سے گذر ہوا تو وہاں میں نے ایک جگہ دیکھ کہ لوگ ایک شخص کے ارد گرد جمع تھے۔ میں نے اسے اچک کر اس طرح دیکھا جس طرح کوئی بچہ دیکھتا ہے۔ میں نے لوگوں سے سوال کیا یہ کون ہے۔ لوگوں نے جواب دیا یہ خراشؒ ہے جو حضرت انسؓ بن مالکؓ کا شاگرد ہے اس کی عمر ایک سو اسی سال ہے۔ اسی حسنؒ بن علی کا بیان ہے کہ میں لوگوں کو چیرتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ لوگ ان سے احادیث لکھ رہے تھے۔ میں ایک شخص کے ہاتھ سے قلم لے کر اپنے جوتے کے نیچے تلوے میں حضرت علیؓ کی فضیلت میں چودہ۱۴ احادیث لکھیں الخ یہ ۲۲۲ھ کا واقعہ ہے۔ میری عمر اس وقت بارہ سال تھی۔

اس سے آپ حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس خبیث کے نزدیک حدیث رسولؐ کا کیا مقام ہے۔ اور آپ حضرات اس سے اندازہ فرمالیں کہ اس کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کا کیا مقام ہوگا؟

خراش اب رہا یہ سوال کہ یہ خراشؒ کون بلا ہے۔ ابن عدیؒ کا بیان ہے کہ اس گذشتہ حسنؒ بن علی کا دعویٰ ہے کہ یہ خراشؒ حضرت انسؓ کا خادم تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ ابن حبانؒ کا بیان ہے کہ اس خراشؒ کی حدیث لکھنا بھی حلال نہیں۔ میزان ج ا ص۲۹۱

ابوالاشعث حسنؒ بن علی نے یہ روایت ابوالاشعثؒ سے نقل کی ہے۔ ابوالاشعث متعدد ہیں لیکن ایسا ابوالاشعث کوئی نہیں جو فضیلؒ بن عیاض سے روایت نقل کرتا ہو۔ اس لحاظ سے یا تو یہ ابوالاشعث مجہول ہے اور اگر یہ مجہول نہیں تو اس کے نام سے جھوٹ وضع کیا گیا ہے۔

زاذان سلمانؓ سے یہ داستان نقل کرنے والا زاذان ہے۔ اس کی کنیت ابوعمرو ہے کوفہ کا باشندہ ہے۔ بہت سے صحابہ سے احادیث روایت کرتا ہے۔

شعبہؒ کا بیان ہے کہ میں نے حکمؒ سے دریافت کیا کہ تم زاذان کی حدیث کیوں قبول نہیں کرتے

انہوں نے فرمایا وہ بولتا بہت ہے۔ اور دستور ہے کہ جو بولتا زیادہ ہو وہ ہرگز محتاط نہیں رہ سکتا۔
مسلمہ بن کہیل کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اس سے بہتر ابو المقوی ہے۔ ابو ایک رافضی ہے
اور محدثین نے اس کی حدیث کو رد کیا ہے، حالانکہ اس کی اکثر روایات مرسل ہوتی ہیں۔ ابو احمد
الحاکم کا بیان ہے کہ وہ محدثین کے نزدیک قابل اعتبار نہیں۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ ایک تاجر تھا اور بہا ایک لگا بک سے لڑتا تھا۔ حتیٰ کہ ہر لگا بک
اسے شری تصور کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے ابن مسعود کے ہاتھ پر توبہ کی، یعنی کفر سے۔ میزان ج ۲ صفحہ ۹۳
بریلویوں نے حضور کے نور ہونے کا چکر اسی قسم کی روایات سے اخذ کیا ہے۔ وہ اس قسم کے
مسائل میں شیعوں کے مقلد ہیں۔ اگرچہ ان کے امام احمد رضا کا قول یہ ہے کہ شیعہ جہنم کے کتے ہیں
اسی حسن بن علی نے اور بھی اس قسم کی متعدد روایات وضع کی ہیں۔ ان میں سے ایک
روایت اور ملاحظہ فرمائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری بیٹی انسانی حور ہے جسے نہ حیض آتا
ہے نہ نفاس۔ اللہ نے اس کا فاطمہؓ اس لئے نام رکھا کہ اس نے فاطمہؓ اور اس کے محبت کرنے والوں کو
آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ اللآلی المصنوعہ ج صفحہ ۲

خطیب یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں، یہ روایت ثابت نہیں۔ اس کی سند میں متعدد راوی
مجہول ہیں۔ اللآلی ج صفحہ ۲

قاسم بن مطیب ۔ نہ صرف مجہول بلکہ بعض راوی سخت مجروح ہیں جن میں سے ایک راوی
قاسم بن مطیب ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ وہ اس قابل ہے کہ اس کی روایت ترک کر دی جائے۔
حسن بن عمرو بن سیف ۔ ایک اور راوی حسن بن عمرو بن سیف ہے۔ علی بن المدینی اور
بخاری کہتے ہیں کذاب ہے۔ ابو زرعہ رازی کا قول ہے متروک ہے۔ ابن جوزی نے بھی اسے کذاب قرار دیا ہے۔
میزان ج صفحہ ۵۱۹

ان دونوں کے علاوہ اس کے بقیہ تمام روات مجہول ہیں اور خطیب سے قبل کسی مصنف نے اسے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

روایت نہیں کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے جو عالم شباب میں انتقال فرمایا۔ کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ حیض و نفاس نہ آنے کے باعث پیٹ میں گیسیں پڑ گئی ہوں اور ان کی گرمی دماغ کو چڑھ گئی ہو جو ان کی موت کا سبب بنی ہو۔ سیادی برادری ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے کہیں دوبارہ کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جائے۔

یہ وہ کہانیاں ہیں جن کے بل بوتے پر لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ سیّد پر آگ اثر نہیں کرتی۔ لہذا قارئین کرام سگریٹ یا ماچس کے ذریعہ ان کا امتحان کر لیا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی تخریب کار کے پھندے میں پھنس جائیں۔

اگر زمین و آسمان ایک پلڑے میں اور علیؓ کا ایمان ایک پلڑے میں رکھا جائے تو علیؓ کا ایمان بھاری رہے گا

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اگر زمین و آسمان ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور ایمان علیؓ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو ایمان علیؓ بھاری رہے گا (میزان الاعتدال ج ۳)

محمد بن تسنیم اس کا راوی محمد بن تسنیم الوراق ہے۔ ذہبی کہتے ہیں میں اس کے حال سے واقف نہیں۔ لہذا اس کی یہ روایت باطل ہے۔

یہ روایت ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے شاید عالم خواب میں یہ بات فرمائی ہو۔ لیکن جہاں تک عالم بیداری کا تعلق ہے وہ اس کے قائل تھے کہ سب سے اول ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر ابوعبیدہؓ اور وہ چھ افراد جنہیں شوریٰ کے لئے انہوں نے چنا تھا ان میں سب سے بہتر سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔ غالباً ابن عساکر نے چھٹی صدی میں یہ خواب دیکھا تھا۔

جس نے حضرت علیؓ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے چھوڑا اس نے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اللہ کو چھوڑا۔ اور جس نے علیؓ کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا، اور جس نے علیؓ سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی کی
اور جس نے مجھ سے دوستی کی اس نے اللہ سے دوستی کی۔ میزان ج ۲ ص ۴۹

اس داستان کا راوی رزین الکوفی الاعمیٰ ہے۔ جو حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث روایت کرتا ہے۔ ازدی کہتے
ہیں یہ متروک ہے۔ اس سے حبیب بن ابی ثابت نے یہ حدیث روایت کی ہے پھر ازدی نے اسی رزین کی ان
باطل روایات میں سے گذشتہ روایت کو پیش کیا۔ میزان ج ۲ ص ۴۹

میرا خیال ہے کہ اس رزین الکوفی الاعمیٰ سے اس کے علاوہ اور کوئی روایت مروی نہیں۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں یہ رزین الکوفی مجہول ہے۔ تقریب ص ۱۰۳

چونکہ اکثر صحابہ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی بلکہ صرف آٹھ دس صحابہ نے بیعت کی جب کہ صحابہ کی تعداد
اس وقت ۸۰ اور ۹۰ ہزار کے درمیان تھی۔ حتیٰ کہ ابوہریرہؓ نے بھی بیعت نہیں کی تھی جن کی جانب یہ روایت منسوب
کی گئی۔ بلکہ وہ مدینہ میں مروان کے قائم مقام رہے۔ الغرض تمام صحابہ نے حضور کو بھی چھوڑا اور اللہ کو بھی چھوڑا۔ بقول
سبائیہ صرف پانچ افراد مومن تھے۔ باقی کافر تھے جن میں تمام صحابہ کرام اور اہل سنت شامل ہیں۔

حضرت علیؓ دابۃ الارض ہیں

حبیب بن ابی صہبان کا بیان ہے کہ میں نے علیؓ کو منبر پر یہ کہتے سنا کہ دابۃ الارض (زمین کا چوپایہ) منہ
سے کہنے لگا کہ میں چرپروں سے بچے گا؟ اس پر رشید ہجری نے کہا میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اے علیؓ آپ ہی دابۃ الارض
ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے اسے سخت الفاظ کہے۔

رشید الہجری

یہ رشید الہجری حضرت علیؓ کا شاگرد ہے جو انہیں دابۃ الارض بتاتا ہے۔ جوزجانی کا بیان ہے
یہ کذاب ہے۔ نسائی کہتے ہیں قوی نہیں۔ بخاری کہتے ہیں محدثین نے اس پر کلام کیا ہے
عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے شاگردوں میں سے امام شعبی نے رشید الہجری۔
حبۃ العرنی اور اصبغ بن نباتہ کو دیکھا ہے۔ حارث اعور کو بھی، وہ انہیں کچھ نہ سمجھتے تھے۔

زکریا بن ابی زائدہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ امام شعبیؒ سے دریافت کیا۔ کیا وجہ ہے آپ حضرت علیؓ
کے ساتھیوں پر عیب لگاتے ہیں۔ حالانکہ آپ نے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ میں نے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اصحابِ علیؓ میں سے کس سے علم حاصل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا، حارث الاعور، صعصعہ اور رشید ہجری۔

انہوں نے فرمایا صعصعہ ایک خطیب تھا میں نے اس سے فنِ خطابت حاصل کیا، حارث ایک حاسب تھا میں نے اس سے حساب سیکھا، جہاں تک رشید ہجری کا تعلق ہے تو آؤ میں تم سے اس کا حال بیان کرتا ہوں۔

ایک روز ایک شخص نے مجھ سے کہا چلو رشید کے پاس چلیں ہم اس کے پاس گئے۔ اس نے جب سے مجھے دیکھا تو انگلیوں سے تیس کا ہندسہ بنایا، یہ دیکھ کر لوگوں کو یہ بتانا مقصود تھا کہ وہ تیس آدمی تھیں۔ جب اسے یہ یقین ہو گیا کہ ان کا کوئی دشمن نہیں تو بولا کہ ہم حضرت علیؓ کی موت کے بعد حضرت حسنؓ کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا ہمیں امیر المومنین کے پاس اندر جانے دو۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا وہ تو مر چکے۔

رشید کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا وہ ہرگز نہیں مرے بلکہ وہ بالکل زندہ ہیں اور چادر کے نیچے چھپے پڑے ہیں۔ شخص نے جواب دیا جب تم نے حقیقت پہچان لی ہے تو تم اندر جا سکتے ہو لیکن انہیں جگانا نہیں۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد امام شعبی نے سوال کیا۔ اے زکریا بن زائدہ اور تو کیا معلوم کرنا چاہتا ہے!

ابن عیاش کا بیان ہے کہ رشید حضرت علیؓ کی دوبارہ آمد پر ایمان رکھتا تھا۔ اس کے بعد ابن حبان نے امام شعبی سے اس کا ایک اور واقعہ نقل کیا۔ تو میں ایک روز اس کے پاس گیا تو کہنے لگا۔ میں حج کرنے گیا تھا اور میں نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں امیر المومنین (حضرت علیؓ) سے کوئی عہد لوں گا تو میں علیؓ کے دروازے پر پہنچا۔ اور ایک شخص سے جو دروازے پر کھڑا تھا اس سے کہا امیر المومنین کے پاس جاؤ اور میرے لئے اجازت طلب کرو۔ اس نے جواب دیا امیر المومنین تو مر چکے اور وہ بھی کوفہ میں نہ کہ مدینہ میں۔ میں نے اس سے کہا کہ وہ تم میں مر گئے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ تو ایک زندہ انسان کی طرح سانس لے رہے ہیں۔ اس شخص نے جواب دیا، جب تو آلِ محمد کے راز سے واقف ہو گیا ہے تو جا اندر چلا جا۔ رشید کہتا ہے میں اندر گیا۔ اور امیر المومنین نے مجھے ہونے والے واقعات بتائے۔ یہ سن کر امام شعبی نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ پر اللہ کی لعنت۔

اس واقعہ کی خبر ابن زیاد کو پہنچ گئی جو کوفہ کا گورنر تھا اس نے اس رشید کی زبان کاٹ کر پھانسی پر چڑھا دیا۔ حضرت علیؓ کے اکثر شاگردوں کا تقریباً یہی حال ہے۔ یہی تو امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں سفیان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اصحاب علی کلھم کذابون — علیؓ کے سب ساتھی جھوٹے ہیں۔

اور شعبی بجلی نے ابن سیرین کا یہ قول نقل کیا ہے۔

کل ما یروی عن علی فہو باطل — علیؓ سے جتنی روایات نقل کی جاتی ہیں وہ سب باطل ہیں

حضرت علیؓ کے تقریباً تمام ساتھیوں کا یہی حال ہے۔ ان میں سے اصبغ بن نباتہ، حارث اعور اور رُشید کا حال گزر چکا ہے باقی ساتھیوں کا حال بھی کسی نہ کسی جگہ آجائے گا۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں جوزجانی کا بیان ہے کہ کذاب ہے، یہ ثقہ نہیں۔ نسائی لکھتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۔ نسائی بخاری کہتے ہیں محدثین کو اس پر کلام ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن معین ان لوگوں کو ایک حبہ کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتے جنہیں شعبی نے دیکھا ہے۔ میزان ج ۲ ص ۱/۵

میں اس کا دشمن ہوں جو علیؓ سے دشمنی رکھے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا اللہ میرا دوست ہے اور میں تیرا دوست ہوں، جو تجھ سے دشمنی رکھے میں اس کا دشمن ہوں۔ اور جو تجھ سے دوستی رکھے میں اس کا دوست ہوں۔ میزان ج ۲ ص ۷۵۔

زکریا بن یحییٰ — اس کا راوی زکریا بن یحییٰ الکسائی کوفی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں میں نے اس کے بارے میں یحییٰ بن معین سے دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا یہ بدترین انسان ہے اور بدترین قسم کی روایات بیان کرتا ہے۔ میں نے کہا مجھ سے تو وہ یہ کہہ رہا تھا کہ یحییٰ بن معین نے مجھ سے یہ حدیث لکھی ہے۔ یہ سن کر امام یحییٰ نے منہ پھیر لیا۔ اور اللہ کی قسم کھا کر کہا میں تو اس کے پاس کبھی نہیں گیا۔ اور نہ اس سے کوئی روایت لکھی ہے۔ وہ تو اس قابل ہے کہ ایک کنواں کھود کر اس میں اسے دھکا دے دیا جائے۔ نسائی اور دارقطنی کا بیان ہے کہ متروک ہے۔

میزان ج ۲ ص ۷۴۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۹۹۔ کتاب الضعفاء والمتروکین نسائی ص ۴۳۔

اس نے ذکر کیا ہے بروایت علی بن القاسم الکرنی سے نقل کی ہے اور وہ اسے معلی بن عرفان سے نقل کرتے ہیں

معلی بن عرفان

یہ اپنے چچا ابو وائل شقیق بن سلمہ سے بیان نقل کرتا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ معلی کچھ نہیں بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہے۔ میزان ج ۴ ص ۱۴۸۔ نسائی کا بیان ہے یہ متروک الحدیث ہے کتاب الضعفاء والمتروکین لنسائی ص ۹۸

ذہبی کہتے ہیں یہ غالی شیعوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے چچا شقیق کے واسطے سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ جنگ صفین میں حاضر ہوئے۔ حالانکہ عبداللہؓ جنگ صفین سے چار سال قبل انتقال کر چکے تھے اور اس کے چچا شقیق ان لوگوں میں داخل تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کا ساتھ نہیں دیا۔ اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں کو قاتل عثمانؓ تصور کرتے رہے۔ میزان ج ۴ ص ۱۴۸۔ گویا یہ روایت جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ وہیں عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے شاگرد شقیق پر جھوٹ ہے۔

مؤمنین کیلئے علیؓ کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا کافی ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ وہ یہ آیت اس طرح تلاوت فرماتے۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ بِعَلِيٍّ — اور اللہ مومنین کی جانب سے قتال میں کافی ہے (علیؓ کے ساتھ مل کر)

میزان ج ۴ ص ۱۴۸

قرآن مجید کی آیت اتنی ہے۔ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔ اس آیت کریمہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے نام سے بعلی کا اضافہ کیا گیا۔ اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی تاکہ یہ ثابت کیا جاسکے کہ یہ قرآن ناقص ہے۔ بقول شیعہ قرآن کے چالیس پاروں میں دس پارے حضرت علیؓ نے خلافت ابی بکرؓ میں امام غائب کی حاضری تک غائب کر دیئے تھے۔ اور اس قرآن میں بھی بہت سے مقامات تھے جو حضرت علیؓ کے فضائل میں تھے عثمانؓ انہیں کھا گئے اور عبداللہ بن مسعودؓ کے قرآن کو عثمانؓ نے قبول نہیں کیا۔ اتفاق سے وہ دو نفیوں کے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ہاتھ آگیا تھا۔ اس میں یہ آیت بھی تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے ۔

عباد بن یعقوب اس روایت کا راوی عباد بن یعقوب الرواجنی الکوفی ہے جو انتہائی غالی شیعہ ہے، بلکہ اس کا شمار سرداران شیعہ میں ہوتا ہے۔ لیکن اس کی روایات بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں ۔

ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ یہ شخص ثقہ ہے۔ ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ عباد اپنے دین میں متہم ہے لیکن روایت حدیث میں ثقہ ہے۔ غالباً یہی خیال امام بخاری کا ہے ۔

عبدان الاہوازی کا بیان ہے کہ عباد بن یعقوب صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ ابن عدی لکھتے ہیں اس نے فضائل میں متعدد منکر احادیث روایت کی ہیں (ان میں سے ایک پیش کردہ روایت یہ بھی ہے)

صالح جزرہ کا بیان ہے کہ یہ حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا تھا، میں نے اسے یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عادل ہے کہ وہ طلحہؓ اور زبیرؓ کو جنت میں داخل کرے جنہوں نے علی کی بیعت کر کے توڑ دی اور پھر علیؓ سے جنگ کی۔ (زبردستی کی بیعت کا یہی حال ہوتا ہے)

قاسم بن زکریا المطرز کا بیان ہے کہ میں حدیث سننے کے لئے عباد کے پاس گیا۔ اور اس کا قاعدہ تھا کہ جو شخص اس سے روایات سننے آتا تو اس کا امتحان لیتا کہ وہ سنی ہے یا شیعہ۔ میں جب اس کے پاس گیا تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ سمندر کس نے کھودا ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ نے۔ اس نے کہا اللہ نے کھودا ہوگا لیکن یہ کہو کہ وہ ختم ہو گیا ہوگا تم میرے سوال کا جواب دو۔ میں نے عرض کیا آپ ہی بتائیں۔ اس نے جواب دیا علیؓ نے۔ پھر سوال کیا سمندر جاری کس نے کیا۔ میں نے جواب دیا اللہ نے۔ اس نے کہا اللہ نے جاری کیا ہوگا تم میرے سوال کا جواب دیجئے۔ کہا آپ ہی بتا دیں۔ اس نے جواب دیا حسین ابن علیؓ نے۔

قاسم کا بیان ہے کہ عباد نابینا تھا، میری اچانک نظر پڑی کہ اس کے گھر میں تلوار لٹکی ہوئی ہے میں نے اس سے سوال کیا کہ تم نے یہ تلوار کس لئے رکھ رکھی ہے؟ کہنے لگا مہدی کے ساتھ شریک ہو کر جنگ کرنے کیلئے۔ جب اس شخص سے جتنی روایات سننی تھیں جب انہیں سن چکا تو پھر میں اس کے پاس گیا۔ اس نے سوال کیا سمندر کس نے کھودا؟ میں نے جواب دیا معاویہؓ نے کھودا، عمرو بن العاص نے جاری کیا۔ پھر اس وہاں

سے اچھل کر بھاگا اور وہ پیچھے سے چیختا رہا اس اللہ کے دشمن فاسق کو پکڑو اور قتل کرو۔

محمد بن جریر طبری کا بیان ہے کہ میں نے ابن عباد کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص ہر نماز میں آل محمدؐ کے دشمنوں پر تبرا نہیں کرتا، اس کا حشر بھی آل محمدؐ کے دشمنوں کے ساتھ ہوگا۔

ابن حبان لکھتے ہیں اس کا انتقال ۲۵۰ھ میں ہوا یہ لوگوں کو رفض کی دعوت دیتا تھا۔ میزان ج۲ صفحہ ۳۷۹

عباد نے یہ روایت فضل بن القاسم سے نقل کی ہے۔ ذہبی لکھتے ہیں میں اسے نہیں جانتا۔ اس روایت کے بقیہ رواۃ ثقہ اور اہل سنت ہیں جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس روایت کو تیار کرنے والا یا عباد بن یعقوب رواجنی ہے یا فضل بن القاسم۔ اور فضل بن القاسم کا رجال و تاریخ میں کوئی وجود نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی موہومی پسندیدہ ہو اور اس کے نام سے یہ روایت وضع کی گئی ہو۔ اس صورت میں اس کا واضع عباد ہوگا۔ یہی بات ابن عدی اور ذہبی نے یہ روایت عباد کے تذکرہ میں ذکر کی ہے۔ اس روایت کی موجودگی میں یہ دعویٰ کہ یہ رافضی سچا ہے۔ باطل ہے۔ اسی وجہ سے مسلم، نسائی اور ابوداؤد نے اس کی روایت نہیں لیں۔

سوید : ۔ جنیدی نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ اس سوید پر اعتراض ہے، یہ نابینا ہو گیا تھا تو جو شخص چاہتا اسے تلقین کر کے کہلوا لیتا۔

دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ ثقہ ہے۔ لیکن بڑھاپے میں اس کے سامنے بعض غلط چیزیں پڑھی گئیں اور یہ ان کی تصدیق کرتا۔

یحییٰ بن معین نے اسے جھوٹا کہا اور اسے کذاب کہا۔ ابن الجوزی نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ اس سوید نے امام مالک سے موطا بھی روایت کی ہے۔ کہا جاتا ہے اس نے موطا پس دیوار سے سنی تھی۔ اسی لئے یہ سوید ضعف کے زیادہ قریب ہے۔

ابوداؤد کا بیان ہے کہ میں نے یحییٰ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں یہ شخص حلال الدم ہے۔ یعنی اس کا خون مباح ہے۔ اور حسین بن فہم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے۔ اللہ اس پر کبھی رحمت نازل نہ فرمائے۔

ابوبکر الاعین سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ حیض کا پروردہ بڈھا ہے۔ اس نے بالسند یہ روایت پیش کی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا جو ہمارے دین میں اپنی رائے سے

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کوئی بات مجھے اسے نقل کر دو۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ وہ حدیث ہے جس کے بارے میں یحییٰ نے کہا تھا کاش میرے پاس ایک ڈھال اور ایک تلوار ہوتی تو میں اس سوید سے جہاد کرتا۔

حاکم کا بیان ہے کہ یحییٰ نے اس سوید پر اس حدیث کے باعث اعتراض کیا کہ جس شخص نے عشق کیا۔ اسے چھپایا۔ اور پاکدامن رہا۔ اور پھر اس حال میں مر گیا تو وہ شہادت کی موت مرا۔ جب یحییٰ کے سامنے یہ روایت بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا کاش میرے پاس ایک گھوڑا اور نیزہ ہوتا میں سوید سے جا کر جہاد کرتا۔

ابراہیم بن ابی طالب کا بیان ہے کہ میں نے امام مسلم سے سوال کیا آپ نے سوید کی روایت جو اپنی صحیح میں نقل کی ہے اس کا جواز کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں حفص بن میسرہ کا نسخہ کہاں سے نقل کرتا۔ کیونکہ اس کا نسخہ تو اسی کے پاس ہے۔

یہ وہی سوید ہے جس نے ابو معاویہ، اعمش، عطیہ اور ابو سعید کے واسطے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حسن و حسین نوجوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ حالانکہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ عطیہ جب ابو سعید سے روایت کرتا ہے تو اس کی مراد کلبی کذاب ہوتا ہے نہ کہ ابو سعید خدری۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ روایت ابو معاویہ سے باطل ہے۔ لیکن ذہبی کا بیان ہے کہ جب میں غور کیا تو میں نے یہ روایت مستدرک تحقیق میں ابو کریب۔ ابو معاویہ کی سند سے پائی اس لحاظ سے اس روایت کے بیان کرنے کا جرم سوید پر واضح نہیں ہوتا جس کے باعث وہ اس جرم سے پاک رہتا ہے۔ بشرطیکہ اوپر کے راوی سب معتبر ہوں۔

سوید سو سال تک زندہ رہا اور ۲۴۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

ابن عدی نے اس کی متعدد روایات کو منکر قرار دیا جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت جابرؓ نے ارشاد فرمایا جو حضرت علیؓ کے قتال میں شبہ کرے وہ کافر ہے۔

ہمارے لئے مصیبت یہ ہے کہ حضرت جابرؓ تک حیات رہے اور تا دم مرگ کسی ایسی جنگ میں کبھی حصہ نہیں لیا جو کسی مسلم نے مسلم کے خلاف لڑی ہو۔ حتیٰ کہ حضرت جابرؓ نے حضرت علیؓ کا بھی ساتھ نہیں دیا

تو وہ ایسی بات کیسے فرما سکتے تھے۔ یہ بات تو کسی تقیہ باز نے کی ہوگی۔ صحابہ کرام جس امیر کی بیعت کر لے اسکے ساتھ جنگ میں شرکت سے گریز کرتے کیونکہ اس طرح جنگ ترک کرنا بیعت سے انحراف ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ نے دیگر صحابہ کرام کی مانند حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔

خم غدیر کی ایک اور کہانی۔ براءؓ بن عازب کی زبانی

حضرت براءؓ بن عازبؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ فرمائے۔ جن میں سے ایک پر علیؓ بن ابی طالب کو اور دوسرے پر خالد بن ولیدؓ کو امیر بنایا۔ اور فرمایا جب قتل و قتال شروع ہو جائے تو علیؓ امیر ہوں گے۔

الغرض حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا۔ اور وہاں سے ایک باندی حاصل کر لی۔ اس واقعہ پر حضرت خالدؓ بن الولید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک خط تحریر کر کے مجھے دیا جس میں علیؓ کی چغلی تھی۔

براءؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے خط پڑھا تو آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت فرماتا ہے میں نے عرض کیا۔ میں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں تو صرف ایک قاصد ہوں۔

ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے ہمیں اس روایت کی اس سند کے علاوہ کوئی اور سند معلوم نہیں۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۳۔

اس روایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پہلا سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں سے تقسیم کے بغیر کچھ لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر یہ جائز ہے تو یہ خمس تمام مسلمانوں کا مال ہے یا صرف پنجتن کا حق ہے اگر تقسیم کے بغیر مال لینا ناجائز ہے تو تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اسے عربی میں غلول یا غلّا کہتے ہیں۔ یعنی غبن اور بددیانتی۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے اجازت ہے جن کا خمس میں حصہ ہے تو اول تو خمس میں متعدد افراد کا حصہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے۔

وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۔

اور جان لو کہ جو شئے تم غنیمت میں حاصل کرو تو اس کا خمس اللہ، رسول، ذوی القربیٰ یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لئے ہو۔

معلوم ہوا خمس میں یتیم، مساکین اور مسافروں کا بھی حق ہے۔ اس طرح یہ حق عام ہوگا۔ اگر یہ کہتے ہو کہ یہ ذوی القربیٰ کا حق ہے تو لفظ ذوی القربیٰ بہت عام ہے۔ اس میں تمام قریش داخل ہوجائیں گے اور اگر اس لفظ کو خاص مانا جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اس خمس میں سے فاطمہؓ کو غلام دینا قبول نہیں کیا تو یہ باندی حضرت علیؓ کیلئے کیسے جائز ہوگی۔؟

اگر ایسا فعل جیسے جائز ہوتیں تو صحابہ کرام کو یہ عمل ناگوار نہ گزرتا۔ اور نہ شکایت ہوتی۔ اور یہ بھی خلاف عقل ہے کہ صحیح شکایت پر حضور ناگواری کا اظہار فرمائیں۔

یہ بھی غلط ہے کہ حضرت علیؓ کو کوئی لشکر دے کر بھیجا گیا تھا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انھیں خالد بن ولیدؓ کے پاس خمس لینے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جب حضرت علیؓ نے خمس پر قبضہ کر لیا تو ان سے مال خمس میں یہ غلطی سرزد ہوئی۔ کیونکہ حضرت بریدہؓ کے الفاظ ہیں۔

بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی خالد لیقبض الخمس وکنت ابغض علیا وقد اغتسل فقلت لخالد الا تری لهذا فلما قدمنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت ذلک له فقال یا بریدة اتبغض علیا فقلت نعم قال لا تبغضه فان له فی الخمس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ کے پاس علیؓ کو اس لئے بھیجا تاکہ وہ ان سے خمس حاصل کریں اور میں علیؓ سے بغض رکھتا تھا کیونکہ انہوں نے غسل کیا تھا میں نے خالدؓ سے کہا کیا آپ اس شخص (علیؓ) کو نہیں دیکھتے جب ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تمام واقعہ حضور کے سامنے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اے بریدہؓ کیا تو علیؓ سے بغض رکھتا ہے۔ میں نے جواب دیا جی ہاں ۔

اکثر من ذالک ۔ نے فرمایا اس سے بغض نہ رکھو کیونکہ خمس میں اس کا اس

(بخاری ج ۲ ص ۶۲۳) سے زیادہ حصہ ہے ۔

اس واقعہ سے ان تمام امور کی تردید ہوگئی جو بریدہؓ کی روایت میں کہی گئی ہے۔ اور بریدہؓ کو حضور نے اگرچہ یہ نصیحت فرمائی کہ علیؓ سے بغض نہ رکھو۔ لیکن اس امر پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔ حالانکہ بغض کا درجہ شکایت سے بہت بلند ہے۔ ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغض پر تو ناراضگی کا اظہار نہ فرمائیں۔ اور مطلق شکایت پر ناراضگی کا اتنا اظہار ہو جب کہ دونوں کی وجہ بھی ایک ہو۔

اس حدیث سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ حُبِّ علیؓ کوئی جزو ایمان نہیں۔ اور نہ بغض علیؓ سے کوئی شخص ایمان سے خارج ہو سکتا ہے۔ اور علی الخصوص جب اس بغض کی وجہ کوئی شرعی معاملہ ہو۔ الغرض اس قسم کی جتنی روایات پائی جاتی ہیں وہ سب منکر ہیں۔ اور شیعوں کی اختراعات ہیں۔ لہٰذا پہلے اس روایت کی سند بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ابو اسحاق سبیعی اس کے پہلے راوی ابو اسحاق ہیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ آخر عمر میں ان کا بھی حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ یہ مشہور ثقہ اور شیعہ تابعی ہیں لیکن تدلیس کے مریض تھے۔

امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں اہل کوفہ میں تدلیس کا مرض پیدا کرنے اور انہیں خراب کرنے والے ابو اسحاق اور اعمش ہیں۔ میزان الاعتدال ج ۳ ص ۲۷ ۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مدلس کی حدیث معنعن محدثین کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ اور یہ حدیث معنعن ہے۔ اس لحاظ سے یہ روایت قابل قبول نہیں۔

یونس بن ابی اسحاق ابو اسحاق سے یہ روایت نقل کرنے والے ان کے صاحبزادے یونس ہیں۔ ان کی روایات بخاری کے علاوہ تمام کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔

عبدالرحمان بن مہدی فرماتے ہیں۔ یہ کلام چلاؤ ہیں۔ ابو حاتم کا بیان ہے کہ سچے ہیں لیکن ان کی روایات بطور حجت پیش نہیں کی جا سکتی۔ نسائی کا قول ہے یہ کلام چلاؤ ہیں۔ ابن خراش کا قول ہے کہ ان کی

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

حدیث میں کمزوری ہوتی ہے۔

ابن حزم محلی فرماتے ہیں۔ انہیں احمد بن حنبل اور یحیٰی بن سعید نے انتہائی ضعیف قرار دیا ہے۔
ذہبی لکھتے ہیں کہ اگرچہ یہ بالذات سچے ہیں۔ لیکن شعبہ اور معتمر کے درجہ کے نہیں یحیٰی بن سعید القطان فرماتے ہیں ان میں غفلت پائی جاتی ہے۔ احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مضطرب الحدیث ہیں۔ عبداللہ نے اپنے والد امام احمد سے نقل کیا ہے کہ یہ ایسے اور ویسے ہیں یعنی کمزور ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۲۸۳

اس روایت کو یونس سے نقل کرنے والا احوص بن جواب ہے۔

احوص بن جواب بخاری نے اس سے کوئی روایت نہیں لی۔ ابو حاتم کہتے ہیں سچا ہے لیکن یحیٰی ابن معین کا قول ہے یہ قوی نہیں۔ میزان ج ۱ ص ۱۶۷

ان بحثوں سے اس روایت کا اندازہ فرمالیں۔ اور کچھ دیر کیلئے یہ بھی سوچیں کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلط بات کی اس انداز سے تردید فرماتے؟ کم از کم ہم جیسا بد عقل انسان ان امور کو قبول نہیں کر سکتا۔

ہم دونوں نور سے پیدا ہوئے

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں اور علیؓ نور سے پیدا ہوئے۔

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

دراصل اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہم دونوں کا نور پیدا فرمایا، ہم عرش کے دائیں جانب تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا۔ اس طرح ہم مردوں کی پشت میں تبدیل ہوتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبدالمطلب کی پشت میں رکھا۔ پھر اللہ نے اپنے نام سے ہمارا نام تخلیق فرمایا۔ پس اللہ محمود ہے اور میں محمد ہوں اور اللہ اعلیٰ ہے اور علی علی ہے۔

جعفر بن احمد

یہ روایت جعفر بن احمد نے وضع کی ہے۔ یہ ایک رافضی بچہ تھا احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ ہم اس امر کا یقین رکھتے تھے کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا

الموضوعات ج ۱ صفحہ ۳۴۷ ۔

امام ذہبی اس جعفر کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اس کا پورا نام جعفر بن احمد بن علی بن بیان بن زید بن سیابہ ابوالفضل الغافقی المصری ہے۔ جو ابن ابی العلاء کے نام سے مشہور ہے۔

ابن عدی نے ان کا پورا نسب نامہ لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ میں نے اس شخص سے ۲۹۴ھ اور ۲۹۳ھ میں احادیث تحریر کی تھیں، اور میرا گمان ہے کہ اسی سن میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس نے ابو صالح عبداللہ بن یوسف التنیسی اور سعید بن عفیر اور ایک جماعت سے موضوع احادیث روایت کی ہیں۔ ہم اس پر وضع حدیث کی تہمت لگاتے ہیں بلکہ ہمیں اس پر یقین ہے اور یہ رافضی تھا۔

ابن یونس نے اس کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ شخص رافضی تھا احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

اس کے بعد ابن عدی نے اس کی متعدد روایات نقل کر کے انہیں موضوع قرار دیا جن میں سے ایک روایت قارئین بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"تم اپنی پھوپی کھجور کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو کیونکہ اللہ نے اسے آدم کے پتلے سے بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔" میزان ج ۱ صفحہ ۴۰۳ ۔

تعجب تو اس پر ہے کہ جب آدم نور سے پیدا ہوئے تو مٹی کیسے بچ گئی کیا اس مٹی کو تعلق نور سے تھا۔ یا مٹی اور نور ایک ہی شے ہو سکتی ہے؟

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

رافضی گروہ کو جہاں پاؤ قتل کردو

حضرت فاطمہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے ابن ابی طالب تو اور تیرے شیعہ جنت میں جائیں گے۔ اور عنقریب ایسے گروہ آئیں گے جو تیری محبت کا اظہار کریں گے۔ یہ جماعت اسلام سے نکل جائے گی اور انہیں رافضی کہا جائے گا۔ اے علیؓ اگر تیری ان سے ملاقات ہو تو انھیں قتل کر دینا۔ کیونکہ یہ سب مشرک ہوں گے۔

ہمیں افسوس یہ ہے کہ یہ حکم حضرت علیؓ کو دیا گیا ہمیں نہ دیا گیا۔ اگر ہمیں دیا جاتا تو ہو سکتا ہے کہ یہ سرزمین رافضیوں سے پاک نظر آتی۔

اگرچہ یہ روایت سابقہ صفحات میں بھی گزر چکی ہے۔ لیکن چونکہ الفاظ میں تھوڑا بہت فرق تھا اس لئے ہم نے اسے دوبارہ نقل کر دیا ہے۔ اس کا واضع تلید بن سلیمان الکوفی ہے۔ ذرا اس کا حال ذہبی کی زبانی سنیئے۔

تلید بن سلیمان الکوفی اس کی کنیت ابو الجحاف ہے۔ عطاء بن السائب اور عبد الملک بن عمیر سے روایت کرتا ہے۔ اور اس سے امام احمد اور ابن نمیر نے روایت لی ہے۔ اس کی منکرات میں سے یہ سابقہ روایت بھی ہے۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں یہ شیعہ ہے لیکن ہم اس کی روایت میں کوئی برائی نہیں سمجھتے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے حضرت عثمانؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ ایک دفعہ چھت پر چڑھا حضرت عثمانؓ کو برا کہہ رہا تھا تو حضرت عثمانؓ کے غلاموں میں سے کسی نے اس کے تیر کھینچ کر مارا۔ جس سے اس کے پاؤں ٹوٹ گئے۔

ابو داؤد کا بیان ہے کہ یہ رافضی ہے ابو بکرؓ و عمرؓ کو گالیاں دیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابو داؤد نے یہ الفاظ کہے کہ رافضی ہے خبیث ہے نسائی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔ میزان ج ۱ ص ۳۰۳ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۶

اس ساری روایت میں سب سے اہم لطیفہ یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت فاطمہؓ سے زینب بنت علیؓ نقل کر رہی ہیں۔ جن کے بارے میں روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی وفات سیدۃ النساء فاطمہؓ سے چند سال قبل واقع ہوئی۔ اور آخر میں قتل حسینؓ کے بعد اپنے داماد یزید کے پاس جا کر رہیں۔ اور وہاں دمشق میں انتقال کیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ انہوں نے رافضیوں سے ناراض ہو کر یہ بات کہی ہو۔

پل صراط پر عباسؓ، حمزہؓ اور علیؓ بیٹھے ہونگے

(اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے)

عبداللہؓ بن عباسؓ ارشاد الٰہی وعلی الاعراف رجال کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اعراف پل صراط پر ایک ٹیلہ ہوگا جس پر عباسؓ، حمزہؓ اور علیؓ بیٹھے ہوں گے۔ یہ اپنے چاہنے والوں کو چہرہ دیکھ کر پہچانیں گے کہ ان کے چاہنے والوں کے چہرے سپید ہوں گے۔ اور ان سے بغض رکھنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے
میزان ج ۲ ص ۱۹۲ ۔

عبرت ہے کہ آیت کریمہ میں اعراف کا ذکر ہو رہا ہے۔ اعراف چہار دیواری کو کہتے ہیں۔ اور راوی پل صراط پر ٹیلہ بنا رہا ہے اور اس پر حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کو چہرے پہچاننے کے لئے بٹھا رہا ہے لیکن بنو عباسؓ اور بنو علیؓ میں ہمیشہ جنگ جاری رہی لہٰذا یہ فیصلہ بڑا دشوار ہوگا کہ کس کے چہرے سپید ہیں اور کس کے سیاہ۔ کیونکہ خلافت بنو عباسؓ کے دور میں شیعان علیؓ ہمیشہ بغاوت کرتے رہے۔ لہٰذا یا تو شیعان علیؓ کے چہرے روشن ہوں گے یا شیعان عباسؓ کے جو ان سے لڑتے رہے۔ اور دونوں کے روشن ہونا ممکن نہیں۔

رہ گئے بیچارے حضرت حمزہؓ ان کا نام نہ عباسی لیتے ہیں اور نہ علوی۔ انہیں تو اس ٹیلہ پر صرف ایک مہرہ بنا کر بٹھایا جائے گا۔ ان بیچاروں کو کوئی عباسی اور کوئی علوی جانتا بھی نہ ہوگا۔

اعراف چہار دیواری کو بولتے ہیں۔ اور پل صراط دوزخ پر ایک پل ہوگا جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز

ہوگا۔ اور حضورؐ اس کے کنارے کھڑے کہتے ہونگے رب سلّم اے میرے رب محفوظ رکھ کہ پل صراط سے گزرنے والے یا بخیروخوبی گزر جائیں گے یا کٹ کر جہنم میں گر پڑیں گے۔ ظاہر ہے کہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے وہ تو کٹ کر دوزخ میں خود ہی گر جائیں گے۔

عاصم بن سلیمان

ابو شعیب التمیمی الکوزی البصری۔ کوز ایک قبیلہ ہے جس کی جانب یہ منسوب ہے۔ ہشام بن عروہ اور ایک جماعت سے اس نے حدیث روایت کی ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو احادیث وضع کیا کرتے تھے۔ فلاس کا بیان ہے کہ یہ احادیث وضع کرتا تھا میں نے اس جیسا احادیث وضع کرنے والا نہیں دیکھا۔ نسائی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں کذاب ہے۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ اس کی حدیث لکھنا بھی جائز نہیں مگر بغرض تعجب۔ ابوحاتم کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ میزان ج ۲ ص ۳۵۱۔ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۱۳۵ الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۱۹۔

جویبر

عاصم نے یہ روایت جویبر سے نقل کی ہے۔ جویبر سے مراد جویبر بن سعید ابوالقاسم الازدی البلخی ہے جو مشہور مفسر ہے اور ابن عباسؓ کی روایات نقل کرتا ہے۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ یہ کچھ نہیں۔ جوزجانی کہتے ہیں یہ اس قابل نہیں کہ اس کی جانب توجہ بھی دی جائے۔ نسائی اور دارقطنی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ میزان ج ۱ ص ۴۲۷۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی ص ۲۸۔ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۴۳۔

بخاری تاریخ الصغیر میں لکھتے ہیں کہ علی بن المدینی نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے کہ میں اس جویبر کو روایات کی وجہ سے پہچانتا ہوں۔ پھر اس کے بعد وہ روایات بیان کیں لیکن اس کے بعد ضعیف قرار دیئے گئے۔ تاریخ الصغیر ص ۲۷۔

ضحاک بن مزاحم البلخی

جویبر نے یہ روایت ضحاک بن مزاحم سے نقل کی ہے۔ یہ مشہور مفسر ہے بچوں کو ادب سکھاتا تھا۔ شعبہ کا بیان ہے کہ اس نے ابن عباسؓ سے ملاقات تک نہیں کی۔ عبدالملک بن میسرہ کا بیان ہے کہ یہ ضحاک عبداللہ بن عباسؓ سے ملا نہیں بلکہ اس نے تفسیر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سعید بن جبیر سے حاصل کی تھی لیکن یہ ضحاک درمیان سے سعید کا نام گرا کر اور خود کو ابن عباسؓ کی جانب منسوب کر دیتا ہے۔

مشاش کا بیان ہے کہ اس نے ابن عباسؓ کو دیکھا تک نہیں۔ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں یہ ضحاک ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ اگرچہ اسے یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل اور ابو زرعہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ سے جتنی روایات نقل کرتا ہے۔ سب پر اعتراض ہے۔ میزان ج ۲ ص ۳۲۵۔

علیؓ تو میرا نفس ہیں

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاصؓ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ کے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ فرمایا عائشہؓ۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا میں نے آپ کو کبھی علیؓ کے بارے میں کچھ کہتے نہیں سنا۔ آپ نے فرمایا علیؓ تو میرا نفس ہے اور کوئی اپنے نفس کے بارے میں کوئی بات نہیں کہتا۔ میزان ج ۲ ص ۳۴

حالانکہ حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے میدان صفین میں حضرت امیر معاویہؓ کا ساتھ دیا اور حضرت علیؓ کے مد مقابل آئے اور جو اپنے والد کی وفات کے بعد امیر معاویہؓ کی جانب سے مصر کے گورنر بنائے گئے اور یزید کے آخری دور میں انتقال فرمایا۔

دراصل اس روایت میں حضرت فاطمہؓ کا قول اور اس کا جواب موضوع ہے۔ اور یہ حدیث صحیح میں زیادتی کی گئی ہے۔ ذہبی کا بیان ہے کہ اس زیادتی کا راوی ظفر بن محمد الجزار ہے جو ان الفاظ کو ابو الربیع الزہرانی سے نقل کر رہا ہے۔ ان دونوں میں کسی نے حدیث صحیح میں اضافہ کیا ہے ذہبی لکھتے ہیں یہ زیادت موضوع ہے۔ خواہ ظفر بن محمد نے کی ہو یا اس کے استاد نے۔

حجاج بن ارطات

اس کا ایک راوی حجاج بن ارطات ہے جو مشہور فقیہ ہے لیکن روایت حدیث میں کمزور ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ اس کے سر سے جو کچھ نکلتا ہے۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اب اسے مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں۔

عجلی کا بیان ہے کہ یہ فقیہ ہے متقی ہے۔ لیکن احسا میں بڑائی کا مارا ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر سے مرسل روایت نقل کرتا ہے حالانکہ یحییٰ سے اس نے کوئی روایت نہیں سنی۔ اس پر تدلیس کا عیب لگایا گیا ہے۔ اس نے چھ سو کے قریب احادیث روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین کا بیان ہے۔ یہ سچا ہے لیکن قوی نہیں، تدلیس سے کام لیتا ہے۔ یحییٰ بن یعلیٰ المحاربی کا بیان ہے کہ ہمیں زائدہ نے اس امر کا حکم دیا کہ ہم حجاج بن ارطاۃ کی حدیث ترک کر دیں۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ اس حجاج نے زہری کو نہیں دیکھا اور نہ زہری ہی اس حجاج کے بارے میں بہت بری رائے رکھتے۔ وہ حجاج بن ارطاۃ اور محمد بن اسحاق کے بارے میں بہت بری رائے رکھتے جسے ہم بیان نہیں کر سکتے۔ تفصیلی حالات شعب جامعہ نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

علیؓ میرے علم کا تھیلا ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علی میرے علم کا تھیلا ہیں۔ میزان ج ۲ صفحہ ۲۲۔

یعنی اگر خدانخواستہ علیؓ نہ ہوتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم سے محروم ہو جاتے اور یہ صورت علیؓ کے پاس تو علم ہی علم ہوتا گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے علم میں تھیلے کے محتاج ہیں اور لطف یہ ہے کہ ابن عباسؓ جس کے باوجود حضرت علیؓ پر نکتہ چینی کرتے رہے۔ ان نکتہ چینیوں کا تماشا دیکھنا ہو تو طبری ملاحظہ فرمالیں۔

ضرار بن صرد الکوفی اس کی کنیت ابو نعیم ہے۔ بخاری کا قول ہے کہ متروک ہے۔ یحییٰ بن معین کا بیان ہے کہ کوفہ میں اصل کذاب دو ہیں ایک ضرار بن صرد اور ایک ابو نعیم النخعی۔ نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں۔ دارقطنی کا قول ہے کہ ضعیف ہے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں یہ قابل حجت نہیں۔ میزان ج ۲ صفحہ ۳۲۶

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

نسائی کہتے ہیں منصور بن عمرو متروک ہے اس کی کنیت ابو النضیم ہے۔ الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۹۵۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے۔ الضعفاء والمتروکین عدار قطنی ص۱۰۶۔

یحیٰی بن عیسی الرملی منصور نے یہ روایت یحیٰی بن عیسیٰ الرملی سے نقل کی ہے۔ نسائی کا بیان ہے کہ ضعیف ہے یحیٰی بن معین کہتے ہیں وہ کچھ نہیں ابن عدی کا بیان ہے کہ اس کی عام روایات کوئی دوسرا نقل نہیں کرتا۔ میزان ج۴ ص۴۰۱۔

عبایہ اس روایت کی سند میں ایک اور راوی عبایہ ہے جو حضرت علیؓ کا شاگرد ہے۔ غالی شیعہ ہے یہ وہی عبایہ ہے جس نے حضرت علیؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں دوزخ تقسیم کرونگا۔ اسی نے حضرت علیؓ سے یہ کہانی بھی نقل کی ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا پھر مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا پھر دوبارہ قتل کیا جاؤں گا۔ میزان ج۲ ص۳۸۷۔

اے علیؓ میرے بعد جو اختلاف ہوگا تو اسے ظاہر کریگا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے بعد امت میں جو اختلاف پیدا ہوگا تو اسے ظاہر کرے گا۔ میزان ج ۲ ص۳۲۸۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت انسؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ کسی جنگ میں حصہ نہیں لیا۔ اور اس جنگ میں شریک رہے جس میں یزید بن معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ حالانکہ صحابہ کرام کو اصل اختلاف حضرت علیؓ سے تھا مگر انھوں نے قاتلین عثمان کا ساتھ دیا۔

اس کہانی کا راوی بھی وہی مقرار بن عمرو الکوفی ہے جس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ اس سے نقل کرنے والا زکریا بن یحیٰی الکوفی ہے۔

زکریا بن یحیٰی الکوفی عبداللہ بن احمد کا بیان ہے کہ میں نے یحیٰی بن معین سے اس زکریا کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا یہ بڑا آدمی ہے۔ بدترین قسم کی کہانیاں بیان

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کہتا ہے میں نے عرض کیا اس سے تو مجھ سے کہا تھا کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے روایات لکھی ہیں۔ انہوں نے سند پھیر لیا اور قسم کھا کر بیان کیا کہ نہ تو وہ اس کے پاس گئے اور نہ اس سے کوئی روایت لکھی۔ اور فرمایا وہ تو اس قابل ہے کہ ایک کنواں کھود کر اس زکریا کو اس میں دھکا دے دیا جائے۔

اسی نے یہ کہانی نقل کی ہے کہ جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ۔ اور یہ عبارت اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل لکھی تھی۔ نسائی اور دارقطنی کا بیان ہے کہ یہ متروک ہے۔ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۷۳

نسائی لکھتے ہیں زکریا بن یحییٰ الکسائی متروک الحدیث ہے۔ ضعیف ہے۔ الضعفاء والمتروکین نسائی ص ۴۳
دارقطنی کا بیان ہے کہ زکریا بن یحییٰ الکسائی الکوفی متروک ہے۔ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ص ۹۵

یاقوت کی سرخ شاخ

حضرت زید بن ارقم کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو سرخ یاقوت کی شاخ چاہے وہ محبت علی رضی اللہ عنہ کو لازم پکڑ لے۔ میزان ج ۳ ص ۳۰۔

ابن حبان لکھتے ہیں کہ عبد الملک بن ودیل نے ایک موضوع کتاب اپنے باپ سے نقل کی ہے جس میں تمام روایات سدی کے ذریعہ حضرت زید بن ارقم سے منقول ہیں۔ یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ہیں۔ ان روایات کا اپنی کتابوں میں ذکر کرنا بھی حلال نہیں۔ ان میں سے ایک مرفوع روایت مذکورہ روایت ہے۔ میزان

یہ اثر بتاتا ہے کہ یہ روایت کسی کی وضع کردہ ہے کیونکہ اس کے تمام رواۃ یعنی عبد الملک بن ودیل بن عبد الملک اور سدی سب کذاب ہیں۔ اس کا راوی ودیل بن عبد الملک ہے جس نے اپنے باپ سے ایک موضوع نسخہ نقل کیا ہے۔ جس کا بیان کرنا بھی حلال نہیں۔

سدی دو ہیں سدی کبیر اور سدی صغیر اور اتفاق سے ہر دو رافضی ہیں۔ ان دونوں کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

Created with
nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اے علیؓ تجھے جس نے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؓ جس نے مجھے چھوڑا اس نے اللہ کو چھوڑا۔ اور جس نے تجھے چھوڑا اس نے مجھے چھوڑا۔ میزان ج ۳ ص ۱۵۔

ابوالجحاف ذہبی کا بیان ہے یہ روایت منکر ہے۔ اس کا راوی ابوالجحاف داؤد بن ابی عوف ہے۔ اسے اگرچہ احمد بن حنبلؒ، نسائیؒ اور ابو حاتمؒ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ لیکن ابن عدیؒ کا بیان ہے کہ یہ میرے نزدیک قابل حجت نہیں، شیعہ ہے اور اس کی عام روایات فضائل اہل بیت میں مروی ہوئی ہیں میزان ج ۲ ص ۱۸۔

ابوالجحاف نے اسے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے۔ اور میزان کے ایک نسخہ میں ہے کہ معاویہ سے روایت کیا ہے وہ ابوذرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے رجال کی کتب میں چھان بین کی۔ لیکن ہمیں کوئی ایسا ابو معاویہ نہ ملا جس نے ابوذرؓ سے روایات سنی ہوں۔ یہی حال معاویہ نامی شخص کا ہے کہ تابعین میں کوئی معاویہ نامی ایسا شخص موجود نہیں جس نے ابوذرؓ سے روایت سنی ہوں۔

ہاں یہ ممکن ضرور ہے کہ صحابہ میں سے کسی معاویہؓ نامی فرد نے ابوذرؓ سے روایت لی ہو۔ صحابہ میں متعدد افراد کا نام معاویہ ہے مثلاً معاویہؓ بن الحکم السلمی، معاویہؓ بن حیدۃ القشیری، اور معاویہؓ بن ابی سفیان۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس ابوالجحاف نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا، یہ تبع تابعی ہے۔ الغرض ہر صورت میں ایک راوی مجہول ہے اور درمیان میں سے روایت منقطع ہے۔

علیؓ امام الاولیاء ہیں

حضرت ابو برزۃؓ اسلمی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

سے علیؓ کے بارے میں عہد لیا کہ علیؓ ہدایت کے جھنڈے ہیں۔ امام الاولیاء اور باب الحکمۃ ہیں جو اللہ نے متقین پر لازم کیا ہے۔ جو علیؓ سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی۔ میزان ج ۲ ص ۲۷۹ ۔

ذہبی کا بیان ہے یہ روایت باطل ہے۔ اور اس کی سند کے تمام راوی مجہول ہیں۔ اور ولیوں کا یہ چکر تین سو سال بعد وجود میں آیا۔ جو اسلام میں ایک بدعت ہے۔

اے علیؓ عنقریب تیرے دونوں ستون گر جائینگے

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے میری خوشبو تجھ پر سلام ہو۔ میں دنیا میں سے بہترین خوشبو کی تجھے وصیت کرتا ہوں۔ ابھی کچھ دن بعد تیرے دونوں ستون گر جائیں گے۔
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو فرمایا یہ تیرے دو ستونوں میں سے ایک ستون ہے لیکن جب فاطمہؓ علیہا السلام کا انتقال ہوا۔ تو فرمایا یہ تیرا دوسرا ستون ہے۔ میزان ج ۴ ص ۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضورؐ نے اپنی وفات کے بعد کس طرح یہ بات بیان فرمائی کہ تیرا یہ پہلا ستون گرا اور کس طرح حضرت فاطمہؓ کے انتقال پر یہ بیان کیا کہ تیرا دوسرا ستون گرا۔ ہو سکتا ہے یہ بھی کوئی بات باطنی کی قسم کا کوئی مسئلہ ہو اور ہماری سمجھ سے بالاتر ہو۔

کدیمی اس کا راوی محمد بن یونس بن موسیٰ القرشی السامی البصری ہے جو کدیمی سے مشہور ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ اس پر وضع حدیث کا الزام ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں اس نے ایک ہزار سے زائد روایات وضع کی ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں یہ ایسے بزرگوں سے روایات نقل کرتا ہے جنہیں اس نے زندگی بھر کبھی نہیں دیکھا۔ ابو داؤد، موسیٰ بن ہارون اور قاسم المطرز کا بیان ہے کہ یہ کذاب ہے۔ دارقطنی کا قول ہے کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا۔ اس کی تعریف تو صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اس کے حال سے باخبر نہ ہو۔

ابوبکر احمد بن المطلب الہاشمی کا بیان ہے کہ ہم ایک روز قاسم بن زکریا المطرز کی حدیث سن رہے تھے راستے میں ان کی کتاب میں کدیمی کی حدیث آئی۔ انہوں نے اسے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ محمد بن عبد الجبار

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

کدیمی سے اکثر روایات نقل کرتے تھے انہوں نے کدیمی کی روایات پڑھنے پر اصرار کیا تو انہوں نے فرمایا جب میں کل اللہ کو حساب دوں گا تو یہ بھی کہوں گا کہ یہ کدیمی آپ کے رسول اور علماء پر جھوٹ بولتا تھا۔ میزان الاعتدال ج ۴ ص ۷۵۔ اس کا انتقال سنہ ۱۷۵ھ میں ہوا۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ کدیمی متروک ہے۔ کتاب الضعفاء و المتروکین ص ۲۰۱ للدارقطنی۔

حماد بن عیسیٰ الجہنی کدیمی نے یہ روایت حماد بن عیسیٰ الجہنی سے نقل کی ہے۔ ابن عدی کا بیان ہے کہ یہ حماد ابن جریج اور جعفر بن محمد کے نام سے من گھڑت روایات نقل کرتا ہے۔ ابو داؤد اور ابو حاتم نے اسے ضعیف کہا ہے۔ میزان ج ۱ ص ۵۹۸۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی میں بہتر کھجوریں آئیں۔

حضرت انس بن مالک نے حضرت عمر کے واسطے سے حضرت ابو بکر سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے مجھے جواب دیا۔ اور مٹھی بھر کر کھجوریں عنایت فرمائیں۔ میں نے انہیں شمار کیا تو وہ بہتر تھیں۔ پھر میں اٹھ کر علی بن ابی طالب کے پاس چلا گیا۔ ان کے سامنے بھی کھجوریں موجود تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور ہنسنے لگے اور مجھے ایک مٹھی بھر کے کھجوریں دیں۔ میں نے انہیں شمار کیا، تو ان کی تعداد بہتر تھی۔

مجھے اس پر تعجب ہوا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ کر آیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے پاس آیا، اور آپ کے روبرو کھجوریں تھیں آپ نے ایک ہتھیلی بھر کر مجھے دی میں نے انہیں شمار کیا تو وہ بہتر تھیں۔ پھر میں علی کے پاس چلا گیا۔ ان کے ہاں بھی کھجوریں پھیلی تھیں، انہوں نے ایک مٹھی کھجوریں مجھے دیں۔ میں نے انہیں شمار کیا تو وہ بھی بہتر تھیں۔ مجھے اس پر بہت تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تو نہیں جانتا کہ میرا اور علی کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں۔

Created with nitro PDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

اس موضوع پر ہم پہلے حبشی بن جنادہ کی روایت بیان کر چکے، اس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ بات صرف ایک جَو کی نہیں دو ہاتھ کی تھی اور دونوں ہاتھوں میں ساٹھ کھجوریں آئی تھیں اور یہاں ایک ہاتھ میں تیرہ کھجوریں آئی ہیں۔ فیا عجب۔

خطیب نے اس روایت کو اپنی تاریخ میں نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ روایت اس سند سے باطل ہے اور اسے قاسم ملطی کے علاوہ کوئی بیان نہیں کرتا۔

قاسم ملطی : اور وہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ قاسم ملطی کذاب ہے۔ العلل المتناہیہ ص ۱۴۳ [۳۴۲]

دارقطنی لکھتے ہیں یہ قاسم بن ابراہیم ملطی کا نام لکھنے کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔ کتاب الضعفاء والمتروکین للدارقطنی [۳۴۳]

ذہبی میزان میں لکھتے ہیں، یہ لوگوں سے نقل کرتا ہے۔ دارقطنی کا بیان ہے کہ کذاب تھا۔ ذہبی کا بیان ہے کہ یہ ایسی کرامات نقل کرتا ہے جو برداشت سے باہر ہیں۔ پھر ذہبی نے اس کی دو روایات نقل کیں۔

تمت بالخیر

Created with nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

ایک ضروری وضاحت

اس کتاب میں جہاں جہاں لفظ خدا آیا ہے وہاں اللہ پڑھا جائے لفظ خدا "اللہ" کی پوری نمائندگی نہیں کرتا کیونکہ یہ غیر اللہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے خداوند نعمت بادشاہوں کے لئے، خدائے سخن ادیب اور شعراء کے لئے، خدائے صفائی شرکوں کی صفائی سے متعلق عملہ کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ خدا کی جمع بھی آتی ہے جبکہ اللہ کی کوئی جمع نہیں۔ خدا فارسی زبان کا لفظ ہے جو ہر بڑے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے بعض مذاہب میں دو خداؤں کا تصور ہے۔ نیکی کے خدا کو خدائے یزدان اور بدی کے خدا کو خدائے اہرمن کہا جاتا ہے جبکہ اللہ ایک ذات کے لئے مخصوص ہے نہ اس کی جمع ہوتی ہے اور نہ یہ غیر اللہ کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ لفظ اللہ سے اس کی وحدانیت کا صحیح تصور پیدا ہوتا ہے۔ عظمت، بزرگی اور کبریائی لفظ اللہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ خدا سے نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے لئے یہی لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ اللہ کے لئے لفظ خدا کا استعمال اس کی صریح توہین ہے اس سے اللہ کا ایک ہونا ثابت نہیں ہوتا اور شرک لازم آتا ہے اللہ ہمیں اس شر سے محفوظ رکھے اور توفیق دے کہ ہم آئندہ "خدا" کی بجائے اللہ کا استعمال اپنے اوپر لازم کر لیں۔ آمین

(ادارہ)

Created with
nitroPDF professional
download the free trial online at nitropdf.com/professional

بیشک اعمال کا دارو مدار نیّت پر ہے